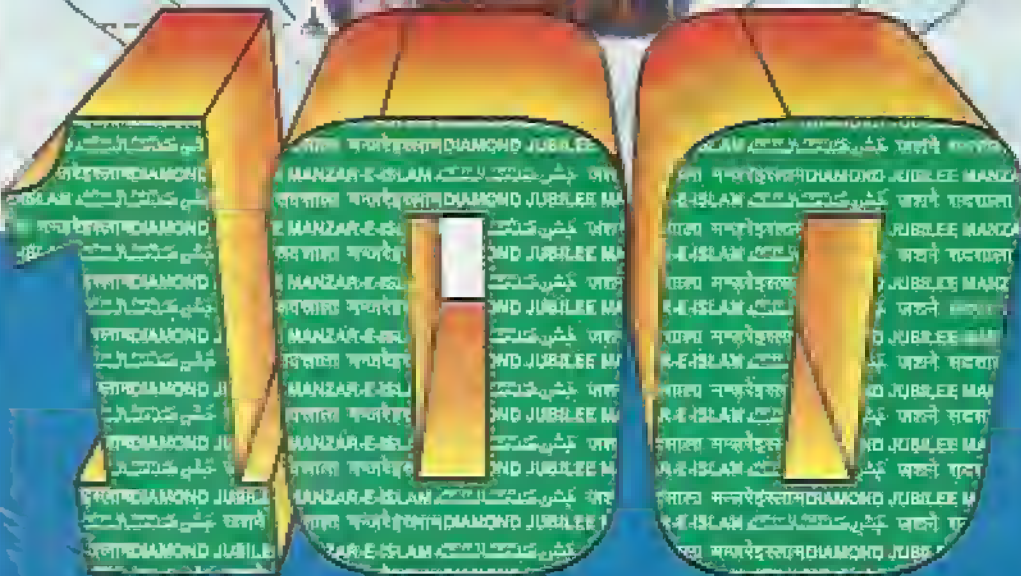


# ماہنامہ منظر کا ماہنامہ منظر کا



عزیز دوستوں کے موقع پر منظر اسلام کا  
جشن صد سالہ ۱۳۴۲ھ  
مبارک ہو

۲۵/۴/۲۰۲۲ء صفر المظفر ۱۴۴۳ھ  
مطابق ۱۹/۱۸/۲۰۲۱ء  
برکات، جمعہ، ہفت روزہ، الوار



ماہنامہ منظر کا



# راہِ یَکْضَل

تکلیف و تکالیف  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم

تکلیف و تکالیف  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم

شماره: ۱۲۱ جلد: ۱۲۱ ماہ: ۱۲۱

مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم



مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم

مشہور و معروف  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم

مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم

مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم

مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم

مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم

مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم  
مکتبہ دارالعلوم

کاتب: محمد صابر عالم راقب کشمیری  
ایک سو روپیہ



(۵)	مولانا سجاد رضا خاں	دل کی آواز
(۱۰)	ڈاکٹر مفتی عبدالدین آرزو	نوادرات
(۱۹)	وزیر اعظم ہند	قراج عقیدت
(۲۰)	ڈاکٹر مسعود احمد کراچی	منظر اسلام
(۲۶)	ڈاکٹر سید وجاہت رسول قادری (پاک)	منظر اسلام بریلی
(۳۳)	مولانا حسن علی رضوی (پاک)	چامعہ منظر اسلام اور مدرسہ دیوبند کا تقابلی جائزہ
(۵۹)	ڈاکٹر اوشاسا نیپال (امریکہ)	منظر اسلام
(۶۳)	مولانا شمیم کمالی	منظر اسلام میری نظر میں
(۶۹)	مولانا شبیہ القادری	منظر اسلام کی خشت اول
(۷۴)	ڈاکٹر سرتاج حسین رضوی	حافظ بیہوشی، بیہوشی اور منظر اسلام
(۸۰)	قاری المانت رسول	تاریخی مادے
(۸۶)	ڈاکٹر مجید اللہ قادری (پاک)	منظر اسلام اور شمس الدین
(۹۶)	مولانا توقیف رضا خاں	نوری تربیت گاہ
(۹۹)	مولانا جلال الدین قادری (پاک)	منظر اسلام اپنے دور قیام کی اہم ضرورت
(۱۱۳)	ڈاکٹر حسن رضا خاں	تعلیم کی اہمیت اور معیار تعلیم
(۱۲۳)	مولانا صفی احمد رضوی	امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم

مفسر اعظم ہند	مفتی عبدالواجد قادری	(۱۲۹)
منظر اسلام کاؤچی علمی فیضان	مولانا عیسیٰ رضوی	(۱۳۶)
صفہ اسلام	مولانا عیش بستوی (افریقہ)	(۱۷۱)
حافظ ملت	ڈاکٹر جلال الدین (کراچی)	(۱۷۶)
امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم	مفتی لطف اللہ	(۲۲۶)
عہد رضامیں سالانہ جلسے	سید شاہد علی رضوی	(۲۳۰)
پیغام	مولانا بدر القادری (ہالینڈ)	(۲۵۹)
مرکز اہل سنت	مولانا تسلیم رضا خاں	(۲۶۵)
منظر اسلام مرکز اہل سنت کیوں؟	ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی	(۲۶۷)
علم و فن کا مخزن	قاری شریف الحق	(۲۹۵)
منظر اسلام اور اس کا اہتمام	الحاج ڈاکٹر پرویز صدیقی	(۳۰۳)
مفتی فتوے	سید شاہد علی رامپوری	(۳۰۶)
اہم مکتوب	سید ضیاء الحسن (پاک)	(۳۲۱)
الجمعة الرضویہ	مولانا غلام احمد ذکی	(۳۳۱)
منظر اسلام کو سلام	قاری سخاوت حسین رضوی	(۳۳۳)
منظر اسلام کا فیضان	مولانا حبیب الرحمن	(۳۳۸)
جشن صد سالہ	مولانا سلطان اشرف	(۳۴۰)
معائنہ جات	علماء کرام	(۳۴۳)
نسبت و اراء العلوم سے	مولانا صادق رضوی پاکستان	(۳۵۳)
صاحب سجاد کے نام	خطوط	(۳۵۴)



## شعراء کرام

(۴۲)	مولانا رضا حشمتی
(۶۲)	امجد رضا امجدی
(۱۲۸)	شمسیر رضوی
(۱۷۶)	نور الدین راجی
(۱۷۷)	مفتی محمد قاروق صاحب فارق
(۲۲۳)	مشتاق احمد قادری
(۲۶۱)	مولانا بدر القادری
(۲۷۳)	سید ریاض الحسن حامدی
(۲۷۳)	مولانا علی احمد سیوانی
(۲۷۸)	مولانا محمد ظہور توری
(۲۷۹)	مولانا اسرار کیل منظری
(۲۹۴)	شریف القادری راجہ پوری
(۳۲۶)	نیر
(۳۳۷)	مفتی رجب علی نانپاری
(۳۳۹)	قاری یونس

## ..... مشاورتی بورڈ.....

جناب عبدالجبار صاحب رحمانی پاکستان	حضرت مولانا ابراہیم خوشنر	بالیڈ	حضرت علامہ مفتی عبدالواحد
جناب رانا محمد ریاض صاحب پاکستان	حضرت علامہ مفتی قاروق احمد صاحب ریٹوی		حضرت علامہ مفتی منظر احمد صاحب داتا گنجوی
ڈاکٹر سید محمد حسین چشتی	حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوان		حضرت مولانا بہار القادری صاحب لندن
	حضرت مولانا مفتی احمد صاحب انگلینڈ		حضرت مولانا اکرم ہزاروی صاحب ترچانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# دل کی آواز

از قلم :- فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں نوری مستم جامدہ رضویہ منظر اسلام و خادمہ و سجادہ بارگاہ رضویہ مدنی شریف

اللہ رب محمد مصطفیٰ علیہ و سلمہ      ۱۱۱      تحو عباد محمد مصطفیٰ علیہ و سلمہ

اللہ عزوجل خالق لوح و قلم علیم و خبیر سمیع و بصیر کلبے شمار احسان اور اس کے پیارے حبیب و محبوب مصطفیٰ جانِ رحمت شمعِ مہم بدایت قاسم علم و فضیلت ہادی راہ ہدایت روحی قداہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و اولیاء امت و بارک و سلم کا پیکر ال فیضان کہ عالم کو یہ خوشگوار اور مسرت آمیز دن دکھایا آج اس عرس رضوی و نوری و ربانی کے باقیض موقع پر ہم اہل سنت اجتماعی طور پر قادری و بدکانی و رضوی و نوری پرچم کے سایہ رحمت میں سرگز اہل سنت جامدہ رضویہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ منظر ہے جن عاشقانِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا جم غفیر اپنی پیشانی کی کھلی آنکھوں سے جشن صد سالہ کا پر نور پر سرور منظر دیکھ رہا ہے۔ میں اپنی ذہنی و فکری جہاد پر تحریر کرتے ہوئے بڑی مسرت محسوس کر رہا ہوں کہ عرس مبارک اور جشن صد سالہ کے پروقار و پرہیزگار منبر پر ملک و ملت کے عظیم سے عظیم تر مشائخ طریقت اور جلیل سے جلیل تر علماء شریعت جلوہ بار ہیں اور ملک و بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے فاضلین فرزند اہل سرگز اہل سنت منظر اسلام نیز زائرین و حاضرین کا ششائیں مارتا ہوا سمندر قلب و درج کو انبساط و سکون بخش رہا ہے اہل سنت کی خانقاہوں کے با عظمت سجادہ نشین بالخصوص ہر ہرہ مطہرہ کی مسند ارشاد کے مسند نشین نوردار اہل سنت کے ہر کسب متہمکن و صدور اپنے سرگز عقیدت مجددین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کا فضل و بلوغت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبقری بارگاہ میں خراج عقیدت اور جشن صد سالہ کے موقع پر اپنے سرگز علمی منظر اسلام کو بدیہ تہنیک پیش کر رہے ہیں۔

جامدہ رضویہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ مجھے ناقول کے دورِ اہتمام میں منعقد ہے کاش یہ جشن صد سالہ فقیر کے والد گرامی آجائے نعمت حضور ربیعان ملت سیدنا علامہ مفتی محمد ربیعان رضا خاں قبلہ قدس سرہ العزیز کے اہتمام میں منعقد پذیر ہو تا تو اسکی تہنیک بیان نہایت ہی کچھ اور ہوتی مگر مرضی مولیٰ ازہم اولیٰ۔

حضور ربیعان ملت کے دورِ اہتمام میں دوا العلوم نے جو عظیم ترقی حاصل کی وہ عوام و خواص کسی سے پوشیدہ

نہیں انہوں نے اپنے دور میں دارالعلوم کی ترقی کیلئے ملک ویران ملک کے تبلیغی اسفار بھی کئے دارالعلوم کے ہر شعبہ علمی کو بام عروج پر پہنچانے کی جرات تک سعی فرمائی وہ آفتاب نیم روز سے زائد تابناک ہے۔

جامعہ کا تعمیری کام ہو یا تدریسی تبلیغی کام ہو یا اشاعتی ہر کام کو حضور ریحان ملت نے نہایت فرسخ ولی سے انجام دیا عرس رضوی و نورانی کو حاضرین و زائرین کی سولیات کے پیش نظر اسلامیہ انٹر کانٹ کے وسیع میدان میں لے جاتا اور جملہ تقریبات عرس وہیں منبر عرس پر کرنا پھر جملہ پروگرام ہارنوں کے ذریعہ خانقاہ رضویہ کھینچنے والی شاہ راہوں، تیز خانقاہ رضویہ پر شاہانہ اور خانقاہ رضویہ پر شامیانے اور ترمین رضا مسجد و جامعہ رضویہ تیز شاہ راہیں دل نشین کرانا یہ سب حضور ریحان ملت ہی کے حوصلہ افزا دل و جگر کا کام تھا یہاں تک کہ اپنے اپنے لکچر کے ایماء سے ملکی سیاست میں حصہ لیا تو سیاست کو کم اور شریعت کو زیادہ مد نظر رکھا بلکہ اگر سیاست کو استعمال بھی کیا تو ہمیشہ شریعت کیلئے ہی استعمال کیا، یلی شریف (شر) کا جلوس محمدی علیہ السلام جو تقریباً پچیس سال سے بارہریج الاول شریف کو نکلتا ہے شاید عدل ہے کہ آپ ہی کی سیاسی بالغ نظری اور کوششوں کا نتیجہ ہے حضور والد ماجد سیدی ریحان ملت نے جہاں یلی شریف اور جامعہ رضویہ کو دینی استحکام عطا فرمایا وہیں سیاسی پائیداری سے بھی ہم کنار کیا مرکز اٹل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام پر آپ کے دور اہتمام میں بڑی بڑی دشواریاں بھی آئیں تبارے اساتذہ کرام ان دشواریوں سے بے خبر نہیں ہو گئے مگر حضور ریحان ملت نے ان دشواریوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ دشواریاں پانی پانی ہو کر رہیں اور جامعہ رضویہ بفضلہ تعالیٰ ترقیوں کی راہوں پر گامزن ہوتا رہا جامعہ کے اساتذہ کرام نے حضور ریحان ملت کے دوش بدوش و بکر کام کیا اور سارے ملازمین و معاونین نے قدم سے قدم ملا کر جامعہ کی ترقی میں حصہ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوجا کہ جامعہ کے جلوس دستار میں جو عرس حامی دنیا جیلانی کے موقع پر ہوتا ہے قارئین کی تعداد میں سال بسال اضافہ ہی ہوتا رہا ہے عرض کرنا یہ بیحد کتنا اچھا ہوتا جو یہ جشن صد سالہ حضور والد ماجد سیدی ریحان ملت کے باہمت ہاتھوں اتحاد پذیر ہوتا اور یہ فقیر مع برادران حقیقی حضرت کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے جشن صد سالہ عرس رضوی غوری میں کارکنان کی حیثیت سے حصہ لیتے مگر مگر حسی الہی کے آگے دم خود ہیں یہ فقیر حضور والد ماجد کے چھوڑے ہوئے انیس فطوط کو مشعل بنائے ہوئے ہے اور حضرت کے جملہ امور کو تعمیر و ترقی کی جانب بچانے کی سعی کر رہا ہے فقیر اس امر کے اظہار میں خوشی محسوس کر رہا ہے کہ حضور والد ماجد کے دیئے تشریف لے جانے کے بعد ان کے باقی ماندہ تعمیر و تعلیمی کاموں کو عروج و ارتقاء حاصل ہوا ہے اس میں بھی میرا کچھ نہیں بھڑے آباء کرام علیم الرضوان کی روحانیت کا دفرما ہے اور دینی و دنیوی فرماتے ہیں اس فقیر کے صرف

ظاہری ہاتھ ہیں باقی واللہ العظیم ہمت و طاقت اولو العزمی و قوت سب انہیں کی رہینا منت ہے۔

اے میرے مد اور اہل دینی و یقینی آپ کا جامعہ رضویہ منظر اسلام و نیائے سنییت کے دینی و علمی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں فرزند اہل جامعہ رضویہ ہندو بیرون ہند مدرسی و تبلیغی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں مرکز اہل سنت ہندوستان کا وہ دینی و علمی ادارہ ہے جس پر نیائے سنییت کو جتنا فخر ہو کم ہے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس لگا ئے ہوئے چمن کی علمی و عملی خوشبو سے ساری دنیائے سنییت معطر ہے یہ ادارہ جہاں اسمہا مسکمی ہونے کے اعتبار سے روشن و تابناک ہے وہیں اس نے اپنے ملک ہندوستان کا نام بھی روشن کیا ہے آج دنیائے سنییت کا ہر وہ ادارہ جو بحفظہ تعالیٰ بنام لیل سنت خدمت دین و مسلک میں مصروف ہے اسی منظر اسلام بریلی شریف کا مرہون منت ہے آج ہمارا وہ کونسا ادارہ ہے کہ جو سیدنا اعلیٰ حضرت یا ان کے عظیم تلامذہ کے فیضان علمی سے فیضیاب نہیں۔

حضور جتہ الاسلام ہوں یا حضور اسرار من

حضور مفتی اعظم ہوں یا حضور محدث اعظم

حضور صدر الشریعہ ہوں یا حضور صدر الافاضل

حضور ملک العلماء ہوں یا حضور فخر الاماکن

حضور برہان ملت ہوں یا حضور اجمل العلماء

حضور صدر العلماء ہوں یا حضور سید العلماء

حضور امین شریعت ہوں یا حضور شیر پستہ اہل سنت

حضور حافظ ملت ہوں یا حضور مصباح شریعت

حضور بحر العلوم ہوں یا حضور استاذ العلماء

حضور منظر اعظم ہوں یا حضور برہان ملت و غیر ہم اساطین امت علیم الرحمن

یہ سب کے سب ہم اہل سنت کے ائمہ ہیں اور سب کے سب اعلیٰ حضرت یا اعلیٰ حضرت کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ سے فیضان علم حاصل کئے ہوئے ہیں۔

حضرات آج اسی مجلس اعلیٰ حضرت (منظر اسلام) کے شگفتہ بچوں اور اسکی خوش رنگ کلیاں چیاں خوشیور ہیں۔

آج سیدنا اعلیٰ حضرت اور اعلیٰ حضرت کے عظیم تلامذہ کا فیضان چشمان سر سے دیکھنے میں کرہا ہے مرکز



اہل سنت منظر اسلام کا جشن صد سالہ جو سر پاداشت الہی و عبادت رسالت چاہی اور کرامت اعلیٰ حضرت و انکار اہل سنت ہے  
فانصر علی ذلک

حضرات اس مختصر عرضداشت سے میرا دل مدعا یہ سمجھ سکتا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل  
بریلوی قدس سرہ اور آپ کے جامعہ رضویہ منظر اسلام نے جو رحمتہ تعالیٰ علیہ حضرت کی علمی حیثیت کی یاد پر مرکز اہل سنت  
ہے اپنی علمی و قومی و ملکی خدمات سے ہمیشہ ملت و ملک کا نام روشن کیا ہے بلکہ حقانیت قرآن و حدیث پر یونیورسٹیاں جن  
پر کروڑوں روپیہ صرف کیا جاتا ہے اور انکی ترقی کیلئے کیا کچھ نہیں کیا جاتا جن یونیورسٹیوں سے ملک کو وہ فائدہ حاصل نہیں  
ہوا کہ جتنا مرکز اہل سنت منظر اسلام سے ہوا ہے آج فرزند ان منظر اسلام دنیا کے اکثر ممالک میں اپنی دینی و ملکی خدمات سے  
اپنے ملک کا سر بلند کئے ہوئے ہیں۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اخیر میں یہ فقیر تمام مدارس و مجاہد اسلام کے ذمہ داروں سے عرض گزار ہے کہ وہ اپنے اپنے طور پر اپنے مدارس میں  
”یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام“ کا جشن منعقد کریں اور امام اہل سنت ”بانی منظر اسلام“ کو اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کریں  
----- مرکز اہل سنت نے ”صد سالہ منظر اسلام نمبر“ پر جو ٹائٹل شائع کیا ہے اسکا ٹکس لیں اور پوٹریوں پر مدارس کی  
”روکد اکتب“ پر اور دینی کتب کے ہائٹل پر شائع کریں۔

انگریزی سن کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منظر اسلام کو ۱۹۰۳ء میں قائم کیا تھا۔ لہذا ۱۴۰۳ھ  
تک انعقاد جشن کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا اس سال عرس رضوی ۱۴۲۲ھ کے مبارک موقع پر اس ”سلسلہ“ جشن  
صد سالہ منظر اسلام“ کا آغاز کیا جا رہا ہے اور اس موقع پر ”صد سالہ منظر اسلام نمبر“ کی قسط اول بھی ہدیہ نظرین ہے۔ آئندہ  
انشاء اللہ تعالیٰ اس عظیم نمبر کی باقی قسطیں بھی منظر عام پر لائی جائیں گی۔ اس سال عرس رضوی کے موقع پر ”جشن صد سالہ“  
میں جامعہ منظر اسلام کے قارئین و محققین کو یا ان کے متعلقین کو اپنا دلچسپ بھی نوازا جا رہا ہے۔ اور یہ پروگرام انشاء اللہ تعالیٰ  
آئندہ تین سالوں تک جاری رہے گا۔ جن انکار قارئین و محققین کے اسمائے گرامی اس بار شامل نہیں ہو سکے ہیں ان کو آئندہ  
اعزاز نوازی پر وگرام میں شامل کیا جائے گا۔

امارت منہ ان اعلیٰ حضرت سے گزارش ہے کہ وہ بھی ۱۴۰۳ھ تک اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اپنی عقیدت و  
تعلق کا بھرپور ثبوت فراہم کریں۔----- مضامین نگار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ جامعہ منظر اسلام سے متعلق

مضمون اور تہ کو اور سال فرمائیں تاکہ وہ آئندہ قسطوں میں شامل کئے جاسکیں۔ اس بار جن حضرات کے محصلہ مضامین شامل نہیں ہو سکے ہیں وہ سب غاکل میں محفوظ ہیں آئندہ قسط میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور شائع کئے جائیں گے۔ نیز جملہ خیر خواہان ملت سے اپیل ہے کہ وہ اپنے مفید اور معیاری شعور و دل سے نواز کر ممنون فرمائیں۔ فقیر اپنے مشائخ عظام و علماء کرام و فرزندان منظر اسلام نیز جملہ دائرین و حاضرین کا بھیجیم قلب شکر گزار ہے کہ آپ حضرات نے منظر اسلام کے جشن صد سالہ کو کامیاب فرمایا اور بکائنات آپ حضرات کے سایہ رحمت کو دیناے سنبھلتا پرورائے فرمائے اور سیدنا اعلیٰ حضرت والکبر اعلیٰ سنت کے فیضان سے دائرین میں مستفید و مستفیض فرمائے آمین تم آمین۔

منظر اسلام زندہ یاد ہے جشن صد سالہ پائندہ باد



نورین علی ہاں منظر اسلام کلاں اعلیٰ حضرت بریلی شریف  
منظر اسلام کلاں ہاں شریف

۱۔ مزار مبارک حضرت مولانا شاہ عبدالغفور صاحب شاگرد خاص حضرت مولانا شاہ اوشاد حسین صاحب حیدری  
۲۔ مزار مبارک حضرت مولانا مفتی شاہ ابوالکریم صاحب راج الدین محمد سیادت احمد صاحب رام پوری صاحبی تھانہ حیدری

باسمہ و بسمہ

اعلیٰ گڑھ

۵/ مئی ۲۰۰۱ء

مخدوم و محترم دامت برکاتہم

السلام علیکم

افسوس ہے کہ بعض مجبور یوں اور مشغولیتوں کی بنا پر آپ کے حکم کی تعمیل جلد نہ کر سکا۔ مضمون لکھنے کا موقع تو نہ مل سکا کچھ تحریرات رسالے کیلئے حاضر ہیں قبول فرمائیے۔

آپ اور رسالے کے منتظمین، مضمون اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحریروں کا عکس جلد چھپوائیں اپنے رسالے میں، تو شاکیین عرس شریف میں ان کی زیارت کر سکیں گے دو سطریں مضمون کی رسید بھیج کر ممنون کریں والسلام۔

پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد وانس چائسلر مظہر الحق - عربی و فارسی یونیورسٹی پٹنہ

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے آثار و نواہر

باسمہ حامد او مصلیٰ

ملک العلماء، فاضل بہار حضرت مولانا مظہر الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ کے کتب خانہ سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۴۰ھ) کی لکھی ہوئی بعض تحریرات کے عکس یہاں پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) ایک فتویٰ جو دراشت کے ایک مسئلہ کے جواب میں ہے جو کسی شجاعت مرکار کی وفات پر پوچھا گیا تھا تاریخ تحریر معلوم نہیں لیکن بھمان غالب <sup>۱۳۳۲ھ</sup> میں لکھا گیا ہوگا۔ جب والد ماجد ملک العلماء محکم تعلیم کے بعد مدلی میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر تھے اور اعلیٰ حضرت کے نام خطوط اور استفسارات فتویٰ کے جوابات کی ذمہ داری ان کے سر تھی جواب کی نقل انہوں نے مستثنیٰ کو بھیج دی ہوگی اصل فتویٰ اعلیٰ حضرت کی تصانیف کے ایک جلد پر انہوں نے چسپاں کر دیا تھا۔ میرے کتب خانہ میں فتویٰ رضویہ کے سارے مجلدات موجود ہیں اس سے قطعی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ شائع ہوا ہے یا نہیں بھمان غالب یہ غیر مطبوعہ ہے اس فتویٰ پر مدلی کے مشہور عالم مولانا محمد سلطان احمد خاں کی تصدیق درج ہے۔

الجواب صحیح لکھ کر انہوں نے اپنی مر اس پر لکھی ہے مریہ ۱۳۰۵ھ کے اجداد منشور ہیں اعلیٰ حضرت کی مر

حافظ یقین الدین صاحب کفرہ کیا کرتے تھے جو بریلی کے مشہور مرکن تھے تعجب نہیں کہ مولانا محمد سلطان احمد خاں کی سر بھی انہیں کی رہائی ہوئی ہو۔

(۴) اعلیٰ حضرت کے رسالہ مبارکہ ازکی الاہلال بایطال ما احدث الناس فی اصرالہلال کے اخیر میں تین صفحات کے عکس پیش کئے جا رہے ہیں یہ رسالہ مرزا غلام قادر بیگ (کلکتہ) کے استفسار کے جواب میں ۱۳۰۵ھ میں تصنیف کیا گیا ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ دربارہ ہلال تارو خط و اخبار و افواہ بازار شرعاً معتبر نہیں اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے نسخے سے ملک العلماء نے قیام بریلی کے زمانے میں طباعت کیلئے اپنے ہاتھ سے پریس کاپی تیار کی تھی اسی تیار کردہ نقل سے یہ رسالہ پہلی بار مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم رضا خاں کے زیر اہتمام مطبع اہل سنت و جماعت بریلی سے شائع ہوا اسکے ایک ہزار نسخے چھپے تھے بالآخر صفحوں کی کتاب کی قیمت ۳ روپے تھی سال طباعت درج نہیں لیکن ہمارے کتب خانہ کے نسخے پر ملک العلماء کے دستخط کیساتھ تاریخ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ درج ہے۔

اس رسالے کے آخر میں بریلی، بدایوں، کلکتہ، حیدرآباد، دہلی، رامپور، کے ۳۱ علماء کرام و مفتیان عظام کی تصدیقات درج ہیں اور اکثروں کی سرسبب ہیں علماء بریلی میں حمید الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد لائق علی شلف محمد قائم علی، مولانا محمد یعقوب علی خاں، مولانا محمد سلطان احمد خاں کی، علماء بدایوں میں محبت الرسول مولانا محمد عبدالقادر ۱۳۵۱ھ، مطبع الرسول مولانا عبدالمتکبر ۱۳۸۹ھ وغیرہ کی، علماء حیدرآباد میں مولانا انوار اللہ کی، علماء دہلی میں مولانا سید محمد عبدالسلام ۱۲۹۹ھ کی، علماء رامپور میں مولانا محمد ارشاد حسین احمدی ۱۲۸۳ھ، مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۹۸ھ اور اعجاز حسین مجددی ۱۲۹۹ھ کی تصدیقات قابل ذکر ہیں۔

تقریباً نو سو سالوں سے جو یہی جہری کے فتویوں پر علماء کی تصدیقات اور انکی سرور پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے کتنے علماء کرام و مفتیان عظام کی شخصیتوں پر گناہی کا بیڑا پردہ پڑا ہوا ہے تاریخ و تذکرے کی کتابوں میں ان کے شمول کا کیا ذکر اب ان کے جاننے والے بھی موجود نہیں ممکن الحصول مطبوع و غیر مطبوع خطی و فتویٰ کے مطالعے کے بعد ان تصدیقات کرنے والے علماء کا نصف باقی ترتیب سے ایک جامع تذکرہ مفتیان مرتب کرنا چاہیے ان غلامی کی تاریخ تحریر بھی درج ہو جس سے معلوم ہو سکے کہ غلام مفتی اور غلام عالم کم از کم غلام سال تک زندہ تھا غلام طور پر سرور پر سر بنو اسنے کی سنیں بھی متحوش ہوتی ہیں ان کا انداز بھی ضروری ہے اس کام کی اہمیت کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کے کچھ اہم علماء، اساتذہ سے واقف ہوں کچھ کے نام میرے حافظے میں محفوظ ہیں لیکن اس رسالے پر مولانا محمد عبدالجلی



مدرس اول پیشین دار مولانا احمد مدرس اول حسن و اکو ساکن بروان مولانا محمد الہ داد مدرس دوم پیشین دار مولانا عبدالرحیم مدرس دوم کے نام میرے لئے تھے ہیں صرف مولانا سعادت حسین مدرس چہارم مدرسہ عالیہ سے ایک گوشت واقف ہوں جو میرے رشید داروں میں تھے میرے گاؤں موضع رسول پور ہجیرا کے قریب موضع تھنا کے رہنے والے تھے انکی بیٹی ہوئی مسجد میں نے دیکھی ہے کچھ وقت اسمیں گزارا بھی ہے۔

مردوں کے مطالعے کا ایک اور پہلو لچپ ہے بعض کی مہر میں غن مسیح کا خوبصورت نمونہ ہوتی ہیں حکیم مظفر حسین حیدر کبادکن کے ایک صاحب ذوق رئیس تھے جنہیں خطبہ طاعت و نوادر جمع کرنے کا شوق تھا ان کے کتب خانے کی متعدد کتابیں میں نے مختلف مقامات پر دیکھی ہیں جو ان کی مر سے مزین ہیں مظفر حسین کی مہر پر جمع منقوش تھا "براعداۓ دین شد مظفر حسین"

رسالہ مبارکہ از کمی الحلال کے اخیر میں مہر تصدیقات میں دو مہر میں دیکھنے میں آئیں جو جمع کا نمونہ ہے دہلی کے مولانا عبدالکحیم بانی مدرسہ نعمانیہ دہلی کی مہر پر یہ جمع لکھا ہوا ہے "علم شد از فیض قاسم قسمت عبدالکحیم" دوسری قابل ذکر مہر دہلی کے مولانا محمد یعقوب کی ہے جنکی مہر پر یہ جمع لکھا ہوا ہے "دارد اسید شفاعت از محمد یعقوب"

(۳) رویت بلال رضی کے موضوع پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا ایک اور قلمی رسالہ میرے کتب خانہ میں محفوظ ہے جس کا نام طریق اثبات الحلال ہے جو ۱۳۲۰ھ میں تصنیف ہوا رسالے کا نام ملک العلماء کے قلم سے لکھا ہوا ہے مسئلہ مستفسرہ یہ ہے رویت بلال شریعت میں کس طرح ثابت ہوتی ہے "۱- استفسار کرنے والے نواب سید معین الدین حسن خاں بیورو بڑا نواب صاحب بودودہ گجرات ہیں تاریخ استفسار ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ ہے رسالے کے صفحات کی تعداد ۲۳ ہے۔

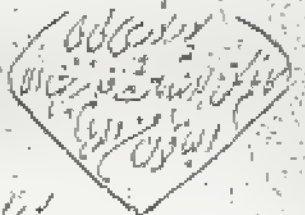
اخیر میں ترقیمہ درج نہیں رسالے کا خط اعلیٰ حضرت کے خط سے کچھ مشابہ تو ہے لیکن میرا خیال ہے یہ مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے اعلیٰ حضرت اکثر نقل یا تصبیض تصانیف کا کام مفتی اعظم سے لیا کرتے تھے یہ رسالہ اس لائق ہے کہ اسکا عکسی ایڈیشن شائع کیا جائے۔

مؤلفان

1000  
 1000  
 1000

این مستقیم	این مستقیم	این مستقیم	این مستقیم	این مستقیم
$\frac{15}{41}$	$\frac{15}{41}$	$\frac{15}{41}$	$\frac{15}{41}$	$\frac{15}{41}$
این مستقیم	این مستقیم	این مستقیم	این مستقیم	این مستقیم
$\frac{15}{41}$	$\frac{15}{41}$	$\frac{15}{41}$	$\frac{15}{41}$	$\frac{15}{41}$

سید الشهدا علی بن ابی طالب  
علیه السلام

<p>  </p>	<p>             تاریخ: ۱۳۰۲              شماره: ۳۹              محل: تهران           </p>	<p>             تاریخ: ۱۳۰۲              شماره: ۳۹              محل: تهران           </p>	<p>             تاریخ: ۱۳۰۲              شماره: ۳۹              محل: تهران           </p>	<p>             تاریخ: ۱۳۰۲              شماره: ۳۹              محل: تهران           </p>	<p>             تاریخ: ۱۳۰۲              شماره: ۳۹              محل: تهران           </p>
---	---	---	---	---	---

\_\_\_\_\_

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

وكان على كل واحد منكم

سنة

عشر سنين

التي هي على الزمان

صالح

التي هي

التي هي

هذا هو الحق

التي هي

التي هي

مواهب علمي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

التي هي

رَبَّنَا إِنَّا أَمَّا لَكَ فِي الْأَعْيُنِ بِشَاكِرٍ فَاعْلَمْ وَأَنَّكَ أَتَعْلَمُ الْغُيُوبَ

اے تعالیٰ ان کو بھی اس کی تعریف کی جائے کہ ان کی تعریف تو تو جانتا ہے اور ان کی تعریف تو تو جانتا ہے

اے تعالیٰ جو تو ان کی تعریف میں تو ان کی تعریف سے تو ان کی تعریف سے تو ان کی تعریف سے

اور نہ خطہ کی غیر ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو

اے تعالیٰ ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو ان کی تعریف تو





طریق اثبات البطلان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسد

از پروردگارات بارزہ نواب صاحب مرسلہ نواب سید محمد الدین حسن خان  
بہادر۔ حاضر محرم الحرام سنہ ۱۲۸۵  
کہ فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ روایت ہلال شریعت میں کس طرح ثابت  
ہوتی ہے بحوالہ کتب مع ترجمہ اردو جواب عطا ہو بدینوا و احسروا  
الاجواد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله جعل الشمس نورا والقمر نورا والصلاة والسلام على من لا نبي بعده بطول بلدہ بدر اندلس  
وعلى آله وصحبه الطيبين النوراء والمكملين تمويلا ثبوت روایت ہلال کے بے شرع میں سات  
طریقے ہیں طریق اول خود شہادت روایت یعنی چاند دیکھتے والے کی گواہی ہلال  
رمضان مبارک کے یہ ایک ہی مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے  
کہ پہلی اس رمضان شریف کا ہلال فلان دن کی شام کو دیکھا اگرچہ کثیر ہو اگرچہ مستور الحال ہو  
جبکہ عدالت باطنی معلوم نہیں تھا حال پابند شرع ہے اگرچہ اوسکی یہ بیان مفید نہیں ہو  
اگرچہ گواہی دیتا ہوں نہ کہے نزدیکی کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا کدھر کھڑا تھا

کتنا ادنی تھا و نیز دیکھ ریا اس صورت میں ہی کہ وہ شعبان کو مطلق صاف ہو چاند کی جگہ ابر یا غبار ہو  
 اور بحال صفائی مطلق اگر دوسرا ایک شخص جو کل یا چند مکان پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان  
 کافی ہو جائیگا ورنہ دیکھنے کے کرنے کے سہماں چاند دیکھنے میں کوشش کرتے ہیں  
 کثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا کامل ہیں دیکھنے کی پروا نہیں یہ پروا ہی کی صورت میں  
 کم سے کم دور کا رہونگے اگرچہ ستور احوال ہوں ورنہ ایک جماعت عظیم چاہیے کہ اپنی  
 آنکھ سے چاند دیکھتا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہ ظن حاصل ہو جائے  
 کہ ضرور چاند سورج یا کھلے فضا میں ہوں اور اگر کثرت حد تو اس کو بھیج جائے کہ مطلق  
 آئینے شخصوں کا غلط خبر برافاق محال جائے تو ایسی خبر مسلم و کافر سبکی مقبول ہے  
 باقی گیارہ بلا ہوں کے واسطے مطلقاً سہل میں ضرور ہے کہ دو مرد یا ایک مرد و  
 عورتین عادل آزاد جبکا ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابند شرع ہیں قاضی شرع  
 حضور بلفظ اشد گواہی دین یعنی میں گواہوں کہ میں نے اس مہینے کا بلال  
 فلان دن کی شام کو دیکھا اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام آباد کا قائم مقام ہے  
 جبکہ تمام اعلیٰ شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اور اس کے حضور گواہی دین اور اگر ہمیں قاضی مفتی  
 کوئی نہ ہو تو مجبوری کو مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد و عورتین کا  
 بیان یہ لفظ اشد گواہی کافی سمجھا جائیگا ان گیارہ بلا ہوں میں ہمیشہ حکم ہوگا  
 عیدین میں اگر مطلق اگر مسلمان رویت بلال میں کامل نہ کرتے ہوں اور وہ دو  
 جھکل یا بلندی سے نہ آئے ہو تو اس صورت میں وہی جماعت عظیم درکار ہے اس طرح

# وزیراعظم ہند کا: بارگاہ اعلیٰ حضرت میں خراج عقیدت

प्रधान मंत्री  
PRIME MINISTER  
MESSAGE

I am pleased to know that Urs-e-Razvi is being held in Bareilly from June 9-11, 1999. I pay my pious obeisance to the revered Sufi saint and savant Ala Hazarat Imam Ahmed Raza Khan Fazil-e-Barelvi, in whose memory the Urs Sharif is being held each year for the past 80 years.

Ala Hazarat was not only a scholar who wrote more than 1000 books and treatises on 50 different areas of knowledge, but also a great social reformer. He spread the message of love and unity in society, guiding it to rise above the divisions created by caste, creed and other barriers. Islam's universal message of peace and brotherhood was carried far and wide by Sufi saints like him. This message mingled with the culture and ethos of this land to produce a unique spiritual heritage that is India's gift to the world. No wonder, the tradition of Urs has struck deep roots in most parts of the country and attracts devotees from all communities, including many people from abroad.

India is facing many difficult challenges today. One of the most pressing challenges is to consolidate and render permanent the atmosphere of communal peace and amity that has been building up in the country for the past few years. Another challenge is to rapidly promote the economic, social and educational development of the minorities – especially the Muslim community – so that they can make their fullest contribution to national development. The Government and the various organisations of the minority and majority communities have to work together in a spirit of trust and cooperation for the success of this mission. In this context, I heartily compliment the various developmental initiatives undertaken by the Bareilly Dargah and assure the Government's support to them.

I send my sincere greetings for the successful completion of the Urs Sharief and seek the blessings of Ala Hazarat for all my countrymen and myself.

*Atish Khayeen*



# دارالعلوم منظر اسلام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کراچی

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: جو کچھ اتار اگیا ہے وہ دوسروں تک پہنچا دیں۔ پس جو کچھ اتار اگیا تھا اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اس میں مقولات بھی ہیں، اس میں مقولات بھی ہیں۔ تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ تقریر بھی ہے، تحریر بھی ہے، دونوں سنت ہیں، امام احمد رضا محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تحریر کو اپنا مؤثر ذریعہ تعلیم و تبلیغ بنایا، انکی شان کیا، بیان کی جائے مقولات میں عرب و عجم کے علماء و مشائخ نے خوب داد دی اور مقولات میں دور جدید کے سائنسدانوں نے خوب سراہا۔

امام احمد رضا محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تحریر کے ساتھ ساتھ کچھ عرصہ تدریس کو بھی ذریعہ تعلیم و تبلیغ بنایا، وہ دارالعلوم منظر اسلام کے بانی تھے، انہوں نے یہ دارالعلوم اس وقت قائم کیا جب دشمن اسلام حاکموں نے سنی مسلمانوں کیلئے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ ایک مثالی دینی مدرسہ کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ اس میں اخلاص ہو، وہ فکر صحیح کا مالک ہو، تعلیم کے بارے میں اس کے نظریات واضح اور مفید ہوں جب ہم امام احمد رضا کی حیات و تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں ہمیں انکے یہاں یہ ساری خوبیاں نظر آتی ہیں اور دل گواہی دیتا ہے کہ کسی بھی مثالی دینی ادارہ کا بانی ہو تو ایسا ہو۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے عہد میں غیر منقسم ہندوستان کے طول و عرض میں بعض مقررین اور واعظین آپ سے تہمتیں ظاہر کر کے تقریروں کے معاوضے لیتے تھے اور چندے مانگتے تھے، جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے فوراً اپنے دستخط خاص سے ایک بیان جاری فرمایا جس میں اشاعت دین متین کیلئے اپنے موقف و مسلک کی یوں وضاحت فرمائی۔ :-  
”یہاں محمد ﷺ کبھی خدمت دینی کو کسب محشیت کا ذریعہ بنایا گیا نہ احباب علماء شریعت یا داران طریقت کو ایسی ہدایت کی تھی بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین اور حمایت سنت میں طلب منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ انکی خدمت خلاصہ لوجہ اللہ ہو“

(ماہنامہ رخسارِ جلوی ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ)

اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ بیکرِ اخلاص و ایثار تھے لہذا تو دور کنار مالی منفعت کا خیال بھی گوارہ نہ تھا۔ جہاں تک فکرِ صحیح کا تعلق ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے افکار حق کا معیار تھے انہوں نے اپنے مریدوں اور تلمیذوں کو فکر پریشاں کے حامل افراد سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ اپنے فرمانِ طریقت کو اپنے دستخط سے جو شجرہ شریف جاری فرمایا اس میں ضروری ہدایت کے تحت تحریر فرماتے ہیں :-

”مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں جس پر علمائے حرمین شریفین ہیں (یہ زمانہ ۱۳۳۳ھ تا ۱۹۱۴ء) سنیوں کے جتنے مخالف مشرک و ہنسی، رافضی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہم میں سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں ان کی بات نہ سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو سعاۃ اللہ و سوسہ ڈالتے کوئی دیر نہیں لگتی، آدمی کو جہاں مال یا آمد و کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائے۔ دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہیں۔ ان کی حفاظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض مال اور دنیا کی عزت، دنیا کی زندگی، دنیا ہی تک ہے دین و ایمان سے بھٹکی کے گھر میں کام پڑتا ہے ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے“

مندرجہ بالا بیان سے اندازہ ہوتا ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ فخرِ صحیح کے مالک تھے، مالک ہی نہیں بلکہ محافظ اور داعی تھے۔ دورِ جدید کے دانشور شاید اس بیان کو ردِ شن خیال کے متافی اور تنگ نظری پر محمول فرمائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بیان میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جن فرقوں کا ذکر فرمایا ہے یہ سب کے سب نصاریٰ کے ہمساروں سے بچنے ہیں اور پسپا رہے ہیں۔ انقلاب ۱۸۵۷ء نے اہل سنت و جماعت کی کمر توڑ دی تھی لیکن پھر بھی انہوں نے نہ کسی دشمنِ اسلام سے مدد چاہی اور نہ کسی دشمنِ اسلام نے ان کو مدد دی جبکہ ان فرقوں نے نصاریٰ کی پوری پوری مدد کی انہی کی اندرون خانہ مدد سے منظمی بھر نصاریٰ ہندوستان کی وسیع و عریض زمین پر قابض ہوئے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کو بیان نہیں کیا جاتا ہے بلکہ چھپایا جاتا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ چونکہ یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین سے ان کے کربوتوں کی وجہ سے سزاوار تھے اس لئے وہ ہر اس فرد یا جماعت سے سزاوار تھے جس نے کسی نہ کسی طرح یہود و ہنود اور نصاریٰ کی مدد کی تھی اور جو سلف صالحین کے راستے سے دور جا رہا تھا اور دور لے جا رہا تھا۔ افسوس جو سزاوار تھا اس کو تاریخ میں نصاریٰ کا محبوب بنا کر دکھایا اور جو نصاریٰ کا محبوب تھا اس کو نصاریٰ سے سزاوار بنا کر

دکھایا گیا تاکہ عیب چھپا رہے اور وہ ملاستِ خلق سے محفوظ رہے۔ راقم نے یہ سارے حقائق اپنی کتاب ”گناہ بے گناہی“ میں بیان کئے ہیں جسکے کئی اردو انگریزی ایڈیشن ہندوستان، پاکستان اور افریقہ وغیرہ سے شائع ہو چکے ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ کسی بھی دینی مدرسے کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ اخلاص و فخرِ صحیح کے ساتھ ساتھ تعلیم کے بارے میں اس کے نظریات واضح اور مفید ہوں۔ اس پہلو سے جب ہم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے تعلیمی نظریات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ایک بے مثال ماہرِ تعلیم نظر آتے ہیں۔ یہاں چند نکات پیش کئے جاتے ہیں :-

(۱) تعلیم کا محور وطن اسلام ہونا چاہیے

(۲) بچاؤی مقصد خدا رسی اور رسول شناسی ہو چاہیے

(۳) سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئتِ انبیاء سے زیادہ خالقِ اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔  
(۴) ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا نقشِ دل پر بٹھادیا جائے اسی کے ساتھ ساتھ آلِ واصحاب اور اولیاء و صلحاء کے نقوش بھی قائم کر دیئے جائیں۔

(۵) جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو، جمہوری باتیں انسانی فطرت پر ہر اثرِ اُلٹی ہیں۔

(۶) ان علوم کی تعلیم دی جائے جو دین و دنیا میں کام آئیں، غیر مفید اور غیر ضروری علوم کو نصاب سے خارج کر دیا جائے۔

(۷) اساتذہ کے دل میں اخلاص و محبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

(۸) طلبہ میں خود شناسی اور خود داری کا جوہر پیدا کیا جائے کہ دستِ سوال دراز نہ کریں۔

(۹) طلبہ میں تعلیم اور تعلقاتِ تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

(۱۰) بری صحبت سے طلبہ کو بچایا جائے، مفید کھیل اور سیر و تفریح اس حد تک ضروری ہے کہ طالبِ علم میں انحطاط و انہماک پیدا ہو۔

(۱۱) تعلیمی ادارے کا ماحول پر سکون اور پرسہ و قار ہو تاکہ طالبِ علم کے دل میں وحشت اور انتشار نہ ہو۔

مندرجہ بالا نکات سے اندازہ ہوتا ہے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ علیہ الرحمہ تعلیم و تعلم کے نشیب و فراز سے اجنبی طرح باخبر تھے۔ ان نکات کی روشنی میں جب ہم اپنے جدید تعلیمی اداروں کے نصاب، تعلیمی ماحول اور طالبِ علم کی نفسیات دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ترقی کے دعوے داروں نے کیا کیا اور خلیفۂ نشیں ایک بزرگ نے کیا کیا اور کیا کیا؟ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے حقیقت میں وہی سب کچھ ہیں۔ ڈاکٹر سرفضیاء الدین مرحوم جب ریاضی کے ایک مسئلے میں الجھے

تقریباً پندرہ سو سال پہلے ہی کے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اس الجھن کو سلجھانے کیلئے امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے رجوع کریں تو ڈاکٹر سر ضیاء الدین حیران رہ گئے ایک گوشہ نشین عالم کیا بتائے گا لیکن جب وہ حاضر ہوئے اور وہ مسئلہ سامنے رکھا گیا امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے چند لمحوں میں حل کر کے رکھ دیا اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو حیران کر دیا اور چلتے وقت سید سلیمان اشرف یہاری سے فرمایا: کہ ”یہ شخص نویل پرائز کا مستحق ہے۔ یہ کسی علم نہیں ہے یہ وہی علم ہے۔“ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے وہی سب کچھ ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ جیسے ماہر تعلیم نے ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں دارالعلوم منظر اسلام ندی علی شریف میں قائم کیا اور شانِ اخلاص یہ کہ پہلے سال کے تمام اخراجات اپنی جیب خاص سے عنایت فرمائے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ تیرہ برس دس مہینے چار دن میں درسی سے فارغ ہوئے (یعنی تقریباً ۱۲۸۶ھ / ۱۸۷۰ء) ”اور چند سال طلبہ کو پڑھایا۔“ (الکلمۃ الملبیہ، دہلی ۱۹۷۶ء ص ۶)

حیدر الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے فرمایا: ”اعلیٰ حضرت نے زمانہ طالب علمی میں طلبہ کو پڑھایا“ (سلامت اللہ لامل السنہ ۱۳۳۲ھ، دہلی ص ۵۳)۔ ان دونوں بیاتوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ۱۸۷۰ء میں فارغ ہونے کے بعد گھر ہی پر چند سال طلبہ کو پڑھایا کیونکہ منظر اسلام تو بہت بعد میں ۱۹۰۴ء میں قائم ہوا پھر کچھ عرصہ منظر اسلام میں بھی پڑھایا ہو، بعد میں گونا گوں علمی مصروفیات کی وجہ سے گھر پر صرف مخصوص طلبہ کو مخصوص علوم و فنون کا درس دیتے رہے۔ بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ منظر اسلام کے بانی امام احمد رضا علیہ الرحمہ تھے، مہتمم حضرت حیدر الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اور منتظم امام احمد رضا کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ (مذکرۃ جمیل بریلی، ص ۱۵۹) حیدر الاسلام مہتمم بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی، معقولات اور معقولات کی اسی درجے کی کتابیں پڑھاتے تھے عربی میں آپ کی لمباقت و قابلیت کا اندازہ ”الدولۃ النکیہ“ (۱۹۰۵ء) اور الاجازۃ التیید (۱۹۰۴ء) کے اردو ترجمے اور دوسری عربی اور اردو تحریروں سے ہوتا ہے۔ حیدر الاسلام نے منظر اسلام کو خوب ترقی دی۔ چنانچہ جب سلامت اللہ نقشبندی مجددی م (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) نے مدرسہ منظر اسلام کا معائنہ فرمایا تو اپنی رپورٹ میں لکھا:۔

”اسی نظیر اقلیم ہند میں نہیں“ (مذکرۃ جمیل، ص ۱۷۹) امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد جب شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ / ستمبر ۱۹۱۴ء میں جلسہ تقسیم اسناد ہوا تو اس میں عمائدین ہند کے علاوہ درگاہِ جمہیر شریف کے دیوان سید آل



امام سول علی علیہ الرحمہ اور علی پور سیدال (پنجاب-پاکستان) کے مشہور و معروف شیخ وقت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی مجددی محدث علی پوری خصوصی مہمانوں کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

تعلیم کے جزوی طور پر ایک ہدف نہیں مگر کئی اہداف ہو سکتے ہیں مگر مجموعی طور پر ایک ہدف ہونا چاہئے تاکہ ملت کے فکر و عمل کی تعمیر ہو۔ الحمد للہ دارالعلوم منظر اسلام کو قائم ہوئے آج ایک صدی گزر چکی ہے لیکن روزِ اول جس فکر کی داغ بیل ڈالی گئی تھی آج وہی فکر پھیل پھول کر سارے عالم میں پھیل رہی ہے جس کا خاص امتیاز رسول اللہ ﷺ سے کئی محبت و دشمنان اسلام اور گستاخانِ رسول سے شدید نفرت و عداوت ہے۔ اور اس میں شک نہیں کوئی دشمن رسول اور کوئی گستاخ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم۔ محبت و احترام کے لائق نہیں، ہمارا ہدایت و نصیحت کی نیت سے شفقت و مہربانی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ علمائے حق اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس سنت کو نہیں چھوڑا۔ لاکھوں گمراہوں کو ہدایت کی راہ دکھائی۔

کسی بھی دارالعلوم کی تعمیر و تشکیل کیلئے توکل بھی ضروری ہے، استاد بھی ضروری ہے، طالب علم بھی ضروری ہے، نصاب بھی ضروری ہے، عمارت بھی ضروری ہے، فرنیچر اور فرش و فرش بھی ضروری ہے، اور فنڈز بھی ضروری ہے۔

دوبارہ جدید کے مدار میں ان ضرورتوں کو معکوس کر دیا گیا ہے۔ توکل کا نام و نشان نہ رہا، استاد کی قدر قیمت گھٹ کر رہی ہے، طالب علم کا کوئی پرسان حال نہیں، نصاب کی کوئی پروا نہیں، عمارت کی تھوڑی بہت پروا ہے۔ سارا دور فخر و فخری اور اسراف و تبذیر پر ہے۔ اس میں شک نہیں دارالعلوم کی روح استاد ہے، استاد اچھا ہے تو سب کچھ اچھا ہے۔ نصاب کی اہمیت اپنی جگہ مگر استاد کی بات استاد ہی کے ساتھ ہے، دارالعلوم منظر اسلام کے اساتذہ میں ایک سے ایک اعلیٰ استاد نظر آیا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے طلبہ کو بے پناہ شفقت دی، حوصلہ دیا، ہمت دی، مریضوں کا جذبہ عطا فرمایا، احباب، مشرعی میں مبتلا ہونے نہ دیا، طلبہ پر وہ مہربانیاں کہ باید و شاید۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے طلبہ کو وہ کچھ دیا جو ایک نماز و مشفق و مہربان باپ اپنی اولاد کو دیا کرتا ہے۔

انہوں نے طلبہ کی تربیت فرمائی۔ اٹھنے کھٹنے، کھانے پینے، پہننے لوڑھنے، رہنے سہنے سب لے چال لے کر لکھنے پڑھنے کا سلیقہ سکھایا، منہ ب و شائستہ بنایا، دوبارہ جدید میں اکثر جدید و قدیم مدار میں تربیت مفقود ہے، حرص و آرزو، حاضر و موجود، تربیت ہو تو کیونکر ہو، تعلیم ہو تو کیونکر ہو؟۔۔۔۔۔ تعلیم و تربیت خلوص کے باحوال میں پروان چڑھتے ہیں، دارالعلوم منظر اسلام نے طلبہ کو علم دیا، اخلاق دیا، امن دیا، خلوص دیا، سب کچھ دیا، طالب علم و استاد کیلئے سب سے بڑی بات وقت کی قدر و منزلت کی ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ایک لمحہ ضائع نہ کیا اور ایک ٹیپ سبق سکھایا۔ ہم وقت بھی ضائع کرتے

ہیں اور وہ پیہ پیہ بھی ضائع کرتے ہیں اسلئے مٹا رہے ہیں، فکر بھی مانگے گا روپے پیسے بھی مانگے گئے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے شریعت کی پابندی اور وقت کی قدر و منزلت کا جو سبق سکھایا ہے اس پر عمل کیا جائے تو حکومتیں بن جائیں اور سلطنتیں سنور جائیں۔ دو پروردگار کا مزاج اسراف پسند ہے بلکہ تیز پرست، اسکو شاندار عمارتیں اچھی لگتی ہیں۔ حال طور پر فخر ہے چراغ کی روشنی۔ فرش پر مینس ہے، فرش کو عالی نسبتیں حاصل ہیں۔ راقم نے ہمیشہ فرش ہی کو باعث فخر جانا اور اسی پر تمام علمی کام کئے اور کر رہا ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام شاندار عمارت نہ سہی، فرنیچر و شاندار فرش و فروشن نہ سہی، مگر جو کام ہو رہا ہے وہ شاندار ضرور ہے، اسکا ایک مزاج ہے۔ ایک صدی گزر جانے کے بعد وہ مزاج ختمیں بدلا اس سے استقامت کا اندازہ ہوتا ہے، وہ ایمان دے رہا ہے، وہ محبت رسول کے حقے تقسیم کر رہا ہے۔ یہ بانی کی کرامت ہے، یہ مہتممین اور منتظمین کی مسلسل جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ، مفسر قرآن حضرت محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں علیہ الرحمہ کی ارواح پاک پر ہزاروں لاکھوں سلام ہوں۔ مولائے کریم حضرت علامہ محمد سبحان رضا خاں وامت برکاتہم العالیہ کا کل حیا یونی قائم و دائم رکھے ان کا علمی اور روحانی فیض جاری و ساری رہے اور دارالعلوم منظر اسلام شب و روز آپ کی سرپرستی میں ترقی کرتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برقی تہلی

اللہ کبرے مرحلہ شوق نہ ہوئے

آمین ثم آمین بجاہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و ازواجہ و صحبہ اجمعین۔

## ضروری اعلان

تعمیر خاندان خاندانہ عالیہ بنو ہاشم  
منظر اسلام اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے منتظمین  
محمد ابراہیم سبحانی خاں کو کسی کے امتحان میں  
نہ نیکر نام "مدرسہ منظر اسلام" و "ماہنامہ  
اعلیٰ حضرت" اور خاندانہ و مدعا سجدہ کی قسم ہے  
سبحان رضا خاں "ہی لا فائدہ ہوگا نہ نقص  
کسی اور مدرسہ یا کمرہ، تاکہ وہ کسی  
صاحب میں نہ سکے۔ غرض دارالعلوم کے  
باعتبار میں ہمیشہ سے ضرور ہو رہا ہے۔  
خط کتابت درسیں دیکھیں۔

حضرت مولانا

محمد سبحان رضا خاں

سبحانی میسز

سجادہ حسین خاندانہ عالیہ رضویہ

محمد سوادگران، بریلی شریف

# دارالعلوم منظر اسلام بریلی

(جنوبی ایشیاء میں اسلام کی ترقیاتی کامیابی کے علمبردار کی حیثیت سے)

از: ----- سید ذہانت رسول قادری، صدر ادارۃ تحقیقات امام احمد رضا (اثر تیشیل پاکستان)

یہ آئی گروہ کہ از ساغر و فامست اند سلام عاجز سائید کہ بر کجاہستند

یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ھ کی صبح طلوع ہوتے دیکھا گیا اسلامی سال دارالعلوم بریلی ”منظر اسلام کی پچیس کا پودگاری سال ہو گا اسلئے کہ اس دن اس کے قیام کے سو برس پورے ہو جائیں گے۔ بر صغیر پاک و ہند بھگدیش کی غالب مسلم اکثریت (اہل سنت و جماعت) ۱۴۲۲ھ کے پورے سال کو ”صد سالہ جشن پچیس دارالعلوم بریلی“ کے طور پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ اگر دارالعلوم بریلی، ”منظر اسلام“ کی صد سالہ علمی و دینی خدمات اور اسلامیات بر صغیر کے مذہبی قائد و افکار نیران کی تعلیمی، سیاسی اور معاشی پس ماندگی پر اس کے مثبت اثرات کو جائزہ دیا جائے تو سوادِ اظہار کا یہ فیصلہ غلط نہیں ہے۔ بلکہ جدید اسلامی نظام تعلیم، اسلامی تشخص، مسلمانوں کیلئے ملت واحدہ کا تصور، نظریہ اور سرزمین چند میں ایک ایسی آزاد اسلامی مملکت کے قیام کے دائی و محرک کی حیثیت سے کہ جس میں شریعت اسلامی کے آئین و قوانین مکمل طور پر نافذ العمل ہوں، یہ تمام خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ پاکستان میں حکومت کی سطح پر بھی ذرائعِ بلائٹ کے ذریعہ اس دارالعلوم کے یوم پچیس پر خوبصورت اور خاطر خواہ پروگرام نشر دیں تاکہ اہل پاکستان کو ”منظر اسلام“ کی دینی اور ملی خدمات جلیلہ کا اندازہ ہو سکے۔ قبل اس کے کہ دارالعلوم بریلی کی صد سالہ خدمات اور مسلمانانِ بر صغیر کے دینی، ملی، سیاسی اور معاشی افکار و نظریات پر اس کے مثبت اثرات کا ایک تجزیاتی جائزہ پیش کیا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اس وقت کے حالات، مذہبی، تعلیمی، سیاسی اور معاشی پس منظر کو بھی دیکھا جائے کہ جن کی وجہ سے اس مرکزی دارالعلوم کا قیام ناگزیر تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے قبل اگرچہ مسلمانانِ ہند کا معاشرہ انتہائی پائیدار تھا لیکن اس کے باوجود ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے شہر خصوصاً دہلی (دارالسلطنت)، مراد آباد، خیر آباد، رامپور، لکھنؤ، جوپور، کانپور، پٹنہ، فریدپور، دھاکا، چٹاگانگ، رگون، ننھیہ، حیدر آباد، کن، سیالکوٹ وغیرہ اسلامی علوم و فنون کے بڑے مراکز تسلیم کئے جاتے تھے۔ یہاں ہر شہر میں سیکڑوں کی تعداد میں مدارس قائم تھے۔ جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد جہاں ظالم و عیار انگریز نے دلی

اور دیگر مراکز اسلامی علوم کو خصوصاً جمال جمالیات سے جہاد کیلئے انگریزوں کے خلاف فتوے دیئے گئے تھے۔ تاحث و تہذیب کیا۔ مدارس اسلامیہ کو ہزاروں کی تعداد میں جبراً بند کیا گیا اور مسلمانوں پر شدید ظلم توڑے، وہیں ان مراکز سے دہشتہ وقت کے جید اساتذہ، علماء، فقہاء اور مشائخ کرام کو تختہ دار پر کھینچا گیا اور جیوچر بے وہ ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں عزت و آبرو اور جان کی پناہ گزشتہ عافیت اور وسیلہ سعادت کی تلاش میں "قیمتی مٹاؤ گم گشتہ" کی صورت رہ پویش ہو گئے۔ بعد دیاتی ماندہ علمی مراکز یا تو انگریزوں نے جبراً بند کر دیئے یا معدوم یا چند جوان کی دستبرد سے بچ کر بے درد سانس کی کمی ملی یا نابالغی کی وجہ سے خود بخود مر جاتے چلے گئے یا پھر حالات اور معاشی و سیاسی ماحول کی بنا پر ان کی کارکردگی کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی گئی (۱)۔

ایسے ہمت شکن اور پرخطر حالات میں علماء شریعت، پیران طریقت اور زعمائے ملت نے اس بات کو خدشہ سے محسوس کیا کہ اسلامی علوم و فنون کے مراکز کے فقدان کے اس دور میں انگریز اور ہندو دونوں ملی کر مسلمان نوجوانوں کے ذہن و دماغ کو مفلوج کر رہے ہیں قبل اس کے کہ باقیات انصاف علماء و اساتذہ فہم انھہ جائیں جن کے ساتھ ہی سر زمین ہند سے علم بھی رخصت ہو جائے یہاں اسلامی علوم و فنون کا ایک ایسا مرکز قائم کیا جائے جو مسلم نوجوانوں کی دینی اور علمی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ ان کی کردار سازی بھی کر سکے ان کو ایک اچھا مسلمان اور معاشرہ کا بااقتدار فرد بھی بنا سکے۔ چنانچہ ان مقاصد کے حصول کیلئے ایک درویش صوفی منش عالم اہل سنت حضرت مولانا حلی سید عابد حسین علیہ الرحمہ نے مختص زعمائے اہل سنت کے اتحاد سے سہارنپور کے ایک قصبہ دیوبند میں "اسلامی مدرسہ عربی" کے نام سے ایک مدرسہ ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۶ء میں قائم کیا جو آج کل کو دارالعلوم دیوبند کے نام سے مشہور ہے (۲)۔

حضرت حلی سید عابد حسین قبلہ طوش عقیدہ مسلمان تھے سلسلہ قادریہ میں حضرت سراج شاہ قادری علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور ان کے ماذون و خلیفہ بھی تھے حضرت حلی عبد اللہ مسافر تھے رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو سلسلہ ہاشمیہ صابریہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا تھا، اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری اور نذر و نیاز ان کا روز کا معمول تھا۔ سید عالم علیہ السلام کی ذات اقدس سے والمانہ عشق تھا۔ ہر ہفتہ پانچ دن کے ساتھ میلاد و فاتحہ کرنا ان کی زندگی کا معمول تھا۔ (۳)۔

بعد میں جب وہ پانی پور سے متاثر انگریز نواز اور ان کے و خلیفہ خواجہ علماء و زعماء سید صاحب کی سادگی اور درویشانہ مزاج کو قائمہ اٹھاتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے انتظامی امور میں دخیل ہوتے گئے اور آخر کار پوری انتظامیہ پر قابض ہو کر سقید و سیاد کے مالک بن گئے تو وہاں خالصتاً دین حق کے مواقع معدوم ہو گئے اور تقیبت ختم ہو گئی چنانچہ ایسے حالات میں دارالعلوم



کے اصل بانی مولانا حاجی سید محمد عابد حسین علیہ الرحمہ نے ۳۰ سالہ خدمت کے بعد نظریاتی اختلاف کی بنیاد پر علیحدگی اختیار کر لی۔ ان کی برخصت کے بعد قابض علماء نے اسی طرح دارالعلوم کو چلایا جیسا انگریز چاہتے تھے۔ (۳)

جب دیوبند کے ارباب ہمت و کشادہ اور علماء کی جانب سے فکر اسلامی کے خلاف اور تنقیص شان الوصیت و رسالت پر مبنی لڑچکر کی اشاعت شروع ہوئی اور قرآن و حدیث سے ثابت شدہ عقائد و معمولات اہل سنت کے رد میں کثرت سے کفر و شرک اور بدعت کے فتوے دارالافتاء دیوبند سے جاری ہونے لگے تو غیر منقسم ہند کے طول و عرض کے علمائے اہل سنت میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اگرچہ علمائے اہل سنت نے جن کے سرخیل امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ تھے، دیوبندیوں کے باطل عقائد و نظریات کا کھل کر رد کیا اور اس رد و قدح کے عمل میں خود حضرت حاجی امجد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمہ، جن کو دیوبندی سید الطائفہ، شیخ العرب والعجم اور اچاندا نبی اور روحانی پیشوا کہتے ہیں اور ان کے دیگر جید تلامذہ مثلاً مولانا عبدالسمیع رامپوری وغیرہ بھی شامل ہیں (۵) لیکن اس کے باوجود یہ بات شدت سے محسوس کی گئی کہ اگر فوری طور پر دارالعلوم "دیوبند" کے مقابلے میں اہل سنت کا کوئی مرکزی دارالعلوم نہ قائم کیا گیا تو اس کا قوی خدشہ موجود ہے کہ ۲۰۵ برس بعد دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل علماء مدارس اہل سنت پر قابض ہو جائیں گے اس طرح نہ صرف "اہل سنت" کے عقائد و نظریات کا دفاع مشکل ہو جائے بلکہ ہندوستان میں ہندو مسلمانان اہل سنت کا استیصال شروع ہو جائے گا۔

اسی دوران تیسری صدی ہجری کے اختتام تک امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ و الرضوان کے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور تجدیدی کارناموں کا شعروہد محفیر پاک و ہند، نگار و نقاش اور ہر ماہ کی سرحدوں سے لگا کر بیاد عرب، اترین شریں، افریقہ، امریکہ، سری لنکا اور افغانستان تک پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ انکے علمائے اہل سنت کے مشوروں اور حقیقی اسلامی علوم و فنکار کی نشر و اشاعت اور اسلام کی افادہ ثانیہ کے خواہاں ہزرگان ملت کی تجویز پر سر زمین برٹن میں یو اس وقت تک امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی عبقری شخصیت کی وجہ سے اسلامیان ہند کا مرجع بن چکی تھی ایک ایسے دارالعلوم کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا کہ جہاں سے علوم اسلام کی درس و تدریس کے علاوہ سواہ اعظم اہل سنت و جماعت کے ہزار سال سے زیادہ پرانے نظریات و عقائد کا جدید انداز پر ابلاغ اور ان کے دفاع کا بھی اہتمام کیا جاسکے۔ چنانچہ غالباً شعبان ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۳ء کو امام العصر مجدد دین و ملت علامہ مفتی محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ کے دارالافتاء کے جواریں انہیں کی سرپرستی میں دارالعلوم بریلی "مظہر اسلام" مکیا قاعدہ قیام عمل میں آیا حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ چند سال تک اس دارالعلوم میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھ سکے بعد میں فتویٰ نویسی، تصنیف و تالیف اور دوسرے علمی اور تبلیغی مشاغل کی بنا

پر یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکے اور دارالعلوم کا سارا انتظام اپنے بڑے صاحبزادے حمید الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے سپرد کر دیا۔ (۶)

اس دارالعلوم کا نصاب امام احمد رضا نے اجمل علماء کی معاونت و مشوروں سے خود ترتیب دیا تھا، تعلیمی معیار کا اندازہ ان کتب تفسیر، احادیث و فقہ سے لگایا جاسکتا ہے جو دارالعلوم منظر اسلام کی اس سند حدیث میں مذکور ہیں جو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی حیات میں جاری ہوئی تھیں۔ راقم کے سامنے وہ سند فراغت ہے جو حضرت علامہ عبدالواحد رضوی ائین مولانا غازی الدین ساکن گڑھی کپورہ (پشاور، پاکستان) کو ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء کو امام احمد رضا کی حیات میں جاری ہوئی تھی اس پر علامہ مولانا حامد رضا خاں صاحب نے یہی شہادت دی اور علامہ مولانا رحمہ اللہ، اور علامہ مولانا طلحہ الرحمن انصاری نقشبندی الجہدی نے بطور مدرس و تحفہ فرمائے ہیں۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ”صحاح ستہ“ کے علاوہ دیگر تمام مشہور کتب حدیث، مسانید معاجم اور شروح کا ذکر ہے جو دارالعلوم میں پڑھائی جاتی تھیں۔ فقہ حنفی کے علاوہ دیگر ائمہ علامہ کے مذاہب سے متعلق بھی کتب پڑھائی جاتی تھیں۔ مجموعی طور پر ۳۰ علوم کا ذکر ہے جو اس دارالعلوم میں پڑھائے جاتے تھے اور جس کی سند علامہ عبدالواحد رضوی صاحب کو بعد فراغت جاری کی گئی تھی۔ (۷)

مذکورہ علوم اسلامی اور عقیدہ و تقلید کی درس و تدریس کے علاوہ طالب علم کی فکری اخلاقی اور روحانی تربیت کی ضروریات کا بھی خاص خیال رکھا گیا تھا۔ امام احمد رضا جامع العلوم تھے۔ وہ ۵۵ برس سے زیادہ علوم و فنون قدیمہ و جدیدہ پر دسترس رکھتے تھے (۸)

اگر ان علوم و فنون کی جدید دور کے اعتبار سے گروپ بندی کی جائے تو انکی تعداد ۷۰ سے بھی متجاوز ہو جائے (۹)۔ امام احمد رضا دل سے چاہتے تھے کہ یہ علوم آئندہ نسلوں کو منتقل ہو جائیں۔ وہ انگریزوں کے مرتبہ نصاب کے مختلف تھے۔ وہ نئی نئی کے ہر پہلو کی طرح تعلیم اور نصاب کو بھی اسلام کے تابع رکھنا چاہتے تھے۔ وہ جدید سائنسی افکار سے استفادہ کے قائل تھے لیکن ان کا مصلح نظریہ تھا کہ ”جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے، سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود یا بال کر دیا جائے۔ جاچا سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال ہو۔“ (۱۰)

انہی خصوصیات کی بنا پر یہاں سکھوں کی تعداد میں طلبہ بنگال، بیدار، بونہی، پنجاب، سرحد و اتر پردیش سے علم کی ترقی کرتے آتے۔

بعض طلباء دیوبند اور گنگوہ کے مدارس چھوڑ کر بریلی کے دارالعلوم میں آئے کیوں کہ اختلاف مسلک کے باوجود ان مدارس کی خلوتوں میں امام احمد رضا کی علمیت کے چرچے تھے (۱۱)۔

فارغ التحصیل طلباء ملک کے طویل و عرض میں پھیل جاتے اور وارث علوم نبوی (علی صاحبہا التحیۃ والفاء) کی حیثیت سے علم حقیقی کے بلاغ کے مراکز قائم کر کے تشنگان علم و عرفان کو سیراب کرتے اور ان کے افکار و عقائد کی اصلاح اور کردار کی تعمیر و تربیت کا فریضہ بھی انجام دیتے یہ دارالعلوم بریلی منظر اسلام کا فیضان تھا کہ اس کے قیام کے ۲۵-۳۰ سال کے اندر اندر غیر منقسم ہند کے شرق و غرب میں سیکڑوں کی تعداد میں علوم اسلامی کے مراکز قائم ہو گئے اور پہلے سے قائم مدارس اہل سنت ایک نئے جذبے کے ساتھ ایک مربوط اور جدید انصافی و امتہانی نظام سے وابستہ ہو گئے جہاں سے اسلامیان ہند کی دینی اور سیاسی قیادت کیلئے ناور روزگار افراد پیدا ہوئے جن کی طویل فرست اور انکسار اس دور کی کتب تاریخ و سیر اور رسائل و جرائد میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے (۱۲)۔

حقیقت یہ ہے کہ دارالعلوم بریلی ”منظر اسلام کی صد سالہ تاریخ اپنے دامن میں علوم اسلامی کے حامل محققین اور اہل قلم حضرات کیلئے وسیع اور متنوع موضوعات کی دولت گراںمایاں اور تاریخ اسلامیان ہند کے انمول بہرے سمیٹے ہوئے ہے جن کو وہ اپنی تحقیق اور نگارشات کا عین ملہا کر چودھویں صدی ہجری میں اسلامی علوم کے مرکز کی حیثیت سے اس کی گرفتار خدمات اور مسلم ہندوستان کے سواہر اعظم کے افکار و نظریات اور ان کی جدوجہد آزادی کی تحریکوں پر اسی کے اثرات کا محققانہ جائزہ پیش کر سکتے۔

”منظر اسلام“ محض کسی عبارت کا نام نہیں، بلکہ یہ اس فکر اور نظریہ کا نام ہے جس نے مسلمانوں کے دورِ ارتقاء و ترقی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی جدوجہد کو قوت و تقویت بخشی۔ سچ تو یہ ہے کہ دارالعلوم بریلی جن نظریات و عقائد کا امین ہے وہ ”قرآنی فکر“ اور ”محمدی نظریات و عقائد“ ہیں، وہ ”وائس نورانی“ کا مبلغ اور تاریخ کے تواتر میں سیدنا ابو بکر صدیق، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، احمد کریم الامت اور اولیائے ملت کے فکر و نظریات کا امین ہے۔ دیکھا جاوے تو دارالعلوم بریلی کا قیام ”احیائے سنت کی تحریک کا عین آغاز تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسندِ رشد و ہدایت ہو یا چین زارِ علم و حکمت، رزم و بزمِ سیاست و معشیت ہو یا میدانِ نگارشات و صحافت، سر پرستان، وابستگان اور ایوانے دارالعلوم بریلی نے ہر محاذ پر عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں۔

سیاست کے میدان میں والدِ توحید ”دارالعلوم بریلی کا عظیم کارنامہ“ ”بیعت رضا کے متعلق“ ”ابر“ ”کل ہند سنی

کا نفرنس، کیا قیام ہے جن کا دینی، علمی سیاسی اور معاشی پروگرام ایک طویل مدت تک سر زمین ہند پر ارد گرد میں کھینچ کر مسلمانوں کو فیضیاب کر رہا "جماعت رضائے مصطفیٰ" کی تاریخ کا یہ ایسی رقت انگیز اور مقصیم الشان باب "شدھی تحریک" (یعنی مسلمانوں کو زبردستی ہندو (مرتد) بنانے کی تحریک کا انسداد ہے۔

یہ فرزندِ امام احمد رضا اور واسطیگان دارالعلوم دہلی ہی تھے جنہوں نے ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء میں مفتی محمد قاضی محاذ پر بلوچہ دہلی طور پر گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جاکر بنفس نفیس اس فتنہ اورداد کا انسداد کیا، لاکھوں شریکین و مرتدین کو مسلمان کیا اور لاکھوں مسلمانوں کا ایمان بچایا۔ اس مہم کے قلمی اور علمی جہاد میں بریلی صحیفہ فکر سے وابستہ سیکڑوں علماء و مشائخ اور ہزاروں طلباء نے حسب استطاعت حصہ لیا، ان میں چند شخصیات کے کارنامے بہت نمایاں رہے، مثلاً شیخ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولانا سید دیدار علی، مولانا محمد عمر نعیمی، سید طریقت سید جماعت علی شاہ، مولانا قطب الدین برہنپوری، مولانا منوہ جان پور، چوہدری، مولانا سید محمد حسین علی پوری، مولانا محمد علی حامد ی آٹو لوی، مولانا عبدالحمید، سید محمد سعید بدایونی، کچھو چھوٹی: غیر ہم رحیم اللہ تعالیٰ۔ صرف علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں، مفتی اعظم ہند نے پانچ لاکھ ہندوؤں کو کھل چڑھایا (۱۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے سماجی نظم کیلئے اپنے احباب کے مشوروں سے "کل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ" کی بنیاد ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں ڈالی۔ ان کے اغراض و مقاصد حسب ذیل تھے۔

(۱) سید عالم احمد مجتہبی محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و عظمت کا تحفظ۔

(۲) "متحدہ قومیت" کا نعرہ بلند کرنے والے "فرقہ گاندھویہ" (کانگریس اور ان کی ہستواد نگہ جماعتوں) کا تحریریں اور تقریریں رڈ۔

(۳) "بد مذہبوں" کی چیرہ دستیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا۔

(۴) آریہ اور نصاریٰ کے دین اسلام پر اعتراضات کے تحریری جوابات اور ان کے خلاف مناظروں کا اہتمام، ان سلسلے میں سبقت گیری شدہ مائیکل (اخبارات و رسائل جیلے میلوں) کا بھرپور استعمال۔

(۵) امام احمد رضا محدث بریلوی اور دیگر علمائے اہل سنت کی تصانیف کی اشاعت۔ (۱۴)

غیر اسلامی نظریہ "متحدہ قومیت" کے بھائی دور میں اسلامی تشخص کے امتیاز و تہذیب "فتنہ اورداد کے انسداد اور موسم عوام میں عقیدہ توحید و رسالت کے حوالے سے راسخ الاعتقاد بنیاد کرنے میں انبائے "دارالعلوم" نے بڑی کوشش کی



والسبحان علماء فضلاء نے مثالی اور متاثر شدہات انجام دی ہیں جس کا کچھ اندازہ اس دور (۱۹۰۵-۱۹۰۶) کے اخبارات و جرائد اور رسائل کے مطالعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ (۱۵)

جب ”تحریک خلافت“ اور ”تحریک ترک سوالات“ کے ہنگامہ خیز دنوں میں مسلم علماء اور علماء کی ایک بہت بڑی تعداد گاندھی کی آمد صی اور گاندھیس کی فسوں سازی کا بخار ہو کر مسلمانوں کو ”ایک قوم ایک وطن“ کے پر فریب نعرے کے تحت ”سوراج“ (یعنی انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے) کی خاطر بعض شیعہ اسلام ترک کرنے اور ہندو مت و ہندو مت کے بعض مشرکانہ رسوم و معمولات کو اختیار کرنے کی ترغیب دے رہے تھے اور اس اسلام کی رواداری سے تعبیر کر رہے تھے (گاندھی، گاندھیس اور علمائے دیوبند نے تحریک خلافت کے زمانے میں سیاق و سباق فارم سے ہندوؤں کی خاطر گاندھی کی قربانی ترک کرنے کا مطالبہ کیا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خود مسلم لیگ کے اس وقت کے صدر حکیم اجمل خان سے بھی اس قسم کے مطالبات کئے) (۱۶)

یہ باتی دار العلوم بریلی حضرت امام احمد رضا اور ان کے مقتدین اور استحقان علماء میں تھے جنہوں نے سب سے پہلے ”مستندہ قوسیٹ“ کے دام فریب اور گاندھی کی عیار یوں سے مسلمانوں کو ہوشیار کیا اور بانگ دھل اعلان کیا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مسلم اور غیر مسلم سبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ حق و باطل کا استعراج کبھی نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ملت واحدہ ہیں، ہندو اور تمام دیگر (یسو و و نصاریٰ وغیرہ) غیر مسلم علیحدہ قوم ہیں (۱۷)

اس پر آشوب دور میں مسلمانان ہند کو گاندھی کی حمایت اور گاندھیس میں شرکت سے روکنے کیلئے ”جماعت رشتائے مصطفیٰ“ کے پلیٹ فارم (اس کے دارالافتاء) سے قیامی چارٹی ہوئے۔ ایک فتویٰ کا قبباس ملاحظہ ہو :-

جس وقت سے مسٹر گاندھی کی تحریک آزادی نے ہندوستان کی فضا کو مسومہ بنا رکھا ہے اس وقت سے لیکر اس وقت تک ہر ایک ملک کے طول و عرض سے وافر جماعت رشتائے مصطفیٰ میں استثناء آور ہے ہیں کہ :- مسلمان گاندھیس میں شرکت کریں یا نہ کریں؟ اور مسٹر گاندھی کی اٹھائی ہوئی تحریک میں حصہ لینا یا نہ لینا؟ اور مسلمانوں کے حق میں اس تحریک میں شرکت معتر ہے یا مفید؟ وافر جماعت مبارکہ میں اس وقت تک جس قدر سوالات آئے ان کا جواب برابر نکلتا گیا ہے ہر شخص سوالات کا سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں ہمارا ترغیب دہانا ہے کہ ہم ایک اعلان چھاپ کر مسلمانان ہند کو مطلع کریں کہ شریعت ظاہرہ مسلمانوں کو

کانگریس میں شرکت کرنے اور ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کر کے مسٹر گاندھی کی انھائی ہوئی تحریک آزادی میں انہیں حصہ لینے کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ مسلمان کان کھول کر سن لیں کہ ان کانگریس میں شرکت کرنا اور مسٹر گاندھی کی موجودہ تحریک آزادی میں جو ملک کے امن عامہ کو برباد کرنے اور ہندوستان میں "رام راج" قائم کرنے کیلئے انھی ہے، اس میں حصہ لینا مسلمانوں کی مذہبی و اقتصادی زندگی کیلئے نہایت خطرناک ہے" (۱۸)

اسی دور میں "جماعت رضائے مصطفیٰ" کی ایک ذیلی تنظیم "جماعت انصار الاسلام" کے نام سے قائم کی گئی جس کا مقصد سلطنت عثمانیہ اور مظلوم ترک مسلمانوں کی حمایت و مدد و نیز مسلمانان ہند کو ان کی اخلاقی، معاشرتی، تمدنی اور اقتصادی مفادات کی طرف رہنمائی تھی (۱۹)

دارالعلوم بریلی "منظر اسلام" کے قیام نے غیر منقسم ہندوستان کے جید علماء و مشائخ کو ایک ایسا فورم مہیا کر دیا تھا جہاں ہر سال دارالعلوم کی تقریب دستار بندی اور تنظیم اساتذہ کے موقع پر جمع ہو کر مسلمانان ہند کے دینی، تعلیمی، سیاسی، معاشرتی، معاشی احوال پر تبادلہ خیال کرتے اور ان کی فلاح و اصلاح کے لئے تجاویز مرتب کرتے، اعلیٰ حضرت عظیم الشان علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد یہ روح پرورد اجتماع اور تقریب تنظیم مند فراغت ان کے یوم وصال پر منتقل ہو گئی، جس میں اس دور کے جید علماء و مشائخ ہندوستان کے طول و عرض سے شریک ہوتے تھے۔

قیام منظر اسلام نے علماء و دانشوران اہل سنت کو وسائل البلاغ کی اہمیت کا احساس بھی دلایا۔ چنانچہ اس کے قیام کے بعد سے بریلی شریف سے ماہنامہ "الرضا" اور "یادگار رضا" کا اجرا ہوا، ایک ماہنامہ "رد مرزاہیت" کے نام سے مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔ اس کی تقلید میں ہندوستان کے دیگر شروں سے بھی اہل سنت کے رسائل و جرائد کا اجرا شروع ہوا، اس کے علاوہ کانگریس، مسٹر گاندھی اور "متحدہ قومیت" کے علمبردار مسلم زعماء اور علماء کے رد اور مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت پر قرار رکھنے کے حق میں ہجرت کتابچے اور پوسٹر شائع کئے گئے۔ اسی دور میں ہندوستان کے اخبارات، رسائل و جرائد میں اہل سنت کے مذہبی اور سیاسی عقائد کے خلاف شائع ہونے والے غمراہ کن مضامین کا بھرپور تعاقب بھی کیا گیا۔ نظریاتی کشمکش، سیاسی چیلنجز اور علمی اختلافی مباحث کے اس دور میں انباء سرپرستان اور وابستگان دارالعلوم بریلی کی کوششوں سے طلباء و علمائے اہل سنت میں مطالعہ کتب و رسائل و جرائد پیشی، تصنیف و تالیف اور تحریر و تحقیق کا ذوق پیدا ہوا۔ "جماعت رضائے مصطفیٰ" اور "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے پلیٹ فارم سے عوام و خواص اہل سنت میں سیاسی و معاشرتی شعور پیدا ہوا اور ان کی از سر نو تنظیم سازی اور تحفہ بندی ہوئی۔ نتیجہ کی باصلاحیت مصنف، محقق، مدیر اور

صحافتی تربیت پاکر میدان میں آئے جنہوں نے آگے چل کر بہت مفید علمی و مسلکی اور سیاسی خدمات انجام دیں۔

۱۹۱۹ء تا ۱۹۳۰ء کے دور میں اہل سنت پہلی بار منظم سیاسی قوت کے طور پر ابھرے اور دوسرائے نشر و اشاعت اور

صحافتی صلاحیتوں سے مزین ہو کر اپنے مخالفین کے مقابل صف آرا ہوئے۔ (۲۰)

اس میں ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ کے فورم سے علمائے اہل سنت کی کتب سیکڑوں کی تعداد میں شائع

ہوئیں۔ بریل شریف سے شائع ہونے والی ایک کتب سب نے ”ساری جماعت رضائے مصطفیٰ“ میں ۲۳۲ کتب کی

فہرست دی ہے جو اس دور میں شائع کی گئیں ان میں سے تقریباً نصف تعداد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی ہے

(۲۱)

۱۹۳۰ء میں تحریک پاکستان کا مرحلہ آیا تو دارالعلوم بریلی کے منہجہ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ نے قوم

کی رہنمائی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا اور آزادی کی منزل حصول اور اسلامی مملکت کے قیام کیلئے تنہا دھن کی بازی لگا

دی۔ جب مسلم لیگ قائم ہوئی۔ تو اس کے متعلق عام تاثر یہ تھا کہ نواب اور رؤساء کی تنظیم ہے، عوام میں اس کی پذیرائی نہیں

تھی۔ یہ دارالعلوم بریلی کے سرپرست اعلیٰ اور قافلہ اہل سنت کے امیر و امام، حضرت احمد رضا خان قادری ہی تھے کہ جنہوں

نے سب سے پہلے ہندو مسلم اتحاد کی شرعی بنیاد پر مخالفت کی، انہوں نے کفر و اسلام کے باب کو ناممکن قرار دیتے ہوئے

بگوندھی کی سیاسی تحریکوں کی حمایت اور کانگریس میں شمولیت کے خلاف فتوے صادر فرمائے (۲۲)

یہ دور تھا کہ جب مسلم لیگ کے صدر محمد علی جناح کو ہندو مسلم اتحاد کا مفیر قرار دیا گیا تھا اور ٹیڈ کٹر اقبال

ہندوستانی قومیت کے ترانے سنا رہے تھے (۲۳)

دو قومی نظریہ کی حفاظت میں خانقاہ و خدیوہ بریلی کی ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ نے اہم کردہ الٰہیام امام احمد رضا کے

ایک مخلص مولانا عبد القدیر بدایونی علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے ۱۹۲۵ء میں مملکت خداداد پاکستان کا تحریری خاکہ

”ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط صاف کاغذ صحتی کے نام“ کے عنوان سے پیش کیا جو مطبع مسلم یونیورسٹی شیگزہ سے دسمبر ۱۹۲۵ء

میں کتناہی صورت میں ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہو کر ملک بھر میں تقسیم ہوا (۲۴) بعد میں ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے اراکے

آباد کے اجلاس میں اپنے خطبہ صدارت میں تقسیم ہند کی اس تجویز کی حمایت کی تو علماء ہند میں سب سے پہلے امام احمد رضا کے

خلیفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے اس کی تائید و توثیق

فرمائی۔ (۲۵)

آگے چل کر اس بنیاد پر محمد علی جناح نے مسلمانوں کیلئے علیحدہ اسلامی مملکت ”پاکستان“ کا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے مطالبہ کیا اور اس کیلئے تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ سوا و اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ نے اس کا نہ صرف خیر مقدم کیا بلکہ اس تحریک میں پر جوش طریقے سے عملی حصہ بھی لیا۔

یہ ایک روشن تاریخی حقیقت ہے اور اس سے صرف ایک متعصب اور بے بصیرت شخص ہی انکار کر سکتا ہے کہ اگر پاکستان ”دارالعلوم بریلی“ اپنی سیاسی اور مذہبی جماعت ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ اور ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے ذریعہ مسلم لیگ کی تائید نہ کرتے اور مسلمانوں کے سوا و اعظم کو جو علماء و مشائخ اہل سنت کے اراکہ و نمائندہ ہیں اور نام لیاؤں پر مشتمل علماء الگ ریاست کے حصول کی جدوجہد کیلئے آہ و نہ کرتے تو شاید ”پاکستان“ کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔ یہ علماء بریلی تھے کہ جنہوں نے مسلم لیگ کے حق میں رائے عامہ کو بیدار کیا اور قوم مسلم کو منزل تک پہنچانے کی خواہش میں اخلاص کے اس مقام تک پہنچ گئے کہ جہاں سے یہ نعرہ مستانہ جاری دینا نے سنا کہ ”اگر کسی مرحلے پر محمد علی جناح یا مسلم لیگ کا مطالبہ پاکستان سے دستبردار بیدل بھی گئے تو ہم اپنی جدوجہد کو ترک نہیں کریں گے اور پاکستان حاصل کر کے دم لیں گے۔“ (۲۶)

الغرض دارالعلوم بریلی ”منظر اسلام“ کا قیام اسلام کی نشاۃ الثانیہ کی تحریک کیلئے ایک سنگ میل ثابت ہوا۔ یہاں سے ہر باطل نظریہ کے خلاف جہاد کی تحریک چلی، اس تحریک نے نہ صرف مسلمانوں کے سوا و اعظم کے ایمان و عقیدہ کی تحفہ کی بلکہ ان کو وہ بالغ فکری اور سیاسی شعور اور اتحاد و اتفاق کی ”قوت لایموت“ بخشی کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ خطہ ارضی پاک و طین ”پاکستان“ کا حصول ممکن ہو سکا۔ یہ ”دارالعلوم بریلی“ ہی کی تحریک تھی کہ اس نے قند ”قادیانیت“ اور اس سے زیادہ ضرر رساں فتنہ، فتنہ و باہیت“ اور جو صحیح مسنون میں ”ام القادیانیت“ ہے کا قلع تار کیا۔ سید عالم رسول مکرّم و معظم ﷺ کے مقام و عظمت، اور ناموس رسالت کی پاسداری کا فریضہ انجام دیا۔ گستاخان رسول کے منہ میں لگام دی، ان کی زبان و قلم کو فرنگی سوچ اور مشرکانہ فکر کے اثر اور دیوالیائی خواب پریشان سے نکال کر ”حق“ سے ”تحریریں“ اور ”سیرت مبارکہ“ کے محط غولبت سے لذت آشنا کیا۔ یہ دارالعلوم کی بھٹائی قوت کی ہی کواست و است ہے کہ کل تک ”گستاخان رسول“ کی ہفتوات کا دفاع کرنے والے بھی آج ”ہر عم خویش“ مقام مصطفیٰ ﷺ، عظمت و بیعت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے گفتار کے غازی بننے کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ دارالعلوم بریلی (منظر اسلام) دارالعلوم بریلی کے منظر دکھایا کہ جس سے ہر صغیر ہی نہیں بلکہ تمام و نیا کے مسلمانوں کیلئے جدوجہد اور قلمی اور عملی جہاد کی سمت



متبعین ہو گئی۔ اب یہ کیم عالم اسلام اور اس کے سوا واعظم کا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائے، علم حقیقی و مفید کے حصول میں کوشش کرے اسے نایاب موتی سمجھ کر جہاں سے بھی ہو جن لے۔ اپنی فکر اور سوچ کی پیمائی کو ”سرمہ افراغ“ سے مزین کرنے کی جائے، خاک و پر رسول ﷺ سے زینت دے، دانش مدحیانی کی بجائے دانش نورانی سے اپنے قلب و نگاہ کو چلا دے، عشق رسول ﷺ کے نور سے اپنے جسم و جان کو منور اور اتباع رسول ﷺ کی دلائل و خوشبوؤں سے اپنی مشام جان و روح کو معطر کرے، اس طرح اپنی چراغ خود رقم کر چکی کوشش کرے، دنیا میں بھی سرخرو ہو اور آخرت بھی سنور جائے۔

در العلوم بریلی منظر اسلام کا قیام مسلمانوں کیلئے جہد مسلسل اور عمل جہیم کا ایک پیغام ہے اس پیغام پر عمل کر کے ہی ہم قومی اور ناقابل شکست قوت بن سکتے ہیں ”رضائے مصطفیٰ“ کے خطوط پر ہم ایک جماعت، ”جماعت اہل سنت“ کے پرچم تلے خود کو مشغول و منضبط کر کے ہی باطل کے مقابل ایک متحدہ طاقت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ آج امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی روح پکار پکار کر ہم سے مطالبہ کر رہی ہے کہ اے سنی بھائیو! اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیارے کی بھولی بھالی بھیدرو!

بھیدو یے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بے ہنگام دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے چو اور دور بھاگو۔ اگر آج تم نے علم و عمل اور صدق و صدا کی ان منور راہوں سے قوت و توانائی نہ حاصل کی تو کل ”مرگ مفاجات“ کے ظلمت کدوں سے تمہیں نکالنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (۲۷)

آج لے ان کی پناہ آج نہ دماغ ان سے

بچر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اے احمد رضا! تم کو سلام کہ تم نے ”منظر اسلام“ کی راہ دکھا کر ہم پریشان حال بے یار و مددگار مسلمانوں پر بڑا احسان کیا۔ تم پر اللہ رحمن و رحیم اور اس کے رسول کریم رزق و رحیم کی بارگاہ عالی سے رحمت و رضوان کی بارش ابد الابد تک ہوتی رہے۔ تم نے جس طرح ہمارے دلوں میں چراغ عشق مصطفیٰ ﷺ کی لو کو مدھم نہ بنونے دیا بلکہ تیز سے تیز کر دیا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس تساری مرتقہ انور کو ”چراغ رخ شہ“ سے منور سے منور تر، اور تمہارے ”جذبہ عشق صادق“ کے صدقے میں ”تن سلطان ذمہ“ کی خوشبوؤں سے معطر سے معطر تر رکھے۔ تمہارے گھرانے میں علم نورانی اور فراست ایمانی کی میراث کو برقرار رکھے اور ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو تا قیام قیامت تمہارے نقش قدم پر گامزن اور تمہارے فیوض و برکات سے مستفاد رکھے۔

اور اے درالعلوم بریلی اے ”منظر اسلام“! اللہ عز و جل تمہیں تا صبح قیامت شاد و آباد اور پھولتا، پھلتا رکھے کہ تم

نے ”علم حقیقی“ کے پیاسوں کو میرا لب کیا، اہل ایمان اور ان کی نسلوں کو ”مشق حقیقی“ کی حلاوت سے لذت آشنا کیا، بے دیووں، گمراہوں کو راہ راست تک رہنمائی کی، بد مذہبیوں اور گستاخوں کی سرکوشی کی سود و نصاریٰ، مشرکوں اور کافروں کی شیخی کی، اسلام کی تبلیغ اور احکام شریعت و طریقت کی نشر و اشاعت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

ہر جگہ ”منظر اسلام“ نظر آتا ہے

ہند تو ہند عرب میں ہوا چہ چاتیر (خوشتر)

اے امام علم و فن کے نشان؟

اے مرکز علم و عرفان! اے دارالعلوم بریلی! اے ”منظر اسلام“ تجھ کو سلام! مدد و سال کے سلام! صبح و شام سلام! تو چراغِ محفوظی بکھر تا صبح قیامت روشن و تاباں رہ، شاد و آباد رہ! السلام والسلام والسلام!

تو سلامت رہے ہزار برس چلے ہر برس کے دن ہوں پچاس ہزار

اے دعا از من و جملہ جہاں آمین ہاں!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ و اولیائے امم و جمعین و بارک و سلم۔

### حوالہ جات

۱۔ غلام یحییٰ انجم، ڈاکٹر، دارالعلوم دیوبند کابانی کون؟ ناشر الدار السنیہ، لکھنؤ، ص ۱۳ اور ۷۲

۲۔ ایضاً ص ۱۵۲ تا ۱۵۳

۳۔ ایضاً ص ۳۶، ۶۷، ۸۲

نائب) حاجی سید عابد حسین صاحب اس مدرسہ کے ذریعہ اسلام کی حقانیت و صداقت کی نشر و اشاعت کا جو اہم

فریضہ انجام دینا چاہتے تھے اس مدرسہ کے دوسرے ارکان متفق نہ تھے، ان حضرات کا نقطہ نظر بالکل مختلف تھا وہ اس مدرسہ و انگریز حکومت کی رضا و منشا کے مطابق چلانا چاہتے تھے کیوں کہ مدرسہ کے صدر مدرس مولوی یعقوب علی ابن مولوی سید علی حکومت وقت (انگریز) کے زبردست بھی خواہ تھے مدرسہ کے صدر مدرس مولوی یعقوب علی ابن مولوی مملوک تھے حکومت وقت (انگریز) کے زبردست بھی خواہ تھے مدرسہ کی صدر مدرس قبول کرتے سے قبل وہ کئی شروں میں انگریز حکومت میں (و خلیفہ خور ملازم کی حیثیت سے) ڈپٹی انسپکٹر آف اسکول کے فرائض انجام دے کر اپنی حسن کارکردگی سے

انگریزوں کی نظر میں محبوب بن چکے تھے۔ اپنے اسی کامیاب تجربے کی روشنی میں اس مدرسہ کو اسی روش پر لے جانا چاہتے تھے جو انگریز حکومت کے عین منشاء کے مطابق تھا، اسلئے ان کے خیالات کا حاجی محمد عابد صاحب کے خیالات و نظریات سے متصادم ہونا ناگزیر تھا۔ ان کے علاوہ جتنے دیگر حضرات تھے، مدرسہ سے وابستہ ہو کر اس کے انتظامی معاملات میں دخل ہو گئے تھے ان میں اکثریت ان حضرات کی تھی جو انگریزی حکومت کے وظیفہ خوار ملازم تھے اور ان کے دور حکومت حتیٰ کہ ترمیم جنگ آزادی (۱۸۵۷-۱۸۵۸ء) میں بھی اپنے عہدوں پر فائز رہ کر انگریز حکومت سے اپنی وفاداری کا ثبوت دے رہے تھے اور جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد تاج برطانیہ کی عملداری میں بھی اپنے عہدوں پر فائز رہے اور ترقیاں پا کر ریٹائر ہوئے۔ مثلاً دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن (م ۱۹۲۰ء) کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (م ۱۹۰۳ء) ایک عرصہ تک بریلی کالج کے مدرس رہے پھر ترقی دے کر ڈپٹی انسپکٹر مدارس بنائے گئے اور اسی عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ اسی طرح مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی (م ۱۹۴۹ء) کے والد مولوی فضل الرحمن دیوبندی (م ۱۸۹۱ء) بھی بریلی میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء میں اسی عہدہ پر جلوہ افروز تھے۔ اس سے بڑھ کر ان علماء دیوبند کی انگریز نوآزی اور انگریزوں سے ان کی وفاداری کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں :-

۱:- ”مولانا حسن خان قزوینی“ معتقدہ پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی

۴ :- ”تذکرۃ العابدین“ مصنفہ نذیر احمد دہلوی۔

۳ :- ”فیضان امام ربانی“ مصنفہ مولانا عبدالحکیم اختر مظہری شاہجہانپوری لاہور

۴: سہفت روزہ "الافتخار" لاہور ہفت ۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء

۵ :- ”دارالعلوم دیوبند کیا تھی کون ہے ؟“ مصنفہ ڈاکٹر عثمان بیگم بیگم انجم دیوبند

(ب) بعد فٹش گورنمنٹ کے محکمہ سبر اگرسائی کی دوا العلوم دیوبند کے بارے میں خفیہ رپورٹ (۵۷ء ۱۸) جو انکسٹ گورنر یوپی سر جان اسٹریچی کو پیش کی گئی تھی جس میں دارالعلوم کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا گیا تھا، خاص طور سے اس کا یہ جملہ بڑا معنی خیز ہے۔ ”یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں سمجھا میافق سرکار محمد و معاون سرکار ہے۔“۔۔۔۔۔ غامض دیوبند کی انگریز نوازی اور وظیفہ خواری کا منہ بولا ثبوت ہے۔ پھر بھی نہیں اس اونچی رپورٹ کے بعد انکسٹ گورنر یوپی کو دارالعلوم دیوبند کے اس وقت کے مہتمم مولوی محمد احمد ابن مولوی قاسم نانوتوی نے دارالعلوم میں مدعو کر کے ان کو سپانسمر پیش کیا جس میں تاریخ برطانیہ کیلئے دعائیں چیلے کہے گئے اور یہ فٹش گورنمنٹ کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا گیا۔ ملاحظہ فرمائیں :-

(۱) ”مولانا احسن بانو قوی“ (۲) ”فیضان امام ربانی“ اور (۳) ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ کے ماہنامہ ”الوہی“ میں ڈاکٹر سلمان شاہچھاچہ پوری کا قسط وار مضمون جنوری ۱۹۹۱ء تا اگست ۱۹۹۲ء بعنوان ”حمید اللہ شہد فی کاوار العلوم دیوبند سے اخراج“۔

۵۔ غلام یحییٰ انجم، ڈاکٹر: دارالعلوم دیوبند کابانی کون؟ مطبوعہ ممبئی ص ۷۶

۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: ”حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ مطبوعہ ممبئی (۱۳۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) ص ۱۱۹

۷۔ ایضاً ص ۷۲

۸۔ الاجازۃ الرضویہ مجلہ مکتبہ المدینہ (مشمولہ رسائل رضویہ ج ۲) ص ۳۱۵ تا ۳۰۱

۹۔ حمید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: ”قرآن سائنس ایر امام احمد رضا“ مطبوعہ المختار پبلشنگس (اشاعت سوم) ۱۹۹۷ء / ۱۳۱۷ھ کراچی ص ۱۷

نوٹ :- شیخ الحدیث والتفسیر علامہ ابو الفتح نصر اللہ خاں نصرۃ اللہ تعالیٰ و نصرہ، سابق رئیس دارالافتاء، مہترہ محکمہ (Su- preme court) دولت اسلامیہ افغانستان، حال مقیم کراچی، فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے علوم و فنون کی کوئی انتہا نہیں ہے، دراصل سید عالم علیہ السلام سے سچی محبت کا ان پر یہ فیضان تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو وہ علم لدنی عطا فرمایا تھا کہ جن کی قسموں کو شمار کرنا انسان کے بس کی بات نہیں لہذا ان کے علم و فن کو ۵۰ یا ۷۰ یا ۱۰۰ قسموں میں مقید کرنا ان کی شخصیت کے ساتھ انصاف نہیں۔ (وجہ استقامت قادری)

۱۰۔ ”نزول آیات فرقان السموات زمین و آسمان“ مصنفہ امام احمد رضا مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۴

۱۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ مطبوعہ ممبئی (۱۳۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) ص ۱۱۸ اور حاشیہ ص

۱۲۔ مزید تفصیل کیلئے درج ذیل کتب قابل مطالعہ ہیں :-

(۱) تذکرۃ علمائے اہل سنت (مصنفہ مولانا محمود احمد قادری)

(۲) ”مہاجرین تحریک پاکستان“ (مصنفہ محمد صادق قصوری مہجرات پاکستان)

(۳) ”تذکرۃ علمائے اہل سنت“ (مصنفہ صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی لاہور)

(۴) ”مولانا عظیم اور آزادی ہند“ (مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لاہور)

تحریک پاکستان" (مصنفہ سید صابر حسین شاہ بخاری لاہور)

(۶) "قائد اعظم پاکستان" (مصنفہ سید صابر حسین شاہ بخاری لاہور) دیگر کتب در سائل اور جرائد۔

۱۳:- "روداد جماعت رضائے مصطفیٰ" سال اول ۱۳۳۹ھ حوالہ "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" مصنفہ

بریلوی، ص ۳۷۳

۱۴:- محمد جلال الدین قادری، مولانا: ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست "مطبوعہ مکتبہ رضویہ لاہور، ص ۵۶

۱۵:- اس سلسلے میں مزید مطالعہ کے خواہاں حضرات مراجع کیلئے، ان کتب سے رجوع کر سکتے ہیں جن کی فہرست مولانا

بریلوی کی تصنیف "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" کے ص ۵۹ پر دی گئی ہے (وجاہت قادری)

۱۶:- (الف) محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر "حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی" ص ۷۰ تا ۷۳ تا ۱۸۶ تا

(ب) "زمر" ۷، جولائی ۱۹۳۸ء حوالہ "اکابر تحریک پاکستان" (مصنفہ) محمد صادق قصوری، ص ۳۹

۱۷:- امام احمد رضا بریلوی کا سیاسی مسلک بہت صاف اور واضح تھا ابتداء سے اختتام تک اس میں نہ کوئی نشیب و فراز آیا اور نہ

کوئی کچک پیدا ہوئی۔ وہ روز اول سے (دوقومی نظریے کے غلبہ دار رہے اور آخر تک اس کیلئے کوشاں رہے۔ وہ ہندو کی سیاسی

چالوں سے بخوبی باخبر تھے، ملی سیاست کے ہر اہم موضوع پر انہوں نے مسلمانان ہند کو خبردار کیا اور ہندو مسلم اتحاد کے خطرناک

نتائج سے آگاہ کیا، وہ عظیم مدبر تھے، مذہبیات اور لابیات کے علاوہ سیاسیات میں بھی بڑی بصیرت رکھتے تھے ان کے مندرجہ

ذیل محققانہ رسائل اس موضوع پر مطالعہ کے خواہاں حضرات کیلئے بہت مفید ہیں ان رسائل نے اس دور کی ملی سیاست میں

اہم کردار ادا کیا ہے اور سیاستدانوں کی صحیح سمت و رہنمائی کی ہے۔ اس کا عملی اعتراف بعض زعمائے ملت (مثلاً مولانا عبدالمبارک

فرنگی) نے ان کی حیات میں اور بعض (مثلاً مولانا محمد علی جوہری نے ان کے وصال کے بعد ان کے سیاسی مسلک سے رجوع

لا کر کیا۔

۱:- النفس النحر فی قربانی البقر (۱۳۹۸ھ / ۱۸۸۰ء)

۲:- اعلام الاعلام بہن ہندوستان دارالسلام (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء)

۳:- تدبیر قلائد و نجات و اصلاح (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)

۴:- دوام العیش فی الامت من القریش (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)



(۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

۶ :- الطاری الداری لمحققات عبدالباری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء)

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب و رسائل و جرائد کا مطالعہ بھی مفید ہوگا :-

(۱) ماہنامہ ”الرضا“ بریلی، شمارہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء

(۲) ماہنامہ یادگار رضا“ بریلی، بہار ذی قعدہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

(۳) ”الرشاد“ مصنفہ سید محمد سلمان اشرف بہاری

(۴) ”طریق الہدی“ مصنفہ علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلی

(۵) ”فاضل بریلوی اور تحریک ترک موالات“ مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مطبوعہ لاہور۔

۱۶ :- ”ماہنامہ یادگار رضا“ بریلی (۱) بہار ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ ص ۳، ش ۹، ص ۷۳۵ (۲) بہار ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ ص ۳، ۳

بریلوی ”سارخ جماعت رضائے مصطفیٰ“ مصنفہ سید بی بی، ص ۳۱۸ اور ۳۲۹

۱۷ :- (الف) بہار روزہ و بدیعہ سکندری ۲۸ مئی ۱۹۲۱ء ص ۲۹۸

(ب) ”روزنامہ پیہ اخبار“ لاہور، بہار ۱۵ مئی ۱۹۲۱ء حوالہ ”سارخ جماعت رضائے مصطفیٰ“ مصنفہ سید بی بی

ص ۲۹۹

۱۸ :- ”سارخ جماعت رضائے مصطفیٰ“ ص ۹۹

۱۹ :- ایضاً ص ۱۱۰ تا ۱۰۳

۲۰ :- محمد عبدالکیم قاضی، ایم۔ اے ”تحریک پاکستان اور اس کے عوامل“ مطبوعہ لاہور، ص ۷۵، حوالہ قائد اعظم کا

”مطبوعہ لاہور، مصنفہ سید صابر حسین چاری، ص ۲۸۲

۲۱ :- محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر ”حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ ص ۱۷۱، ص ۲۰۵ تا ۲۰۳

۲۲ :- (الف) ایضاً ”تحریک آزادی ہند اور السواد اعظم“ مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء ص ۷۵ تا ۷۲

۲۳ :- ”تصور پاکستان ایک تحقیقی جائزہ“ مطبوعہ ادارہ ”منظر اسلام“ لاہور اگست ۱۹۹۹

۲۴ :- (ب) ایضاً ”حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ ص ۲۰۵ تا ۲۰۳ اور حاشیہ نمبر ۳ ص ۲۰۵

(ب) ایضاً ”تحریک آزادی ہند اور السواد اعظم“ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۶۷-۲۔

## مدح جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

از: مولانا مسون رضا حشمتی پیدلی بھینتی

خوب پھولے پھلے جامعہ رضویہ  
 سنیوں کیلئے جامعہ رضویہ  
 یادگار رضا یادگار رضا  
 جامعہ رضویہ جامعہ رضویہ  
 حامد و مصطفیٰ اور ربیعان رضا  
 سب کی چشم سنا جامعہ رضویہ  
 جس کے موجودہ ناظم ہیں سکھان رضا  
 دین کا ہے قلعہ جامعہ رضویہ  
 جس سے نارس ہوئے ہیں محدث بیت  
 اور جوہ و سنا جامعہ رضویہ  
 ہوں کہ بدکاری یا ہوں فیسی بھی  
 تجھ سے خوش ہیں سدا جامعہ رضویہ  
 رضوی و حشمتی امجدی اشرفی  
 سب کا تجھ سے بھلا جامعہ رضویہ  
 شربت عشق احمد پلاتا ہے تو  
 شاہ اے ساقیا جامعہ رضویہ  
 مرکز اہل سنت ہے لاریب تو  
 نور رہے گا سدا جامعہ رضویہ  
 سن تو ماسون اب منظری ہو گیا  
 جب تجھے مل گیا جامعہ رضویہ

دارالعلوم منظر اسلام اور مدرسہ دیوبند کا

## تقابلی جائزہ

”جامعہ منظر اسلام“ کا عالمگیر علمی فیضان

اثر قلم : ----- علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی ہریادی ملیسی پاکستان

مرکز لیل سنت یاوگار اعلیٰ حضرت دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگران ہریادی شریف یوپی ہند اہل سنت کا وہ قابل فخر مرکزی ادارہ جس نے ہزاروں جلیل القدر عظیم المرتبت علماء و فضلاء و فقہاء عبقری مدرمین و محدثین استاذ اساتذہ و استاذ العلماء، شیخ الحدیث مبلغ و مفتی و مناظر اور شیوخ طریقت تیار فرمائے جس کا علمی روحانی تدوینی فیضان آج نہ صرف برصغیر ہندوپاک بلکہ دیش ممالک اسلامیہ و بلاد عربیہ بلکہ بالواسطہ بلاد وسطہ مغربی یورپی افریقی و ایشیائی ممالک تک میں پھرتا ہے۔

برفشی فرنگی تسلط اور غلبہ کے بعد تخت دہلی سے تمام مدارس و مدرسہ عربیہ کو یکسر ختم کر دیا گیا لاڈلہ میکالے نے ہند پالیسی کے جو اصول وضع کئے (۱) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے (۲) ہندوستان میں لاد مذہبیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہ سکیں (۳) مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور دہیاطن گورنمنٹ انکلیچہ کی وفادار ہو جو (انگریز) حاکم اور رعایا میں ترجمان کا کام کرے۔ (روشن مستقبل و سیف حقانی ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳)

سنی ہر ٹکٹن طامس نے اپنے رسالے (ہندوستان میں گزشتہ بغاوت اور ہماری آئندہ پالیسی) میں لاڈلہ میکالے کے مذکورہ تین اصولوں کو بنیادی پالیسی قرار دیا ہے انہی تین بنیادی اصولوں اور مرکزی نکات کی بنیاد پر انگریز بہادر نے ۱۸۶۷ء میں ضلع سہارنپور یوپی و یوپی و یوٹاؤں کے مین دیوی کنڈیوی سن (موجودہ دیوبند) میں اپنے مذکورہ بالا مذہنی مقاصد کی تکمیل و ترویج کیلئے مدرسہ دیوبند قائم کر لیا یہ حقائق ہم روشن شو اہل کے ساتھ اپنی کتاب برہان صد اوقت بر دہجہ دیوطالت اور دیوبندیت جو اب مطالعہ دیوبندیت میں پوری تفصیل و جامعیت کے ساتھ نقل کر چکے ہیں اکابر دیوبند کو خود تسلیم ہے کہ دیوبند کے ملازمین و مدرسین و اراکین کی اکثریت ایسے مزدوروں کی تھی جو گورنمنٹ انکلیچہ کے قدیم ملازم و پیشہ تھے۔

(سوانح قاضی جلد دوم ص ۲۳۷ حاشیہ)

ایسے حالات میں جبکہ مسلمانان ہند کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے اپنے قدیم ملازم و پیغمبر دیوبند کی ملاؤں کے ذریعہ مسلمانوں کا دین ایمان ٹوٹنے اور ان کے قلوب و زبان و افکار سے عشق رسول ﷺ کی شمع بجھ کر دے کیلئے اور انکو اعتقادی و بد مذہبی کے گہرے غار میں دھکیلنے کیلئے میکالے کے تین بیادین اصولوں کا سرگرم زمین جال بکھار دیا گیا تھا مولانا فضل حق خیر آبادی مفتی عنایت احمد کا کوروی مولانا کفایت اللہ کافی وغیرہم قدس سرہم ایسے مقتدر علماء اہل سنت کو مختلف اشوع سزاؤں کے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا تھا۔ قدر میں و تبلیغ دین کے نام تو ہیں و تنقیض کا پرچار کیا جا رہا تھا کہ مسلمان عیسائی نہ ہوں تو مسلمان بھی نہ رہ سکیں اور ایسے نام نہاد بناسپہی برائے علماء اور عام کے مسلمان تیار کئے جائیں جو بظاہر دیکھنے میں مسلمان بہاؤن گورنمنٹ انگلیش کے و قادر و جاوید ہوں اور حاکم انگریز اور رعایا غیر ترچان کا کام دے سکیں دیوبند انگریز کی اس پالیسی کو علمی جامعہ پستانے میں مصروف عمل تھا کچھ عرصہ بعد ایام طفولیت ہی سے امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت امام الہدی علامہ عبدالمصطفی مولانا شاہ الامام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دین حق دین اسلام مذہب حق مذہب اہل سنت کی نصرت و اعانت اور عظمت شان الوہیت و عظمت شان رسالت کے تحفظ و دفاع کیلئے کھڑا فرمایا امام اہل سنت مجدد اعظم دین و ملت فارق نور و خلعت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لازم حق و باطل میں بھر پیکار تھے باطل باطل کے پرچے اڑا رہے تھے انگریزی پالیسی کے موید ترجمان اکابر دیوبند کی گستاخانہ جلسازیوں قریب کار یوں کا راز طشت ازہام کر رہے تھے نواکھل عمری میں شر بریلی شریف میں اہل حق اہل سنت کے علمی و دینی مرکز کے قیام کی طرف توجہ نہ فرمائی کہ پہلے جس طرح بھی بد مذہبیت و لادینی کا پورنی طرح استیصال کر دیں بے دینی کے بادل چھٹ جائیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے تو درالعلوم قائم کر رہے۔

**دارالعلوم منظر اسلام کا قیام:-** علماء و احباب تخلصین اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس بلکہ کت میں دارالعلوم کے قیام کی اہمیت و ضرورت کی درخواستیں پیش کرتے مگر اپنے علمی تحقیقی و تعلیمی جہاد بالقلم کے باعث وقتی طور پر عذر پیش کرتے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مزاج شناس حضرات نے ایک محترم محبت مخلص ایک قریبی رفیق و صدیق سید امیر احمد صاحب کی وکالت میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت مخصوص امدادہ لبرائی میں فخر و تاز کے انداز میں سرکار اعلیٰ حضرت علیہ التحیۃ سے عرض کیا اللہ کمال ہے تکلفی سے کہنے لگے ”حضور قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ بریلی میں دیوبندیت و ہدایت کیسے بچ گئی تو میں کہہ دوں گا اور پرچہ شیعہ المؤمنین علیہ السلام میں آپ کے خلاف تالش کروں گا کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب کی وجہ سے وہابیت پھیلی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا وہ کیسے

حضرت سید صاحب نے کہا کہ آپ نے مدرسہ قائم نہیں فرمایا سنی علماء تیار نہیں ہوئے: باپیت پچھلتی گئی مخلصانہ یہ واقعہ مختلف قدیمی کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ مرقوم و موجود ہے مگر مفہوم قریب قریب باہم متفق ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت کے دل پر چوتھی گلی قلب انور پر زوہری احساس پیدا ہوا مختصر یہ کہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے دارالعلوم کے قیام و اجراء کی منظوری دی اور ابتدائی ایک ماہ کے مصارف اپنے ذمہ لئے: واقف کار حضرات اور امور علمی جامعہ منظر اسلام کے واسطیجان سبھی حضرات جانتے ہیں اس طرح منظر اسلام ۱۳۲۲ھ کی بنیاد پڑی۔

### دارالعلوم منظر اسلام اور مدرسہ دیوبند کا تقابلی جائزہ :-

قبل اس کے کہ ہم دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے ابتدائی متقدمین اساتذہ مکتسبن کرام کی استعداد و قابلیت اور منظر اسلام کی تعلیمی تدریسی خدمات پر تبصرہ کریں مناسب ہو گا کہ دارالعلوم بریلی شریف مدرسہ دیوبند کا ایک تقابلی جائزہ پیش کریں اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج کی دنیا میں بعض ظاہر بین لوگ کہا کرتے ہیں کہ مدرسہ دیوبند کی عمارت بڑی ہے اور وہاں طلباء کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایسے حضرات اور دوسرے ناواقف لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ کسی بھی تعلیم گاہ کی بدترتی محض عمارت کی وسعت اور طلباء کی کثرت پر ہی موقوف نہیں اور نہ ہی یہ قابلیت و حقانیت کا معیار ہے اصل چیز طالبان علوم و دینیہ میں ایک دینی جذبہ اور مذہبی روح چھوٹنا ہے ایک دینی تہذیب اور مذہبی دلولہ اور جذبہ اور قومی مسلم تشخص پیدا کرنا ہے: دارالعلوم بریلی میں موجود اور مدرسہ دیوبند میں ہمیشہ مشغور رہا اس کی وضاحت ہم تھوڑا آگے چل کر کریں گے: دیکھنا یہ ہے کہ انگریز ہند پر غلبہ و قبضہ پانے کے بعد ایک طرف تو نہ صرف تخت دہلی بدھ بلا دیوبند کے قدیمی حقیقی مدارس و مراکز دینیہ کو نیست و نابود کر رہا تھا تو وہ اسی دور میں ۱۸۶۷ء میں اپنے دشمنوں اور مخالفوں کو دیوبند میں مدرسہ بنانے کو کہے گوارہ کر سکتا تھا جیسا کہ انگریزوں کے قدیمی وفادار آج کے دیوبندی وہابی مولوی غلط جانہ دیتے ہیں کہ انگریز سے جہاد کرنے والے علماء نے دیوبند میں مدرسہ قائم کیا۔ ہم کیا کوئی بھی ذی فہم و شعور عقل انصاف کی دنیا میں ہرگز تسلیم نہیں کرے گا کہ انگریز ہمارے خود اپنے دشمنوں کی از سر نو خوار نگار ہا تھا اگر قرار واقعی طور پر دیوبندی مولوی انگریز کے دشمن اور اہلکار دیوبند انگریزوں کے خلاف مجاہدین کا ہر اول دستہ ہوتے اور مدرسہ دیوبند کے قیام کا مقصد انگریزوں کے بخلاف جذبہ جہاد پیدا کرنا تو تھا تو مدرسہ دیوبند کے قیام کے اولین دور میں انگریز انٹینڈنٹ گورنر سر جان ٹولکس لائوش انٹینڈنٹ گورنر مرہٹک احمد انگریز اور انگریز انٹینڈنٹ گورنر کے خفیہ مقصد انگریز سکی مسز یا سر اور خود انگریز گورنر سر جیمز مسٹن بابا ہند مدرسہ دیوبند کا محاسبہ کر کے اس کی



تحسین نہ کرتے۔ دوسری طرف دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف ایک مرد با خدا عارف باللہ قافی فی رسول اللہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نفعنا خدام مصطفیٰ جان جلاہ و علیہ السلام کے توکل و نظر رحمت پر یقین کے ساتھ قائم فرمایا تھا۔ بریلی شریف کے مدرسہ منظر اسلام کو کسی انگریز گورنر یا لٹیننٹ گورنر یا سرکار مدطانیہ کی اعانت و نصرت و معاونت حاصل نہ تھی جیسا کہ ان کی اپنی معتبر و مستند کتب میں ان کے معتمد علماء اقرار و اعتراف کرتے ہیں۔ (دیکھو: دو مکاتبات مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ و ماہنامہ فیض اسلام ستمبر ۱۹۶۱ء و کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی و تاریخ دارالعلوم دیوبند وغیرہ)

مدرسہ دیوبند اور اکابر دیوبند حصول ذرہ حصول منفعت کیلئے بین الاقوامی گہاگری اختیار کی ہر دین ہر دھرم ہر مذہب اور ہر ملک اور ہر سیاست دان کے مال پر نظر رکھی اپنے دلائل و شواہد حقائق کے ساتھ یہ ایک مستقل عنوان اور مستقل موضوع ہے اور اکابر دیوبند کی اپنی مستند کتب و رسائل منہ پھاڑ پھاڑ کر یہ سب کچھ اگل رہی ہیں مگر ان کے مقابلہ میں بریلی کے دارالعلوم اور اس کے بانی اس کے سرپرستوں اس کے اساتذہ اس کے مدرسین نے بین الاقوامی اور بین الممالک گہاگری اختیار نہ کی علوم دینیہ کی ترہ و اشاعت کیلئے سنی مسلمانوں ہی کی موافقت پر قناعت و انحصار کیا۔ یہاں یہ بات بھی اپنا جگہ مسلم و اٹل اور ناقابل تردید ہے کہ مدرسہ دیوبند اور اکابر دیوبند نے مدت النمر انگریز کے عہد اقتدار میں انگریز سے بے دریغ مالی منفعت حاصل کی تو دوسری طرف مشرکین ہند کے چندہاں اور عطیوں سے یہ وہاں چڑھے اور ہن کے سیاسی آلہ کار بنے سوانح قاسمی میں بخیرت حوالہ جات ہندوؤں کے عطیات اور چندہاں کے موجود ہیں اور ۱۸۵۷ء جولائی میں صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد اور مدرسہ دیوبند کے جشن صد سالہ پر بحیثیت وزیراعظم اندر اچھا مدھی جی کا تشریف اور شری بنجے گا ندھی کی پچاس کھانوں کے پیکٹ کھانا تو مدرسہ دیوبند کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے لیکن اس کے برعکس کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ دارالعلوم بریلی نے مدرسہ دیوبند کی طرح کسی بھی دور میں انگریزوں اور ہندوؤں سے مالی منعذت حاصل کی ہو ہمیشہ سنی مسلمانوں کے عطیات پر ہی انحصار کیا اندر میں حالات عمارت کے اعتبار سے دارالعلوم منظر اسلام کا مختصر ہونا مہر و طعن و الزام نہیں ہو سکتا کیونکہ دارالعلوم بریلی شریف ہمیشہ دینی تدابیر مسلکی حدود و قیود میں رہا اور غیر شرعی حرکات سے مطلقاً اجتناب کیا اور کسی مصلحت کو آنے نہ آنے دیا جبکہ دیوبند کا طرز عمل ہمیشہ انہوں کو دل رہا ہر طاقت و مفاد کے واسطے اپنا تلاش کی گئی۔

### علمی حیثیت اور تعلیمی معیار:-

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف اور مدرسہ دیوبند کے بانیوں اور مدرسین و اساتذہ کے تعلیمی معیار اور استعداد قابلیت میں بھی تو بین و آسان کا فرق ہے اس کی ایک اجمالی جھلک ملاحظہ ہو۔

دارالعلوم منظر اسلام کے حقیقی بانی سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز ہیں ان کی جلالت علمی اور فقیہی بصیرت کا اعتراف غافلین سوا فقہین سب نے کیا ہے یہ ایک مستعمل عنوان ہے اور اس پر بحث شواہد ہیں ارباب علم و تحقیق نے اوناہل میں آپ کو پچاس علوم کا جامع اور ماہر تسلیم کیا تھا مگر جوں جوں باہنگی تاخیر سے طبع ہونے والی تصانیف منظر عام پر آنے لگیں تو اب عصر حاضر کے محققین باہم متفق الراء ہیں کہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلی اسی علوم کے ماہر بلکہ بہت سے فنون کے مجدد و بانی ہیں۔ عصری تقاضوں اور دینی ضرورتوں کے تحت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کا قلم حق رقم نرم گاہ حق و باطل نشانی کردار اور اگر تار با کلمہ رضا البطل باطل کا سر قلم کردارین حق دین اسلام مذہب مذہب اہل سنت اور عظمت شان الوہیت و عظمت و رفعت شان رسالت کے خلاف کو نفاق تھا جس کا سر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلم کر کے نہ رکھ دیا ہو۔ اعلیٰ حضرت کا رضوی دارالافتاء عالم اسلام کا ایک مرکزی دارالافتاء جو مسلمانین عالم کے شرعی فیصلے کر رہا تھا اسلئے حضور امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو باقاعدگی و مربوط طریقہ پر مستقل مدرس بن کر مدرس کا موقع نہ ملا مختلف ادوار میں بمقتضائے ضرورت تدریس کے فرائض انجام دیئے بانی منظر اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی شان مدرس کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے اجل خلفاء ارشد تلامذہ میں سے ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین احمد فاضل بھاری قدس سرہ دیتے ہیں۔ علم ہیات و نجوم اور علم توقیت میں استعداد و کمال کا یہ عالم تھا کہ اگر ان علوم کا آپ کو موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا علماء نے جہت جہت ان علوم کو مختلف مقامات پر لکھا ہے لیکن میرے علم میں کوئی مستقل کتاب ان فن میں نہ تھی جب میں نے اور میرے ساتھ مولوی سید شاہ غلام محمد بہاری مولانا مولوی حکیم سید شاہ عزیز غوث بریلوی مولوی سید محمود جان حضرت حیدر الاسلام صاحبزادہ والا جاہ مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی نے اس فن کو جس طرح شروع کیا تو کوئی کتاب اس فن کی نہ تھی جس کو ہم لوگ پڑھتے اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت خود ہی اس کے قواعد و بانی ارشاد فرماتے اس کو ہم لوگ لکھ لیتے۔۔۔۔۔ (ملخص احیات العظمیٰ حضرت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ بانی منظر اسلام کے اجلہ تلامذہ میں حیدر الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا صاحب بریلوی صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی اعظمی۔ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین فاضل بھاری استاد و من مولانا محمد بریلوی محدث اعظم ہند ابو الحامد سید محمد محدث کچھوچھوی، علامہ حاجی سید نور احمد چانگامی حضرت مولانا شاہ احمد چھوچھوی مولانا سید شاہ غلام محمد بہاری مولانا سید عبدالکریم محلہ ذخیرہ بریلی مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی مولانا

عید الاחד میل بھیتی مولانا حکیم عزیز غوث بریلوی مولانا نواب مرزا بریلی مولانا منور حسین بریلوی مولانا واعظ الدین صاحب قدس سرار ہم جیسے اساطین علم شامل ہیں اس موقع پر مجھے حضرت علامہ شاہد وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ کا یہ ارشاد بر محل یاد آتا ہے کہ ان کے آخری دور کے تلمیذ حضرت علامہ ابو الامام سید محمد محدث کچھوچھووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں نے اپنے استاد فن حدیث کے امام مولانا شاہد وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا وہ (اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی) علم حدیث میں آپ کے برابر ہیں؟ تو حضرت محدث سورتی نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں اور پھر خود ہی فرمایا شاہزادہ صاحب اس نہیں ہرگز نہیں کا مطلب آپ سمجھے فرمایا صرف اس ایک فن میں ہر سابر اس تلمذ کروں تو ان کا پاستک نہ ٹھہروں اعلیٰ حضرت تو اس فیض امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں یہاں سے اعلیٰ حضرت کی جلالت علمی اور فن حدیث و علوم حدیث میں شان تدریس کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کسی مرید و شاگرد کی شہادت نہیں ہے اب دوسری طرف مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی اگر فی الواقع وہ بانی تھے تو ان کی طرف آئیے ان کی علمی تدریس کی بے مانگی پر انکا دیوبند کی کتب حوالوں کا طوقان لٹا سکتی ہیں مگر چونکہ اختصار مانع ہے چند حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف غنی نانوتوی کے حوالہ سے لکھا ہے ”مولانا محمد قاسم (نانوتوی) نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں یہ پڑھنے کے زمانہ میں کبھی بہت شوق و مشقت سے نہیں پڑھا تھا۔“

(نقص الکابر صفحہ ۲۹/۳۰ سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۳۹)

بانی مدرسہ دیوبند کی استعداد و قابلیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے لکھا ہے ”جب امتحان کے دن ہوئے تو مولانا صاحب (قاسم نانوتوی) امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ (مولوی مملوک اعلیٰ کانگر) چھوڑ دیا“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۲۳، ۲۲۴) اور لکھا ہے ”دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے درس نہ دیا“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۷۳) اور تدریسی عدم مہارت اور علمی بے ہمتی ہی کا نتیجہ ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب ”مطبع احمدی میرٹھ میں مزدور کرنے گئے۔“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۳۶۱) دارالروح ثلاثہ والا فاضل الیومیہ و نقص الکابر وغیرہ) حد یہ کہ بانی مدرسہ دیوبند کو فقہ ائمہ کا مطلقاً کوئی تجربہ نہ تھا سوانح قاسمی میں خود اعتراف کرتے ہیں کہ وہ غلط مسئلے بتا دیا کرتے تھے اور پھر اس سے بچہ پاچھ کر لوگوں کے گھر جا کر بتاتے کہ اس وقت ہم نے مسئلہ غلط بتا دیا تھا کسی نے ہمیں مسئلہ بتایا اور وہ اس ط ہے۔ (سوانح قاسمی ص ۳۸۸ جلد اول) میر حال کچھ بھی ہو بانی مدرسہ دیوبند فن تدریس سے مطلقاً جائل تھے جبکہ بانی دارالعلوم منظر اسلام جس طرح تصنیف تالیف کے تاجدار تھے اسی طرح فن تدریس کے مسلمہ امام تھے اور عبقری مدرس جامع

مقبول و مقبول و استاذ افاضہ تھے ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین فاضل بہاری صدر الصدور صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی اعظمی مصنف بیار شریعت استاذ العلماء مولانا محمد الہی صاحب حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قدس دست امیر اور ہم جیسے انتہائی ذی استعداد محقق مدرسین آپ کے اردو سے تدریس کا حسن شاہکار تھے۔

اسی طرح دیوبند مدرسہ کے بانی جانی اور بانی مدرسہ دیوبند کے رفیق جانی مولوی رشید احمد گنگوہی جو مولوی قاسم نانوتوی کے ہم سبق و ہم درس رہے علمی یتیم اور فقہی ابھرت سے گھرے تھے تدریس تو بہت دور کی بات ہے ان کی علمی فقہی استعداد کا نظارہ کرنا ہو تو ان کا فتاویٰ رشیدیہ لیکر بیٹھ جائیں فقیر نے اپنی کتاب آئینہ صداقت اہل سنت اور محاسبہ دیوبندیت جو اب مطالعہ بریلویت میں فتاویٰ رشیدیہ سے بھرا ہے زیادہ ایسے حوالہ جات نقل کئے ہیں جہاں مولوی گنگوہی صاحب شتہاء کے جواب میں بے بسی اور بے کسی کے عالم لکھتے ہیں بندہ کو معلوم نہیں بندہ کو معلوم نہیں، حقیقت معلوم نہیں، بندہ کو معلوم نہیں، حال معلوم نہیں حال معلوم نہیں کیا یہ سلسلہ فتاویٰ رشیدیہ میں اول سے آخر تک پھیلا ہوا جبکہ فتاویٰ رضویہ شریف جو فتاویٰ رشیدیہ سے کم از کم بارہ گنا بڑا اور طویل و ضخیم ہے حمدہ تعالیٰ اس میں یہ علمی بے بسی نظر نہیں آتی۔ دو امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے علم و تحقیق اور فقہی بصیرت کی گمراہی کو بھی نہیں پہنچ سکتے مولوی شمس صاحب نے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ پایا اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت زلیخ مصرعہ فیہ کی امت و حرمت کے مسئلہ پر مولوی رشید احمد گنگوہی سے خط و کتابت بھی فرمائی و رفع زلیخ و زلیخ بقلب ثنائی رانی زاغیں سر رکھی رضویہ جلد اول لاہور میں فاضل بریلوی اور جاہل گنگوہی کے یہ خطوط چھپ کر شائع ہو چکے ہیں ۲۰۰ء ۱۳۰۰ گنگوہی صاحب امام اہل سنت فاضل بریلوی کے سامنے شغل کتب نظر آتے ہیں قصہ مختصر یہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی مدرسہ میں پڑھانا تدریس کرتا دیوبندی کتب سے ثابت نہیں نہ وہ ان کا ذی کے ہیں تھے انہو واقعی و ذی استعداد مدرسہ ہوتے یہ ہم کو مدرسہ دیوبند میں ضرور پڑھاتے۔ یہی حال دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کا ہے نہ انہوں نے دیوبند میں تدریس ان کے بس کار و گتھاسنیوں کو مخالف دینے کیلئے خانقاہی انداز و مزاج اختیار کر لیا تھا اپنی نشست گاہ تھانویہ کو تھے کانپور میں رہے تو سنسان مدرسہ میں مدرسے اور میلاد و سلام کو اختیار کر کے سنیوں کو مخالف دیا انہوں نے اس کے بعد سے کہنا شروع کر دیا تھا کہ ”میں تو اب اس کام (تدریس) کا رہا ہی نہیں سب بھول بھال گیا جز کچھ کہنا ہے مجھ سے وہ کام لینا چاہئے جس کو میں کر رہا ہوں“ (الافاضل الیومیہ جلد ۲ ص ۶۱) مقصد واضح ہے کہ پڑھنے تدریسی صاحب کو بھی کوئی سرور کار نہ تھا تھانوی صاحب دیوبندیوں و ہابیوں کے ہاں حکیم الامت اور مجدد ملت

کھاتے یا کھے جاتے ہیں لیکن وہ دیوبند مدرسہ کے سرپرست اور فاضل دیوبند ہونے کے باوجود امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی کے صاحبزادہ اور دارالعلوم مظہر اسلام کے سابق مستم خلیفہ الحدیث جید الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی کے سامنے لاہور کے فیصلہ کن مناظرہ میں آئے کلمت نہیں رکھتے مدرسہ دارالعلوم مظہر اسلام کے صدر المدرسین اور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ و تلمیذ صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرتے۔ صبحی نجیب آباد وغیرہ کے واقعات اس پر شاہد ہیں قارئین کرام دیوبندی حکیم الامت مجدد دیوبندیت مولوی اشرف علی تھانوی کی صلیبی چورنگ چٹنیوں والی کتاب ”بہشتی زیور اور سیدنا امام اہل سنت فاضل بریلوی کے خلیفہ و تلمیذ صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی کی سستہ طویل دھنیم جلدات پر مشتمل کتاب بہار شریعت ہی کو سامنے رکھ کر تحقیقی تجزیہ کر لیں حدیث و فقہ میں صدر الشریعہ کے مقابلہ میں تھانوی حکیم الامت شیر خوار بچے نظر آتے ہیں۔ یہی حال مدریس میں صدر الشریعہ کی شان مدریس کاؤنکا چارہ انگ عالم میں مگر با تھا دارالعلوم مظہر اسلام دارالعلوم حنفیہ پٹنہ جامعہ معینہ عثمانیہ اجیر شریف جامعہ حافظیہ سعیدیہ داؤوں علی گڑھ کے مرکزی جامعات میں علوم و معارف کے دریا بہائے سیکڑوں جید علماء محققین و مدرسین تیار فرمائے ان کا پر شاگرد و صدر المدرسین، شیخ الحدیث استاد العلماء مولانا محصل یہ کہ تھانوی صاحب کو بھی مدرسہ دیوبند میں مدریس سے کوئی تعلق نہ رہا۔

یہ بات حقیقت و واقعہ اور مسابیحی تعصب سے بالاتر ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے قائم فرمودہ دارالعلوم کے تمام اکابر اساتذہ شیوخ و مدرسین جامع معقول و منقول فن مدریس کے ماہر و تاجدار تھے مثلاً استاذ الاساتذہ مولانا غلام رحیم اعلیٰ صاحب صدر العدد و صدر الشریعہ فقیر الاعظم مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی۔ شیخ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب فاضل بہاری، محدث اعظم علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب گورداسپوری ثم لاہور۔ استاذ العلماء مولانا عبد العزیز خاں صاحب بھٹوری محدث بریلی۔ حضرت علامہ مولانا احسان علی صاحب محدث فیض پوری مولانا علامہ سردار دلی خاں رضوی عرف غزالیان بریلی۔ مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب رضوی مفسر اعظم علامہ محمد امجد رضا خاں دیلانی میاں، سوانہ مولوی ظہور الدین صاحب رامپوری مولانا علامہ نور الدین رامپوری۔ شیر رضا شیرینہ اہل سنت مولانا محمد حسرت علی خاں صاحب تھانوی ثم چلی بھیتیں قدس اسرار ہم و قریبی طور پر ان چند اکابر اساتذہ مدرسین مظہر اسلام کے اسماء مبارکہ ذہن میں آئے بتانا یہ ہے کہ ان سب نامیہ اساتذہ میں کوئی درسیات انکاسیہ کے فن میں مانتا نہیں تھا جملہ حضرات درسیات کے ماہرین و شائقان تھے یہاں



یہ بات بھی واضح کر دیں ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب فاضل بہاری منظر اسلام بریلی شریف کے مدرس تھے اور مولوی مرتضیٰ حسن درہمچھی چاند پوری تھانوی کے دکیل اور اکبر دیوبند کے ترجمان اور مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات تھے اکبر دیوبند میں خود توجرت آت و جوصلہ نہ تھا کہ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے مرید میدان بھر مناظرہ کریں یا آپ کی کسی کتاب کا جواب دیں اور آپ کے دلائل کا قوت کریں مگر چنانچہ انہوں نے اور جنگ کرنے کیلئے مولوی مرتضیٰ حسن درہمچھی یا درپردہ درہمچھی چاند پوری کو رکھا ہوا تھا سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت گنگوہی تھانوی انیسویں کو چیلنج کریں وہ لوگ گوشہ عافیت میں بیٹھ جائیں دماغ خشن اور زبانیں گنگ ہو جائیں مناظرہ و مقابلہ کتابت لائیں اور اعلیٰ حضرت کے چیلنج کے انداز میں یہ درہمچھی درپردہ درہمچھی صاحب نقلیں اتار نامہ چڑا شروع کر دیں اس کا مدلل و مسکت رد اہل ملکہ العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری رضویہ علیہ الرحمۃ فرماتے۔

قد رمین دیوبند یوں و ہابیوں کی کتاب رسائل چاند پوری میں اسکاٹ السعدی ملاحظہ فرمائیں جس میں مولوی درہمچھی اور فاضل بہاری کے خطوط چھپے ہیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دارالعلوم منظر اسلام کا مدرس مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات پر کتنا بخاری ہے اور تا قلم تعلیمات مدرسہ دیوبند منظر اسلام کے مدرس کے سامنے کس طرح عاجز و بے بس ہے یہی حال دارالعلوم منظر اسلام کے ایک مدرس حضرت علامہ مولانا محمد شمس علی خاں صاحب کے سامنے مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان مولوی عبدالغفور بکاوردی ابو القاسم اجماع پوری اور نور محمد نانڈوئی کار با دارالعلوم منظر اسلام کے ایک سابقہ صدر المدرسین اور تا قلم تعلیمات محدث اعظم مولانا محمد سرور احمد صاحب کے سامنے یہی حال مولوی منظور سنبھلی مرتضیٰ حسن درہمچھی مولوی سلطان حسن سنبھلی مولوی ثناء اللہ امرتسری مولوی سلطان محمود بلوچی قاری طیب مستم دیوبند وغیرہ کا رہا بتاتا ہے کہ استاد و قابلیت کہاں ہے اور چہالت و غلاظت کہاں ہے اور پھر یہ بات خصوصی توجہ کی مستحق ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کے بانی مستم، صدر المدرسین، شیخ الحدیث، مفتی، مدرسین کرام میں یا انظامیہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا تنخواہ یا وظیفہ خوار ایک بھی نہیں تھا کسی بھی دور کا کوئی مدرسہ و مستم و شیخ الحدیث گورنمنٹ انگلشیہ کا ملازم و محترم نہ تھا جبکہ مدرسہ دیوبند کے بانی سے لیکر مدرسین و صدر المدرسین و شیخ الحدیث اور کارکنوں تک سب کے سب گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ تھے اور ملازم اور پیٹنر تھے ثبوت ملاحظہ ہو :- ”مدرسہ دیوبند کے کارکنوں مدرسین و ملازمین کی اکثریت کا ایسے مزدوروں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حامل پیٹنر تھے جن کے بارہ میں گورنمنٹ کو شک و شبہ نہ تھا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے“ (سوانح قاسمی جلد دوم ص ۷۳۴ حاشیہ)

مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کے استاد مولوی مملوک اعلیٰ بانو قوی کے متعلق مولوی صدیق حسن خاں بھوپالی یہ لفظ خیر انکشاف کرتے ہیں (ترجمہ فارسی) ”مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اول (عربی) کو پڑھانے کیلئے مقرر تھے“ (تاریخ فتوح از نواب صدیق حسن ص ۱۰۰)

اس مدرسہ دیوبند کے اولین صدر مدرس و شیخ الحدیث اور مولوی اشرف علی تھانوی کے استاد مولوی محمد یعقوب بانو قوی کے متعلق یہ بات ریکارڈ ہے جب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے اس وقت مولانا سرکاری ملازمت (گورنمنٹ انٹنشنل کی نوکری) سے بسکدوش ہو چکے تھے ”(کتاب مولانا محمد احسن بانو قوی ص ۱۸۹)

اس قسم کے حوالہ جات اکابر و اصاغر مدرسین و ملازمین و اراکین مدرسہ دیوبند کے متعلق دیوبندی کتب میں عام ملتے ہیں مگر اختصار مانع ہے۔۔۔ حمدہ تعالیٰ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے متعلق ایک حوالہ بھی ایسا نہیں ملتا اور نہ مل سکتا ہے کہ اس کے مدرسین و ملازمین و اراکین سرکار انگریزی کے ملازم یا پینشنرز ہیں۔ بس ان واضح حقائق اور روشنیوں شواہد مدرسہ دیوبند اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کی حقیقتوں اور معیار کا پتہ چل سکتا ہے سچی نظر سے دیکھنے اور پرکھنے والے جو ظاہر بین یہ کہہ دیا کرتے ہیں وہ مدرسہ غارتی اور طلباء کے عدم اعتبار سے ہوا ہے وہ خود غور کر لیں کہ کیوں ہوا ہے اسلئے ہوا ہے کہ ہندو و مسودہ انگریز کی کلمہ کیسی اور دیوبند گری کا حق اس طبقہ کو خوب آتا ہے اور بن الاقوامی گدگداری بھی ان کے حصہ میں آئی ہے مگر معیار تعلیم فضلاء تعالیٰ ہر دور میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کا نمایاں اور منفرد معیار رہا اور یہ ادارہ نہ چھٹکنے والا نہ بجنے والا اور حمدہ تعالیٰ یہاں کا فارغ التحصیل رضوی بریلی عالم دین استعداد و قابلیت کے اعتبار سے پچاس پچاس دیوبندی فارغین پر بھاری ہے جس کا مشاہدہ گذشتہ ایک صدی سے بدستور کے عوام و خواص کر رہے ہیں و بیسے بھی کتیا چھ سات پتوں کو حتم دیتی ہے اور بحری ایک بد کو حتم دیتی ہے اور بکومت عریاں ہر روز ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ذبح ہوتے قربانی میں کام آتے ہیں اور کتوں کو کوئی نہیں کھاتا کوئی بھی ذبح نہیں کرتا لیکن حلال چیز میں نہ کت ہے بھڑیوں کے دیوٹے کے ریوز شرہ مضامین و دیسات میں عام پائے جاتے ہیں نس نے کتوں کے ریوز نہ دیکھے ہوں گے یہی منظر اسلام اور دیگر مدارس اہل سنت سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء و فضلاء کا ہے کہ شرہ مضامین کے اکثر مدارس و مساجد میں فضلاء اہل سنت کا غلبہ و قبضہ نظر آئے گا اور وہاں کے فارغین کوئی ماسرو و ٹیچر بتا ہے کوئی اونیورسٹی کا پڑھ کر نہم ملا خطرہ ایمان بتا ہے تو کوئی ڈاکٹر بتا ہے کوئی سیاست کے مزے لوٹتا ہے حد یہ کہ اکثر فارغین دیوبند اپنی شکل و صورت و کردار بھی صحیح اسلامی اور سنت و شریعت

کے مطابق نہیں رہا کرتے اور ان پر مغربی فرنگی تہذیب کا تلبہ نظر آتا ہے۔

یہاں یہ بات بتانا بھی ضروری کہ کتنے ہی فضلاء و دیوبند نے وہاں سے سند فضیلت حاصل کرنے کا دعائے و فرنگی محل و سہارنپور و دیوبند و دہلی کے مدارس وہابیہ میں پڑھنے کے باوجود متعدد حضرات نے سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی، مولانا علامہ رحمہ اللہ، سیدنا صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی۔ محدث اعظم علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قدس سرہ رحمہ کے لیاقت مدرس میں بریلی شریف حاضر ہو کر تعلیم حاصل کی دورہ حدیث شریف پڑھا اور سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی اختصار کے پیش نظر ان حضرات کی مکمل فہرست پیش کرنے سے قاصر ہیں یہ ایک علیحدہ مستقل عنوان اور مستقل موضوع ہے۔

### منظر اسلام کا عالمگیری علمی فیضان

دارالعلوم منظر اسلام کی بنیاد تقویٰ اور خلوص نیت اور بے لوث خدمت دین و تعلیم دین کے فروغ کے جذبہ پر رکھی گئی تھی اور یقیناً منظر اسلام کے عالمگیر علمی روحانی فیضان میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت قدس سرہ سیدنا محمد الیہ السلام مولانا شاہ محمد حامد رضا المستور من مولانا حسن رضا۔ صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی مولانا رحمہ اللہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد۔ منظر اعظم جیلانی میاں قائد اہل سنت و رحمانی میاں قدس سرہ رحمہ کی روحانیت کی جلوہ گری ہے۔ دور منت جاییہ صغیر پاک و ہند کے مدارس و بیچہ عربیہ مراکز اہل سنت پر ہی سرسری نظر ڈال کر دیکھ لیں۔ دارالخیر دارالاسلام الجعیر شریف کے جامعہ معیشہ عثمانیہ میں جب بیمار آئی جب سیدنا محمد الیہ السلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی اجازت سے صدر الصدور صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی صدر المدینہ شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف وہاں کی مسند صدارت پر فائز ہوئے۔ دارالعلوم منظر اسلام مسجد خاں فی جی صاحبہ مرحومہ کی عظیم و جلیل خدمات کی سے پوشیدہ نہیں یہ دارالعلوم جامعہ منظر اسلام ہی کے ایک نامور فارغ التحصیل عالم و جلیل القدر محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ نے قائم فرمایا محدث اعظم پاکستان کے قریب منظر اسلام کا علمی فیضان منظر اسلام سے فروغ پایا۔ مبارک پورا عظیم کتب کی عظیم عربی یونیورسٹی حافظ ملت جلالہ العلم مولانا خاں عبدالعزیز صاحب قدس سرہ نے قائم فرمائی یہاں سے ہزاروں علماء و فضلاء مدرسین و مناظرین و اہل قلم فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے ہر خطہ میں علمی و دینی خدمات انجام دے رہے ہیں حضور حافظ ملت قدس سرہ جامعہ منظر اسلام سے فارغ التحصیل و سند یافتہ تھے منظر اسلام ہی کے نامید استاد صدر المدینہ علامہ امجد علی اعظمی کے شاگرد و شہید تھے اور سیدنا محمد الیہ السلام قدس سرہ کے باتھوں و ستارہ بندی و کوئی تھی۔ یادگار

رضایا کستان جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور فیصل آباد تاجدار مسند تدیس محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سرور احمد صاحب قدس سرہ کی کرامات و جلالت علمی کی روشن یادگار ہے حضرت اقدس محدوح علیہ الرحمۃ مظہر اسلام کے بہتم اعلیٰ سیدنا امام حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کا جمال افروز چہرہ انور و کچھ کرکال کو چھوڑ کر حجۃ الاسلام کے ہمراہ لاہور سے بریلی شریف تحصیل علم کیلئے تشریف لائے تھے ان کی دینی تعلیم کی ابتداء بھی مظہر اسلام سے ہوئی اور انتہائی مظہر اسلام سے ہوئی مظہر اسلام لائل سے سیدنا حجۃ الاسلام و سیدنا صدر الشریعہ قدس سرہما کے باقیوں سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی اور مظہر اسلام ہی میں عالم تعلیمات و صدر المدرسین رہے پھر مظہر اسلام بریلی شریف قائم فرمایا اور تقسیم ہند کے بعد لاکھنؤ کو مرکز اہل سنت و مرکز علم عرفان بنایا اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے ہزاروں علماء کو فارغ التحصیل فرمایا اور سیکڑوں اندارس اہل سنت قائم فرمائے درحقیقت یہ مظہر اسلام بریلی شریف کا علمی روحانی فیضان ہے۔ محدث اعظم نے مدرسین کی ایک بہت بڑی جماعت تیار فرمائی۔ آپ کے تلامذہ بفضلہ تعالیٰ نہ صرف برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش بلکہ متعدد ممالک عربیہ افریقیہ مغربی اور یورپی ممالک تک میں تبلیغ دین اشاعت اہل سنت مدرسین کی خدمات انجام دے رہے ہیں اور عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کئے ہوئے پیادہ افرنگ میں آپ کے تلامذہ نے بخت مدرسین دیجیہ اور قادری رضوی خانقاہیں قائم کیں درحقیقت یہ مظہر اسلام اور سیدنا اعلیٰ حضرت، سیدنا حجۃ الاسلام سیدنا صدر الشریعہ قدس سرہما اور بریلی شریف کا علمی روحانی فیضان ہے۔ دارالعلوم فیض الرسول برائون شریف شیخ المشائخ سیدنا شاہ الحاج یار علی قدس سرہ کی عظیم علمی یادگار ہے جہاں سے عظیم علمی و دینی مدرسہ کی تبلیغ خدمت ہو رہی ہے الحمد للہ ابھی مظہر اسلام کے فیض یافتہ فارغ التحصیل کبار علماء شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی امجدی اور سلطان الاولیٰ اعظمی علامہ عبدالمصطفیٰ الاعظمی قدس سرہما جیسے اکابر مدرسین مدرسہ کی تبلیغی خدمات انجام دیں۔ دارالعلوم حشمت الرضا مظہر اسلام بریلی شریف کے عظیم المرتبت محقق فاضل مظہر اعلیٰ حضرت شیرپور اہل سنت مولانا محمد حشمت علی صاحب قادری رضوی قدس سرہ کی عظیم علمی روحانی یادگار ہے۔ دارالعلوم امجدیہ ناگپور ایک عظیم علمی ادارہ ہے جہاں حضور حافظ ملت قدس سرہ کے نامور تلامذہ علمی و دینی سلسلے کے مثال خدمات انجام دے رہے ہیں یہ بھی بالواسطہ مظہر اسلام کا فیضان ہے۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی صدر الشریعہ قدس سرہ کے حکم سے حضور حافظ ملت کے نامور شاگرد اور سیدنا صدر الشریعہ مرید یا حفا مولانا مفتی ظفر علی نعمانی رضوی نے قائم کیا جہاں صدر الشریعہ اور سیدی محدث اعظم پاکستان کے نامور تلامذہ بحر العلوم علامہ عبدالمصطفیٰ ازبیری رضوی قدس سرہ اور علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی، اور حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی اور محدث اعظم پاکستان کے

تلمیذ و شید حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری رضوی اندوری علیہ الرحمۃ تدریسی خدمات دیتے رہے۔

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوہر انوالہ نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد قدس سرہ کے خلیفہ اعظم و تلمیذ ارشد حکیم الامت پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب قادری رضوی سرپرست اعلیٰ بابنامہ رضائے مصطفیٰ گوہر انوالہ نے قائم فرمایا جہاں مولانا مفتی عبداللطیف دیال گڑھی قادری رضوی مولانا مفتی حاکم علی رضوی علامہ ابو داؤد صاحب رضوی جیسے علماء سے سیکڑوں نامور فضلاء نے فیض حال کیا یہ سب محدث اعظم پاکستان کے شاگرد ہیں اس طرح یہ سب فیض منظر اسلام کا ہے حضرت علامہ ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب جامعہ رضوی منظر اسلام میں تقسیم ہند سے قبل زیر تعلیم رہے ہیں جب آپ کے والد گرامی بریلی چھاؤنی میں فوجی ملازمت پر تھے۔

دارالعلوم شاہ عالم گجرات اہل سنت کا ایک عظیم علمی ادارہ ہے جہاں حضرت علامہ مفتی شاہ وقت حسین صاحب اور سلطان الواعظین علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے اس طرح یہاں سے بھی منظر اسلام کا علمی تدریسی فیضان جاری رہا۔

جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد لائیبور میں محدث اعظم پاکستان کے نامور خلفاء و تلامذہ حضرت علامہ ابو الشاہ محمد عبدالمقادر قادری رضوی احمد آبادی۔ حضرت علامہ مولانا معین الدین صاحب قادری رضوی شافعی علیہ الرحمۃ نے قائم فرمایا یہ دارالعلوم بھی حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے توسط سے دارالعلوم منظر اسلام ہی کا فیض ہے۔

**مدرسہ محمدیہ حنفیہ امرتسر:** حضرت علامہ سید شاہ محمد ظلیل الکاظمی علیہ الرحمۃ کی علمی یادگار جس میں منظر اسلام تربیت یافتہ شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی اور حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ جیسے نامور امجدی رضوی علماء نے تدریسی خدمات انجام دیں۔

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل شاگرد علامہ مولانا حسین الدین صاحب مدظلہ نے قائم فرمایا جہاں سے سیکڑوں علماء فارغ التحصیل ہوئے۔ جامعہ رضویہ پرنی پور ہزارہ اہل سنت کا عظیم علمی ادارہ ہے یہاں مدظلہ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فاضل و محقق شاگرد غزالی وقت علامہ سید محمد نصیر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تدریسی خدمات انجام دیں سیکڑوں علماء الہ سے فیضیاب ہوئے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان میں ایک عظیم علمی ادارہ ہے جو امام اہل سنت حضور محدث اعظم پاکستان کج جلیل القدر شاگرد و شید اور محترم دایاؤں شیخ المعقول شیخ الحدیث استاد الاساتذہ علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری و مصنف تفسیر



رضوی نے قائم فرمایا جو آجکل محدث اعظم قدس سرہ کے نامور شاگرد و خلیفہ علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی کی زیر نگرانی ہام عروج پر ہے ہزاروں طلباء تیرے تعلیم میں اور ہزاروں علماء یہاں سے فیض یاب و فارغ التحصیل ہو چکے ہیں حضور محدث اعظم پاکستان کے توسط سے یہ سب جامعہ رضویہ منظر اسلام کا علمی روحانی فیضان ہے۔

**جامعہ نوریہ رضویہ بنکسی گجرات :-** گجرات پنجاب میں اٹل سنت کا تدریسی مرکزی ادارہ جیسے حضور محدث اعظم پاکستان کے بحر العلوم شاگرد نامور محدث نامور مدرس حافظ العلوم حافظ الحدیث علامہ سید محمد جلال الدین قدس سرہ نے قائم فرمایا جہاں ہزاروں فاضل و محقق مدرس و مناظر علماء فارغ التحصیل ہوئے حضور محدث اعظم پاکستان جب بریلی شریف سے ہجرت فرما کر پاکستان آئے تو ابتداً ایمین قیام فرمایا تھا۔ حضور حافظ العلوم علامہ جلال الدین بریلی شریف کے فارغ التحصیل ہیں جامعہ لویسیہ رضویہ بہاول پور۔ حضور محدث اعظم پاکستان کے نامور شاگرد رشید شیخ التفسیر مولانا علامہ فیض احمد لویسی رضوی نے قائم فرمایا جس سے ہزاروں علماء فیض یاب ہوئے تدریس و مناظرہ تہذیب فیض علامہ لویسی رضوی نے ایک اہم کردار ادا کیا حضرت مولانا موصوف چھوٹی دیوی سولہ سو سے زائد کتابوں کے عظیم مصنف ہیں فقیر راقم الحروف کی گزارش پر حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ نے مولانا لویسی مدظلہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ دہکاتیہ رضویہ کی خلافت بھی عطا فرمائی۔

جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ۔ نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سرور احمد صاحب قدس سرہ کے عظیم و جلیل فاضل محقق شاگرد رشید جن استاد الاساتذہ تمام مذاہب باطلہ کے مقابلہ میں زبردست خطر ہیں حضرت علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہ اور آجکل کے مسلح کالی لیڈر طاہر القادری کے استاد ہیں ہزاروں علماء نے آپ سے علمی روحانی فیض حاصل کیا مولانا بہت ذہین طالب علم تھے دورہ حدیث شریف کیلئے دوبارہ جانا چاہتے تھے آپ کے والد ماجد علامہ قطب الدین جھنگوی اور امیر ملت پیر سید جماعت علی صاحب علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین قادری رضوی مراد آبادی کی خدمت میں بھیجا دیا حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے دارالعلوم بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں تحصیل علم و دورہ حدیث شریف کیلئے بھیج دیا آجکل محدث اعظم کی تعلیم سنی رضوی مسجد میں خطیب ہیں یہ فیض بھی درحقیقت منظر اسلام ہی کا ہے۔

جامعہ سلوچیہ رضویہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد میں محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محترم و اماں اور محبوبہ رضیہ نے قائم فرمایا آپ ایک عظیم خبری مدرس عظیم عقول عظیم محدث اپنے عہد کے سب سے بڑے استاد العلماء ہیں

قرآن عظیم کی تفسیر رضوی اور بخاری شریف کی عظیم شرح تفہیم البخاری تحریر فرمائی ہے ۳۶ سال جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور فیصل آباد میں دودھ حدیث شریف پڑھایا۔ آپ کا علمی تدریسی فیض بھی مظہر اسلام کے بحر کی ایک لہر ہے مرکزی دارالعلوم انجمن حزب الاحناف لاہور۔ جامعہ میاں شیر محمد شرق پور شریف اور مدرسہ حنفیہ فریدیہ پیر پور میں صدر المدرسین کے فرائض انجام دے چکے ہیں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے بانی ہیں۔

شخص العلوم جامعہ رضویہ نواں جٹ انوالہ میانوالی۔ استاذ العلماء استاذ الاساتذہ علامہ منظور احمد صاحب نے قائم فرمایا جنہاں سے سکڑوں علماء قاری تحصیل ہوئے مولانا کے اکثر تلامذہ اعلیٰ درجہ کے مدرس و استاذ العلماء ہیں مولانا محمد منظور احمد نے نامور یونیورسٹی مدرسین سے پڑھا اور پھر تاجدار مسند تدریس حضور محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سرمد دار احمد قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ہی کے ہو کر رہ گئے تمام اشکال دور ہو گئے خانیوال کمر و پکا اوکاڑہ کے مرکزی مدرسہ میں تدریس کے فرائض انجام دے چکے ہیں محدث اعظم پاکستان کے توسط سے یہ فیض بھی مظہر اسلام ہی کا ہے۔

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد لاہور۔ یہ جامعہ حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ نے سیدی محدث اعظم پاکستان کے حکم پر محمد پورہ لاہور میں قائم فرمایا تھا حضرت علامہ مفتی امین صاحب مدظلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے نامور شاگرد اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد لاہور کے مفتی تھے آجکل یہ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد میں عظیم دارالعلوم کی شکل میں بے مثالی تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے مشہور مناظر اہل سنت مولانا سعید محمد امجد آپ کے نامور فرزند ہیں۔ علامہ پیر زادہ سید مراد علی شاہ صاحب نے جامعہ رضویہ قمر المدارس لاہور روڈ گوجرانوالہ میں اور علامہ مولانا شمس الزماں قادری رضوی نے سمن آباد لاہور میں جامعہ رضویہ غوث العلوم اور حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری رضوی نے سکسٹ سنڈ میں جامعہ غوثیہ رضویہ قائم فرمایا جن سے سکڑوں علماء قاری تحصیل ہوئے۔ یہ سب محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے توسط سے مظہر اسلام کا علمی روحانی فیض ہے سکڑوں پاکستانی مدارس اہل سنت میں چند مرکزی مدارس کا اجمالی تعارف کر لیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ سری لنکا میں مولانا عبدالقادر قادری رضوی احمد آباد نے۔ پورٹ لوئس مالدیویش اور مانچسٹر، انگلینڈ، ڈربن افریقہ و فرانس میں مولانا محمد ابراہیم خوشتر رضوی نے حضرت صاحبزادہ محمد فضلی رسول رضوی نے نیو جرزی امریکہ میں مولانا غلام حسین رضوی کشمیری اور مولانا حافظ نعمت علی چشتی سیالوی قاضل جامعہ رضویہ نے آئزوا کشمیر میں مولانا محمد حبیب الرحمن رضوی نے افغانستان علامہ محمد نصر اللہ خان افغانی اور مولانا عبدالوہاب رضوی نے جو مدارس اہل سنت قائم فرمائے ان کی تفصیلات وہ

خود فراہم کریں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ لنگہ دلش میں مولانا علامہ مفتی وقار الدین قادری رضوی مولانا محمد اور لیس قادری رضوی عظیم دینی تعلیمی رضوی دارالعلوم قائم فرمائے یہ سب درحقیقت محدث اعظم پاکستان کے توسط سے دارالعلوم منظر اسلام کا فیض ہے۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے فیض یافتہ و فارغ التحصیل ایک عالم دین محدث اعظم علامہ محمد سر دارالعلوم قدس سرہ فیض کی ایک جھلک ہے منظر اسلام کے فارغ التحصیل اکابر علماء میں جلالتہ العلم حافظہ طہت علامہ عبدالعزیز مہار کیوں مجاہد طہت علامہ حبیب الرحمن آبادی۔ علای غلام جیلانی اعظمی غلامہ غلام جیلانی میرٹھی علامہ مفتی رفاقت حسین علامہ شمس الدین چوٹیوری کے کثیر علائقہ کی خدمات بہت ہی زیادہ ہیں۔



مزار مبارک حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ظہور احسن صاحب مجددی رامپوری

سابقہ صدر مدرس جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

## Manzare-Islam

Excerpt from Devotional Islam & Politics in British India——By Dr. Mrs. Usha Sanyal, Columbia  
(U.S.A.)

Ahmad Riza had founded a school in 1904, called the Madarsa Manzar-al-Islam, though known more often as the Madarsa Ahle-Sunnat Wa Jama'at.

When Zafarud-Din Bihari First Came to Bareilly in 1904-5 desiring to become Ahmad Riz's student, the latter advised him to study at an existing Madarsa, the Madarsa Dar al- I sha' at, and help out in his spare time in the work of the Darul- Ifta. When the Madarsa Dar al-Isha'at turned out, some time later, to be under deobandi influence, Zafarud-Din Bihari took the initiative in establishing the Madarsa Manzaral-Islam, with help from Ahmad Raza's brother Hasan Riza (1859-1908), and elder son Hamid Riza (1875-1943). Ahmad Riza's consent to the creation of the madarsa was obtained by asking a sayyid to recommend the idea to him. A local ra'is donated space for the new school in his house.

In subsequent years, it was Hamid Riza who was most closely associated with the madarsa in his capacity of muhtamim, or manager and chief administrator.

Ahmad Riza was the Sarparast, rector or Patron, helping the Madarsa financially to some extent (no figures are indicated). Once a year, he addressed the gathering of Ulama, Pirs, and wealthy residents of the town at the madarsa's dastarbandi ceremonies. Zafarud-Din, the first student to graduate, also taught at the madarsa for sometime.

For the period for which I consulted newspaper reports (1908-17), the number of students graduating at any one time was usually between four and ten. Ahle Sunnat Ulama, Sufi, Shaikhs and local ruasa were invited to attend, to give sermons (Waz), to read na'is (Poetry in praise of the Prophet) and to participate in the milad that some times followed at the end. space per mitting, local residents also came to listen and participate. The venue was a mosque near Ahmad Riza's house, known as Masjid Bibi ji.

Lists of the names of the participants in some of the early dastarbandi ceremonies tells us something of the School's range of influence during these years.

In 1908, those attending included Ulama from Haidrabad, Pilibhit, Muradabad, Badaun, Allahabad and Rampur.

In 1922 the madarsa's annual dastar-bandi ceremonies were held in the khanqahe Aliyya Rizwiyya.



# منظر اسلام

ڈاکٹر منز لو شامانیل کو لیبیا ( متحدہ دیاست ہائے امریکہ ) کے ڈاکٹریٹ مقالہ رواج اسلام اور برطانوی سیاست سے اقتباس

ترجمہ از ----- ڈاکٹر عبدالنصیم عزیزی

احمد رضا (اعلیٰ حضرت) نے سن ۱۹۰۷ء میں منظر اسلام کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جسے عام طور سے مدرسہ اہل سنت و جماعت کے نام سے جانا جاتا ہے۔

جب ۵۔ ۱۹۰۷ء میں ظفر الدین بیاری (ملک العلماء مولانا ظفر الدین بیاری) امام احمد رضا سے تعلیمی اختیار کرنے کی غرض سے بریلی آئے تو امام احمد رضا نے انہیں مدرسہ دارالاشاعت میں پڑھنے اور خالی اوقات میں اپنے پاس فتویٰ دینی سیکھنے کا مشورہ دیا بعد میں جب مدرسہ دارالاشاعت دیوبند یوں کے زیر اثر آگیا تو ملک العلماء مولانا ظفر الدین بیاری نے امام احمد رضا کے بھائی حسن رضا (استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں ۱۸۵۹ء تا ۱۹۰۸ء) اور ان کے بڑے صاحبزادے حامد رضا (حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں ۱۸۵۵ء تا ۱۹۳۲ء) کی مدد سے مدرسہ کے قیام میں پہل کی۔ ایک سید صاحب کی سفارش پر احمد رضا (امام احمد رضا) سے مدرسہ کے قیام کی رضامندی حاصل کی گئی، ایک مقامی رئیس نے مدرسہ کے قیام کے جگہ وقف کی۔

بعد کے سالوں میں حامد رضا (حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں) نے مدرسہ کا اہتمام و انصرام سنبھالا۔

مدرسہ (امام احمد رضا) مدرسہ کے سرپرست تھے اور کافی حد تک اس کے اخراجات خود اٹھایا کرتے تھے وہ سال میں ایک بار مدرسہ کے جلسہ دستار بندی میں عوام و خواص اور علماء و مشائخ وغیرہ سے خطاب بھی فرماتے تھے۔ ظفر الدین بیاری (ملک العلماء مولانا ظفر الدین بیاری) اس مدرسہ کے سب سے پہلے فاضل تھے جنہوں نے بعد میں کچھ مدت کیلئے مدرسہ کی خدمات میں انجام دیں۔

۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۱ء کی اخباری رپورٹوں (دیوبند سکندری رامپور) سے معلوم ہوتا ہے ہر سال چار سے

فاضلین کی دستار بندی ہوتی تھی جس میں علماء و مشائخ اور عوام و خواص شریک ہوتے تھے جلسہ دستار بندی میں نعت نبوی مولود خوانی اور تقاریر وغیرہ ہوتی تھیں۔

یہ جلسہ امام احمد رضا کے دولت کدے سے تھوڑی دور پر واقع مسجد فی دہلی جی میں منعقد ہوا تھا۔

جلسہ دستار بندی کے ابتدائی سالوں میں شرکت کرنے والے معززین علماء پیران طریقت اور مشائخ سے مدرسہ کے اثرات اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۹۰۸ء میں اس مدرسہ کے جلسہ دستار بندی میں حیدر آباد، پبلی بحیثیت، مراد آباد، بدایوں، الہ آباد اور رام پور وغیرہ کے علماء و مشائخ نے شرکت کی ۱۹۲۲ء (امام احمد رضا کے وصال ۱۹۲۱ء کے بعد) مدرسہ کا جلسہ دستار فضیلت خاتم عالمیہ رضویہ میں منعقد ہونے لگا۔

### منقبت

بارگاہ حضور، حضور اعظم ہند جیلانی، میر علی رحمۃ الرحمن، مستم ثانی دارالعلوم منظر اسلام

از: محمد امجد رضا خاں جنرل سکریٹری تحریک اسلامی ہند پٹنہ

منظر اوصاف خوباں شاہ جیلانی میاں  
منظر انوار رحمت شاہ جیلانی میاں  
لائق صد رشک ترے جملہ اوصاف جمیل  
ہر صفت رخسار درخشاں شاہ جیلانی میاں  
محو حیرت بوم ہستی کے ہیں جملہ خوب رو  
کتا دلکش روئے تاباں شاہ جیلانی میاں  
تم گلستانِ رضا کے ہو گلشنِ پھول ہو  
تم پہ بآزاں خود گلستاں شاہ جیلانی میاں  
اہل گنگشی کی زباں پر ہے سدا میرا ہی نام  
چارہ ساز درو متداں شاہ جیلانی میاں  
یہ رضا کا باغ ہے گور تم ہو اسکے باغوں  
ہم ہیں طوطی نغمہ سنوں شاہ جیلانی میاں  
رحم کن بر حال امجد تاکہ ماند تابد  
خداں خداں زیر احسان شاہ جیلانی میاں

# منظر اسلام میری نظر میں

حضرت مولانا شہنشاہ کمالی صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء سرقدیہ رحمہ اللہ (میرا)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرحمۃ کی یادگار میں تو بہت ہی ہیں۔ امام اہل سنت کی جملہ تصانیف چاہے وہ قرآن حکیم کا ترجمہ ہو یا کلام کا مجموعہ، ان کے فتاویٰ ہوں یا عنوانات پر ان کی تحریر کروں کتابیں، ان کے ملفوظات ہوں یا ان کی پیش قیمت ہدایات سبھی ان کی یادگار میں ہیں۔ ان تمام کی اہمیت اور افادیت تسلیم شدہ ہے لیکن گرج میں ان کی اس یادگار جمیل کا ذکر جمیل کرنے چلا ہوں جس نے پوری دنیا کو ہزاروں علماء، فضلاء، متقیان کرام، محدثین عظام، خطباء ذوی الاحترام اور اساتذہ عالی مقام عطا کئے ہیں۔ جس کی عظمت و رفعت کا سکھ عالم اسلام کے قلوب پر پہلے بھی قائم تھا اور آج بھی تابانیوں اور درخشانیوں کے ساتھ قائم ہے میری مراد الجامعۃ الرضویہ مدینہ منورہ شریف سے ہے۔

امام اہل سنت نے دارالعلوم اہل سنت و جماعت منظر اسلام کی بنیاد جس مقصد خاص کی خاطر رکھی وہ مسلک حق و صداقت کا فروغ تھا۔ اس کی اشاعت و استحکام میں بنیادی عنصر عظمت حبیب کبریاء و رحمت سید الانبیاء ﷺ ہی کا عنصر تھا۔ کیونکہ جب تک دلوں میں عظمت و محبت مصطفیٰ علیہ السلام کا چراغ پوری قوت و توانائی کے ساتھ روشن نہ ہو۔ اللہ عزوجل کا صحیح معنوں میں عرفان ممکن نہیں بلکہ عبادت الہی و اطاعت شریعت کا مفہوم ہی ناقص رہتا ہے نہ خالق کائنات سے رابطہ مستحکم ہوتا ہے نہ اولیاء اللہ سے تعلق استوار ہوتا ہے اور نہ فرائض و احکام سے واسطہ مضبوط ہوتا ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں بشراصل الاصولیہ بدیہی اس تاجور کی ہے

اسی بنیادی عقیدہ اور محکم نظریہ کے پیش نظر منظر اسلام کی بنیاد رکھی گئی جس کا ظاہری سبب اپنے اس عزیز ترین شاگرد کی تعلیم تھی جسے امام اہل سنت نے اپنے خطوط میں اولاد الاعز کے خطاب سے مخاطب کیا ہے اور جسے ملک العلماء کا لقب عطا فرمایا تھا یعنی ملک العلماء فاضل یہاں حضرت مولانا توفیق الدین صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ ہی کے دارالعلوم منظر اسلام کے تلمیذ اول قرار پائے۔ پھر یہ سلسلہ موج مارتے ہوئے سندھ کی طرح پھیل پڑا ملک اور بیرون ملک سے ہزاروں تشنگان علوم آتے رہے۔ ان لوگوں نے صرف یہی نہیں کہ اپنی اپنی تشنگی بھائی اور میرا ہو گئے۔ بلکہ ان میں اکثر وہ حضرات تھے جو خود بھی علم کے دریائے گہرے اور اکثاف و اطراف عالم میں ہزاروں طالبان علم کو بہرہ ور کرتے رہے بلکہ

یوں کہتے کہ انکو بھی علم و عمل کا دریابنا ہے۔ اس وقت سے کج تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس پر اپنا فضل خاص فرمائے اور اس کی فیض رسانی ابد تک باقی رہے آمین۔

**مساجد سے تعلق:** لوگ کہتے ہیں کہ شر بریلی مسجدوں کا شر ہے۔ واقعی وہ سرے شرہوں کی بنسبت یہاں

مسجد میں بہت زیادہ ہیں۔ ذرا آنکھیں بند کیجئے اور چشم تصور سے اس حسین منظر کا مشاہدہ کیجئے جب شر بریلی کی اکثر مساجد کی منظر اسلام کے طلباء امامت کی ذمہ داری انتہائی حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ اسی مسجد میں ان کا قیام بھی ہوتا تھا اور منظر اسلام میں درس کے وقت پوری پابندی کے ساتھ حاضری دیکر حصول علم کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوتے تھے ان میں سے بہت سی مسجدوں میں دو تین طلباء بھی رہتے تھے اور یہ سبھی مل کر مسجد کے متعلق امور کو انجام دیتے تھے۔ اس سے فائدہ یہ ہوتا تھا کہ جہاں طلباء کی روزمرہ کی ضرورتیں پوری ہو جاتی تھیں وہیں نمازیوں اور محلہ کے لوگوں سے ان کے ہم روابط بھی ہوتے تھے۔ اس طرح ہر محلہ کے تمام مسلمان حسن عقیدہ اور حسن عمل کی دہشت کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام گزارتے تھے۔ یہ سلسلہ منظر اسلام کی بنیاد اور قیام کے وقت سے شروع ہوا اور کج تک جاری ہے مگر پہلے اور اب میں فرق یہ ہے کہ پہلے شر بریلی میں منظر اسلام اہل سنت کا واحد ادارہ تھا لیکن کچھ عرصہ کے بعد دوسرے ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ پھر اس کے طویل عرصہ کے بعد تیسرے ادارہ کا وجود مسعود ہوا۔ اور ہر ادارہ کے طلباء نے جب مسجد میں جگہ حاصل کرنا شروع کیں۔ تو منظر اسلام کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا سجاد رضا خان صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی نے دارالعلوم کی طرف سے طلباء کے طعام و قیام کا باضابطہ نظم فرمادیا۔ تاکہ مسجدوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کو محرومی کا سامنا کرنا پڑے۔ مجھے اچھی طرح علم ہے اس کام میں کافی رقوم کا صرفہ ہوتا ہے مگر حضرت سبحانی میاں مدظلہ العالی کے جذبات صادقہ اور ہمت عالیہ کی جس قدر تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ اللہ عزوجل پر توکل کرتے ہوئے یہ کام حسن و خوبی و خلوص و محبت کے ساتھ جاری ہے۔

مرکز اہل سنت منظر اسلام کے سابق طلباء جو دستار فقیہیت اور سند فراغت یا مرقعہ مست دین میں مصروف ہوئے ان کی تعداد کثیر در کثیر ہے، ان میں بہت سے حضرات اپنے وقت کے جلیل عالم، عظیم مدرس، بہترین مفتی اور شہدار خطیب ہوئے مجھے ان کا شمار کرنا مہمند نہیں صرف یہ کہنا ہے کہ ان حضرات نے غیر منقسم ہندوستان میں تحریروں، تقریروں اور درس و تدریس سے سنت کا علم بلند کیا۔ مسلک حق کی بھرپور اشاعت کی، بد عقیدگی، مگر و پابست اور عجزیت کا قلعہ قمع کرتے کیلئے ہزاروں علماء کی مضبوط اور مستحکم فوج تیار کی۔ پھر ایک دہریہ ایسا بھی آیا کہ سنی مدارس

دیجیہ کا پورے ہندوستان میں بول بالا ہو گیا۔ سیکڑوں مدارس قائم ہوئے۔ سنی انجمنیں اور تنظیمیں مختلف ناموں کے ساتھ وجود میں آئیں۔ ملک اور ہر دوں ملک میں حق و صداقت کا آفتاب روشن ہوتا گیا۔ یہ مثل بیست مشہور ہے کہ چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے منظر اسلام کے نام سے جو علم دین کا چراغ روشن کیا تھا اسی چراغ سے پہلے تو کسی واسطہ کے بغیر سیکڑوں چراغ روشن ہوئے پھر واسطہ در واسطہ لاکھوں چراغ جل کر اپنی روشنی پھیلاتے رہے۔ اور آج بھی یہ سلسلہ ان بان کے ساتھ جاری ہے۔ اس فئیے کہنا بجا اور حق ہے کہ منظر اسلام کو جس طرح مرکز ہونے کا حق پہلے سے حاصل تھا آج بھی حاصل ہے۔ اس کی مرکزیت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ ایک باپ کے چند بیٹے ہوں پھر ان بیٹوں کے بیٹے ہوں۔ اگر بیٹے اور پوتے علم و فضل۔ شان و شوکت اور جاہ جلال میں بہتر سے بہتر اور بلند سے بلند درجے حاصل کر لیں تو یہ انتہائی خوشی کی بات ہے لیکن ایسا تو نہیں ہو تا کہ جو باپ ہے وہ بیٹا یعنی اپنے بیٹوں کا بیٹا ہو جائے۔ باپ بہر حال باپ ہی رہے گا۔ اور اس کی عظمت و رفعت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اس حقیقت و صداقت کی روشنی میں منظر اسلام آج بھی اہل سنت و جماعت کا تعلیمی مرکز ہے اور انشاء اللہ قیامت تک اس کی مرکزیت برقرار رہے گی۔

قدیم اساتذہ کرام: جس طرح میں نے منظر اسلام کے کچھ قدیم فارغین کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے اسی طرح بعض قدیم مدرسین حضرات کو بھی دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ان میں سے دو شخصیت ایسی ہیں جن کی مجلسوں میں بیٹھنے اور ان سے باتیں کرنے کے مواقع بھی مجھے حاصل ہوئے ہیں۔ میری مراد حضرت مولانا محمد احمد جاناظیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد احسان علی صاحب فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ حضرت مولانا محمد احسان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے مولد و مسکن موضع پوکھریرہ ضلع بیتاڑی ہی رہا ہے متصل باتھہ اصلی کے ایک محلہ فیض پور کے رہنے والے تھے۔ ان کا پوکھریرہ سے بہت ہی گہرا تعلق تھا۔ ان سے بار بار ملاقات ہوئی، انکی زبان سے علمی نکات سننے کے مواقع بھی ملے۔ ان کے تبحر علمی اور قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جب ان کی آنکھوں کی بینائی تقریباً ختم ہو گئی تھی تو خطاری شریف اور دیگر کتابوں کا درس اپنے حافظہ کی بنیاد پر دیتے تھے اور ہزاروں احادیث کریمہ ان کے ذہن و دماغ میں اچھی طرح محفوظ تھیں۔ پھر موتیاباد کا آپریشن کرانے کے بعد جب آنکھوں کی روشنی حال ہو گئی تو درس کا سلسلہ آٹھ عمر تک جاری رہا۔ میری تحریر کا مطلب یہ ہے کہ ابتدا سے آج تک ہر دور میں یہاں کے اساتذہ کرام ذی استعداد، صاحب صلاحیت اور لائق و فائق رہے۔

موجودہ اساتذہ:- دور موجود میں بھی جو اساتذہ یہاں خدمت درس میں مصروف ہیں وہ بہر حال منتخب ہیں۔ سبھی حضرات اپنے اپنے فن کے ماہر تو ہیں ہی اس کے علاوہ دیگر فنون پر انہیں پوری طرح دسترس حاصل ہے یہاں کا شعبہ افتاء



عالم اسلام میں اپنا ایک انفرادی اور ممتاز مقام رکھتا ہے۔ اس کیلئے مقتیان کرام کی ایک تعداد موجود ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً ہر مدرس افتاء، تصنیف و تالیف، تقریر و تحریر کی بہترین صلاحیت رکھتے ہیں اور ان میں بعض حضرات ادب، صحافت، شاعری، مناظرہ، اور تنقید کے فنون میں صاحب کمال ہیں۔ آپ یوں کہہ لیتے کہ یہاں کا ہر ذرہ اپنی اپنی جگہ پر ممتاز و آفتاب ہے۔

**شعبۂ اہتمام :-** اس معاملے میں اپنے کو میں خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ ”منظر اسلام“ کے پہلے مہتمم اور باظہار سے آج تک کے تمام مہتمم حضرات کو دیکھنے کی سعادت مجھے حاصل ہے۔ حضور جید الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مضر اعظم مولانا امجد رضا خان صاحب جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت رحمان ملت مولانا رحمان رحمان خان صاحب رحمانی میاں رحمۃ اللہ علیہ، میرے موضع پوکھر پرہ خلع سیتا مڑھی (بہار) میں بار بار تشریف لے گئے۔ حضرت جید الاسلام نے اعلیٰ حضرت کی حیات ظاہری ہی میں اعلیٰ حضرت کے حکم سے ان کی تیاری کے طور پر جو پہلا سفر کیا تھا۔ میرے موضع پوکھر پر اہی کا سفر تھا۔ اسی طرح تینوں مذکورہ بالا حضرات نے آدراہ کرم پوکھر میرے میں جانے کا سلسلہ تا حیات باقی رکھا۔ ان تینوں بزرگوں کے اہتمام و انصرام کے واقعات یا تو علماء کرام کی زبانی سننے کو ملے یا پھر کتابوں میں دیکھ لیتے موجود مہتمم صاحب قبلہ حضرت مولانا سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی حجابہ نقشبندی کے اہتمام و انصرام کو زیادہ قریب سے بار بار دیکھنے کے مواقع میسر ہوئے۔ تعمیر اور تنظیم کے اعتبار سے یقیناً یہ ایک بڑی دور ہے۔ موجود مہتمم صاحب قبلہ نے اپنی سجادگی اور اہتمام کی مختصر مدت میں اسلامیہ انٹر کالج کے ایک دروازے پر باب مفتی اعظم ہند تعمیر، مزار اعلیٰ حضرت کے اندرونی اور باہری حصے کی تزئین و تحسین و توسیع، رضا مسجد و خانقاہ کی غارت میں سنگ کاری، از سر نو تزئین و تحسین، اور اسی طرح کے دوسرے امور کو انجام دینے کے ساتھ منظر اسلام پر قصہ صحن توجہ دہانی پہلے غارت و دو منزلہ تھی اسے صرف کثیر کے بعد سے منزلہ بنادیا۔ تیسری منزل کی تعمیر بھی قابل دید اورائق صد شہسین ہے۔ منظر اسلام کا محل وقوع ایسی جگہ ہے جس کے متصل خانقاہ و عالیہ، مزار شریف اعلیٰ حضرت، اور اخروی دارالاقامہ۔ اس کے چاروں طرف کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں منظر اسلام کیلئے قریب میں الگ سے عمارت بنائی جاسکے اس غارت کی توسیع ہو۔ اس لئے تیسری منزل کی تعمیر عمل میں آئی۔ پھر اسے مزار اعلیٰ حضرت اور رضا مسجد سے قرب کی وجہ سے جو خصوصیت سعادت نصیب ہے۔ پھر فیضان روحانی کا جو منزلہ باری ہے اس سے دور کہ وہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ اپنی جگہ پر طرح درست ہے۔

خوشامسجد و مدرس خانقاہ ہے : ہذا کہ دور سے دیکھو قیل و قول محمد ﷺ

**دستار فراغت :-** اتر پردیش کے اکثر مدارس الہ آباد و بدوڑ ڈلیہا تھیں ملحق ہیں لیکن ان مدارس

اسلامیہ کے ذمہ دار حضرات نے اپنی امتیازی حیثیت کا سو دھنسیں کیا ہے۔ منظر اسلام کے مستم اور مجلس منتظمہ نے بھی انتہائی غور و فکر کے بعد کچھ خاص مصلحتوں کے پیش نظر اس ادارہ کو بھی یوپی مدرسہ بورڈ سے ملحق کر دیا ہے مگر اپنی خصوصیات اور اصل مقصد کی بنا کو ہر حال میں مقدم رکھا ہے طلباء ہر سال تمام درجوں کے امتحانات میں پوری تیاری کے ساتھ شریک ہو کر کامیابی حاصل کرتے ہیں اس کے علاوہ جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات میں شامل ہو کر امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک اچھی بات ہے کہ طلباء اپنی اصل تعلیم میں فروغ و استحکام کیلئے کچھ دوسرے تعلیمی اداروں کی بھی استاد حاصل کر لیں، اس سے جہاں عمدہ حاضر میں کسب معاش کی دنیاوی سونستیں مل جاتی ہیں وہیں طرح طرح کی انصافی کتابوں کے مطالعہ سے علمی لیاقت و استعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے معلومات بھی بڑھتی رہتی ہے ہر صاحب فکر و نظر اسے ایک مستحسن فعل سمجھے گا اور سمجھتا ہے۔

ہر سال عرس حامدی کے موقع سے جمادی الاولیٰ کی ۷ اور تاریخ کو یہاں کے فارغین طلباء دستار فضیلت جبہ اور سند فراغت حاصل کرتے ہیں اس حسین اور دلکش منظر کو دیکھنے کا شرف مجھے بھی دو مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ ختم بخاری شریف کی تقریب سعید میں بھی شرکت کی سعادت میسر ہوئی۔ میں نے بعض طلباء کی تعلیمی استعداد اور فکری صلاحیت کا جائزہ بھی لیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ واقعی یہ اساتذہ کرام کی شفقت و محبت اور اپنی محنت اور ذوق و حقوق کے نتیجے میں سائنس کے مستحق ہیں۔

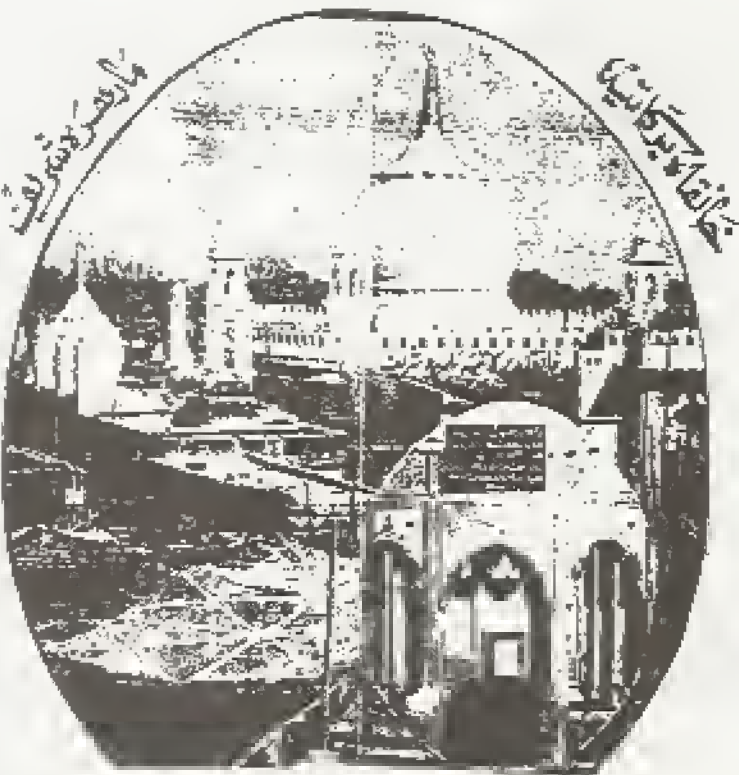
### تکمیل مقصد :- ہندوستان میں اہل سنت کے مدارس ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں ہر مدرسہ اعلیٰ

حضرت امام اہل سنت کی تعلیمات کی روشنی میں عقائد و نظریات صالحہ پر مستحکم ہے کوئی مدرسہ ان میں ایسا نہیں جس میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سرکار اہل سنت بریلی شریف اور دارالعلوم اہل سنت منظر اسلام کا ہمیشہ ذکر خیر نہ ہوتا ہو یا اچھے انداز میں ان کا چرچا نہ ہوتا ہو ان مدارس و مہتمم میں بہت سے مدارس میں امتحان تک تعلیم ہوتی ہے ان مدارس کے بہت سے طلباء بعد فراغت یا اپنے فراغت کے سال ہی یہ چاہتے ہیں کہ حصول برکت کیلئے منظر اسلام سے بھی دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کریں تاکہ اس مرکز سے انکی نسبت اور تعلق مستحکم ہو جائے اور فیضان اعلیٰ حضرت سے مستفید ہوتے رہیں ان حضرات کی خواہشات اور جذبات کا خیال کرتے ہوئے اراکین مجلس منتظمہ اور مستم صاحب قبلہ نے ایک خصوصی انتظام کیا ہے جس کے تحت پہلے انہیں داخلہ لینا پڑتا ہے پھر باضابطہ تحریری اور تقریری طور پر امتحانات کی منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے جب امیدوار حضرات دونوں امتحانوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو انہیں بھی دستار اور سند عطا کی جاتی ہے

اس طرح ان مدارس کی حیثیت منظر اسلام سے بالحدہ شاخ جھمی ہوتی ہے جن کا منظر اسلام سے رابطہ مضبوط اور استوار ہوتا ہے ان باتوں پر غور کرنے سے یہ نظریہ صحیح اور درست معلوم ہو گا کہ منظر اسلام کی بنیاد جس مقصد کی خاطر رکھی گئی تھی وہ مقصد پچھلے سو برسوں سے پورا ہوتا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک اس کا علمی و روحانی فیضان اپنا اثر دکھاتا رہے گا۔

**حرف آخر:** موجودہ مستم حضرت سجادہ نشین مدظلہ العالی نے اپنی قلبی دلاستگی اور جدوجہد سے تھوڑے

عرصہ میں منظر اسلام کو نیا رنگ و روپ عطا کیا ہے۔ عمارت میں اضافہ طلباء کے طعام و قیام کا بہترین نظم وفاق اساتذہ کی تفریحی و تدریسی پر خصوصی توجہ اور منظر اسلام کے دستور و ضوابط پر سختی کے ساتھ عمل میں اس کے مقام کو لہر بھی ارفع و اعلیٰ کر دیا ہے اللہ عزوجل انکے ساری عافیت کو عرصہ طویل تک قائم رکھے منظر اسلام جو ایک متاثر و رست کی حیثیت رکھتا ہے اگلی گیارہویں صدی سے عرصہ سرسبز و شاداب اور پھولن پھلتا رہے اور اس کی خوشبو سارے عالم کے مسلمانوں کے دل و دماغ کو معطر کرتی رہے آمین عباد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین۔



تو شہر ہندو کی کس قدر تابانہ شہادت

کہ تجھ میں جلوہ فرما نا جلال الہی سندت ہے

انجمن تدریس و تحقیق دارالعلوم دیوبند

# منظر اسلام کی خشت اول

از :- (معمار ملت حضرت علامہ مولانا) شبیہ القاوری پوکھر بیروی، بانی جامعہ تحوث الوری، سیوان بہار

بگورید گرائیں جاں لہو و زباں والے

غریب شہر کھنڈاے کلفتی وارد

بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا نشست گاہی جامعہ ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔ جہاں بیٹھے  
کر اعلیٰ حضرت نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام غزالی کے مشرب اور مسلک کے ترجمان اور شارح بنا کر  
یہ اوروں و ذروں کو شہ پارہ علوم و فنون میں تبدیل کر کے آفتاب عالم تاب بنا دیا جیسے مولانا سلطان احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
یا محکمہ بہار بیپور، مولانا سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خیرہ بریلی شریف، جناب جتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب  
خلف اکبر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جناب مولانا یحییٰ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملوک پور، مولانا عبدالکریم ذخیرہ، جناب  
مولانا منور حسین صاحب بریلی رحمۃ اللہ علیہ جناب مولانا سید غلام محمد صاحب بہاری، جناب مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب  
کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ، غیر ہم جب ایسے ایسے علمی اور فنی جوہر پارے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے اپنی نشست گاہ سے پیدا  
فرمادیئے اس لئے کسی دابر العلوم کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے۔

رند جو ظرف اٹھالے وہی پیانہ بنے

جس جگہ بیٹھے کے پی لے وہی میخانہ بنے

فیضان علوم محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے توفیق علم ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ  
علیہ مزید سیر اعلیٰ علم کیلئے اعلیٰ حضرت کے حضور تشریف لائے تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت کی ویلیز پر علم کا سمندر ٹپٹا ٹھیں  
بار رہا ہے۔

یک حرف بیش نیست سراسر حدیث شوق

اس طرف نہ کہ بچ بہ پایاں نئی رسد

اس وقت ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن کا یہ واروہ کتنا حسین ہو گا کہ اسے

کاش اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ایک بے مثال ادارہ دینی جام دارالعلوم کا وجود برپا شریف میں ہو جاتا جہاں سے سارے عالم پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کا فیضانِ علم برستار ہوتا۔

حافظاتِ آتا روزِ آخر شکریں نعتِ غزار  
کمالِ صنم از روزِ اولِ وارو در مانِ ماست

ملک العلماء کے تصور دارالعلوم کے اس واروہ کو حضرت چچہ الاسلام خلف اکبر اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کی سب سے ساری کراوی اور جناب سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں گزارش کی کہ حضرت! اگر آپچے مدرسہ کا قیام نہیں فرمایا تو بدعتیہ لوگوں، دیوبندیوں، وہابیوں کی تعداد میں اضافہ ہو تا رہے گا اور میں قیامت کے دن شفیع اللہ نہیں ہو سکتا کی بارگاہ میں آپ کے خلاف تالش کروں گا ایک کل رسول کی زبان سے یہ سنتی ہی امام احمد رضا الرزیدہ اندام ہو گئے اور یہ فرمایا کہ سید صاحب آپ کا حکم ہر دھچم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے گا۔ اس کے پہلے ماہ کے سارے اخراجات میں خود ادا کر دوں گا پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کی ذمہ داری لیں (تذکرہ جمیل ۷۷۱) یہ تھا اعلیٰ حضرت کا مقام عشق محبوب

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست  
بجزہ بر در گوشتِ دامنِ اوست

چونکہ قیام دارالعلوم کیلئے سب سے پہلے ملک العلماء کے ذہن میں بات نیکی تھی اور اس واروہ ذہن ملک العلماء کو بزمینہ وار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت تک پہنچایا گیا جس کی مظہر بنی اعلیٰ حضرت نے سید زاید کیواسیلے سے عطا فرمادی پھر مدرسہ منظر اسلام کی بنیاد پڑ گئی اس طرح مدرسہ منظر اسلام کے بانیوں میں ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری رحمۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب خلف اکبر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔

یک منہم یک منت یک نعت یک شکر  
صد شکر کہ اللہ پر جنیں رائدہ قلم را

اس لئے لب نوکما جاسکتا ہے کہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ منظر اسلام کی خشتِ اول ہیں



اس وجہ سے کہ سب سے پہلے مدرسہ کے وجود کا تصور ملک العلماء کے ذہن پر ہی اوروں کا قبول حضور مفتی اعظم ہند اعلیٰ حضرت نے دو شاگردوں حضرت مولانا ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالرشید عظیم آبادی سے مدرسہ کا آغاز فرمایا تھا جو اعلیٰ حضرت کی کتاب الاستمداد مفتی اعظم ہند کے تجویز اور اس شعر کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے

اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

مزید آقائے نعمت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں کہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہارنی منظر اسلام کے بانیوں میں تھے۔ سبحان اللہ الحمد للہ! جب حضور مفتی اعظم ہند نے اس کی سند فرمادی تو دوسرے سارے لوگوں کی سندوں پر مفتی اعظم ہند کی سند بھاری و بھر کم پڑے گی۔

سارے عالم پر ہیں یہ چھائے ہوئے

مستند ہیں ان کے فرمائے ہوئے

”تذکرہ جمیل“ کے مؤلف ہمارے دیرینہ کرم فرماؤ شفیق علامہ مولانا الحاج محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی مدظلہ العالی جو (۱۹۵۱ء-۵۲ء) میں مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں زیر تعلیم تھے اور میں مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں زیر تعلیم تھا فرق صرف یہ تھا کہ وہ ہمارے پیش رو اور مقتدا تھے اور میں ان کا پس رو اور مقتدی تھا۔ ان کی باتیں ضرور میرے چشم ابرو پر رہیں گی بلکہ میں انکی باتوں کو اپنی پونائی پر جگہ دیتا ہوں وہ اپنی تالیف ”تذکرہ جمیل“ کے صفحہ نمبر ۷۶ پر فرماتے ہیں کہ (امام احمد رضا کے مزاج شناس احباب اور خدام نے ایک سید صاحب کو اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت تک رسائی کا واسطہ بنایا) اب سید ریاضت طالب ہے کہ وہ مزاج شناس احباب اور خدام کون تھے؟ وہی حضرات تو تھے جن کو زمانہ حیدر الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہارنی کہتا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند اپنے تجزیہ کے وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ملک العلماء اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے بچے رفیق کار اور جانشین تھے الحمد للہ!

حدیث عشق زحافیت شہادت ازوا عنہ

اگر صفت بسیار در عبادت کرد

لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ملک العلماء منظر اسلام کی خشت اول ہیں :-

کچھ اس اداسے یار نے پوچھا میرا مزاج

کہنا پڑا کہ شکر ہے رب قدر کا

غرض ملک العلماء بیماری رحمۃ اللہ علیہ مذہب رضویت میں (مذہب بسحنس دین نہیں بلکہ میں نے راہ مراد لی ہے) ہر جگہ خشت اول ہی کی حیثیت رکھتے ہیں بقول کوثر نیاز پاکستان کی مملکت کے سابق وزیر تعلیم قنوی رضویہ عالمگیری پر بھاری ہے اور میں اپنے کو سمجھتا تھا کہ علم کا سمندر پار کر گیا ہوں لیکن قنوی رضویہ جب پڑھنے لگا تو ایسا محسوس ہوا کہ در حقیقت علم کے سمندر تو اعلیٰ حضرت ہی ہیں اس کے ساحل پر کھڑا ہو کر میں ابھی سہیلیاں چن رہا ہوں اے ماشاء اللہ۔

بلائے جاں ہے غالب اس کی ہزبات

عبارت کیا اشارت کیا او کیا

اس قنوی رضویہ کا پہلا سوال پانی کے سلسلے میں ملک العلماء نے اعلیٰ حضرت سے کیا تھا اور اسی پر قنوی رضویہ کی بنیاد پڑ گئی اور آج پوری دنیا اپنے دارالافتاء کو قنوی رضویہ سے سجا کر اپنے افتاء کے قرطاس و قلم کو رونق بخش رہی ہے اس لئے ملک العلماء ہی قنوی رضویہ کی اساسی حیثیت اور خشت اول ہوئے

خوش تھمتے است عارضت فاصدہ در بیمار حسن

حافظ خوش کلام شد مرغ سخن مرائے تو

اعلیٰ حضرت کی کوہ ہمالیہ جتنی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن سب سے پہلے ملک العلماء ہی نے حیات اعلیٰ حضرت کو لکھ کر سارے عالم میں اعلیٰ حضرت کی دھوم مچادی اور حق یہی ہے کہ اسی حیات اعلیٰ حضرت سے خوشامیچی کر کے اب سارا عالم اعلیٰ حضرت کے علم کی آخری حد کو جاننا اور چھونا چاہتا ہے اور جو بھی اعلیٰ حضرت پر کچھ لکھنے کیلئے قلم لیکر بیٹھتا ہے تو آئینہ کی طرح حیات اعلیٰ حضرت کو ضرور سامنے رکھتا ہے ورنہ اس کے قلم کی سانس ٹوٹ جائیگی اور جان نکل جائے گی اس لئے اعلیٰ حضرت کی تشییر عالمگیری میں ملک العلماء خشت اول کی حیثیت رکھتے ہیں ملک العلماء سچے عاشق امام احمد رضا تھے جو اٹھتے بیٹھتے اعلیٰ حضرت کا نام چپتے تھے اور فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت سے عقیدت رکھنا ایمان پر خاتمہ کی دلیل ہے۔

میں تو از جرس ہوں بے بے فریاد کرتا ہوں

چنگا دے کارواں کو خواب سے شاید فغاں میری

اعلیٰ حضرت بھی ملک العلماء پر کچھ کم کرم نہیں فرماتے تھے ولدی ابنی قرة عینی سے مخاطب کرتے اور خط لکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت اپنے ایک خط میں اپنی شفقت کا یوں اظہار فرماتے ہیں :-

مولانا مکرم تاج الدین صاحب ----- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلباء سے ہیں اور میرے حوالہ عزیز اہل کتب کے بعد بیس تحصیل علوم کی عام درسیات میں بصلہ تعالیٰ عاجز نہیں علمائے زمانہ میں علم توقیت سے تھرا آگاہ ہیں مفتی ہیں، واعظ ہیں، مناظر ہیں، میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب نصف و نہار ہر روز اور تاریخ کیلئے اور جملہ اوقات ماہ مبارک رمضان شریف کیلئے بھی بتاتے ہیں فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کیلئے پیش کرتا ہے۔

یہ ہے اعلیٰ حضرت اور ملک العلماء مولانا ظفر الدین بیہاری رضی اللہ عنہما کا مقام فضیلت :-

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روئے گل سیر نہ بدیم بہار آخر شد

چمنستانِ رضا (رحمۃ اللہ علیہ)

یادگار اعلیٰ حضرت درساؤ علم و فن  
 ہے قد ہے یہ وہی مرکز جہانِ علم کا  
 علم حق کے جھلکے ہیں اسی نے وہ چراغ  
 اعلیٰ حضرت جب غوث الودنی کے فیض سے  
 اعلیٰ حضرت جو کہ ہیں سرچشمہ علم و کمال  
 ہے الاسلام جن کے جبرہ پر نور میں  
 نور چشم اعلیٰ حضرت صاحبِ دل و حسنین  
 حضرت صدر الشریعہ سیدی امجد علی  
 فکر مئے تفسیر قرآن ہے نظیر و ہے مثال  
 خود بخود جن سے لیتا ہے رہنمائی کا حق  
 جس ذہنہ مشتری سرخ عطار اور قر  
 کہتے ہیں جن کو صحبتِ اعظم بند اہل حق  
 فر پاک و ہند لب پروردہ نامہ رستا  
 دے دیا چیلچیل شیخ مجہ کو بھی فایز نے  
 شاہ جیلانی میں ہیں  
 ان کے اسلوب سخن میں تھا نرال باغین  
 منظر اسلام کہتے ہیں اسے اہل سنت  
 عرب بھلی ہے جس سے روشنی علم و فن  
 جس کی ضد سے جہنم ٹولہ ہے اپنا وطن  
 دستِ حق کی یہی پائی ہی رہتی ہے بھرن  
 فنا کے دم سے دین کا سرسبز ہے رنگین چمن  
 جھلکا تھا تر نور منکرایا تھا چمن  
 سنتی اعظم بنام مستطی شاہِ زمن  
 ہو گیا جن سے بہار اقراء شریعت کا چمن  
 حضرت صدر الاناضل صاحب خلق حسن  
 وہ ہیں ظفر الدین صاحب جہادِ علم و فن  
 ان کی اتوارِ خود کو رکھ کر ہیں خندہ زدن  
 فرد تھے شانِ خطات میں وہی لاریب وطن  
 سیدی سرور احمد ایک بزر علم و فن  
 ہے کوئی ایسا دکھائے جرأت باطلِ ممکن  
 اعلیٰ حضرت کی نہیں

## حافظ پیلی بھیتی اور منظر اسلام

از: ایڈیٹر محمد سرہانہ حسین رضوی ایڈووکیٹ بریلی

قاضی حاجی حافظ مولانا محمد خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی کا تعلق خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے با عظمت اور بادقار خاندان سے تھا جس کا ذکر ”بیاض نعت“ میں اس طرح موجود ہے۔

(بیاض نعت۔ حافظ پیلی بھیتی دیوان ختم)

جو میرا جد امجد ہے وہی صدیق اکبر ہے  
وہ جسکی افضلیت پر ہے شاید نص قرآنی

حافظ موصوف ۱۱ مارچ ۱۹۶۰ء میں پیلی بھیت کے انتہائی معزز و محترم علمی اور مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے

(مذکرہ محدث سورتی از خواجہ رضی الدین حیدر ص ۲۶۸ سورتی ایڈیٹی کراچی ۱۹۷۱ء از سید آفاق جعفری ص ۵۳ رورینٹ پرنٹنگ پریس کراچی ۸۱۹۷۱ء)

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی قاضی بخیر الدین حسن تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم اور ماماں اپنے وقت کے (ممتاز محقق) قاضی محمد ممتاز حسین ممتاز پیلی بھیتی سے حاصل کرنے کے بعد وہرہ حدیث کیا مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے بریلی تشریف لے گئے۔

(خراب معانی از سید آفاق جعفری ص ۵۳ رورینٹ پرنٹنگ پریس کراچی ۸۱۹۷۱ء)

موصوف کو سلسلہ نقشبندیہ کے فاضل کامل و عارف اکمل بزرگ مولانا شاہ فضل الرحمن رنج مراد آبادی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ حافظ کے ہر دیوان میں آپ کے مناقب ملتے ہیں جس سے انکی والدین کی کاپی چلتا ہے۔ ۹ مرد سیر

۱۹۳۹ء مطابق ۷ رجب المرجب ۱۳۵۸ھ کو پیلی بھیت میں آپکا وصال ہوا آپکا مزار حضرت کلیم اللہ شاہ میاں کے قبرستان میں تھا جو ۱۹۶۱ء میں دیوان کے سیلاب کی نذر ہو گیا۔ آپ کی نماز جنازہ قبلہ حجۃ الاسلام محمد مدد رضا خاں نے پڑھائی۔

(مذکرہ محدث سورتی از خواجہ رضی الدین حیدر ص ۲۶۹ سورتی ایڈیٹی کراچی ۱۹۷۱ء)

حافظ قاضی خلیل الدین حسن دیوان کے مشہور و معروف وکیل تھے آپ کئی مرتبہ پیلی بھیت کے صدر بھی منتخب ہوئے اس کے علاوہ آنریری مجسٹریٹ ہوا انکی حیرت میں میونسپلپورڈ پیلی بھیت کے عہد میں پر بھی قائم ہوئے۔

اردو نعتیہ شاعری میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے۔ آپ کے ۱۹ نعتیہ دیوان تھے نعتیہ شاعری کے علاوہ کچھ تہکما آپ کے آئینہ شائع شدہ دیوان اس طرح ہیں۔

(۱) نعت مقبول خدا ۱۳۰۳ھ (۲) تہذیب روح ۱۳۰۹ھ (۳) فحانہ حجاز ۱۳۱۵ھ (۴) آنیہ پیمبر ۱۳۳۰ھ (۵) بیاض نعت ۱۳۳۳ھ (۶) تہذیب جگر دوز ۱۳۳۵ھ (۷) لذت درد ۱۳۳۸ھ (۸) میخانہ خلد ۱۳۴۰ھ۔

امیر مینائی اور داغ دہلوی بھی موصوف کے کلام سے بے حد متاثر تھے جس کا ذکر ان کے دواوین میں ملتا ہے۔ ان دواوین کے علاوہ رباعیات کے دو مجموعے نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوئے جنکے نام یہ ہیں :-

(۱) رباعیات حافظ۔ (۲) جدید رباعیات حافظ۔

حافظ بیہیلی بیہیتی کے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ ہر سید جماعت علی شاہ علی پوری، شاہ محمد شیر مہاں علیہ الرحمہ۔

مولانا عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ، مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ اور جتہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ دہلوی سے دیرینہ تعلقات تھے موصوف نے مولانا حسن دہلوی کے ذوق نعت کی تعریف اس طرح کی ہے۔

حمد اللہ حسن کا چھپ گیا دیوان نعتیہ  
بے عیب کیلئے روحوں کا لالائی سفر توشہ  
یہ روحانی سفر توشہ نظر آیا جو حافظ کو  
کما چھپنے کی ہے تاریخ روحانی سفر توشہ

مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے انتقال کے موقع پر آپ نے لذت درد میں تاریخ نعت یوں فرمائی ہے :-

حسن	پہنچے	چولے	کروفتہ	نعت
حضور	کبر	بابشا	ش	بشاش
سرا	پردے	سے	حافظ	بہر تاریخ
ندا آئی	"حسن	شبلاش	شبلا	ش"

امام اہل سنت شاہ مولانا احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر بیہیلی بیہیتی۔ حافظ کے "میخانہ خلد" میں تاریخ یوں ہے۔ جنکی تاریخیں ملاحظہ فرمائیے۔

مال و بنون و دومان الباقیات الصالحات (۱۳۲۰ھ) (۱) میخانہ خلد ص ۶۸ رحمت ایزد، رحمت ایزد (۱۳۲۰ھ) (۲)

ایشا۔ ص ۶۹۔ سر دار پیشوائے اہل سنت (۱۳۲۰ھ) (۳) ایضا۔ ص ۱۶۹۔ مقبول حق احمد رضا (۱۳۲۰ھ) (۴) ایضا



ص ۱۶۹) علم و عمل احمد رضا (۱۳۴۰ھ) (۵) ایضاً ص ۱۷۰) اوج کو کیا سفر بست و پنجم صفر (۱۳۴۰ھ) (۶) ایضاً ص ۱۷۰) کہہ دیا ”مومن حق نما چار بار (۱۳۴۰) (۷) ایضاً ص ۱۷۳) پنپے احمد رضا رؤف کے پاس (۱۳۴۰ھ) (۸) ایضاً ص ۱۷۳) عقیدہ الامرار احمد رضا (۱۳۴۰ھ) (۹) ایضاً ص ۱۷۳)

اسلام دشمن عناصر کے خلاف ان کا موقف شمشیر برہنہ کی طرح عیاں تھا۔ وہ ایک رباعی میں اسکو اس طرح نقل کرتے ہیں۔

جو منکر توحید رہے وہ کافر۔ بس ہوتے جو منکر کی سے وہ کافر  
منکر کو جو منکر نہ کہے منکر ہے۔ کافر کو جو کافر نہ کہے وہ کافر

حافظ پیدلی بیہیتی جماعت اہل سنت کی ایک عظیم متحرک شخصیت تھی آپ نے ملت اسلامیہ میں اتحاد قائم کرنے کیلئے بھرپور جدوجہد کی۔ اسلسلے میں آپ نے انجمن اتحاد کے نام سے ایک جماعت کی بھی داغ بیل ڈالی جس کا مقصد اصلاح قوم و اتحاد قوم و فروغ تعلیم تھا۔ چودہ صفر المظفر ۱۳۳۰ھ میں مطابق ۴ فروری ۱۹۱۲ء کے سالانہ اجلاس میں اپنے ایک نظم پڑھی جس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے

حق نے وہ حق کو شئی اور اصلاح کیشی کی عطا  
جس سے ہو بطلان باطل جس سے ہو فاسد فساد  
ایسی دو تعلیم جو ہو دین و دنیا میں مفید  
جس سے دونوں کا بھلا ہو کیا معیشت کیا معاد

دو باعمل انسان تھے اسلئے وہ ہر منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے بے قرار رہتے تھے۔ اس کا اظہار وہ اسی غزل میں اس طرح کرتے ہیں۔

کوئی تو پورا ہو مقصد انجمن کا یہ نہیں۔ کر کے جلسہ چھاپ دی سالانہ خوشخط رویداد انجمن اتحاد کے علاوہ ان کے اندرون ملک و بیرون ملک کی اہم تنظیموں سے گہرے رابطے واسطے تھے۔ جن میں انجمن نعمانیہ لاہور، انجمن راعین مدرسہ سولتیہ (لاہور) انجمن خدام الصوفیہ علی پور اور منظر اسلام مدلی شریف وغیرہ خاص ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد سیدنا مولانا محمد نقی علی خاں قدس سرہ العزیز نے ۱۹۰۹ء میں مصباح التہذیب کے تالیف سے مدد کی اور ازہمدلی شریف میں ایک مدرسہ قائم فرمایا تھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین قادری بکڑ پو تو محلہ

بریلی شریف ص ۲۱۱) اب اس کا نام مصباح العلوم ہے۔

اعلیٰ حضرت نے کتب درسیہ سے فارغ ہو کر تدریس و افتاء و تصنیف کی طرف خاص توجہ فرمائی اعلیٰ حضرت نے اس وقت تک کوئی مدرسہ قائم نہیں کیا تھا اور نہ ہی باغابطہ کسی مدرسہ میں بطور مدرس پڑھایا فقط اعلیٰ حضرت کی ذات واحد مرجع طلباء و علماء تھی جن کو علمی چشمہ سے فیضیاب ہونا ہوتا تھا اور اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور فیضیاب ہو کر جاتے (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین ص ۲۱۱ قادری بکڈ پونو محلہ بریلی) قبلہ سید امیر احمد صاحب اعلیٰ حضرت قبلہ کے مخلص دوست تھے انکی خصوصی توجہ کے باعث ۱۳۲۲ھ تا ۱۹۰۳ء میں دارالعلوم منظر اسلام قائم ہوا جس کے پہلے منظم قبلہ سیدنا مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ ہوئے۔

۱۳۲۶ھ میں آپ کی رحلت کے بعد حضرت جید الاسلام سیدنا مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اس دارالعلوم کے منظم ہوئے آپ کے وصال کے بعد دارالعلوم منظر اسلام کے منظم کا دور و اسماء اس طرح ہیں۔

حافظ پینلی بھتی نے دارالعلوم منظر اسلام کے جلسہ دستار بندی میں ۱۳۲۹ھ و ۱۳۳۰ھ میں شرکت کی تھی اور اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا تھا (آئینہ تنمیر از حافظ پینلی بھتی ص ۱۸۹ تا ۱۹۵ انظامی پریس بدایوں ۱۳۳۰ھ) موصوف نے ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ کے جلسہ میں اکاون اشعار پر مشتمل ایک تاریخی غزل قلم بند فرمائی ہے اس غزل کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے اس طرح کیا گیا ہے۔

سرکار ہر حمد ہے رب عزت ہے صدائق ہر مدح شہر رسالت

حمد باری تعالیٰ کے بعد نعت اقدس کے اشعار ہیں جس میں رسالت مآب نور مجسم ﷺ کی انضلیت شافع محشر وہ نے اور علم غیب کے موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔

وہ اول کہ ممکن نہیں جس کا ثانی۔ وہ ثانی کے ہمسر نہیں تحت قدرت

وہ رحمت خدا کی وہ محشر کا دولہا۔ چچا اور ہو اس پر درود اور رحمت

وہ حاضر کہ غائب نہیں کوئی اس کا۔ وہ نکلا ہر ہے کہ ہر غیب اس کو شلوت

نعت شریف کے اشعار کے بعد خلفاء راشدین کی عظمت اور چاروں اصحاب کو حق پر ہونا قرار دیا ہے۔

وہ چاروں ہیں محبوب محبوب رب کے۔ محبت کونہ کیونکر ہو ان سے محبت

مناقب خلفاء راشدین کے بعد وہائمہ کرام و علماء کرام مقام و مرتبے کو آشکار کرتے ہیں۔

ائمہ نے پھر دین حق کو سنوا را۔ خد اکی ہواں پر رضا اور رحمت  
ائمہ نے پائے جو عالم ہمارے۔ فن فقہ کی ہے سپرد ان کو خد مت  
اس تمہید کے بعد موصوف امام اہل سنت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توصیف و تعریف بڑے حسین پیرائے میں  
کرتے ہیں۔ (آئینہ تجلی از حافظ پینلی بنی قتی ص ۹۰ افلاک پر نیس بدایوں ۳۰۳ ایہ)

زمانے کو ہے اس زمانے میں روشن۔ کہ یہ فح و نصرت ہے کس کی بدولت  
وہ عالم وہ فاضل وہ احمد رضا خاں۔ وہ سرخیل و سر انگشت اہل سنت  
وہ محسن ہمارا وہ مفتی وہ معطلی۔ وہ شان کریک وہ جان سخاوت  
دارالعلوم منظر اسلام کو قبلہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے قائم فرمایا اور وہاں بلا کسی عوض کے علم کے دریائے اسکو  
قبلہ حافظ صاحب نے اس طرح قلمبند فرمایا ہے۔ (ایضاً ص ۱۹۰)

کیا مدرسہ دین کا جس نے قائم۔ ہوئی علم دین پڑھنے والوں کی کثرت  
دیا دین حق مفت ہم ہا کسوں کو۔ یہ احسان اس کا یہ اسکی ہے منت  
کسی ہوارے کو جاری ساری رکھنے کیلئے زر کی ہمیشہ ضرورت محسوس ہوتی ہے یہ ضرورت دارالعلوم منظر اسلام  
کے ابتدائی دور میں کچھ زیادہ ہی شدت سے محسوس کی گئی تھی اسی لئے ۱۳۲۹ھ کے اجلاس میں حافظ پینلی بھبھتس نے عوام سے  
بھر پور تعاون کرنیکی اپیل کی جس کے کچھ اشعار حسب ذیل ہیں۔

حمایت کا ہے وقت کچھ خرچ کرو۔ وہ شمس جس کی پاتے ہو دل میں محبت  
ملے ذرہ ذرہ تو ہوہ اعظم۔ جڑے قطرہ قطرہ تو ہو بحر رحمت  
رضائے خد او مبی کے مقابل۔ یہ کیا مال ہے جس کو کہتے ہو دولت  
کریں گے اگر ہم حمایت میں سستی۔ قیامت کے دن اور ہوگی قیامت  
اس اجلاس مقدس کی تاریخ میں وہ اس طرح قلمبند کرتے ہیں۔  
یونہی جیسے دستار بندی کے دیکھیں۔ نظر آئے ہر سال جاہ فضیلت  
پڑھی جائے ہر سال تاریخ گوئی۔ ہے اس سن کی تاریخ جاہ فضیلت

اس دارالعلوم کی جشن دستار بندی کی شان و شوکت کا بیان موصوف نے بڑے ہی دلچسپ انداز میں فرمایا

کہ دستار بندی گو ہے سیدھی سادی۔ مگر اس میں طرہ ہے ایک شان و شوکت  
فضیلت کی دستار کا ہے جو گنبد۔ صد اس میں گوئی مبارک سلامت  
فضیلت کی دستار باندھی یہ سر پر۔ کہ دستار نے سر سے پائی فضیلت  
علمائے کرام کے اس لشکر مبارک پر اعلیٰ حضرت کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس مقدس قافلے کی حوصلہ افزائی کچھ  
اس طرح کر کے قلمبند کرتے ہیں۔

سفہان عالم کے ہو کر مقابلے۔ پیا پے بدعا لشکر اہل سنت  
لامصر ع سال حافظ کو پورا۔ پیا پے بدھا لشکر اہل سنت  
حضرت حافظ نے دارالعلوم منظر اسلام ۱۳۲۹ھ کے اجلاس دستار فضیلت میں سن تاریخ جاہ فضیلت قلمبند فرمائی تھی اور  
۱۳۳۰ھ کے اجلاس میں آپ اس میں معمولی تبدیلی کر کے اوج فضیلت بیان فرمائی اس کے کچھ اشعار اس طرح ہیں۔  
تم کو مبارک اور سلامت۔ اہل سنت اوج فضیلت  
آج بدھی ہیں وہ دستاریں۔ جسکی رفعت اوج فضیلت  
حافظ نے یہ سائنسہ لکھا۔ سال فضیلت اوج فضیلت (آئینہ تعمیر لفظ حافظ بلی بھینسی ص ۵۴) اقامی پریس ہدایوں ۱۳۳۰ھ  
اس کے علاوہ آپ نے اور دو سن تاریخ بھی اس اجلاس میں پڑھے تھے جن میں علمائے کرام کی سرپرستی اور ان کی  
سلامتی اور ترقی کی دعا نہایت ہی پر اثر انداز میں فرمائی ہے۔

رہے دستار بندی یاد حافظ۔ ہے تاریخی عدد دستار دستار (ایضاً ص ۹۴)

مدرسہ علم اہل سنت کا۔ ہے مقام ترقی علماء

سجائے ترقی اسلام۔ ہیں بنام ترقی علماء

دیکھے اس مدرسے کے دم سے خدا۔ زمرہ نام ترقی علماء  
لوح محفوظ تک پہنچ کے رہے۔ اوج بام ترقی علماء  
رہے اس مدرسے میں سال بسال۔ التزام ترقی علماء  
مصر ع سال حال ہے حافظ۔ التزام ترقی علماء

(ایضاً ص ۱۹۳، ۱۹۵) یہ نزل سن تاریخ چندہ اشعار پر مشتمل ہے

# لوح تاریخی جلوہ گاہ جشن سو سالہ کے سو ماڈرے ۱۴۰۰ھ

مستخرجہ:- خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند الحاج قاری محمد امانت رسول رضوی فوری پبلی بحیثیت

کلاہ شرف بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۴۰۶ھ سایہ عاطفت بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۴۰۶ھ

آداب اسلام اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارک وسلم ۱۴۰۶ھ

عطائے الٰہی جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

یاد سبحان جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

حُبِ سَوّیٰ جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

جمالِ نبیٰ جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

بابِ سلام جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

میرِ کمال جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

حامیِ علم و دانش جامعہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

زینتِ چمن جامعہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

محبتِ علی جامعہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

جمالِ رسول مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

وزِ کُتُون مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

شہداءِ نواز مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

ربنمائے دین مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

جائے رونق مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ



نسب شان مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ء  
 کوکب کاسرانی مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ء  
 عروج کامل مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ء  
 منبع فیض چشمہ پاکیزہ جشن صد سالہ ۱۴۰۰ء

موجب رضا قدر افزا جشن صد سالہ ۱۴۰۰ء  
 چشمہ عذایت جشن صد سالہ ۱۴۰۰ء  
 گلستان نشاط جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ  
 حسن سرشار جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ  
 بوضع جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ  
 نور چراغ جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ  
 مشفق قدر دال جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ  
 عظمت اولیا جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ

حقائق آگاہ یاد نگار اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ء  
 جلوہ آرا یاد نگار اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ء  
 ہمسر عالم اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ء  
 محفل افشاں اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ء

شفائے کامل اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ء  
 تاج محل اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ء

تاجدار	مرکز	اہل سنت	۱۴۲۲ھ
راحت	مرکز	اہل سنت	۱۴۲۲ھ
والا	صفات	مرکز اہل سنت	۱۴۲۲ھ
زرق	برق	مرکز اہل سنت	۱۴۲۳ھ
تفاوت	قرآن	مرکز اہل سنت	۲۰۰۱ء
والا	نظر	مرکز اہل سنت	۲۰۰۱ء

منعت	پروردگار	چند	الاسلام	۱۴۲۲ھ
طلب	ختم	چند	الاسلام	۱۴۲۲ھ

نشان	مفتی	اعظم	ہند	۱۴۲۰ھ		
عرفان	مفتی	اعظم	ہند	۱۴۲۰ھ		
حاصل	الامر	مفتی	اعظم	ہند	۱۴۲۰ھ	
کاشف	مفتی	اعظم	ہند	۱۴۲۰ھ		
کوکب	جہاں	افروز	مفتی	اعظم	ہند	۱۴۲۰ھ
لمعہ	نور	مفتی	اعظم	ہند	۱۴۲۰ھ	

پناہ	الہ	شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء
باکمال		شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء
ہم	یوم	شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء
عطیہ		شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء
کوسے	پناہ	شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء

جمال زبیا شہزادگان اعلیٰ حضرت ۱۳۰۰ھ  
دل و جاں شہزادگان اعلیٰ حضرت ۱۳۰۰ھ

چشم جہوں شاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
اصحاب فکر شاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
طلعت یوسف الحاج سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
گلشن شاداب سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
فکر ایمان شاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
عقیدت آگین الحاج سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ

معدن حیا حضرت رحمانی میاں ۱۳۰۰ھ  
اہل جہاں حضرت الحاج رحمانی میاں ۱۳۰۰ھ  
اوج فلک حضرت الحاج رحمانی میاں ۱۳۰۰ھ  
محبت ملک حضرت الحاج رحمانی میاں ۱۳۰۰ھ  
مقبول شہر ریحان ملت ۱۳۲۲ھ  
کارشاساں ریحان ملت ۱۳۲۲ھ  
مثل سحاب ریحان ملت ۱۳۲۲ھ

مدد الہ حضور ازہری میاں ۱۳۲۲ھ  
حمد ایزدی حضور ازہری میاں ۱۳۲۲ھ  
عالم آگاہ حضرت ازہری میاں صاحب ۱۳۰۰ھ  
احسن قلب حضرت ازہری میاں صاحب ۱۳۰۰ھ

---

میر	میراں	مفسر	اعظم	ہند	۱۳۰۰ھ
امیر	مکرم	مفسر	اعظم	ہند	۱۳۰۰ھ
مشہور	مفسر	اعظم	ہند	۱۳۰۰ھ	
سوالے	عشق	مفسر	اعظم	ہند	۱۳۰۰ھ

---

بحرم	قدوم	مرشدان	مارہرہ	جشن	صد سالہ	۱۳۰۰ھ	
بحرم	سحلی	مرشدان	مارہرہ	جشن	صد سالہ	۱۳۰۰ھ	
بحرم	مسک	مرشدان	مارہرہ	جشن	صد سالہ	۱۳۰۰ھ	
بحرم	والا	نسب	مرشدان	مارہرہ	جشن	صد سالہ	۱۳۰۰ھ
اجماع	بفیض	مارہرہ	جشن	صد سالہ	۱۳۰۰ھ		

بفیضان	تاج	اولیا	کاپی	جشن	صد سالہ	۱۳۰۰ھ
بفیضان	کاپی	مدحت	جشن	صد سالہ	۱۳۰۰ھ	

---

بفیض	اصحاب	پیغام	بلغرام	جشن	صد سالہ	۱۳۰۰ھ
بفیض	بلغرام	اصحاب	حفا	جشن	صد سالہ	۱۳۰۰ھ

---

گنبد	عرس	رضوی	۱۳۲۲ھ		
طاؤس	عرس	رضوی	۱۳۲۲ھ		
چمن	رسول	عرس	رضوی	نوری	۱۳۰۰ھ
والا	شان	عرس	رضوی	نوری	۱۳۰۰ھ

نور مجلس عرس رضوی توری ۱۳۰۰ء  
 نجم متور عرس رضوی توری ۱۳۰۰ء  
 زیب کمال عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 زیب کلام عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 زیب کمال عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 ماہ دین عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 حق عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 بزمائش نایاب مولوی محمد احسن رضا ۱۳۰۰ء  
 مسائی جمیلہ قادری امانت رسول برکاتی ۱۳۰۰ء

### شان تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا

(از عالمی مبلغ اسلام ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی مانجھڑیو کے)

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا  
 نام اعلیٰ ہے ترا حضرت اعلیٰ تیرا  
 کار تجدید ہوا کرتا تھا خامہ تیرا  
 کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا  
 تیرے اچھوں نے کیا ہے بڑا اچھا تیرا  
 نسبت آل رسول بھی مجب نسبت ہے  
 دکن حق کا تو مجدد ہے زمانے کا امام  
 تجھ پہ ہے اک تباہ سایہ کا ایسا سایہ  
 اس زمانے میں کوئی تجھ سادہ دیکھا نہ سنا  
 ہر جگہ منظر اسلام نظر آتا ہے  
 مسلک حق کی ضمانت ہے تیرا نام رضا

بند تو ہند رب میں ہوا شہرہ تیرا  
 کام اولیٰ ہے تیرا اے شہدہ والا تیرا  
 سر پہ باطن کے انشا کرتا تھا جتنا تیرا  
 غوث اعظم کو کیا آتا د مولیٰ تیرا  
 بحر ہلا کیا کوئی بدخود کرے گا تیرا  
 نمونہ تک لے گیا تجھ کو یہ وسیلہ تیرا  
 اہل حق چلتے ہیں جس پہ وہ ہے رستہ تیرا  
 پھیلتا جاتا ہے ہر سمت اجالا تیرا  
 غوث اعظم کی کرامت تھی سراپا تیرا  
 تیرا گھر لوگ و بازار محلہ تیرا  
 شان تحقیق ادا کر گیا غار تیرا

مصنف کا ترے خادم ترے حامد کا غلام  
 خوشتر مدنی وریاد ہے تیرا تیرا



دارالعلوم

# منظر اسلام اور علامہ شمس بریلوی

(ستارہ امتیاز)

۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۳ء کے زمانے کے چند واقعات و ذیلیات شمس بریلوی

از: پروفیسر ڈاکٹر محمد اللہ قادری

حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی صدیقی (م ۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰ء) کن مولوی ماسٹر ابو الحسن صدیقی عاصمی بریلوی (م ۱۹۳۵ء) کن مولانا حکیم محمد ابراہیم دیوبندیا شرعی مکتبہ ذخیرہ کے اس مکان میں ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے جس مکان میں امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ مکان دراصل امام احمد رضا محدث بریلوی کے جد امجد مولانا مولوی مفتی محمد رضا علی خاں نقشبندی بریلوی (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) کا تھا جس کو بعد میں حضرت شمس بریلوی کے والد ماجد نے خرید لیا تھا۔

حضرت علامہ شمس بریلوی کے والد ماجد اپنے زمانے کے قابل قدر استاد، بے مثل شاعر اور بریلی کی مشہور صاحب علم شخصیت تھے۔ آپ کی سگی خالہ امام احمد رضا بریلوی کے جد امجد مفتی محمد رضا علی خاں کی دوسری زوجہ تھیں اس طرح علامہ شمس بریلوی کا خاندان رضا سے قریبی تعلق تھا۔

حضرت علامہ شمس بریلوی رسم بسم اللہ شریف کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے اس وقت مولوی احسان علی صاحب موگیمری شیخ الحدیث تھے۔ ابتداء میں مولوی حافظ عبدالکریم چٹوڑ گڑھی صاحب خلیفہ اعلیٰ حضرت سے قرآن پاک کے پانچ ابتدائی پارے حفظ کئے اور پھر اس وقت کے جید و ممتاز علماء سے درسی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا ان میں مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی، مولانا رحمہ اللہ خلیفہ اعلیٰ حضرت کے نام قابل ذکر ہیں اہل شاعری میں مولوی سید قاسم علی خواہن بریلوی سے اصلاح لی اور بعد میں ان کے چچے سید شاہان بریلوی کی اصلاح فرمائی علامہ شمس



اسلام سے وابستگی کے حوالے سے چند سطور تحریر کر رہا ہوں جو ملفوظات کی صورت میں اختر نے جمع کی ہیں۔ راقم السطور کا تعلق علامہ صاحب سے ۱۹۸۳ء سے ہے اور وصال تک ان سے متعدد بار ملاقاتیں ہوئیں اس دوران اختر کو آپ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا آپ کی شخصیت پر تفصیلی گفتگو کسی اور تحریر میں کروں گا یہاں صرف اتنا بتانا چلوں کہ علامہ سچے سچے کچے حقیقی بریلوی مسلمان تھے۔ رواداری کے پابند، سچے کھرے، مخلص اور وفادار تھے ساتھ ہی وقت اور وعدہ کے انتہائی پابند۔ زبان و قلم میں بھلا انتہائی حساس طبیعت کے مالک تھے۔ مہمان نوازی آپ کی امتیازی شان تھی دوستوں سے ہمیشہ اچھی توقعات رکھتے تھے ان سب خوبیوں کے باوجود گوشہ نشین تھے۔

راقم السطور نے علامہ بریلوی کیہ آخری چند سالوں کی نشستوں کو قلم بند کر لیا جو جلد ہی ”ملفوظات شمس“ کے نام سے شائع کی جائیں گی یہاں صرف ان ملفوظات کو پیش کر رہا ہوں جو دارالعلوم مظہر اسلام کے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ واقعات اختر نے خود ان سے سن کر قلمبند کئے تھے ممکن ہے ان واقعات کو اور بھی افراد جانتے ہوں اور ان واقعات میں کہیں کہیں فرق بھی معلوم ہو لہذا اس کو حث و مباحثہ کی شکل نہ دی جائے بلکہ اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ تاریخی واقعات میں عموماً ایک سے زیادہ ایک واقعہ کی روایت ہوتی ہے جو جس راوی کو میسر جائے اس کی روایت کو صحیح جانے آئے اب چند واقعات بزبان حضرت شمس ملاحظہ کریں۔

راقم السطور یکم اپریل ۱۹۶۶ء کو ہندوستان سے آئے ہوئے نوجوان عالم دین مولوی عبدالحمید شافعی ملباری کو لے کر حضرت شمس بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولوی عبدالحمید نے اس نشست میں حضرت علامہ بریلوی سے ان کے اہل انبی زندقہ اور دارالعلوم مظہر اسلام کی بابت کچھ معلومات چاہیں تو حضرت شمس بریلوی نے فرمایا:-

”احقر حمید الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں (م ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۳ء) کا شاگرد ہے حضرت اس پنجہ اہل سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور آپ کو (عبدالحمید) یہ بتا رہا ہوں کہ حضور حمید الاسلام قدس سرہ کے وصال پر میں اپنے والد مرحومہ مغفور کے انتقال سے زیادہ روایا تھا۔ احقر حضرت حامد میاں کی جناب میں بہت منہ لگا ہوا تھا اور بلا تکلف ان کے پاس پہنچ جاتا جبکہ بڑے بڑے علماء ان کی آمد کے منتظر رہا کرتے تھے وہ اصل حضرت علیہ الرحمۃ نے اس احقر کے ساتھ ہمیشہ شفقت فرمائی اسی وجہ سے ایسی جسارت کر لیتا تھا۔ آپ کے صاحبزادگان مولانا امیراجیم رضا عرف جیلانی میاں (۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) اور مولانا حماد رضا عرف نعمانی میاں سے اس احقر کے بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ مولانا نعمانی میاں کو تو اس احقر نے پڑھایا بھی ہے۔“

ہمارے تدریسی زمانے میں مولوی لہار حسن صدیقی تلمذی نظم یہ ”تور الانوار“ پڑھایا کرتے تھے جو اس کتاب کے بہت ہی ماہر سمجھے جاتے تھے۔ جتنے عرصے تک احقر منظر اسلام میں مدرس رہا اور بعد میں صدر شعبہ فارسی بھی رہا اس عرصہ میں (۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۳ء) میرے سامنے دارالعلوم کے پانچ صدر مدرس تبدیل ہوئے۔ ان میں ایک مولانا حکیم امجد علی اعظمی بھی تھے جو پہلے اعلیٰ حضرت کے زمانے میں بھی رہے اور ۱۹۳۵ء میں بعد وصال اعلیٰ حضرت آپ دارالعلوم منظر اسلام چھوڑ کر چلے گئے اور پھر دوبارہ ۱۹۴۳ء میں صدر مدرس بن کر تشریف لائے۔ دوران گفتگو حضرت شمس صاحب نے بہار شریعت کی اول اشاعت کا واقعہ بھی بیان فرمایا:-

”ایک دن حسب معمول مدرسہ (منظر اسلام) پہنچا تو مدرسہ کے خادم نے بتایا کہ مولوی (شمس الحسن) صاحب آج صاحب لاہور سے آپ سے ملنے کیلئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں جب صہبان خانے پہنچا تو اندر ایک صاحب حسن دین (منیر شیخ غلام علی ایند ستر) بیٹھے ہوئے تھے سلام مضافہ اور خیریت۔ طلبی کے بعد انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اپنے مالک پبلشرز (جو کہ شیعہ ہے) کو حضور اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ چھاپنے کیلئے راضی کر لیا ہے مگر شرط یہ لگادی ہے کہ تم پہلے مولوی امجد علی صاحب کی ”سیر شریعت“ لکھاؤ اس کی بہت مانگ ہے پہلے ہم اس کو شائع کریں گے لہذا اس کام کیلئے لاہور سے یہاں آیا ہوں۔ اس نے مزید بتایا کہ اس نے مولانا امجد علی صاحب سے اس موضوع پر بات کی ہے مگر پبلشرز کی طرف سے پیش کی گئی خدمت پر وہ تیار نہیں ہیں آپ کے چونکہ ان سے بہت گہرے مراسم ہیں لہذا اس معاملے میں آپ ہماری اہل سے سفارش کر دیں تاکہ وہ تیار ہو جائیں ہم آپ کے بہت ممنون ہوں گے۔“

اس واقعہ پر حضرت شمس بریلوی نے راقم السطور کی طرف خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ میاں مجید اللہ ایہ وہ زمانہ تھا جب ۵ روپے من دو روپے اور ۵ روپے من چھوٹے یعنی بڑے کا گوشت ملتا تھا۔ البتہ پہلی جنگ عظیم کے بعد اتنی سنگینی ہو گئی تھی کہ ۳ روپے من گیسوں ۳۳ روپے من ہو چکا تھا۔ اس وقت تنخواہیں ۲۰ روپے سے ۶۰ روپے کے درمیان ہوا کرتی تھیں۔ مولانا امجد علی صاحب کو بعینہ قیمت شیخ الحدیث ۶۰ روپے ماہوار ملتے تھے جب کہ احقر کو ۲۲ روپے اور مولوی اعجاز ولی خاں (م ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۷ء) کو ۳۰ روپے ماہوار ملتے تھے۔

بہر کیف میں جوش میں آکر حسن دین صاحب کو مولانا امجد علی صاحب قبلہ کے کمرے میں لے گیا اس وقت وہ دار الحدیث میں ”قراءة التلخیص علی شیخ“ میں مصروف تھے۔ سبق ختم ہونے کے بعد میں نے عرض کیا کہ لاہور سے صاحب بہار شریعت کے سلسلے میں آئے ہیں میں نے دوران گفتگو زبردستی لکھنے کیلئے یہ بات بھی کہہ دی کہ ان دنوں ”بہشتی“

زیور“ دو آنے کی ٹل رہی ہے اور آپ کی کتاب کی اب سخت ضرورت ہے کہ جلد از جلد بڑے بیچنے پر اس کی اشاعت ہو لہذا آپ اس کی اشاعت کی اجازت دے دیں مگر حضرت اس وقت تیار نہ ہوئے اور میں ناراض ہو کر باہر آگیا اور حسن دین سے معذرت کر لی کہ حضرت ابھی اشاعت کیلئے تیار نہیں۔ اس واقعہ کے کچھ عرصے کے بعد مولانا امجد علی انظمی صاحب مدرسہ منظر اسلام دوبارہ چھوڑ کر چلے گئے پھر انتقال سے قبل عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کیلئے بریلی تشریف لائے تو مجھے دیکھتے ہی گلے لگا لیا اور فرمایا مولوی شمس الحسن تم اب تک ناراض ہو۔ بات آئی گئی ہو گئی حضرت نے کچھ دیر بعد مجھ کو پھر بلوایا اور کہا تم اس مینیجر حسن دین سے کہو کہ اس کو شائع کروے میں نے دوبارہ کوشش کی معاہدہ ہو گیا اور ”سید شریعت“ پہلی دفعہ لاہور سے شائع ہوئی مگر غضب یہ ہوا کہ اس نے پہلا ایڈیشن ردی کاغذ پر چھاپا جس کا مجھے بہت افسوس ہوا کہ اتنی خوبصورت کتاب کتنی بے دردی سے اور ردی کاغذ پر شائع ہوئی کاش اس وقت ہمارے پاس رقم ہوتی تو اس کو شایان شان شائع کرتے۔

حضرت شمس صاحب نے اسی مجلس میں مزید خانقاہ و منظر اسلام سے متعلق بتایا کہ :-

”میرے زمانہ مدرسہ میں اعلیٰ حضرت کے مزار کا گنبد تیار ہو گیا تھا اور ۱۹۳۴ء تک مدرسہ منظر اسلام صرف ایک منزل پر قائم رہا“

آپ نے مزید حالات بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

”مولانا ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کے صاحبزادے مولانا ریمان رضا خاں رحمانی میاں (م ۱۳۵۵ھ / ۱۹۸۵ء) میرے شاگرد تھے۔ حضرت جیلانی میاں مجھ سے اپنے بچوں کی پڑھائی کی بات اکثر پوچھا کرتے تھے اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بچہ گھر پر پڑھنے جائیں تو ان سے کام بھی لیا کریں تاکہ انہیں کام کی عادت پڑے اور احساس ہو کہ کام کرنا کس کو کہتے ہیں اور یہ سیکھیں کہ بزرگوں اور بڑوں کی خدمت ہی سے عزت ملتی ہے۔“

مجلس ۲۴ جولائی ۱۹۹۶ء :-

آپ نے اس مجلس میں فرمایا کہ مجید اللہ! افسوس ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تعمیر کو قلمبند نہیں کیا گیا اس زمانے میں کیسٹ ٹیپ تو موجود نہ تھے مگر اس سے قبل بھی لوگ اپنے اسلاف کی پوری تقادیر نوٹ کر لیتے

تھے مگر اعلیٰ حضرت کی صرف ایک تقریر محفوظ کی جاسکی اور یہ رسالہ کی صورت میں شائع بھی ہوئی جس کا عنوان ”النبیہ فی النبیہ فی الفاظ الرضویہ“ ہے غالباً یہ تقریر مولوی سید ایوب علی رضوی مرحوم (م ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) نے



قلندر کی تھی جو بعد میں اعلیٰ حضرت کو دکھا کر ان کے زمانے میں شائع بھی ہو گئی تھی کاش کہ اعلیٰ حضرت کی اکثر تقاریر قلمبند کر لی جاتیں تو ایک اور علمی ذخیرہ ہمارے درمیان موجود ہو جا۔

اس مجلس میں آپ نے دارالعلوم منظر اسلام سے متعلق کچھ معلومات فراہم کیں آپ نے فرمایا :-

”ہم دارالعلوم منظر اسلام کے کئی مدرسین اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کے کئی افراد اکثر بعد نماز ظہر جمع ہوتے اور دوپہر کا کھانا یا تو عزومیاں کے یہاں اکٹھا ہو کر کھاتے یا پھر جماعت رضائے مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کے دفتر میں یا کبھی کبھی پریس میں بھی کھایا کرتے تھے۔ ہمارے اس گروہ میں مولانا حکیم حسین احمد رضا مولوی سردار دلی خاں (م ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء) عزومیاں، مولوی تقدس علی (م ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۸ء) جیلانی میاں کے علاوہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے غشی اور روح رواں مولوی خدایار خاں انہی شامل ہوتے تھے۔ ہم لوگ مختلف معاملات پر گفتگو کرتے تھے مگر افسوس! کہ اس وقت اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی طرف بھرپور توجہ نہیں دی گئی کہ ان کی جلد از جلد اشاعت کر دی جاتی وقت گزر تا گیا اور پھر تقریباً ۵۰ برس کے بعد مجید اللہ صاحب آپ کے ”اوارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل“ کے تخلص کا کام ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کتب کی نہ صرف اشاعت کا سلسلہ شروع کیا بلکہ اعلیٰ حضرت کے مقام کو صحیح سمت کے ساتھ دنیا کے سامنے متعارف کر لیا خداوند تعالیٰ آپ تمام تخلص اور کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ کاش اول وقت میں اس نوعیت کا کام ہو گیا ہوتا تو آج دنیا کے سامنے اہل سنت کا نقشہ بھی کچھ اور ہوتا پھر ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہے اسے یہ کام آپ لوگوں سے لینا تھا خاص کر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قابل مبارکباد ہیں جنہوں نے غیر رضوی ہوتے ہوئے وہ کام کیا جو کئی ادارے مل کر انجام نہیں دے سکتے تھے افسوس کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور تعلیمات امام احمد رضا کے اس فروغ کے باوجود پروفیسر صاحب اور آپ لوگوں کے خلاف بھی آواز اٹھائی جاتی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ مجید اللہ آپ لوگ کام کرتے رہیں نہ کسی کی آواز پر بد دل ہوں اور نہ کام کرنے سے پیچھے نہیں اللہ تعالیٰ سب کی نیوٹوں سے ہفت ہے آپ سب کی نیتیں پاک صاف ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے اوارہ کو مزید ترقی عطا کرے۔ (آمین)

اس نشست میں آپ نے مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے متعلق بتایا کہ وہ آپ سے بہت پیار فرماتے تھے ان کے تعلق فرمایا کہ ان کی کئی صاحبزادیاں تھیں بڑی صاحبزادی مولانا تقدس علی خاں کے نکاح میں تھیں اور ان سے وہ چھبئی صاحبزادیاں کے بعد دیگرے مولانا شاہد علی خاں سے منسوب ہوئیں اور بیٹہ دو چھوٹی صاحبزادیاں حضرت کے پھوپھائے دو صاحبزادوں جناب مشہود میاں اور جناب مشاہد میاں سے منسوب ہوئیں تھیں۔

## محفل جولائی ۱۹۹۳ء:-

احقر سالانہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء کو دعوتِ نامہ لے کر حاضر خدمت ہوا بہت دعا میں دیں اور فرمایا کہ اگر صحت نے اجازت دی تو ضرور حاضر ہوں گا ورنہ معذرت چاہوں گا۔ باتوں باتوں میں تذکرہ چھڑ گیا کہ اعلیٰ حضرت کے عرس کے موقع پر بریلی شریف میں نعتیہ مشاعرہ بھی ہوا کرتا تھا اسی بات فرمایا کہ جب میں دارالعلوم منظر اسلام (قائم شدہ ۱۳۲۲ھ) بریلی شریف میں مدرس تھا تو عرس ۱۹۹۳ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر نعتیہ مشاعرہ کی بیاد ڈالی گئی اور جب تک (۱۹۹۳ء) تک میں دارالعلوم سے وابستہ رہا تو اس مشاعرہ کی ذمہ داری اور بندوبست میں ہی کرتا رہا یہ مشاعرہ بریلی کاؤن میں منعقد کیا جاتا تھا۔

حضرت شمس بریلوی صاحب نے نعتیہ مشاعرہ کے حوالے سے ایک واقعہ بھی سنایا ملاحظہ کیجئے:-

”آپ نے فرمایا کہ سالانہ نعتیہ مشاعرہ کا ناظم یہ فقیر ہی ہوا کرتا تھا اور شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری (م ۱۳۲۰ھ ۱۹۸۱ء) عموماً مشاعرہ کی صدارت فرماتے تھے مشاعرہ کے دوران شاعر کے سامنے ایک سرخ رنگ کا بلب رکھا ہوتا تھا جس کا ٹیٹن حضرت مفتی اعظم کے پاس ہوتا اگر کوئی شاعر کسی

طرح بھی کوئی غلطی کرتا یا لخصوص کام میں اگر کسی طرح شرعی گرفت ہوتی تو مفتی اعظم ٹیٹن کے ذریعہ بلب روشن فرما دیتے شاعر کلام پڑھتے ہوئے خود رک جاتا اور مفتی اعظم اس شاعر کی چاہے وہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو کلام میں اصلاح فرماتے۔

اسی دوران حضرت شمس بریلوی کو ۱۹۹۳ء کے نعتیہ مشاعرہ میں اپنی پڑھی ہوئی نعت کے چند اشعار یاد آ گئے جو انہوں نے سنائے ملاحظہ کیجئے:-

بیٹھا ہوں دل میں عشق کی دولت لئے ہوئے  
جنت سے دور حاصل جنت لئے ہوئے  
رضواں کے پاس چند بہاریں ہیں قلد کی  
غیب کی ہر بہار ہے جنت لئے ہوئے

حضرت شمس بریلوی نے ۱۹۹۳ء کے عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر نعتیہ مشاعرے کا ایک اور واقعہ بھی بتایا۔  
مشاعرہ اس وقت اعلیٰ حضرت کے مزار کی چھت پر منعقد ہوا تھا جس میں ہزار سے زیادہ لوگ موجود تھے اور مفتی اعظم ہند

اس کی صدارت فرما رہے تھے اس نعتیہ مشاعرہ کا ”مصرعہ طرح“ اس طرح تھا۔

نذر ساقی آج ہم نے زہد و تقویٰ کر دیا

آپ نے بتایا کہ اس مشاعرے میں حسن اتفاق سے کئی شعراء نے غلطیاں کیں اور اس واقعہ لال بلب بار بار روشن ہوا مگر جب میری باری آئی اور میں نے نعتیہ غزل پیش کی تو ایک دفعہ بھی بلب روشن نہ ہوا اور مفتی اعظم ہند نے بھی بہت دلدردی اور میرے اس شعر پر گلے میں گجرا بھی ڈالا۔

ہر خلش تجرید ایمان ہر چمک تمہید دیں

نذر یوں ایمان اسے درد جتنا کر دیا

عرس رضوی کے موقع پر نعتیہ مشاعرہ سے متعلق علامہ شمس بریلوی صاحب نے مزید بتایا کہ :-

”کئی سال عرس رضوی کا مشاعرہ اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں ہوا، اسی مشاعرہ سے متاثر ہو کر شہر میں اور نعتیہ مشاعرے ہونے لگے۔“

آپ نے منظر اسلام کے متعلق اس نشست میں مزید معلومات فراہم کیں :-

”آپ نے فرمایا! (ڈاکٹر صاحب) فقیر کو دارالعلوم منظر اسلام میں ۲۲ روپے ماہوار ملتے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے سبب منگائی بہت بڑھ گئی تھی اسنے بیسوں میں گزارا مشکل ہو گیا تھا لہذا فقیر نے منظر اسلام چھوڑ کر اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے شعبہ فارسی میں ملازمت اختیار کر لی“

آپ نے منظر اسلام کی مالی حالت سے متعلق ارشاد فرمایا کہ :-

”مالی اعتبار سے اس کی حالت ان دنوں (۱۹۳۵ء) اچھی نہیں تھی۔ صرف دو سو روپے ماہوار حیدر آباد کن سے امداد ملتی تھی اور کبھی کبھی جو ناگزیر اور کاٹھیاوار، گجرات کے علاقوں سے امداد آجاتی تھی۔ غشی فاضل کے طلبہ کو یونیورسٹی گورنمنٹ سے ۲۵۰ روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ (آپ نے مزید بتایا کہ) اس زمانے میں دارالعلوم منظر اسلام کے شیخ الحدیث کو ۱۰ روپے ماہوار پیش کش کئے جاتے تھے۔ مولوی اعجاز دلی خاں کو ۳۰ روپے اور مولوی نقی علی خان کو ۴۰ روپے ماہوار ملتے تھے۔“

حضرت نے مزید ارشاد فرمایا کہ :-

”انہوں نے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۷ء منظر اسلام میں پڑھایا اور آخر میں شعبہ فارسی کا صدر بھی بنا دیا گیا تھا میرے آخری

زمانے میں مولانا نقدر علی خاں شیخ الحدیث تھے اور اس زمانے میں مولانا سردار احمد، مفتی و تاج الدین اور علامہ عبدالصمدی انکارہری درس نظامی کی تکمیل کر رہے تھے۔

حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی صدیقی علیہ الرحمہ دارالعلوم منظر اسلام کے تلمیذ بھی ہیں اور مدرس بھی آپ کے کارناموں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ابتداء میں دارالعلوم منظر اسلام میں تعلیم کا کتنا اعلیٰ معیار تھا جس کے باعث علامہ ایک بہترین مدرس بننے کے ساتھ ساتھ ایک بہت مستند قلم کار بھی بنے جس کا بین ثبوت آپ کے ۵۰ سے زیادہ تصانیف و تالیفات و تراجم کتب ہیں جبکہ آپ کا غزلیہ دیوان ہجرت کے دوران قلم ہو گیا اس کے باوجود شہر کرچی کے تمام شعراء آپ کو استاذ الاما ساتھ ہی کہتے تھے۔

حضرت شمس بریلوی نے قلمی دنیا میں مقدمہ نگاری کی حیثیت سے ایک منفرد مقام حاصل کیا آپ نے تصوف کی اکثر و بیشتر کتب کا نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ ہر کتاب پر ایک ضخیم مقدمہ لکھ کر اس کتاب کی اہمیت کو اور بلندی عطا فرمائی آپ نے جن کتابوں پر مقدمہ لکھا ان میں چند نام ملاحظہ کریں :-

☆ کشف المحجوب ☆ مکاشفة القلوب ☆ مدارج النبوة ☆ فوائد القواد ☆ خصائص کبریٰ ☆ کلبات جامی ☆ غنیۃ الطالبین ☆ تاریخ الخلفاء ☆ عوارف المعارف ☆ نفحات الانس وغیرہ وغیرہ۔

علامہ شمس بریلوی صاحب نے ”لوگۃ تحقیقات امام احمد رضا انفرنیشیل سے وابستگی کے دوران ہجرت سرپرست اعلیٰ جہاں مفید مشوروں سے نوازا وہاں انتہائی مفید مقالات تلمیذ کر کے اہل علم سے بالعموم اور محبان رضویہ سے بالخصوص خارج عقیدت حاصل کیا اب ملاحظہ کیجئے تلمیذہ مدرس منظر اسلام کی امام احمد رضا پر تحقیقی مقالات و کتب :-

☆ امام رضا (حدائق بخشش) کا تحقیقی، ادبی جائزہ معہ مقدمہ

☆ امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری معہ مقدمہ، جلد اول و دوم

☆ فتاویٰ رضویہ کا فقہی مقام ”معارف رضا“ شمارہ ۱۹۸۱ء

☆ امام احمد رضا کے حواشی کا تحقیقی جائزہ شمارہ ۱۹۸۶ء

☆ شرح تصدیق و تضاد اصطلاح نجوم و فلکیات (حدائق بخشش حصہ سوم) معارف رضا ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۸ء

☆ محدث بریلوی اور مولوی میاں نذیر حسین دہلوی معارف رضا ۱۹۹۱ء

☆ مقدمہ ترتیب کلام مذاق نعت از مولانا حسن رضا بریلوی

ہذا فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ عالمگیریہ (ذیر طبع)

ہذا آفتاب افکار رضا مثنوی کی بحر میں اعلیٰ حضرت کے علوم و فنون پر ۵۰ ہزار اشعار میں تعارف و تبصرہ (ذیر طبع) چند سو اشعار قطعہ اور ماہنامہ معارف رضائیں شائع ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ شمس ربیلوئی کی پہلی تصنیف انشاء ابو الفضل ہے جو ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی آپ نے یہ شرح دوران طالب علمی لکھی تھی جو اتور بک ڈپو لکھنؤ سے شائع ہوئی آپ کی آخری تصنیف ”آفتاب افکار رضا“ ہے جو ۱۹۹۶ء میں مکمل ہوئی اور جو ذیر طبع ہے اس طرح آپ نے ۶۰ سال مسلسل تصنیف و تالیف و تراجم کا سلسلہ جاری رکھا جو منظر اسلام کیلئے ایک اعزاز کی بات ہے۔ اسی ہی شخصیات کو اس موقع پر خراج عقیدت پیش کرنے کی ضرورت ہے اور کیا ہی اچھا ہو کہ ایک تذکرہ تیار کیا جائے جس میں منظر اسلام کے تلامذہ کے احوال جمع کئے جائیں جنہوں نے اپنے پیچھے رفعت قلم کے خزانے چھوڑے ہیں اس قسم کے تذکرے دنیا کے سامنے پیش کر کے منظر اسلام کی اہمیت کو اجاگر کر لیا جاسکتا ہے کہ اس دارالعلوم نے کیسے کیسے نل قلم پیدا کئے ہیں مجھے امید ہے کہ منظر اسلام کے اس صد سالہ جشن کے موقع پر اس قسم کے کام کا ضرور اضرور اہتمام جائے گا اس مضمون کو حضرت شمس کی اس رباعی پر ختم کروں گا جو انہوں نے آخری ملاقات میں ۲۳ فروری ۱۹۹۹ء کو انتقال سے چند روز پہلے احقر کو سنائی تھی۔

در راو بیا بلخ و صحرا بیدشت  
کفی و خوشی و دشت و زینا بیدشت  
بہات بہات کہ دفتر عمر قانی  
بے طاعت ایزد تعالیٰ بیدشت

(بقیہ معائنہ جات صفحہ ۳۵۳ کا)

۹۷ء:۔ محمد لا و نصلی علیہ، سید الدار کے چچہ۔ فقیر کو یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ امام الدین مجددیؒ میں اکتالیس طلبہ شامل ہیں مولیٰ تعالیٰ اس سید کو منظر اسلام کو دن و دو نارات جو کئی ترقی عطا فرمائے آمین ختم آمین بجاہ النبی الامین المکین علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر ابو الوجاہت عبدالضیاء محمد و حمید الدین قادری رضوی غفر اللہ تعالیٰ عنہ، ۱۵ صفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۶۲ء یوم پنجشنبہ۔



# نوری تربیت گاہ منظر اسلام

از :- مولانا محمد توصیف رضا خان صاحب بریلی شریف

منظر اسلام کے قیام سے تقریباً ایک دہائی قبل مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق دس نکات پیش فرمائے تھے۔ اس تعلیمی منصوبہ کا سب سے اہم نکتہ ۳ رہے جو عشق رسول ﷺ پر مبنی ہے۔ بلاشبہ زندگی اور ہمہ گی ہر ایک میں اسی عشق کی بدولت نکمار ہے، یہی ایمان کی جان ہے۔ اور اس عشق کے بغیر علم کو جلا نہیں مل سکتی۔ حضرت امام احمد رضا کے نکات میں حصول علم کیلئے خلوص و التہیت اور علماء و اولیاء، اساتذہ والدین غرضیکہ ہر مسلمان کا احترام و محبت بھی شامل ہے۔ ان تمام امور کو دھیان میں رکھ کر جب طلبہ کی تعلیم و تربیت انجامے گی تو یقیناً ان میں کاہر فرد ایک نمونہ بن کر نکلے گا۔ جو پورے معاشرہ کو حقیقی معنی میں ایک صالح و مستند مسلم معاشرہ بنانے میں خود وقف کر دے گا۔ اور قوم کی صلاح و فلاح میں اسے ہر حال کامیابی ملے گی۔

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ۱۹۰۳ء میں جب حضرت ملک العلماء حضرت مولانا شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت استاذ دین رحمۃ اللہ علیہما کے مشوروں نیز سید امیر احمد قدس سرہ کی سفارش پر ”منظر اسلام“ کا قیام فرمایا تو ظاہر ہے کہ خود ان کے اپنے تعلیمی نکات ان کے پیش نظر رہے ہوں گے۔

لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ اس دارالعلوم کے فارغ الاول ملک العلماء حضرت مولانا شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے امام احمد رضا کے تعلیمی و تربیتی نظریات کا پورا پورا انور اور پوری پوری خوشبو رچی بسی تھی وہ بیک وقت جدید عالم دین، مدبر و مفکر، دانش ور، خطیب و مقرر، ادیب و مصنف، استاذ و مدرس، اور دینی علوم کے ساتھ ساتھ علومِ طبیہ بالخصوص تعمیر، توفیق، شہادت، ہیئت وغیرہ میں ماہر تھے۔ حیات اعلیٰ حضرت سے لیکر اب تک جو علماء اس دارالعلوم سے فارغ ہوئے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت جس انداز میں ہوئی ہے وہ حضرت امام احمد رضا کی کے نظریات میں چوٹی ہے۔ اور قارئین نمونہ بن کر نکلے ہیں۔

منظر اسلام کے اساتذہ اور ممتحن بھی اپنے اپنے زمانے کے ماہرین تعلیم اور علم و فضل اور آسمان کے آفتاب و اجتاب تھے اور الحمد للہ ناظمین منظر اسلام خانوادہ رضا کے شہزادگان سے ظاہر ہے نوری ماحول، نوری و کچھ بحال، اور اہتمام

میں تعلیم و تربیت کی نورانیت اور فارغ ہونے والے علماء، قراء، حفاظ کی چمک دمک کا کیا عالم ہو گا؟

ہاں! منظر اسلام کے ناظمین، اساتذہ اور فارغین سب کے سب ہر اعتبار سے اسلاف کا نمونہ دین کے سپاہی۔

آج دنیا کے سنیّت کو جن علماء، فضلاء، اور چیران طریقت پر فخر و ناز ہے۔ اب وہ جن کا شمار مشاہیر عالم میں ہوتا ہے۔

وہ سب کے سب اسی دارالعلوم منظر اسلام سے متعلق تھے۔ مثلاً ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب، صدر الشریعہ

حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب، حضرت مولانا حامد علی

فاروقی صاحب، شیریں شاہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب، حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب،

حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، حضرت مفتی تقدس علی خان صاحب، حضرت مفتی وقار الدین صاحب، غیر ہم

رحمۃ اللہ علیہم!

اساتذہ کرام میں مندرجہ بالا اساتذہ منظر اسلام و فارغین منظر اسلام کے علاوہ حضرت مولانا رحمہ اللہ منگھوری،

حضرت مولانا ظہور الحسنین رامپوری، حضرت مولانا نور الحسنین رامپوری، حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب،

حضرت محدث احسان علی صاحب، حضرت مفتی جہانگیر صاحب، غیر ہم علیہم الرحمہ

اللہ اکبر! وہ بستیاں ہیں جن کے مریدین، خلفاء اور تلامذہ سے برصغیر سے لیکر مشرق و مغرب امریکہ و افریقہ میں دین

اور علم دین کا پرچم بلند ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ ناظمین منظر اسلام میں سب کے سب خانوادہ برضا کے چشم و چراغ ہی تھے۔ تو سبحان اللہ!

ماشاء اللہ یہ حضرات ہر امور ان عالم میں تو ہیں ہی۔ ان میں کا ہر ایک بیک وقت مرشد و ہادی، استاذ، خطیب و ادیب، مہتمم،

منتظم سب کچھ تھا۔ ان حضرات کے اسماء منکر ہی عقیدت کی جبین جھلک جاتی ہے۔ استاذ من حضرت علامہ حسن رضا خان

رحمہ اللہ، جتہ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خان، داماد جتہ الاسلام حضرت مفتی تقدس علی خان، منظر اعظم حضرت علامہ

محمد ابراہیم رضا خان، رحمان ملت حضرت علامہ رحمان رضا خان قدس سرہم۔

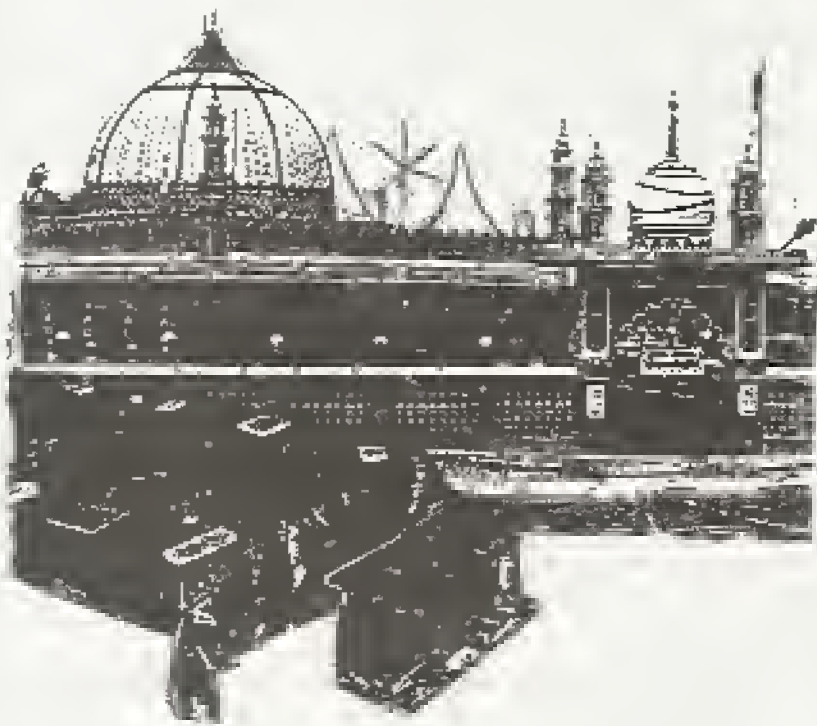
ان ناظمین منظر اسلام کے خلفاء، مریدین اور تلامذہ کی ایک کثیر تعداد بھارت، نیپال، بنگلہ دیش، پاکستان، اور

انڈیا سے لیکر، طانیہ، ہالینڈ، سموریش، امریکا، متحدہ ریاست ہائے امریکہ تک پھیلی ہوئی "منظر اسلام"

کا حسین منظر دکھا کر ایران و اعمال کی درنگی سے لیکر سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات کی درنگی اور پختگی میں مصروف ہے

یوں تو اعلیٰ حضرت کی حیات ظاہری تھا جس میں سارا زمانہ ان سے واقف تھا اور انہیں کے حوالے سے منظر اسلام سے بھی متعارف تھا لیکن باقاعدہ غیر ممالک اور عالم اسلام، انسانیت کی قدیم و عظیم یونیورسٹی جامعہ ازہر سے رابطہ میرے جد امجد سرکار مفسر اعظم ہند نے کرایا۔ ازہر سے عربی زبان و ادب کے عالم۔ مولانا عبدالنواب علیہ الرحمہ کو منظر اسلام میں لائے اور شعبہ عربی ادب کا انہیں صدر بنایا بعد میں میرے والد ماجد حضرت ریحان ملت قدس سرہ العزیز نے اسے خصوصیت کے ساتھ افریقی و امریکی ممالک میں متعارف کرایا۔ افریقہ اور یورپ کے طلبہ یہاں سے پڑھ کر اور فارغ ہو کر گئے۔ تعمیری امور میں بھی تیزی آئی۔ عصری تعلیم سے اسے جوڑ کر اس کا حلقہ۔ حلقہ دانش تک پہنچایا اور ایک طرح سے اسے ایک یونیورسٹی کی شکل میں تبدیل کر دیا۔

آج ہمارے برادر اکبر مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں کے دور اجتماع میں جامعہ منظر اسلام نے اپنا سو سالہ سفر خوش اسلوبی سے طے کر لیا۔ اللہ عز و جل اسے مزید ترقی اور اونچائی کے راستے پر گامزن کرے آمین۔



ازہر جامعہ اعلیٰ حضرت سے آنکھوں میں یونیورسٹی، دہلی

شہنشاہِ دو عالم کے غلام مولانا کی یہ عظمت ہے

کوئی ہے مفتی اعظم مہتمم کو کوئی اعلیٰ حضرت ہے

مزا و مبارکیت : علامہ ابراہیم ترک بابا ازاجکوٹ — خلیفہ مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

# منظر اسلام

## اپنے دور قیام کی اہم ضرورت

از قلم :- محقق لائل سنت مولانا جلال الدین قادری کھاریاں ضلع کجرات پاکستان

منظر اسلام بریلی کے قیام کی ضرورت اور اہمیت کو جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اس کے دور قیام کے غرض بھی معاشرتی اور سیاسی حالات کا جائزہ مد نظر ہو۔ اس کیلئے درج ذیل سطور کا مطالعہ انشاء اللہ معاون ہوگا۔

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ فیزی میں ہندوستانیوں کو بالخصوص عظیم شکست ورنہ سے دوچار ہونا پڑا۔ برصغیر میں مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت اور اقتدار ختم ہوا۔ سفید فام اور سیاہ دل انگریز نے یہاں کے باشندوں پر جو مظالم کئے ان کا اصل نشانہ مسلمان تھے چونکہ مسلمانوں سے حکومت چھینی گئی تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر انہیں ہی قلم و ستم کا نشانہ بننا تھا۔ سوا یہاں ہی ہوا۔ جماد آزادی میں علماء کرام اور مشائخ عظام نے بحر پور حصہ لیا تھا فتویٰ جماد کی اشاعت کے ساتھ مسلمانوں کا کارزار میں بھی وہ عملاً شریک ہوئے۔ انگریز کے غاصبانہ تسلط کے بعد علماء کا وجود ان کیلئے سب سے بڑا کاٹنا تھا سوا علماء اسلام میں سے اکثر کو تختہ دار پر چڑھا کر شہید کیا گیا۔ بعض کو عیورہ ریائے شور کی سزا ہوئی اور وہیں مصائب و آلام برداشت کرتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔ ان کے املاک ضبط ہوئے۔ مدارس، مساجد، ابراہان خانوں کے اوقاف ضبط کر لئے گئے۔ علمی ذخائر کتبوں کو لوٹ لیا گیا، بعض علمی ذخائر جلا دیئے گئے۔ نوادرات علمیہ کو برصغیر سے باہر منتقل کر دیا گیا۔ اس طرح علمائے اسلام کو مالی، معاشی، معاشرتی، اور علمی طور پر بے دست و پا اور محروم الحال کر دینے کی ہر تدبیر موم کو شش کی گئی۔

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :-

(۱) کمپنی کی حکومت، مصنفہ باری، مطبوعہ مکتبہ اردو، لاہور، ۱۳۴۳ھ یا ۱۹۲۳ء

(ب) بابائے ہندوستان، مولفہ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی، مترجم عبداللہ شاہ خاں مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور بار دوم ۱۳۶۳ھ

(ج) ۱۸۵۷ء جماد آزادی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ کراچی، بار اول

(د) تاریخ وکیل کھٹہ مدہ میر خیر علی، مولفہ مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی مطبوعہ مہران اکیڈمی کراچی

جہاد آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد علمائے حق پر ایک اور وار ہوا۔ یہ وار پہلے وار سے شدید تھا۔ ہوا یوں کہ علمائے سونے مشکل حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے بجائے حالات سے صلح کر لی اور مصلحت کو شی کا راستہ اختیار کیا۔ حاکمان وقت مجاہد، عاصب انگریز سے وفاداری کا رویہ اپنالیا۔ یہ خوشامد کا وہ رویہ اختیار کیا جسے تاریخ عالم کا الٹناک یاب اور حیرت انگیز باب قرار دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ غاصب حکمرانوں کی وفاداری، وفا شعار اور اطاعت گزاری کے لئے ان علماء سونے (العیاذ باللہ) قرآن مجید کی آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ کی ایسی تاویلات کیں جو گمراہی، بے دینی، اور کفر سے کم نہ تھیں۔ انگریزوں کی حمایت و نصرت کے ثبوت کیلئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر آیات و احادیث کی دور از کار تاویلات فاسدہ کیں۔

(۲) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :-

(۱) تفسیر القرآن از سر سید احمد خاں مطبوعہ ۱۲۹۶ھ تا ۱۳۰۶ھ

(ب) در سالہ طعام اٹل کتاب از سر سید احمد خاں مرتبہ ۱۲۸۵ھ

(ج) حیات جاوید از الطاف حسین حالی شائع کردہ انجمن ترقی ادب ہند دہلی ۱۹۳۹ء

خالصوں کیلئے قصائد پڑھے جانے لگے

(۳) الف :- ستارہ قیصری معنفہ مرثیہ تمام احمد قادیانی مطبوعہ قادیان

(ب) سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء مطبوعہ کانپور ۱۳۴۲ھ

کئی نہیں لکھی گئیں مضامین کا انبار لگ گیا خوشامدی ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی دھن میں اپنے ناپاک کارنامے گنوانے لگے۔

(۴) الف :- تذکرہ رشید معنفہ عاشق علی میرٹھی مطبوعہ کراچی

(ب) حیات جاوید معنفہ الطاف حسین حالی مطبوعہ دہلی

انگریز کی ناپاک جوتیوں کو چاٹنے کو خردیں و ایمان بنایا جانے لگا اس سے اسلامی غیرت ملی کا جتاڑہ نکل گیا (۵) مزید تفصیل

کیلئے ملاحظہ ہو (۱) مخزن احمدی معنفہ سید محمد علی مطبوعہ مفید عام آگرہ (ب) سرگزشت حجاز مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۵ھ (ج)

حیات شبلی معنفہ سلیمان منصور پوری مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۳۳ء (د) خطبات سلیمانی شائع کردہ مسلمان کمیٹی سوہدرد (ه) خطبات

گو جو (۲) ۱۹۷۲ء (ج) شبلی نامہ معنفہ محمد اکرام (د) مقالات سر سید حصہ نہم مجلس ترقی ادب مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء

ایک خوشامدی کی تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو کس طرح حقائق کو مسخ کیا گیا ہے "یہ بات سچ ہے کہ ہم نے





تھوڑا تھا جو کچھ کہا جاتے لگا غرض اس کے سوا کچھ اور تھی ان اداروں کے بانیوں نے اتنا شور مچایا کہ حقیقت کا معلوم کر لینا آسان نہ رہا چنانچہ پر بوالا لزام یہ تھا کہ یہ لوگ علم کے فروغ کے نہ صرف دشمن ہیں بلکہ خود جاہل ہیں طبقہ جملاء کی نمائندگی کر رہے ہیں (۷) ملاحظہ ہو۔ فاضل بریلوی کا حافظہ مولفہ انوار احمد شائع کردہ انجمن ارشاد المسکین لاہور ۳۰۳۷ء آئیے ہم اس اجمال کو تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں تاکہ صورت حال واضح ہو اور مغالطوں کے دھبہ پر دے چھٹ کر حقیقت سامنے آئے۔

مولانا سید محمد عابد حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے محرم الحرام ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء کو دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی (۸) الف :- تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد اول ہجری ۱۵۵ (ب) ماہنامہ الرشید، ساجی وال - بھریہ فروری ۱۹۷۶ء ص ۱۳ (ج) تذکرۃ العابدین، مصنفہ نذیر احمد دیوبندی، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء جلد اول ص ۷۷ روایا بعد محالہ ماہنامہ جہان رسالہ لاہور مارچ، اپریل ۱۹۸۷ء۔

مولوی ملا محمود کا تقرر بحیثیت مدرس ہو اور ج ذیل حضرات مجلس مشاورت کے اراکین نامزد ہوئے ان کا تقرر ان کے شیخ طریقت میاں راج شاہ قادری سے اظہار تعلق کی خاطر عمل میں آیا گیا۔

(۹) صوفیائے میوات، مولفہ محمد حبیب الرحمن میواتی ص ۵۲۱

مولوی محمد قاسم نانوتوی

مولوی فضل الرحمن

مولوی ذوالفقار علی

مولوی مستاب علی

منشی فضل حق

مولانا حاجی سید محمد عابد حسین اہل شوری کے سرپرست اور مہتمم مدرسہ مقرر ہوئے۔

حاجی محمد عابد حسین کی شخصیت دیوبند کے علاقے میں بڑی معتدّر تھی نہ ہی اور روحانی اعتبار سے ان کا پایا بہت بلند تھا باشندگان دیوبند ان کا بڑا احترام کرتے تھے اس لئے مدرسہ کے قیام اور اس کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں انہیں کوئی دقت پیش نہ آئی حاجی محمد عابد حسین کی خوبیوں کا اعتراف مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے ان الفاظ سے کیا۔

مدرسہ دیوبند کو سلطان روم بھی بغیر حاجی محمد عابد صاحب کی مدد کے نہیں چلا سکتا تھا (۱۰) سوانح قاسمی، مصنفہ



بڑھنے سے پہلے چند سطور ہمیں اس کا اجمال پڑھ لیں۔

مولوی محمود الحسن دیوبندی کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (م ۱۹۰۴) ایک غرضہ تک انگریز کی ملازمت بطور مدرسہ ٹیٹا کالج میں کرتے رہے پھر ڈپٹی انسپکٹر مدرسہ بن گئے۔ اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے والد مولوی فضل الرحمن دیوبندی (م ۱۸۹۱ء) ٹیٹا میں ڈپٹی انسپکٹر مدرسہ رہے اور اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

مدرسہ دیوبند کے پہلے صدر مدرس مولوی یعقوب علی بھی انگریزی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ یہ مولوی مملوک علی کے صاحبزادے تھے، مدرسہ، بریلی، سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر رہے۔ اجیر کالج میں بھی پڑھاتے رہے۔ (۱۳) مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری، مطبوعہ جاوید پریس، کراچی۔ بار اول ۱۹۶۶ء ص ۱۹۲ تا ۳۸۔

مولوی یعقوب علی دیوبندی کی انگریزی حکومت سے وفاداری اور اطاعت شعاری کو اہل حدیث عالم مولوی عبدالحق قدوسی نے بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا۔

”قیام مدرسہ (دیوبند) کے بعد سب سے پہلے صدر مدرس کی حیثیت سے جس شخص کا تقرر ہوا وہ مولانا مملوک علی کے صاحبزادے مولانا محمد یعقوب نانوتوی تھے۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ بزرگ بھی ۱۸۵۷ء کے وقت اس عہدہ ڈپٹی انسپکٹر پر فائز تھے (۱۵) مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری، ص ۲۱۔

یہ حضرات انگریز کے بھی خواہ تھے۔ اپنی وفاداری کے باعث انگریزی حکام کی نظروں میں محبوب بن چکے تھے۔ اپنے اس کامیاب تجربہ کی روشنی میں اس مدرسہ کو اسی روش پر لجانا چاہتے تھے جو انگریز حکومت کی عین منشا کے مطابق تھی (۱۶) دارالعلوم کا اصل بانی کون تھا؟ از ڈاکٹر غلام سہیل انجم، ہمدرد یونیورسٹی دہلی، جہان رضا لاہور بحریہ مارچ، اپریل ۱۹۹۸ء ص ۵۸۔

انگریزی حکومت نے اپنے وظیفہ خوار مولویوں کی کارکردگی خفیہ طور پر موازنہ کی جس سے انہیں اطمینان ہو گیا کہ جس مقصد کیلئے ہمارے یہ وفادار، وظیفہ خوار مولوی مدرسہ چلا رہے ہیں اس میں کمال تک کامیاب ہوئے ہیں۔ ہمارا مقصد حاصل ہو رہا ہے یا نہیں، دیوبندی مکتبہ فکر کے عظیم دانشور پروفیسر محمد ایوب قادری کی زبانی یہ کہانی سنئے،

”اس مدرسہ نے یوٹائیو مارتی کی ۳۱ جنوری ۱۸۵۷ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر جان اسٹریٹنگی کے ایک

خفیہ معتمد مسٹر جان پارس نے اس مدرسہ کو دیکھا تو نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند منظور درج ذیل ہیں۔  
”جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پر نہیں ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔

یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار مدد و معاون سرکار ہے“ (۱۷) اخبار انجمن پنجاب، لاہور بحریہ ۱۹ فروری ۱۸۹۵ء رجوع الہ تاریخ صحافت اردو جلد دوم (حصہ اول) از مولانا محمد اذہار صاحب دہلی سال طباعت ندارد حوالہ۔ مولانا محمد احسن نانوتوی، مؤلفہ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ ص ۲۱۷

اس رپورٹ پر ڈاکٹر غلام محی النجم، دہلی بڑے محتاط انداز میں تبصرہ کرتے ہیں ”یہ واضح رہے کہ مدرسہ دیوبند (سے) ولایت علمائے کرام کا مقصد اگر خالص اشاعت دین حق ہوتا تو برٹش گورنمنٹ کے زیر اہتمام اس کے خفیہ معائنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اس معائنہ سے تو اس رہی ہوئی سازش کا پتہ چلتا ہے جو ان علماء کرام اور برٹش گورنمنٹ کے باہم سمجھوتے سے عمل میں آئی تھی۔ (۱۸) ماہنامہ جہان رضا لاہور۔ بحریہ مارچ، اپریل ۱۹۹۸ء ص ۶۰ نوٹ :- اس سلسلہ میں مولانا عبدالکلیم اختر شاہ جہانپوری کا تبصرہ پڑھنے کیلئے ”فیضان الام ربانی“ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۷۸ کا مطالعہ کریں اور حقیقت حال سے واقفیت حاصل کریں۔ جب انگریز فکر و نظر کے حامل علماء نے مدرسہ دیوبند میں قدم جمائے تو مدرسہ دیوبند کے بانی حاجی سید محمد عابد حسین مدرسہ سے کنارہ کش ہو گئے۔ ان کے مستغنی ہوتے ہی مدرسہ کی باگ ڈور پوری طرح مولوی قاسم نانوتوی ان کے رفقاء کے ہاتھ میں آگئی۔ اس طرح نظریاتی جنگ میں انگریز نوئے علماء کی مخالفت کا خدشہ دور ہو گیا الب وہ پوری طرح اپنے مقصد میں آزاد تھے۔۔۔۔۔ اور انگریز کا مقصد ظاہر ہے اسلام دشمنی ہے وہ تعلیم کے بہانے اپنا مقصد پورا کر رہا تھا اس نظریاتی جنگ کی ”عکس“ ہند کی علامہ سید انظر شاہ استاد دارالعلوم دیوبند نے ان الفاظ میں کی ہے۔

”میرے نزدیک اس کی واقعیت صرف اتنی نہیں کہ عداوت کے مختصر یا وسیع کرنے پر دونوں ہر گھوک کا اختلاف تھا، جیسا کہ میں اپنے ہر گھوک سے برابر مستدار ہوں۔ مجھے عرض کرنے دیجئے کہ یہ آویزش خالص ”نظریاتی جنگ“ تھی میں تفصیلات میں تو ہر گز نہیں جاؤنگا اس لئے کہ وہ ایک دلغراش تارن کا باب ہے لیکن اپنے علم و مطالعہ کی بنیاد پر استناد ضرور عرض کرونگا کہ جو دیوبند حضرت حاجی عابد حسین المتحضر رحمۃ اللہ علیہ کی زیر تربیت من رہا تھا وہ یقیناً اس دیوبند سے مختلف ہوتا جس کا اتحاد اور شہرت عالم اسلامی سے گزر کر اقتصادئے عالم میں پہنچ چکی ہے“۔ (۱۹) ماہنامہ البلاغ کراچی بحریہ ذی الحجہ



دارالعلوم دیوبند کے قیام کے اولین برسوں کی داستان ذرا لمبی ہو چکی ہے مگر اس طوالت میں ہم معذور ہیں۔ اس اجمالی طوالت کے ذریعے ہی قابضان دارالعلوم کے عزائم کھلتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ حضرات نے لنک انگریزی مفادات کا تحفظ کیا ہے۔ انتہائی دکھ کے ساتھ اس تاریخی حقیقت کو بیان کرنا ضروری ہے کہ سید اعظم پاک و بند میں فرقہ بندی کی لہر اندام دارالعلوم سے وابستہ علماء نے کی ہے۔ تاریخ کا طالب علم اسے ٹوٹی جانتا ہے۔ دارالعلوم سے وابستہ حضرات کی پالیسی کا تسلسل ابھی تک قائم ہے۔ ہندو مسلم متحدہ قومیت کا تعروا شمی حضرات کی ایجاد ٹانہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں متعصب وزیر اعظم اندر لگا دھکی کو صدارت کیلئے دعوت دے کر اسی پالیسی کا اعادہ کیا ہے۔ اس المناک داستان کو ہمیں چھوڑ کر ہم ذرا آگے بڑھتے ہیں انگریز مخالف علماء کے ہاتھوں سر زمین بریلی میں قائم ہونے والی ایک دینی درسگاہ کا انجام دیکھتے ہیں۔

حضرت مولانا نقی علی خاں (والد ماجد امام احمد رضا) قدس سرہما نے بریلی کے اکابر و عمائد کے مشورہ اور معاونت سے ایک مدرسہ باسم تاریخ ”مصابح التہذیب“ ۱۲۸۹ھ تا ۱۲۹۲ھ میں قائم کیا۔ باشندگان شہر کونہ (بریلی) نے اس مدرسہ کے قیام میں خاص طور سے حصہ لیا (۴۰) الف :- حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مصنفہ مولانا ظفر الدین بیہاری مطبوعہ کراچی بار اول ص ۲۱۱ (ب) تاریخ خرویل کنڈ مع تاریخ بریلی مولفہ عبدالعزیز خان (نقدیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی) مطبوعہ مہران اکیڈمی کراچی بار اول ۱۹۶۳ء ص ۲۵۷

(ج) مولانا محمد احسن نانوتوی مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ جاوید پریس کراچی بار اول ۱۹۶۶ء ص ۸۲ نوٹ :- پروفیسر محمد ایوب قادری نے مصباح التہذیب کے بانی کے طور پر بلاوجہ مولانا نقی علی خاں کا انکار کیا ہے۔ ”مصابح التہذیب“ کے سب سے پہلے جہتم مولانا مرزا غلام قادر بیگ تھے (۲۱) مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ ص ۸۲، نوٹ :- مولانا مرزا غلام قادر بیگ سنی عالم دین تھے۔ عمر بھر درس و تدریس میں بسر کی۔ امام احمد رضا علیہ السلام نے درسیات کی ابتدائی کتابیں آپ سے پڑھیں۔

مدرسہ مصباح التہذیب میں اہل سنت و جماعت کے مسلک پر تعلیم جاری تھی کہ مولوی محمد احسن نانوتوی نے عقائد اہل سنت کے خلاف امکان نظیر کے مسئلہ کو ہوا دی جس سے علماء میں زبردست اختلاف پیدا ہوا (۲۲) امکان نظیر اور امتناع نظیر کے مسئلہ کو جاننے اور اس کو فتنہ کی آگاہی کیلئے ملاحظہ ہو :- (۱) تنبیہ الجبال بالہام الباسط المتعالم (۱۲۹۱/۱۲۹۲ء) مطبوعہ بیمارستان کھنشو۔ (ب) امتناع النظیر مصنفہ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی (ج) تحقیقات محمدیہ

علی اوہام مجددیہ، مصنفہ مولانا فضل مجید بدایونی (د) قول الصبح مصنفہ فصیح الدین بدایونی (رح) قنادی بے نظیر و نفی م حضرت بشیر و نذیر (و) تظاس فی موازیہ اثر ائین عباس۔ مولفہ شیخ محمد تقی نونوٹ :- سنی اور دیوبندی اختلاف کی ابتدا کو پروفیسر محمد ایوب قادری کی زبانی سنئے ”یہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثران عباس کے مسئلہ میں علماء بریلی اور بدایونی نے مولانا محمد احسن نانوتوی کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خاں کر رہے تھے اور بدایونی میں مولوی عبدالقادر بدایونی بن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے۔ یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نظارہ تھا جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا۔ مولانا محمد احسن نانوتوی، مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری ص ۹۴۔

مولوی احسن نانوتوی انگریز گورنمنٹ کے ملازم تھے۔ علمائے اہل سنت اور دیوبندی علماء کے درمیان اختلافات کی بنیاد رکھنے میں انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ انہی کے ایمار ”تحدیر الناس“ ایسی کتاب لکھی گئی جس میں سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کی نفی کی گئی۔ (۲۳) پروفیسر محمد ایوب قادری نے اس دور کے اختلاف اور واقعات کو اپنی تالیف مولانا محمد احسن نانوتوی، مطبوعہ کراچی (ص ۸۱ و بعد میں) بیان کر دیا ہے۔

اہل سنت و جماعت کے مسلک کے مدرسہ مصباح التہذیب میں تحدیر الناس عقائد مسلط کر کے مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ اور ان کے رفقاء کو مدرسہ سے علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیا۔ ان حضرات کے پیش نظر خلوص و للہیت سے اسلامی علوم کی ترویج و تدریس تھی۔ کوئی ذاتی غرض اور نمود و نمائش نہ تھی۔ اس لئے اہل سنت کے یہ علماء مدرسہ مصباح التہذیب سے الگ ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ مدرسہ ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۳ء میں ختم ہو گیا (۲۴) مولانا محمد احسن نانوتوی۔ مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری ص ۸۶

مدرسہ مصباح التہذیب تحدیر الناس عقائد کی بحیثیت چڑھا۔ مولوی احسن نانوتوی باوجود کوشش کے اس کو جاری نہ رکھ سکے۔ اور اپنی بات پالنے کیلئے ایک نیا مدرسہ مصباح العلوم قائم کیا اس کا افتتاح اپنے ہم عقیدہ اور ہم وطن مولوی محمد قاسم نانوتوی (مصنف تحدیر الناس) سے کرایا۔ (۲۵) (۱) مولانا محمد احسن نانوتوی۔ مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری ص ۸۳ (ب) تاریخ روہیل کھنڈ مصنفہ مولوی عبدالعزیز خاں بریلی ص ۳۵ (ج) حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ مولانا فخر الدین بیاری ص ۲۱۱

یاد رہے عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اس پر حقیقت میں اس عقیدہ کا انکار انگریز فوجاء علماء نے کیا اور تحدیر

الناس میں امکانِ اجرائے نبوت کا دعویٰ کیا اور انگریز کے خود کاشٹے پود امر زانجام احمد قادیانی نے اس امکان کو وقوع میں بدل ڈالا۔ یہ سب کچھ انگریزی گورنمنٹ کی حمایت میں ہوا تاریخ کی اس دلخراش حقیقت سے انکار ممکن نہیں (۳۶) اجرائے نبوت کے امکان کے دعویٰ اور پھر امکان کو وقوع میں بدلنے کی داستان اگرچہ بڑی طویل ہے مگر اس کے تمام آثار و نشان موجود ہیں۔ محققین نے ان آثار و نشانات کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کر دیا ہے۔ اس فتنہ نے دیوبندیت اور قادیانیت کو جنم دیا ہے۔ علمی سطح پر اس کی گرفت ہوتی رہی ہے۔ سیاسی طور پر اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے سب سے اعلیٰ ادارہ پارلیمنٹ نے ۱۹۷۳ء میں اس پر ضرب کاری لگا دی ہے یہ فیصلہ بڑی صحت و تحقیق اور غور و خوض کے بعد ہوا جس میں امکانِ اجرائے نبوت اور وقوعِ نبوت کے دعویداروں کو کافر خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند اور مصباح العلوم بریلی کا حال اپنے پڑھ لیا اب ذرا دیگر مدارس اسیطہ، سہارنپور اور گنگوہ وغیرہ کا حال بھی پڑھ لیجئے تاکہ آپ جان سکیں کہ یہ مدارس بھی انگریز نواز پالیسی کا تسلسل ہیں سر سید احمد خان نے لکھا۔

ہمارے مدرسہ اسیطہ اور ضلع کے کل مدارس دیوبند سہارنپور اور گنگوہ کو بڑی تسلی دینے سب مدرسے اس مدرسہ العلوم مسلمان (ٹیکڑہ) سے جس کے قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے مستفیض ہوئے گویا علی گڑھ ہمارے مدرسوں کے طلباء کا قصر امید ہے (۲۷) حیات جاوید مصنفہ الطاف حسین حالی حصہ دوم ص ۵۳

ان مدعیان علم نے انگریز کی رضا جوئی کیلئے بڑے جتن کئے ذرا ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

۲۴ مئی ۱۸۷۵ء کو کہ ملکہ (وکتوریہ) کی سالگرہ کا دن تھا مدرسہ (علی گڑھ) کالج کے افتتاح کی تاریخ قرار پائی تاریخ مذکورہ پر سر سید بھی بنارس سے علی گڑھ آئے اور ایک جلسہ میں جس کے صدر انجمن مولوی کریم مرحوم ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ تھے رسم افتتاح عمل میں آئی اور یکم جون ۱۸۷۵ء سے جماعت بندی ہو کر تعلیم شروع ہو گئی (۲۸) حیات جاوید مصنفہ الطاف حسین حالی حصہ اول ص ۱۶۸، ۱۶۹۔

”تجدیر الناس“ عقائد کے علماء نے مدارس اہل سنت و جماعت پر جس طرح قبضہ کیا اسی طرح بعض مساجد اہل سنت و جماعت بھی ان کی یلغار سے محفوظ نہ رہیں تاریخ کا طالب علم اگر اس پہلو پر تحقیق کاغذ کرے تو اسے حیرت انگیز انکشافات سامنے آئیں گے۔ (۲۹) نوٹ :- لورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمہ کی قائم کردہ بادشاہی مسجد، لاہور میں ہمیشہ علماء اہل سنت ہی امام و خطیب رہے ہیں چند برسوں سے دیوبندی علماء نے مقلد اوقاف کی بنیاد پر اس پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ اس طرح کثیر مساجد اور مدارس دیوبندیوں کے زیر تسلط آچکے ہیں۔ منڈی بہاء الدین کی بڑے بھارت والی مسجد اور

ملکوال میں مسجد بزم توحید امیر حزب اللہ حضرت پیر سید فضل شاہ جلاپوری رحمہ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ ہیں۔ لب ان پر قبضہ دیوبندی گروہ کا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

اسی دور میں فردغ تعلیم کی ایک اور تحریک چلی اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ قدیم اسلامی تعلیم کا نصاب حالات کے تقاضوں کے مطابق تبدیل کیا جائے اس کی اصلاح کے ساتھ جدید تعلیم کو اس میں جگہ دی جائے تاکہ دینی اور دنیاوی تعلیم ایک ہو جائے یہ مقصد کسی حد تک قابل تعریف تھا لیکن اندرون خانہ کچھ اور بی طوط تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابتدا میں اس کے خوشامناروں کے پیش نظر بہت سے جید علماء کرام اس میں شامل ہو گئے مگر جب ان پر اندرونی حالات مختلف ہوتے گئے یہ حضرات اس سے الگ ہوتے گئے نوبت بایں چار سید کہ سوائے چند ایک کے اس کے باقی ارکان بھی اس سے جدا ہو گئے یہ تحریک ندوۃ العلماء کے نام سے ۱۳۰ھ ۱۸۹۳ء میں قائم ہوئی اس مذہبی و تعلیمی تنظیم کا مرکز مدرسہ فیض عام کانپور تھا۔ ندوہ کا قیام بظاہر تو بد اخوش آئند تھا لیکن درون خانہ یہ جلد ہی مختلف النوع مذہبی اختلاف کا گڑھ بن گیا ندوہ کے اجلاسوں میں غیر مقلدوں، رافضیوں اور نیچریوں نے نہ صرف بڑی تعداد میں شرکت کی بلکہ اتحاد بین المسلمین کے نعرے کا سارا لہجہ ندوہ پر قبضہ کر لیا اور ندوہ کے پلیٹ فارم کو اپنے عقائد کے پرچار کیلئے استعمال کرنا شروع کیا اس سے مذہبی اختلاف ہو رہا اور تفرقہ بازی کو ہوا ملی (۳۰) ندوہ کی حمایت اور مخالفت میں بڑی تعداد میں کتابیں لکھی گئیں۔ رسالے شائع ہوئے، اشتہار تقسیم ہوئے، مراسلت ہوئی، جلسے ہوئے، تقریریں ہوئیں، ندوۃ العلماء کی حمایت اور مخالفت کا جائزہ ایک بسیط مقالہ کا مستقاضی ہے سرسری جائزہ کیلئے ملاحظہ ہو (۱) یادگار شبلی، مولفہ ڈاکٹر شیخ فدا اکرام مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ۱۹۷۱ء (ب) ندوۃ العلماء کی بین الاقوامی کانفرنس، مضمون نگار سید حسن شفیق ندوی مطبوعہ روزنامہ حریت کراچی ۱۳ نومبر ۱۹۷۵ء (ج) حیات شبلی، مولفہ سید سلیمان ندوی مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۳۳ء (د) سیوف العنود: علی ذماخ الندوہ، مولفہ سید امیر احمد مجددی فضل رحمانی مطبوعہ علی ۱۳۵۵ء (د) سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء مطبوعہ کانپور ۱۳۱۲ء (و) مکتوب علماء و کلام اہل صفاء، مرتبہ سید محمد عبدالکریم قادری مطبوعہ علی ۱۳۱۲ء (ز) ہمارے نتیجہ گراں مایہ از پروفیسر انصار حسین کانپوری مطبوعہ ماہنامہ پیام حق کراچی جولائی ۱۹۵۸ء (ح) تذکرہ محدث سورتی مولفہ خواجہ رضی حیدر مطبوعہ سورتی اکیڈمی کراچی ۱۹۸۱ء

مذہبی اختلافات کو ہوا دینے اور ان کی سرپرستی کرنے کے ساتھ غاصب انگریز حکمرانوں کی مدد سے سرانی ندوہ کے مقاصد میں شامل تھا اس پر پوری طرح عمل ہوا حکمرانوں کے قصائد پڑھے جانے لگے ایک مختلف ملاحظہ ہو۔





تقدیر اس تھا اپنے مفتوح علوم کو خدمت دین اور محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا خادم سمجھتا تھا جو اپنی علمی توانائیاں عظمت مصطفیٰ ﷺ کیلئے وقف کر چکا تھا جس کا مطمح نظر دین حق کی سر بلندی تھا جو انگریزی تسلط کا سب سے زیادہ دشمن تھا جس کی تعلیم و تربیت کا اثر یہ تھا کہ اس کی بارگاہ کے حاضری دینے والے بھی صحیح العقیدہ بن چکے تھے جس کو دیکھنے شننے والے سچے عاشق مصطفیٰ ﷺ بن چکے تھے جس کی تعلیم و تربیت سے تلافی نہ امت مرحومہ کے امام نے محدث بنے، فقیہ بنے، مصنف بنے، مثال بنے، سلطان الملک بنے، صدر الافاضل بنے، صدر الشریعہ، حجتہ الاسلام بنے، مفتی اعظم بنے غرض کے وہ تعلیم و تربیت کا امام تھا اسی کے مقدس ہاتھوں عالم اسلام کے ممتاز جامعہ منظر اسلام کی دیوار کھنٹی گئی یہ اس کے اخلاص و تقویٰ کی برکت ہے کہ یہ جامعہ آج اپنا صد سالہ جشن منارہا ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ و کرمہ ﷺ منظر اسلام کی تقریب جیاد یوں ہوئی کہ مولوی غلام سلیم خام سراکی دیوبندی نے اہلسنت کے روپ میں مصباح العلوم بریلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا اس مدرسے میں ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری بطور طالب علم زیر تعلیم تھے وہ امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمت میں بھی حاضری دیتے تھے انہیں کے ذلیہ یہ بات کھلی کہ مولوی غلام سلیم درپردہ دیوبندی ہے مولانا ظفر الدین نے امام احمد رضا کے برادر خرد مولانا حسن رضا اور خٹک اکبر مولانا حامد رضا کو ہم خیال کر کے حضرت حکیم سید محمد امیر بریلوی کو ان کی سیادت کے پیش نظر منتخب کیا کہ امام احمد رضا سید ہونے کی وجہ سے انکی بات نہ نالیں گے حضرت حکیم موصوف نے سب کی طرف سے امام احمد رضا سے مدرسہ قائم کرنے کی درخواست پیش کی امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی گونا گوں تصنیفی مصروفیات اور تحریر فتاویٰ کی وجہ سے مصدرت کر لی اس پر حکیم موصوف نے کہا کہ قیامت کے دن اگر پوچھا گیا کہ بریلی میں دیوبندیت کو کس نے فروغ دیا تو میں آپ کا نام لوں گا امام احمد رضا نے دریافت فرمایا وہ کیونکر؟ حکیم موصوف نے فرمایا کہ آپ اہل سنت کا مدرسہ قائم نہیں کرتے اس لئے امام احمد رضا نے فرمایا کہ میں اپنی بے پناہ تصنیفی مصروفیات کی بناء پر چندہ کی فراہمی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا حکیم موصوف نے فوراً عرض کیا ہم لوگ مدرسہ قائم کرتے ہیں آپ تائید فرماویں امام احمد رضا نے اپنی تائید کا اظہار فرمایا جناب رحیم یار خاں کے مکان پر مولانا ظفر الدین اور مولانا عبدالرشید عظیم آبادی دو طلبہ سے مدرسہ کا افتتاح ۱۳۲۲ھ میں ہوا امام احمد رضا قدس سرہ نے خاری شریف کے درس سے مدرسہ کا افتتاح کیا منظر اسلام مدرسہ کا تاریخ بنی عام ۱۳۲۳ھ مولانا حسن رضا نے تجویز فرمایا (۳۵) ملاحظہ ہو۔ (۱) تذکرہ علماء اہل سنت، مرتبہ مولانا محمود احمد قادری، مطبوعہ اسلام آباد (بہار، انڈیا) ص ۱۱۰، ۱۱۱ (ب) حیات اعلیٰ حضرت، مؤلفہ مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۱۱ (ج)

حیات مولانا احمد رضا خاں بدایونی، مولفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ سیالکوٹ، ص ۲۱۲

امام احمد رضا قدس سرہ نے جس جامعہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی اس نے تعلیمی مقاصد کو احسن انداز میں پورا کیا جس طرح امام احمد رضا مراجع علماء تھے بر عظیم پاک و ہند و جنگلہ ویش کے ہر گوشہ کے طلباء کے علاوہ عرب و عجم افریقہ، ہندو، افغانستان، روس، اور دیگر ممالک سے طلباء نے منظر اسلام میں اگر اپنی علمی پیاس چھانکی منظر اسلام کے اساتذہ کی تعلیم و تربیت کا فیض تھا یہ حضرات خود علم کا بیار اور مرکز بنے۔

یہ کیسا حسین اتفاق ہے منظر اسلام کو امام احمد رضا قدس سرہ جیسا متمم اور شیخ الجامعہ ملا جس کا علم و عرفان اور عشق مصطفیٰ ﷺ ایک معیار تھا امام احمد رضا کے علم و عرفان اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے منظر اسلام کو وہ عروج نصیب ہوا جو اس جیسے اداروں کیلئے قدرت کی طرف سے دو بعثت تھا امام احمد رضا قدس سرہ کی بدولت منظر اسلام نے ایک مرکزی دارالعلوم کی حیثیت اختیار کر لی اور منظر اسلام اسم باسمہ بن گیا۔

مولائے کریم جل و علی سے دعاء ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقہ اور محبوب بندوں کے طفیل اسے روز بروز ترقی عطا ہو اور اس کا فیض تا قیام قیامت باقی رہے آمین۔

### منظر اسلام کی فہرست کتابیں

تاریخ اعلیٰ حضرت ..... ۱۲۰۰ھ  
دولت اسلامیہ ..... ۱۲۰۰ھ  
حزبستان اسلامیہ ..... ۱۲۰۰ھ  
مجمع السالکین ..... ۱۲۰۰ھ  
الامان ..... ۱۲۰۰ھ

مجموعہ فتویٰ کی تحفہ و قرأت ..... ۱۲۰۰ھ  
دارالافتاء کی سرکاری ذمہ داری کے تحت ..... ۱۲۰۰ھ  
نور مستطوف ..... ۱۲۰۰ھ  
سنت طوف ..... ۱۲۰۰ھ  
اور کوشش کے لئے ..... ۱۲۰۰ھ  
قرآن مجید کی کتب ..... ۱۲۰۰ھ  
مترجمہ قرآن ..... ۱۲۰۰ھ  
ماہنامہ ..... ۱۲۰۰ھ  
چند ماہنامہ ..... ۱۲۰۰ھ  
وہابیہ ..... ۱۲۰۰ھ  
تہذیب ..... ۱۲۰۰ھ  
۱۲۰۰ھ

بچا احسن بیٹ

سو کھانے اور کھانے والے دونوں

بد نصبت ہے۔

دنیا میں کیلتے قیامت اور کافر کے لئے

جنت ہے۔

مزدور کی اجرت ملے کہے بغیر اسے کام پر

نہ لگنا پاتے۔

پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کے بجائے

تمہاری نیکیوں کو دیکھتا ہے۔

مسلمین رضا خاں نورانی

## عہد رضا میں

# دینی تعلیم کی اہمیت اور معیار تعلیم

از۔۔۔۔۔ ڈاکٹر حسن رضا خاں ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ

ہندوستان کی تاریخ کا جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ بات یقین کے اجالے میں آجاتی ہے کہ ہندوستان کی علمی تاریخ اس قدر روشن ہے کہ جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے تعلیم اور توسیع و اشاعت کے متعلق اگر دیکھا جائے تو یہ کہنا حق بجانب ہو گا کہ مسلمان جس ملک میں گئے ان کے ایک ہاتھ میں فتح و نصرت کی تلوار اور دوسرے ہاتھ میں علم و فن کا چراغ ہوتا تھا جو ملک ان کے زیر نگیں آیا فضل و کمال، علم و ہنر کی ہر چیز انہیں برپا کر دی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ مسلمان جب جزیروں و اعراب سے باہر نکلے تو ان کے ایک ہاتھ میں فتح و نصرت کا علم تھا اور دوسرے ہاتھ میں قلم۔ جس ملک کو فتح کیا وہاں ہر مہر و پست کریم علم و فن کو راستہ کر دی جہاں گئے وہاں کی دنیا بدل دی انہیں کی بدولت ایران سرچشمہ علم و فن بن گیا، ان کی توجہ سے مصر طرابلس، الجزائر کے وحشی دنیا کے معلم بن گئے اندلس میں ایسی شمع روشن کی کہ جس سے پورا یورپ روشن ہو گیا اور دنیا کے سامنے ہم فخر سے کہنے لگے۔

تھیں کی تیلیوں سے لکے شاخ آشیان تک ہے

میری دنیا یہاں سے ہے میری دنیا وہاں تک ہے

مسلمانوں نے عالم کو متاویا کہ علم صحرائیں ہمارا رفیق ہے تنہائی میں ہمارا مونس، علم غوثی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور متعینیت میں ہمت قائم رکھتا ہے۔ دوستوں میں علم ہماری زینت کا باعث ہے اور دشمنوں کے خلاف ڈھال کا کام دیتا ہے علم ہی انسان کو مینار کا نور بنا دیتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے دیگر اقوام سے بھی علوم حاصل کئے ہیں لیکن مسلمانوں کا کمال یہ ہے کہ ان کی خامیوں کو دیر کیا۔ پھر اپنی تحقیق سے مفید اخلاف نے کئے اور انہیں رہبر کمال تک پہنچا دیا ارسطو و افلاطون سے فلسفہ و حکمت

حاصل کئے لیکن ان علوم میں وہ کمال پیدا کیا کہ خود استاد بن گئے لیکن میدانِ رشد امام غزالی، فارابی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے حکماء پیدا ہوئے جنہوں نے ان سارے علوم کو دین اسلام کا خادم بنادیا اور انہیں علوم کے ذریعہ اسلام کی بدتری اور حقانیت سارے عالم پر ثابت کر دی۔

### ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کی تاریخی حیثیت :-

یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ مسلمانوں کیلئے حصول علم دین زندگی کو باوقار بنانے کیلئے لازمی جز ہے تعلیم و تعلم کو ایک مسلمان باعثِ برکت اور موجبِ فلاح دارین سمجھتا ہے اس کارِ خیر میں سنی پیغم اسلام کی تشخص کیلئے انتہائی ضروری ہے اسی جذبہ خیر کے تحت شہاب الدین غوری نے ۷۵۵ھ میں اجیر شریف میں متعدد مدرسے قائم کئے (تاج المآثر حسن نظامی نیشاپوری) محمد تعلق کے زمانہ کی ایک عصری تصنیف میں ہندوستان کے سیاحوں کی زبانی منقول یہ ہے صرف ہندوستان کے پائے تخت دہلی میں اس وقت ایک ہزار مدرسے تھے جن میں ایک شافعیوں کا تھا اور باقی سب حنفیوں کے (صبح الاعشیٰ قلعہ دی جلد ۵ ص ۶۹) یہ تو آغازِ کمال تھا انجام تو حیرت ناک ہے اور نگزیب عالمگیر کے زمانے کا ایک پور پین سیاح چکستان بلوچر ٹرہاٹن سندھ کے ایک شہر ٹھٹھہ کے متعلق لکھتا ہے کہ شہر ٹھٹھہ میں مختلف علم و فن کے چار سو مدرسے ہیں (ہندوستان عہد عالمگیری میں۔ مرزا سمیع اللہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان اپنے مذہبی مذاق کی بنا پر ہمیشہ تعلیم و تعلم کو کارِ خیر خیال کرتے رہے ہیں اس لئے ہندوستان میں مسلمانوں نے مدارس اسلامیہ کے قیام میں نمایاں حصہ لیا۔

چند مشہور مدارس کا تذکرہ پیش ہے جس سے مسلمانوں کی ہندوستان میں علمی کارگزاریوں کا اندازہ آسانی سے ہو جاتا ہے اور عہدِ رضا میں دینی تعلیم کی اہمیت کا جائزہ آسانی سے لیا جاسکتا ہے۔

### سندھ کے مدرسے :-

- (۱) مدرسہ فیروزپور۔ صدر الدین قباچہ نے ۷۲۴ھ میں قائم کیا مسلمان الدین ابو عمرو عثمان بن محمد بن عثمان جو ذاتی صدر تھے۔
- (۲) مدرسہ ملتان۔ شیخ الاسلام بہاء الدین ذکر یا مکتانی کی خانقاہ میں مدرسہ قائم ہوا۔ شیخ موسیٰ درس دیتے۔
- (۳) مدرسہ سیوستان۔ ۷۳۴ھ میں ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں ذکر کیا ہے میں اس شہر کے بڑے مدرسہ میں اتر اور اس کی چھت پر سوتا تھا۔

(۴) مدرسہ بھکر۔ نجم الدین محمد رفیع سندھی (م ۷۶۰ھ) نے اپنے شیخ معین الدین کی حیات میں بنوایا تھا۔

### کشمیر کے مدرسے :-

(۵) مدرسہ قطب الدین پورہ۔ سلطان قطب الدین کشمیری م ۹۶ھ نے بنایا۔

(۶) مدرسہ سلطان زین العابدین۔ تاریخ کشمیر۔

(۷) مدرسہ سری نگر۔ مرزا بہان الدین تونی نے ۱۱۱۳ھ اور ۱۱۱۳ھ کے درمیان بنایا۔

**پنجاب کی درسگاہیں:-**

(۸) مدرسہ لاہور۔ علامہ محمد فاضل بدقشی نے ۱۰۴۳ھ میں بنوایا (ماثر الاکرام)

(۹) مدرسہ سیالکوٹ۔ علامہ عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی نے قائم کیا۔

(۱۰) مدرسہ قنایر۔ شیخ عبدالرحیم نے تعمیر کیا۔

(۱۱) مدرسہ نارنول۔ شیخ نظام الدین نے نارنول کی حافظہ (م ۷۳۹ھ) میں بنوایا

**دہلی کی دانش گاہیں:-**

(۱۲) مدرسہ معزیہ۔ قطب الدین ایبک نے اسکی بنیاد ڈالی۔

(۱۳) مدرسہ ناصرہ۔ سلطان شمس الدین التمش نے بنایا۔

(۱۴) مدرسہ فیروزپہ۔ فیروز شاہ دہلی نے ۷۵۵ھ میں بنایا۔

(۱۵) مدرسہ علامہ تلمیسی۔ (منتخب التواریخ)

(۱۶) مدرسہ مولانا ساء الدین۔ ۹۹۹ھ میں قائم ہوا۔

(۱۷) مدرسہ شیخ فرید شکر خان۔ شیخ علاء الدین نے بنوایا۔

(۱۸) مدرسہ ماہم بیگم۔ اکبری دہلی ماہم بیگم نے بنوایا تھا۔

(۱۹) مدرسہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ جماعتگیر نے بنوایا

(۲۰) مدرسہ شاہجہانی۔ شاہجہاں نے ۱۰۶۰ھ اور ۱۰۶۰ھ کے درمیان بنوایا تھا۔

(۲۱) مدرسہ فتح پوری بیگم۔ شاہجہاں کی بیوی فتح پوری بیگم نے ۱۰۶۰ھ میں بنوایا۔

(۲۲) مدرسہ اکبری آبادی بیگم۔ شاہجہاں کی دوسری زوجہ نے ۱۰۴۰ھ میں بنوایا۔

(۲۳) مدرسہ میر جملہ۔ میر جملہ نے بنوایا۔

(۲۴) مدرسہ عنایت اللہ خان۔



(۲۵) مدرسہ غازی الدین خان۔ وزیر غازی الدین خان نے ۱۱۶۵ھ میں بنوایا۔

(۲۶) مدرسہ والدہ غازی الدین خان۔ غازی الدین خان کی والدہ نے بنوایا۔

(۲۷) مدرسہ حضرت شاہ ولی اللہ۔

(۲۸) مدرسہ بازداروہیہ۔ نواب روشن الدولہ نے ۱۱۳۳ھ میں بنوایا۔

(۲۹) مدرسہ اراد احمد خان۔ ۱۱۳۵ھ میں تعمیر ہوا۔

(۳۰) مدرسہ شاہ حسین ۱۱۳۸ھ میں تعمیر ہوا۔

**آگرہ کی تعلیم گاہیں :-**

(۳۱) مدرسہ شیخ رفیع الدین۔ یہ مدرسہ آگرہ میں شیخ رفیع الدین حسینی شیرازی محدث سے منسوب ہے۔

(۳۲) مدرسہ زوجہ۔ شیخ زین الدین خوانی (م ۹۴۱ھ) نے بنوایا۔

(۳۳) مدرسہ مفتی ابو الشیح۔ مفتی ابو الشیح ابن عبدالغفور تھانیہری نے ۹۸۶ھ میں بنوایا۔

(۳۴) مدرسہ اکبر آباد۔ شہنشاہ اکبر نے بنوایا۔

(۳۵) مدرسہ خس۔ مولانا علاء الدین لاری نے ۹۶۹ھ میں پھونس سے بنایا۔

(۳۶) مدرسہ جامع مسجد۔ شاہجہاں کی بیٹی جہاں آرا بیگم نے بنوایا۔

(۳۷) مدرسہ اکبر۔ شہنشاہ اکبر نے بنایا۔

(۳۸) مدرسہ ابو الفضل۔ علامہ ابو الفضل کی طرف منسوب ہے۔

(۳۹) مدرسہ البانات۔ یہ مدرسہ فتح پور کے مخلوں کے قریب ہے۔

(۴۰) مدرسہ گوالیار۔ امیر رحیم داد نے بنایا۔

(۴۱) مدرسہ قنوج۔ شیخ علی اصغر قنوجی نے بنوایا۔

(۴۲) مدرسہ فرخ آباد۔ نواب محمد خان بخش نے بنوایا۔

**جونپور، بہار اور بنگال کے مدرسے :-**

(۴۳) مدرسہ قاضی شاہ الدین۔ لڑائیم شرعی نے بنوایا۔

(۴۴) مدرسہ راجی نگم۔ شاہ محمود کی زوجہ راجی بیگم نے بنوایا۔

(۴۵) مدرسہ عزیز اللہ۔ جتیر لاس نے بنوایا۔

(۴۶) مدرسہ شیخ محمد افضل۔ شیخ محمد افضل عثمانی کا مدرسہ ہے صاحب شمس یازندہ اور صاحب منظرہ رشیدیہ جیسے نایاب روزگار یہاں سے نکلے۔

(۴۷) مدرسہ شیخ رشید۔

(۴۸) مدرسہ حارس۔ شیخ نظام نے بنا قائم کی۔

(۴۹) مدرسہ پٹنہ۔ نواب صیف الدین خاں نے ۱۷۰۷ھ میں بنوایا۔

(۵۰) مدرسہ اسلامیہ شمس اللہ دی پٹنہ۔ الحاج نور الہدی نے بنایا۔

(۵۱) مدرسہ نور الہدی پوکھریہ۔ مولانا محی نے اس کی بنیاد لی۔

(۵۲) مدرسہ دان پور۔ نواب آصف نے بنیاد لی۔

(۵۳) مدرسہ مجیبہ خانقاہ پھلواری شریف۔

(۵۴) مدرسہ شاہ آباد۔

(۵۵) مدرسہ اورنگ آباد۔

(۵۶) مدارس رنگ پور۔ مختیار خاں۔

**مالوہ اور خاندیش کی تعلیم گاہیں :-**

(۵۷) مدرسہ مندو، ہوشنگ، شاہ غوری نے بنایا۔

(۵۸) مدرسہ محمودیہ۔ محمود شاہ خلجی نے مندو میں ۸۴۹ھ میں بنایا۔

(۵۹) مدرسہ غیاثیہ۔ غیاث الدین بن محمود کبیر خلجی نے بنایا۔

(۶۰) مدرسہ ظفر آباد۔ سلطان غیاث الدین خلجی نے بنایا۔

(۶۱) مدرسہ اجین۔ محمود شاہ خلجی نے بنایا۔

(۶۲) مدرسہ سارنگ۔ محمود شاہ خلجی نے بنایا۔

(۶۳) مدرسہ رائسین۔ خانم الملک مالوہ کے شہر رائسین میں ۸۹۰ھ میں بنوایا۔

(۶۴) مدرسہ عادل پور۔ عادل شاہ پان پور نے بنایا۔

(۶۵) مدرسہ برہان پور۔ جس میں شیخ طاہر بن یوسف سندھی درس دیتے تھے۔

گجرات میں مدرسے :-

(۶۶) مدرسہ عثمانپور۔ شیخ عثمان نے بنایا۔

(۶۷) مدرسہ نہر والدہ۔ مولانا قاسم بن محمد نہر درس دیتے تھے۔

(۶۸) مدرسہ احمد آباد۔ سرکھیز میں بنایا گیا۔

(۶۹) مدرسہ محمد طاہر پٹی۔

(۷۰) مدرسہ علامہ وجہ الدین۔

(۷۱) مدرسہ احمد آباد۔ سیف خاں جمائیکری نے ۱۰۳۲ھ میں بنوایا۔

(۷۲) مدرسہ شیخ الاسلام خاں۔ مولانا اکرام الدین نے ۱۰۵۹ھ میں بنوایا۔

(۷۳) مدرسہ زاہد بیگ سورت میں حاجی زاہد بیگ نے ۱۰۴۰ھ میں بنوایا۔

(۷۴) مدرسہ ظفر یاب خاں۔ ظفر یاب نے سورت میں بنایا۔

اوڈھ کے تعلیمی ادارے :-

(۷۵) مدرسہ لکھنؤ۔ شیخ محمد بن ابی البقاء محمد اعظم نے بنایا۔

(۷۶) مدرسہ امین پٹی۔ حسن سارنگپوری نے قائم کیا۔

(۷۷) مدرسہ ملا جیون۔ عبدالقادر بن احمد امین پٹی نے بنایا۔

(۷۸) مدرسہ شاہ بیبر۔

(۷۹) مدرسہ فرنگی محل۔ استاذ العلماء ملا نظام الدین عالمگیر نے فرنگی تاجر سے خرید کر دیا۔

(۸۰) مدرسہ منصورہ۔ ملا احمد اللہ بن شکر اللہ نے ۱۱۳۶ھ میں بنایا۔

(۸۱) مدرسہ بلترام۔ علامہ عبدالجلیل بلترامی نے بنایا۔

(۸۲) مدرسہ قاضی قطب الدین۔

(۸۳) مدرسہ سلطانہ۔

(۸۴) مدرسہ امجد علی شاہ، نواب امجد علی شاہ نے لکھنؤ میں قائم کیا۔

(۸۵) مدرسہ سلون۔ ضلع رائے بریلی کا ایک قصبہ ہے۔

رونیل کہنڈ کے تعلیمی مراکز:-

(۸۶) مدرسہ معزیہ۔ ۱۳۰ھ میں بدایوں میں قطب الدین ایبک نے بنایا۔

(۸۷) مدرسہ فتح خان۔ فتح خاں نے آتوالہ میں بنایا۔

(۸۸) مدرسہ ضابطہ خاں۔ نواب ضابطہ خاں نے مراد آباد میں بنایا۔

(۸۹) مدرسہ حافظ رحمت خاں۔ شاہجہاں پور شہر کے کنارے بنایا۔

(۹۰) مدرسہ بریلی۔ حافظ رحمت خاں نے بریلی میں بنایا۔

(۹۱) مدرسہ اہل سنت۔ حضرت علامہ نقی علی خاں نے بریلی میں قائم کیا۔

(۹۲) مدرسہ بیلی بحیثیت۔ حافظ رحمت خاں نے ۱۱۸۱ھ میں قائم کیا۔

نکن کے تعلیمی مراکز:-

(۹۳) مدرسہ ایلچہ پور۔ ۱۷۵۰ھ میں صفدر خاں نے بنایا۔

(۹۴) مدرسہ محمود گادان۔ وزیر عماد الدین محمود گیلانی نے بنایا۔

(۹۵) مدرسہ ظاہریہ۔ یہ مدرسہ احمد نگر میں قلعہ کے اندر ہے۔

(۹۶) مدرسہ بدایہیہ۔ احمد نگر میں بدایہ نظام شاہ نے ۹۲۹ھ میں بنوایا۔

(۹۷) مدرسہ عالیہ بیجاپور۔ علی عادل شاہ نے بنایا۔

(۹۸) مدرسہ علویہ۔ علی محمد نے بیجاپور میں بنوایا۔

(۹۹) مدرسہ حیدر آباد۔ محمد قلی صاحب شاہ نے ۱۰۰۶ھ میں بنوایا۔

(۱۰۰) مدرسہ حیات نگر۔ حیات النساء عبداللہ قطب شاہ کی والدہ نے بنوایا۔

(۱۰۱) مدرسہ گوگندہ۔ محمد بن خاتون عامل نے بنوایا۔

(۱۰۲) مدرسہ اورنگ آباد۔ محمد غیاث الدین خاں نے ۱۱۳۸ھ میں بنایا۔

(۱۰۳) مدرسہ بدواس۔ نواب محمد علی خاں نے بنوایا۔

(۱۰۴) مدرسہ نظامیہ۔ عثمان خاں نے بنایا۔

۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد انگریزوں کے قدم پورے طور سے جم گئے مسلم مفکرین علماء و دانشوروں نے بروقت قابو ستائش اہم قدم اٹھایا ہمارے اکابر نے یہ محسوس کیا کہ مسلمانوں کے سیاسی زوال کے سبب اب انگریز اور مسلم دشمنی بھر مانہ ذہنیت رکھنے والے مسلمانوں کی مذہبی زندگی کی تاراجی کیلئے نت نئے فتنے برپا کریں گے اور مفتوحہ قوم اپنے ملی قومی اور مذہبی خصائص و رہایات کو کیسے چائے گی ہمارے مفکرین نے دور بینی کا بھرپور ثبوت دیا کہ سیاسی اقتدار کی محرومی کے بعد تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ تھا جس سے اپنی قومیت کا تحفظ کیا جاسکتا تھا اس لئے ان لوگوں نے ہر علاقے میں مدارس اسلامیہ کا جال بچھا دیا الحمد للہ اس کے اثرات آج تک قائم ہیں مدارس کے ذریعہ قوم و ملت کی بھرپور آبیاری ہوئی جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان اپنے اسلامی تشخص کے ساتھ زندہ ہے۔

انگریزی حکومت سیاست کی ترویج و اشاعت میں جٹ گئی اس نے انگریزی اسکولوں کے نصاب تعلیم میں بائبل کو لازمی قرار دیا جو طلباء انگریزی پڑھتے تھے آسانی سے عیسائیت قبول کر لیتے ہندوستان کی ہندی قوم نے انگریزی تعلیم کو قبول کر لیا کہ تو کمری حاصل کرنے کا یہی آسان ذریعہ ہے اور انگریزی حکومت کی خدمت دہی بھی اس سے حاصل ہو جائیگی جس سے خوب سے خوب فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ مگر اس کا اثر یہ ہوا کہ اونچے کلاس کے ہندو اور آوی باسی کی بڑی آبادی آسانی سے عیسائی ہو گئی۔ اس وقت علماء کرام نے اپنی فکری بصیرت کا ثبوت دیا کہ انگریزی تعلیم کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا جس کا مسلم قوم نے بھرپور استقبال کیا ڈاکٹر نذیر احمد نے لکھا ہے کہ ان کے والد سے پرسپل نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے لڑکے کو انگریزی بھی پڑھائی جائے تو انہوں نے فرمایا مجھے اپنے لڑکے کا سر جانا منظور ہے لیکن انگریزی پڑھانا منظور نہیں ہے اس کے باوجود اس زمانہ میں ایسے کچھ دانشور آگئے جنہوں نے سوچا کہ قوم کی جہاں ذہنی سطح بلند رہے وہیں اقتصادی حالات بھی بہتر رہیں ان لوگوں نے ایسے ادارے قائم کئے جہاں عصری تعلیم یافتہ جدید تعلیم کے حصول کیلئے انگریزی زبان کی حیثیت سے پڑھیں گے مگر نصاب تعلیم دینیات بھی لازمی ہوگی اس نظریہ کی تکمیل کیلئے دو بڑے ادارے وجود میں آگئے ایک مسلم علی گڑھ یونیورسٹی دوسرا عثمانیہ یونیورسٹی۔

سر سید احمد کے نزدیک تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ قوم کی ذہنی سطح بلند ہو اور معاشرتی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے امر قمر میں ۱۸۸۰ء میں انہوں نے تقریر کی کہ اگر تم آسمان کے تارے ہو گئے۔

تو کیا۔ جب تم علم اور اسلام کے نمونہ ہو گے جب ہی ہماری قوم کی عزت ہوگی مسلمانوں کو لازم ہے کہ عربی فارسی کی تحصیل کو نہ چھوڑیں۔ یہ ہمارے باپ دادا کی مقدس زبان ہے اور تارے قدیم ملک کی زبان ہے جو فصاحت و بلاغت میں



لاپاتی ہے۔ مگر افراط و تفریط نہ ہو اس زبان میں ہمارے مذہب کی ہدایتیں ہیں لیکن جب کہ ہماری معاش، ہماری بہتری، ہماری زندگی بہ آرام سر ہونے کے ذرائع انگریزی زبان سیکھنے میں ہیں تو ہم کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اس نظریے کے تحت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا نصاب تعلیم مرتب ہوا اور موجودہ شعبے قائم ہو گئے۔

عثمانیہ یونیورسٹی ایک ایسی یونیورسٹی قائم ہوئی جس میں علوم و فنون کے طور طریقے، رنگ ڈھنگ، مشرقیت کے اجزائے عناصر شریک کئے گئے۔ دینیات کی تعلیم کے ساتھ جدید جتنے شعبے تعلیم گاہوں کے تھے اس کو شامل کیا دوسری زبانوں میں جو علمی شاہکار تھے ان کو اردو زبان میں منتقل کیا عثمانیہ یونیورسٹی کے نصاب تعلیم میں مسلم الثبوت، ہدایہ، حاکم ری اور ترمذی شامل ہے اس نصاب تعلیم سے اس ادارہ کا معیار تعلیم سمجھ میں آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا دور تعلیمی عروج کا دور تھا اس عہد میں جدید و قدیم دونوں علوم کے بے شمار ماہرین اپنا علمی جوہر پیش کر رہے تھے۔ اور علم کی آڑ میں باطل تحریکوں اور گمراہ کن نظریات کو زور و شور سے پیش کرنے کیلئے حکومت کی سرپرستی بھی حاصل تھی اسلامی تشخص کو پامال کرنے کیلئے بے دریغ پریس پر خرچہ ہو رہا تھا ایسے وقت میں اعلیٰ حضرت کے اسلامی عقائد اور تعلیم کی احیائی ایک مستحسن کوشش جامہ منظر اسلام کی شکل میں ایک جامع یونیورسٹی قائم ہو گئی جہاں سے بے شمار علمی و روحانی شخصیتیں وجود میں آئیں۔ یہ اعلیٰ حضرت کے فیض رسانی کا کمال تھا کہ صدر الافاضل، صدر الشریعہ، ملک العلماء، مولانا عبد العظیم صدیقی، قیصر الاسلام، عید السلام، مولانا عبد السلام، مولانا عبد الرحیم، حضور مفتی اعظم ہند اور بہار ملت جیسے بے شمار باغیہ روزگار کو علم اور دین روشن کا منار بنادیا۔ جنہوں نے دنیا کے ایک بڑے خطے کو اپنی فیض رسانی سے نصیب نور بنادیا اور اس دور کے لمحہ اند نظریات کا مقابلہ کرنے کا سامان فراہم کر دیا اور نوع انسانی کو اسلام کے چشمہ صافی سے روشناس کر دیا۔ جو اعلیٰ حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ ہے اور اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے آپ نے اپنی علمی تحریروں سے مغرب زدہ ذہنوں کی صفائی اور سائنس ہی کے ذریعہ سائنس کے مارے ہوئے لوگوں کو ہدایت کی روشنی عطا کر دی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت کے عہد میں ہندوستان کے مراکز کی حیثیت دہلی، اجیر، بدایوں، ٹونک، رکنو، ہریلی، جو پور، اور خیر آباد کو حاصل تھی جہاں علماء کی عظیم ترین شخصیتیں ہر وقت تعلیم و تربیت میں لگی ہوئی تھیں۔ اور اپنی تعلیمی سرگرمیوں سے ہر جہت ترقی کے منازل روز و شب طے فرما رہی تھیں وہیں اسی عہد میں مدارس کے قیام کی ایسی تحریک چل پڑی تھی کہ اکثر بستیاں اور ہر شہر میں تعلیمی ادارے قائم ہو گئے جہاں باضابطہ طور پر دینی تعلیم کے حصول کی آسانیاں ہو گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر جگہ علماء و جوہر میں آگئے جو علمی تفکری رکھنے والے کسی شخص کیلئے حصول

فیض کا ذریعہ بن سکیں۔

اعلیٰ حضرت کے عہد میں نصاب تعلیم کو دیکھنے کے بعد ہندوستان کے معیار تعلیم کی پندری کا پتہ چلتا ہے اس عہد کا نصاب تعلیم مندرجہ ذیل ہے پڑھے اور اپنی تعلیمی معیار پر فخر کیجئے۔

(۱) صرف، میزان، مشعب، پنج پنج، زبدہ، دستور المبتدی، صرف میر، علم الصیغہ، فصول اکبری، شافید۔

(۲) نحو۔ نحو میر، مائتہ عامل، شرح مائتہ عامل، ہدایہ النحو، کافہ، شرح جامی۔

(۳) بلاغت۔ مختصر المعانی، مطول تامانہ قلت۔

(۴) ادب۔ نکتہ الیمن، سبغہ مطلقہ، دیوان منتقی، مقامات حریری، حماسہ۔

(۵) فقہ۔ شرح وقایہ اولین، ہدایہ آخرین۔

(۶) اصول فقہ۔ نور المانوار، توضیح مکوتج، مسلم الثبوت۔

(۷) منطق۔ صفری، کبری، ایبا غوجی، قال اقول، میزان منطق، تہذیب شرح تہذیب، قطبی، ملا حسن، حمد اللہ

، قاضی مبارک، میرزا ہد رسالہ، حاشیہ غلام مکی میرزا ہد، ملا جلال، اور کینا بیکین، بحر العلوم، شرح مسلم، حاشیہ عبد العلی، میرزا ہد رسالہ اور شرح ملا مبین بھی داخل نصاب تھیں۔

(۸) حکمت۔ میبذی، صدر دل، شمس بازغہ۔

(۹) کلام۔ شرح عقائد نسفی، خیالی، میرزا ہد امور عامہ۔

(۱۰) ریاضی۔ تحریر القیدس مقالہ اولی، خلاصۃ الحساب، قصر ج، شرح قشر ج، شرح چمنی۔

(۱۱) فرائض۔ شریفیہ۔

(۱۲) مناظرہ۔ رشیدیہ۔

(۱۳) تفسیر۔ جلالین، بیضاوی۔

(۱۴) اصول حدیث۔ شرح عجیۃ الفکر۔

(۱۵) حدیث۔ بخاری، مسلم، مؤطا ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

مذکورہ شواہد سے ہم یقین کے اجالے میں آگئے ہیں کہ عہدِ رضا میں دینی تعلیم کی اہمیت ساری دنیاوی تعلیم سے زیادہ تھی اور معیار تعلیم اتنا اونچا کہ اکثر طلباء درسی تعلیم سے فراغت کے بعد علم کا قطب مینار سمجھے جاتے تھے تو ان کے اساتذہ کا کیا کہنا۔

## بانی منظر اسلام امام احمد رضا کا نظر بیہ تعلیم و تربیت

تحریر :- صفی احمد رضوی، سابق مدرس منظر اسلام سال مقیم انگلینڈ

### ایک ہمہ جہت شخصیت :-

اگر ہم کسی ایسے بڑے انسان کے بارے میں سوچیں جو کشور و فن کا تاجدار، میدان تصنیف و تالیف کا شہسوار، تجارت و مہارت میں یکائے روزگار ہو جو حاکمی کتاب و سنت ماحی خلالت و بدعت اور قاطع و ہدایت و تجدید ہو جو نہ صرف قرآن مبین کا حافظ بلکہ کتب دینیہ قدیمہ و جدیدہ کا حافظ اور عقائد اہل سنت کا محافظ ہو جو نہایت ذہین فطرت پر خلوص مسلمان اور عاشق سید انبیاء و مرسلین ہو جو محسن اہل اسلام تائب رسول امام اور بانی منظر اسلام ہو تو بلاشبہ ہمارے سامنے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی ذات عالی صفات جلوہ گر ہو جائیگی۔ یہ ایک امام موصوف کیلئے زمانہ اور علم و فن میں یگانہ تھے ملک سخن کے شاہ حق پرست حق گو اور حق آگاہ تھے اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی شخصیت چلتی پھرتی دارالعلوم تھی تو بالکل درست ہو گا کیونکہ طالبان علوم دور و در سے اگر دارالعلوم میں علم و حکمت کے موتی چنا کرتے ہیں امام موصوف صرف بریلی میں مسند نشین تھے، اور طالبان علم و دانش اور متلاشیان حق و صداقت اطراف عالم سے آپ کے چشمہ علم و دانش سے سیراب ہوا کرتے تھے آپ نے اسلام کے کھلے دشمنوں اور گندم نما جو فرضوں کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت کا ایسا کارنامہ سرانجام دیا جس کو دنیا بھی فراموش نہیں کر سکتی نیز دین حق کی تبلیغ و اشاعت کیلئے اپنے فرزند ان ذیشان اہل خاندان اور دیگر صاحبان علم و عرفان کی ایسی ٹیم تیار کی جو آپ کے نقش قدم پر چلتی رہی۔ کاروان بہار حق کا آفتاب ضو فضاں ہوتا رہا اور باطل کے بادل چھٹتے رہے اور اب عالم یہ ہے کہ پوری دنیا میں امام احمد رضا کی دینی و علمی خدمات کو سراہا جا رہا ہے اور آپ کا نام عزت و احترام کے ساتھ لیا جا رہا ہے۔

آفاق میں پھیلے گی آس تب نہ سبک تیری

بگر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

### جامع شریعت و طریقت :-

حضور غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مشائخ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک

مشائخ شریعت دوسرے مشائخ طریقت حصول فعل و شرف کے بھی دو دروازے ہیں اور ان دونوں دروازوں پر حاضری ضروری ہے (حوالہ شیخ ربانی مجلس ۴۴)

مگر کچھ ایسی شخصیات ہوتی ہیں جو شریعت و طریقت دونوں کا مستقیم ہوا کرتی ہیں جن پر خدا کا خاص فضل ہوا کرتا ہے جیسو خدا علم شریعت و طریقت کی اشاعت و تبلیغ کیلئے قائم کرتا ہے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ عند اللہ عالم وہ ہے جو علم ظاہر و باطن کا جاننے والا ہوتا ہے ان العالم عند اللہ من علم اعطاء و الباطن (فتوحات مکیہ باب ۳۵۳)۔

آئے دیکھیں کہ امام احمد رضا جنہوں نے اپنی کتابوں میں شیخ اکبر کو وارث مصطفیٰ اور سید الرکاشین کے القاب سے یاد کیا ہے اس معیار پر کتنے پورے اترتے ہیں امام احمد رضا کے اقوال و ارشاد پڑھئے اور ان کے سلسلہ تصوف پر نظر ڈالئے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ علم ظاہر اور علم باطن دونوں کے جامع تھے آپ شیخ شریعت بھی تھے اور شیخ طریقت بھی مگر آپ پر شریعت غائب رہی کیونکہ آپ کا عمد خانقاہوں سے نکل کر رسم شیری ادا کرنے کا متقاضی تھا۔

## امام احمد رضا اور وحدت الوجود :-

سلاسل تصوف کے تمام اکابر جس مسلک خداری پر گامزن رہے ہیں وہ وحدت الوجود ہے قدیم ترین صوفی حضرت ذوالنون مصری م ۲۴۵ھ نے اس مسلک کو حوالگی سے تعبیر فرمایا ہے۔ (فتوحات الانس ج ۱) ہمہ اوست اسی کا ترجمہ ہے حضرت ابن عربی نے اس کو وحدت الوجود کا نام دیکر آسمان ترک کر دیا ہے امام احمد رضا بھی اسی مسلک کے قائل تھے جیسا کہ فرماتے ہیں کہ اسماء مظہر صفات ہے اور صفات مظہر ذات اور مظہر کا مظہر مظہر ہے تو سب خلق مظہر ذات ہے اگرچہ یہ اسطر یا سائط (مخلوقات) کو جو ہستئیں بذات واجب تعالیٰ کیلئے ہے اس کے سوا جتنی موجودات ہیں سب انہی کی شکل و پر تو ہیں تو حقیقۃً وجود ایک ہی تھیں (ایضاً)

امام احمد رضا کا یہ قول سورہ حدید کی تیسری آیت کی تفسیر ہے جس میں اللہ نے فرمایا ہے وہی اول آخر ظاہر باطن ہے۔

## حضور غوث الثقلین فرماتے ہیں کہ :-

”اللہ اپنی صفات کے ساتھ ظاہر ہے اور ذات کے ساتھ باطن ہے ذات کو صفات سے اور صفات کو افعال سے چھپایا

ہے ظہر بصفات و بطن بذات جب الذات بالصفات و تحجب الصفات بالافعال“ (فتوح الغیب مقالہ ۷۴)

امام احمد رضا حضور غوث اعظم کے صرف عاشق صادق ہی نہیں تھے بلکہ ان کے رموز معرفت سے آشنا بھی تھے

امام احمد رضا کے قول کو غوث اعظم کے قول کے آئینے میں دیکھئے اور پھر ارشاد ابن عربی کی تصدیق کیجئے کہ عند اللہ  
ہے جو علم شریعت اور علم طریقت کا جامع ہو۔

## علم باطن کا ادنیٰ درجہ:-

امام احمد رضا سے یہ سوال کیا گیا کہ علم باطن کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟ تو جواب ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن  
نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز  
حدیث میں فرمایا ہے کہ صبح کر اس حالت میں تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے  
محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائیگا۔ (ملفوظ ج ۱۰)

امام احمد رضا کے ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اولیاء کرام صوفیاء اسلام اور ارباب تقویٰ و معرفت کے مسلک حق ربی  
سے واقف تھے جیسی تو ان کی تصدیق کی ان سے محبت کی اور محبت کرنے کا درس دیا امام موصوف کے کتب و رسائل ان کے  
د فکر کے صحیح ترجمان ہیں آپ کے دور پر فتن میں اولیاء دشمنی اور بد عقیدگی کی آندھیاں چل رہی تھیں مگر یہ امام احمد رضا  
تھے جنہوں نے علوم شریعت و طریقت کا چراغ جلانے رکھا انہوں نے طریقت اور علماء طریقت کی حمایت کیوں فرمائی؟ اس  
لئے کہ وہ خود بھی عالم طریقت تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ میں مجدد و وحدت الوجود پر ایمان رکھتا ہوں وحدت الوجود کی  
حقیقت میرے نزدیک اس طرح روشن ہے جس طرح سورج نصف نما میں روشن ہوتا ہے۔ انا باللہ موہن بو حدت  
و جود و حقیقہا جلیۃ عندی كالشمس علی رابعۃ النہار

## مستند معتمد حاشیہ معتقد حلول و اتحاد کا ابطال:-

اس وضاحت کے باوجود امام نے قائلین حلول و اتحاد کا رد و ابطال بھی فرمایا ہے یقیناً جو لوگ حلول و اتحاد کے قائل  
ہیں وہ اسلامی صوفی نہیں ہیں بلکہ وہ غیر موحّد اور زندقہ ہیں محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں جاہا فرمایا ہے کہ  
قائلین حلول و اتحاد جاہل اور غیر موحّد ہیں۔ انا الحق کہنے کی توجیہ اولیاء اسلام اور ان کے مسلک و مشرب کے مخالفین خوش  
معتقدہ مسلمانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو حسین بن منصور حلّاج نے انا الحق کہا ہے کیا وہ راستھے؟  
امام احمد رضا نے یہاں نہایت معقول بات فرمائی ہے جو ہمارے لئے مشعل رہے آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرات  
منصور و حمزہ دوسرے نے ایسے الفاظ کہے جن سے خدا کی ثابت ہوتی ہے تو دار پر آئے اور کمال کھینچی گئی لیکن وہ ولی اللہ گئے



جاتے ہیں اور فرعون شداد ہامان نمرود نے دعویٰ کیا تو مخلد فی النار ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے جواب میں امام احمد رضا نے فرمایا کہ:

ان کافروں نے خود کہا اور ملعون ہوئے اور انہوں نے خود نہ کہا اس نے کہا جسے کہنا شایاں ہے آواز بھی مسجوع ہوئی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنائی انا اللہ میں اللہ ہی ہوں رب سارے جہاں کا کیا درخت نے کہا تھا حاشا بیسے اللہ نے یوں ہی یہ حضرات اس وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں۔ (احکام شریعت)

حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری م ع ۷۶۲ھ نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں فرمایا ہے مجھے اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ لوگ درخت سے انا اللہ کی صدا کو تو جائز قرار دیتے ہیں اور اگر یہی جملہ حسین بن منصور کی زبان سے نکل گیا تو خلاف شرع بتاتے ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے جس طرح حضرت عمر کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اسی طرح آپ کی زبان سے بھی کلام کیا اور یہی جواب حلول و اتحاد کے غلط تصورات کو بھی دور کر سکتا ہے۔

مولوی معنوی صاحب المکتبوی حضرت جلال الدین رومی نے فرمایا ہے کہ جب درخت سے انا اللہ کی آواز مسلم ہے تو فانی فی اللہ باقی اللہ کی زبان سے انا الحق کی آواز غیر مسلم اور قابل گرفت کیہ ٹکر ہو سکتی ہے

چول روا۔ باشد انا اللہ از درخت کے روایت جو کہ گویا عین حقیقت

## شاہ عبد الرحمن لکھنوی موحّد کا ارشاد:-

حضرت مولانا شاہ عبد الرحمن لکھنوی نے فرمایا ہے کہ حضرت حسین بن منصور حلاج سے انا اللہ کہنا ثابت نہیں بلکہ آپ سے انا الحق کہنا ثابت ہے اور حق کا نام ذات الہی کیلئے مخصوص نہیں بلکہ دوسروں پر بھی بولا جاسکتا ہے جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اسے حق کو دیکھا اس لئے حسین ابن منصور حلاج کا انا الحق قابل مواخذہ نہیں تھا عداوت ازیں یہ جملہ ان کی زبان سے بے وقوفی میں نکلا کرتا تھا۔ (انوار الرحمن)

حضرت موحّد لکھنوی کا یہ کلام خوب ہے بخاری شریف میں ہے کہ جنت حق ہے دوزخ حق ہے قیامت حق ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے اسماء غیر مخصوصہ کا مطلق اسو اللہ پر ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ صاحبانِ نبوت و رسالت کی صدا لگاتے پھر میں اور اکابر طریقت کے اقوال کو اپنی سند بنا لیں ایسے لوگوں کی اہم احمد رضا نے خوب

رفت فرمائی ہے۔

امام احمد رضا کے اقوال و ارشادات مثلاً، مجاہدہ، قلب جاری، صلاح و فلاح، تقویٰ و طہارت، دل کے کبیرہ گناہ فلاح باطن اور ان جیسے دیگر مسائل تصوف کو اگر تفصیل سے لکھا جائے تو امام احمد رضا کی روحانی حیات پر مشتمل ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اخیر میں ہم ان کا ایک قیمتی بیان پیش کر کے بات ختم کرتے ہیں۔

## فلاح باطن کا مفہوم :-

امام احمد رضا نے فلاح باطن کے سلسلے میں نہایت قیمتی بات لکھی ہے جس کی قدر و قیمت وہ لوگ جانتے ہیں جو اہل دل ہیں، راہ سلوک کے مسافر ہیں، فرماتے ہیں کہ قلب و قالب و زائل سے متخلی اور فضا کل سے منجلی کر کے بقایائے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ لا مقصود الا اللہ، بھرا لا مشہود الا اللہ، بھرا لا موجود الا اللہ، متخلی ہو، یعنی نوازا ارادہ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم ہو، پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کیلئے ہے باقی سب ظلال و پر تو یہ فقہائے فلاح و فلاح احسان ہے فلاح تقویٰ میں عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا کہ فتن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز جو جہنم سے چا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہنچا اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ اور غم بھی ان کے پاس نہیں آتا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون تقویٰ و فریقہ

## ارشادات غوث اعظم :-

امام احمد رضا نے تین اہم باتیں ارشاد فرمائیں (۱) اولاً ارادہ غیر سے خالی ہو حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ جب تو مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ خلوت کا ارادہ کرے تو اپنے وجود سے خالی ہو جاؤ اور دلت ان مخلوق مع المولیٰ فاخل عن وجودک (فتح ربانی مجلس ۲۰)

(۲) غیر نظر سے معدوم ہو حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ مردان حق نہ غیر اللہ کو دیکھتے ہیں نہ غیر اللہ سے سنتے ہیں القیوم لا یبصرون غیرک ولا یسمعون من غیرک (ایضاً مجلس ۱۲)

(۳) پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کیلئے ہے حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ راہ سلوک میں، میں اور ہم، بالکل نہیں بصر تو ہی تو ہے، کیونکہ وہی اول آخر ظاہر باطن ہے، مافی ہذہ الطرق اناولا نحن الا انت انت (ایضاً ملفوظات) امام احمد رضا کے اقوال تصوف کو حضور غوث اعظم کے اقوال عارفانہ کے آئینہ میں دیکھئے کہ کیسی مطابقت و موافقت

پائی جاتی ہے سچ فرمایا شیخ اکبر نے کہ عالم ربانی وہ ہوتا ہے جو علم ظاہر و علم باطن کا جاننے والا ہوتا ہے بیشک امام احمد رضا مجمع البحرین تھے۔

امام نے آج سے ایک صدی پیشتر دارالعلوم منظر اسلام قائم فرمایا جو آج تک دینی و علمی خدمات سر انجام دیتا آ رہا ہے آج ضرورت ہے کہ منظر اسلام کے نصاب میں کتب تصوف کو بھی شامل کر لیا جائے تاکہ اس مرکز سے فارغ ہونے والے جامع شریعت و طریقت ہوں۔

## ساری دنیا میں ہے چرچا منظر اسلام کا

از: ----- شیر رضوی کھیر دی

دیکھ کر چہرا نظارہ منظر اسلام کا  
دل ہوا عاشق ہمارا منظر اسلام کا  
خوش اعظم کے صدق اعلیٰ حضرت کے طفیل  
سلسلہ جاری رہے گا منظر اسلام کا  
مفتی اعظم کے صدقہ علیت کی شکل میں  
مجھ کو بھی تحفہ ملے گا منظر اسلام کا  
شاء والا حضرت سبحان رضا کی فکر نے  
حسن اور زیادہ نکھلا را منظر اسلام کا  
اک بریلی میں ہی بس ہوتا ضمیمہ ہے تذکرہ  
ساری دنیا میں ہے چرچا منظر اسلام کا  
سارا عالم اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا  
گلستاں کچھ ایسا ممکا منظر اسلام کا  
انشاء اللہ سنیوں کی بزم میں یوں ہی شیر  
تذکرہ ہوتا رہے گا منظر اسلام کا

# منظر اسلام اور مفسر اعظم ہند

از قلم: ----- (منشی) عبدالواحد قانوری، اوارہ القرآن اسلامک فوٹویشن نیدر لینڈ

منظر اسلام کا پس منظر :- ہندوستان کی سر زمین پر جس وقت مسلمانوں کا کوئی باضابطہ، دینی اور تعلیمی سرگز نہیں تھا، اس وقت دہلی، لکھنؤ (فرنگی محل) خیر آباد اور بدایوں کی محد و دور سگاہوں میں عالمان علوم و دینی اچھی دینی و علمی پیاس بجھانے کو حاضر ہوتے، اور علوم تفسیر و احادیث نیز فقہ اسلامی سے سیراب ہو کر ملک کے مختلف گوشوں کو علمی فیاضوں سے مالامال کرتے تھے، اور جب مذکورہ دور سگاہوں کی لود ختم ہونے لگی تو اسلامی علوم و فنون کے شائقین اور باذوق حضرات کو گریباک و شوارپوں سے دوچار ہونا پڑا، انہیں ایام میں ہندوستانی کے معتبر عالم علوم ربانی بقیۃ السلف سند الخلف مفتی دوراں حضرت علامہ مولانا نقی علی خان صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے شفاف دل میں یہ جذبہ دھراں پیدا ہوا کہ ایک ایسے باضابطہ دینی ادارہ کی بنیاد رکھی جائے جس سے مذہب حق اہل سنت و جماعت کو ماحولیات مسوم قضاؤں سے بچایا جاسکے اور اسکے ذریعہ صالح مبلغین کو علوم و فنون دینی سے آراستہ کر کے اسلامیان ہند کے بنیادی عقائد و اعمال کو کفر و بدعت کی نکوئی سے محفوظ رکھا جاسکے۔ چنانچہ اسی جذبہ صادق کے سارے حضرت موصوف نے ”مصابح التہذیب“ کے نام سے ایک دینی و ملی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب نہ دارالعلوم دیوبند کا وجود تھا نہ مدرسہ اہل حدیث امرتسر و دہلی کا نشان تھا اور نہ ہی ندوۃ العلماء لکھنؤ کا نام لوگوں کے حلیہ خیال میں آیا تھا لیکن برائی کی سر زمین پر اسلامی تہذیب کا چراغ جل رہا تھا جس سے شر اور شر کا قرب و جوار روشن تھا حضرت موصوف کے علاوہ علامہ علمی اور دوسرے مقامی بزرگ اساتذہ کرام علوم و فنون کے گوہر لٹا رہے تھے۔ مگر ”مصابح التہذیب“ کا فیضان زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہا جس کی ایک خاص وجہ یہ ہوئی کہ بانی ”مصابح التہذیب“ علیہ الرحمہ کو تصنیف و تالیف، فتویٰ نویسی اور درس و تدریس وغیرہ سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی تھی کہ وہ ”مصابح التہذیب“ کے شعبہ مالیات کی طرف توجہ دینے بالذاتی طور پر جس قدر ممکن تھا مالی تعاون فرماتے رہے۔ سیر و آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا پھر بھی مصباح التہذیب اور اس کے بانی مہمانی نے عالم اسلام کو ایسی نادرد انمول شخصیتیں عطا کیں جن کے احسانات سے آج بھی اہل سنت کے سر جھکے ہوئے ہیں ان نادرد شخصیتوں میں امام اہل سنت

مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کا اسم گرامی تسبیح کے دانوں میں امام کی طرح نمایاں ہے۔ اگرچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی فراغت علمی ۱۲۸۶ھ میں ہو چکی تھی مگر آپ ہی کے ارشاد گرامی کے مطابق ”فراغت علمی کے بعد افتائویں میں مہارت پکا ملہ حاصل کرنے کیلئے ایک راسخ العلم قبح مفتی کی ضرورت میں سات سال تک مزید زانوئے ادب تہہ کرنا پڑا“ وہ راسخ العلم مفتی و فقیہ النفس اور طبیب حاذق آپ کے والد گرامی علیہ الرحمہ والرضوان ہی کی ذات گرامی تھی جو ان دنوں اپنے علم و فضل سے ”مصباح التہذیب“ کو مصباح التجہذیب بنا رہے تھے۔

**صاحب خطبہ علمی :-** مجدد اعظم کے علاوہ حضرت علامہ علمی علیہ الرحمہ کے علمی فیضان سے کون مسلمان واقف نہیں ہے جنہوں نے خطبہ علمی لکھ کر تمام عجمی مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے۔ آپ بھی اگرچہ مصباح التہذیب کے قیام سے پہلے ہی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے جد امجد اعرف العرفاء حضرت علامہ مولانا شاہ رضا علیہاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے فیض صحبت سے مستفیض و مستفید ہو کر فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ مگر مدرسہ مذکورہ میں درس و تدریس کے دوران آپ نے بارہ مہینوں کے جمعرات و اعیاد کے خطبوں کو نہایت رواں اور سہل عربی میں جمع فرمایا اور پھر ان خطبوں کو وعظ و نصائح پر مشتمل اردو اشعار سے مزین کیا تاکہ سامعین خطبہ کو قہل خطبہ سنا دیا جالیا کرے۔ آج خطبہ علمی (جو دراصل ”مصباح التہذیب“ کی دین ہے) نہ صرف بر صغیر ہندوپاک و بنگلہ دیش میں بے اقبال مسلمان مقبول عام ہے بلکہ یورپ و امریکہ اور افریقہ تک کی مساجد میں عموماً خطبہ علمی کے خطبات گونج رہے ہیں۔ اسی طرح مصباح التہذیب نے کئی دوسرے رہنمایان مذہب و ملت سے بھی مسلمانوں کو سرفراز کیا جو ماضی کے مؤرخین کی ستم نظریہ قیوں کے نذر ہو گئے۔

**:- مصباح التہذیب کے بعد بریلی کی سر زمین پر کوئی باقاعدہ دارالعلوم یا دینی جامعہ نہیں تھا جبکہ ملک کے مختلف شہروں اور بڑی آبادیوں میں بد مذہبوں کے بڑے بڑے مدارس قائم ہو چکے تھے اور اس کے مسموم اثرات سے اسلامیان ہند متاثر بھی ہونے لگے تھے۔ ہاں بد مذہبوں کے مقابلہ میں بعض دینی ذوق رکھنے والے سنی مخیر حضرات نے بعض علاقوں میں مدارس و مکاتب قائم کیا لیکن بد مذہبیت کے تباہ کن سیلابی یلغار کو کما حقہ روک نہیں پائے اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوئی کہ بد مذہبوں کے مدارس کے استحکام و وسعت کے پس پردہ سامراجی طاقت و تعاون کا عمل دخل تھا۔ جس کے اثرات کو زائل کر دینا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ پھر بھی صحیح العقیدہ حضرات اپنے اپنے طور پر بد مذہبوں سے برسرِ بیکار رہے۔ لیکن کوئی ایسی اجتماعی دینی قوت یکجا نہیں کر سکے جس کے ذریعہ بد مذہبوں اور اس کے معاونین فرنگ کو منھ توڑ**



نئی جواب دیا جاسکے۔ اور اس بات کا شدید احساس اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے احباب و مخلصین اور متوسلین حضرات کو تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس اہم دینی ضرورت کی طرف توجہ مبذول فرمائیں لیکن عظیم البرکت اعلیٰ حضرت کو قدرت جل شانہ نے جس عظیم الشان کام کیلئے پیدا فرمایا تھا آپ اس میں شب و روز ہمہ تن مصروف عمل تھے ایک طرف کتاب و سنت کی اسلامی و ایمانی تشریحات و توضیحات سے اسلامیان ہند کے مشام ایمان کو معطر اور جان ایمان کے عشق و محبت کا متوالا بنا رہے تھے تو دوسری طرف بندگان کی توبین آمیز تحریروں، ان کی دسیسہ کاریوں کا مسکت و منہ توڑ جواب لکھ رہے تھے جو ان کی لمبی زبانوں کو ہمیشہ کیلئے انھیں کے تالوؤں سے چپکا دے۔ تیسری جانب فقہ اسلامی کے ظاہری اختلافات کو توافقی و تعلق کا وہ زرین و ہرنگ لباس پہنا رہے تھے جس میں فقہ حنفی اپنے تمام تردلائل و براہین کے ساتھ فقہ اربعہ میں ممتاز و بے مثل نظر آئے اور یہ کام کسی فرد واحد یا کسی ایک شخصیت کا نہیں بلکہ اس کیلئے علماء و ائمن کی پوری تنظیم یا اکیڈمی چاہئے تھی لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے تنہا اس سنگسار زمین میں وہ نمایاں کردار ادا کیا جو اصحاب ترجیح اور مجتہدین فی المسائل کی جماعت کرتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی مصروفیات ہمیں پر شتم نہیں ہوتیں بلکہ جو تھی طرف پورے بر صغیر، وسط ایشیاء اور افریقی ممالک سے آئے ہوئے پشمار فقہی و غیر فقہ سوالات کے جوابات اس سرعت کے ساتھ دے رہے تھے کہ آج اس کا معتدبہ مجموعہ بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل جاپور پر، ”اسلامی انسائیکلو پیڈیا“ کہلاتا ہے گویا اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمہ جو کبھی لڑائی میں مصروف جہاد تھے اور ہر محاذ پر نہایت کامیابی کے ساتھ پیش قدمی فرما رہے تھے۔ ایسے حالات و مصروفیات میں کسی مدرسہ کے قیام کی طرف ذہن کا مبذول دنا عاوانہ مستبعد ہی ہوتا ہے۔ مگر آپ کے مخلصین احباب اور متوسلین حضرات کی جماعت اس کی کوپور کرنے کیلئے ہمہ وقت بے چین رہتی تھی۔ پر آپ کی مصروفیات کے پیش نظر کسی کو عرض دعا کی جرأت نہیں ہوتی حالانکہ اعلیٰ حضرت کے مخلص احباب میں ایسی شخصیتیں بھی موجود تھیں جن کو چلتا پھرتا اسلامی جامعہ یا اسلامی لائبریری کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہے مثلاً حضور صدر الافاضل، حضور صدر الشریعہ، شیر اسلام حضرت پیر جماعت علی شاہ، حضور محدث اعظم ہند، اور اعلیٰ حضرت کے شہزادگان والا شان عظیم الرحمہ والرضوان، لیکن یہ سب ہی حضرات یہ چاہتے تھے کہ کسی بھی ادارہ کے قیام سے قبل آپ کی صوبہ یہ معلوم کر لی جائے تاکہ آپ کی روحانی توجہات کا وہ مرکز بن جائے۔

ایک سید کی سفارش :- بالآخر اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمہ کے مزاج شناس احباب و متوسلین نے حضرت قبلہ سید امیر احمد صاحب کو اس سلسلہ میں واسطہ بنایا۔ حضرت قبلہ سید صاحب آپ کے خوشہ چیںوں میں سے تھے۔ اکثر و

یہ شعر دیگر احباب کے ساتھ خدمت میں موجود رہے۔ ایک دن موقع پا کر حضرت سید صاحب نے نہ صرف ایک دینی مدرسہ کے قیام کا تذکرہ کر دیا بلکہ پر زور سفارش کرتے ہوئے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ ”حضرت! اگر آپ نے اہل سنت و جماعت کی بقا اور اس کی ترویج و اشاعت کیلئے مدرسہ قائم نہیں فرمایا اور بد مذہبوں و ہمایوں، دیوبندیوں، مرزائیوں و غیرہم کی تعداد میں یونہی اضافہ ہو تا رہا تو میں قیامت کے دن آپ کے آقا و مولیٰ جانِ ایمان شفیع اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی خلاف نالش کر دوں گا“ یہ سننا تھا اور وہ بھی ایک سید زادہ کی زبان سے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ لرزہ بر اندام ہو گئے۔ آنکھیں اشکیار ہو گئیں اور اسی حال میں قاتل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا سید صاحب آپ کا حکم میرے سر اور آنکھوں پر مدرسہ ضرور قائم کیا جائے میں اس کے لئے زیادہ وقت تو نہیں دے پاؤں گا البتہ جب بھی ضرورت پڑے گی میں اس سے الگ نہیں رہوں گا ہاں اس کے پہلے ماہ کا کل خرچ میں خود لو ا کروں گا پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کے اخراجات کو سنبھال لیں۔

**منظر اسلام کا قیام :-** اعلیٰ حضرت عظیم المیرکت کی رائے عالی اور مدرسہ کے قیام سے متعلق آمادگی کا علم ہو جانے کے بعد آپ کے احباب و متوسلین کو بے حد خوشی حاصل ہوئی اور پھر شرریلی میں ”مصابح التہذیب“ کے بعد ۱۳۲۲ھ میں منظر اسلام کی بنیاد رکھی گئی اور یہ تاریخی نام آپ کے برادر عزیز حضرت علامہ استاذ من جناب حسن رضا خاں نے تجویز فرمایا۔

**مہتمم اول :-** مدرسہ کو باضابطہ اصولی طور پر چلانے کیلئے اس کے اصول و ضوابط تیار ہوئے مجلس مشاورت و رکنگ کمیٹی کا وجود عمل میں کیا۔ اور مخصوص عمدیہ اوروں کا انتخاب ہوا، نائب اعلیٰ حضرت خلیفہ اکبر حضور جید الاسلام مولانا شاہ حامد رضا علیہ رحمۃ السلام منظر اسلام کے پہلے سربراہ اور استاذ من علامہ حسن علیہ رحمۃ ذی المن پہلے منتظم ہوئے، مدرسہ نے جس حسن سرعت و کامیابی کے ساتھ منزل ارتقاء کی طرف بڑھنا شروع کیا کہ حیرت معلوم ہوتی ہے۔ منظر اسلام کے صرف تین سالہ مناظر گزرے تھے کہ اس کے درس و تدریس، تربیت اخلاق و تہذیب اور حسن اہتمام نے ملک بھر کے علماء اور عوام کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ابوالفضل مولانا علامہ شاہ سلامت اللہ صاحب مجددی رامپوری مفتاح بہ سراج الدین علیہ الرحمہ (م ۱۳۳۸) نے استاذ من حضرت حسن کے دور اہتمام میں منظر اسلام کا معائنہ فرمایا۔ طلباء مدرسہ کا تحریری و تقریری امتحان لیا پھر اپنی تفصیلی رپورٹ تحریری شکل میں حضور سربراہ اعلیٰ کی خدمت میں پیش کی۔ اس رپورٹ کے اقتباسات سے آپ بھی لطف اندوز ہوتے چلیں تاکہ اس ابتدائی دور کے منظر اسلام کے اعلیٰ کار کردگی کا صحیح اندازہ آپ لگا سکیں حضرت سراج اللہ والدین علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔



نے اپنے مشن کو جاری رکھتے ہوئے قیام مدرسہ کیلئے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا اور اس کے پہلے ماہ کا کل خرچ بھی اپنے اوپر لے لیا۔ آپ کے احباب و مخلصین نے حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کی سربراہی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی دعاؤں کے سایہ میں مدرسہ منظر اسلام قائم کیا جس کے بانی حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام قرار پائے اور نظامت علیا کی ذمہ داری استاذ زامن علامہ حسن علیہ الرحمہ کے تدبیر کشاہتوں میں دیدی گئی جنہوں نے اپنی مختصر سی مدت نظامت میں (۱۳۲۲ھ تا ۱۳۲۵ھ) منظر اسلام کو شاہراہ ترقی پر ایسا گامزن کر دیا کہ اس کے مبتدی اور متوسط طلبہ کی راسخ العلم علماء کی بارگاہ ہوں میں بھر نوبہ پڑائی ہونے لگی اور اس کے متخی طلباء اپنی فراغت علمی سے قبل ہی اپنی تحریرات فتاویٰ اور مسئلوں کتب معقول و منقول کے مطالب و عبارات مغنیہ کی تفصیم و تقریر میں مثال نہیں رکھتے تھے۔

معائنہ مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منظر اسلام نے اپنی سہ سالہ کم عمری میں ہندوستان کے مدارس عربیہ میں ایک امتیازی مقام حاصل کر لیا تھا۔ جس کی نظیر اقلیم ہند میں نہیں تھی۔ پھر ایک عالم ربانی، مجددی ولی کامل حضرت سرانج السیّد والدین کی ولی تمنا کیں اور دعائیں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئیں کہ وہ مستحق مدرسہ اور فارغین مدرسہ ہذا کے ذریعہ نہ صرف اطراف و جہان کی قلمتیں اور کدورتیں کا فور ہوئیں بلکہ اس کے نور علم و عمل نے دنیا کے بیشتر براعظموں کو روشن و تابناک بنادیا۔

**مہتمم شافعی :-** ۱۳۲۶ھ میں مدرسہ کے مہتمم لاول استاذ زامن علامہ حسن بریلوی علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کے بعد، سربراہی کے علاوہ مدرسہ کے اہتمام کی بھی پوری ذمہ داری حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام پر آئی۔ حضور حجۃ الاسلام نے اہتمام و نظامت کے علاوہ باضابطہ درس و تدریس کا بھی سلسلہ جاری فرمایا۔ مدرسہ کے مدرس اول حضرت علامہ مولانا رحمہ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مستغنی ہو جانے کے بعد کتب معقول و منقول کے ساتھ ساتھ دورہ حدیث کی کتابیں بھی آپ کے زیرِ درس آئیں اور آپ نے اپنی تمام ذمہ داریوں کو نہ صرف باحسن وجود انجام دینا شروع کیا بلکہ مدرسہ کے ہر شعبہ کو آگے سے آگے بڑھانے کی سعی بلیغ فرماتے رہے۔ حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے زمانہ میں فارغین مدرسہ کی دستار فضیلت کے مواقع پر متحدہ ہندوستان کے مشہور و معروف اور جید علماء کرام کے علاوہ اساطین ملک و ملت اور مخیر اہل ثروت حضرات اجلاس میں شریک ہوتے اور فارغین کے جب و دستار کے وجد آفرین نظارہ سے محظوظ ہوتے تھے۔ اہل اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ خود حجۃ الاسلام کے علاوہ کرام کو اسناد و دعاء سے نوازتے رہے لیکن وصال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بعد برصغیر کے مجاہد جلیل شیخ طریقت حضرت علامہ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری، شیخ الشیخ



سجادہ نشین حضور خواجہ غریب نواز حضرت دیوان صاحب، اور دیگر عمائد و اساطین ملت تشریف لاتے رہے اور فارغ التحصیل طلباء مدرسہ کے سردار پر دستار فضیلت باندھتے رہے۔ حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام ۱۳۲۲ھ سے تا طین حیات مدرسہ کی سرپرستی، نظامت و اہتمام اور دارالحدیث کو اپنی مسلسل جدوجہد سے چار چاند لگاتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۳۶۲ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

**مہتمم ثالث :-** حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام نے اپنے دور اہتمام ہی میں اپنے داماد حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان صاحب علیہ الرحمہ کو اپنا نائب مہتمم نامزد فرمادیا تھا۔ لہذا حضرت کے وصال پر ملال کے بعد آپ دارالعلوم منظر اسلام کے تیسرے مہتمم و ناظم ہو گئے۔ آپ کے دور نظامت میں مدرسہ کے اندر کوئی قابل ذکر اضافہ تو نہیں ہوا البتہ آپ نے نہایت حوصلہ مندی اور جرأت کے ساتھ مدرسہ کو اس معیار سے گرنے نہیں دیا۔ آپ نے بھی حسب سائق اہتمام کے علاوہ درس و تدریس کا شغل جاری رکھا، آپ کے دور نظامت میں دارالعلوم کی آمدنی نسبتاً محدود ہوتی گئی جس کا اثر اگرچہ دارالعلوم کے اخراجات پر پڑا اور بعض مدرسین مستعفی ہوئے پھر بھی دارالعلوم اپنے پرانے آن بان کے ساتھ چلتا رہا۔ آزادی اور پھر تقسیم ہند کے بعد یہ صغیر میں جو افراتفری مچی اس کی تباہی و بربادی کا کون انکار کر سکتا ہے اس کی وجہ سے نہ صرف منظر اسلام بلکہ ملک بھر کے مدارس و جدید متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اسی دوران حضرت مہتمم ثالث نے ترک وطن کا ارادہ فرمایا۔ اور نقل وطن کر کے مغربی پاکستان چلے گئے۔ اور نہایت عجلت میں دارالعلوم کا اہتمام اور دفتر کا چارج فیاض نامی ایک شخص کو دے گئے۔ جس نے حکومتی اہل کاروں سے مل ملا کر مدرسہ کا اہتمام باضابطہ طور پر اپنے نام رجسٹرڈ کر لیا۔ اس کے بعد مدرسہ کی مجلس مشاورت و رکننگ کمیٹی کے افراد سے یک گونہ بے نیاز و لا پرواہ ہو کر مدرسہ میں ڈکٹیٹر شپ چلا نا شروع کر دیا۔ فیاض صاحب کے اس طرز نظامت سے حضور حجۃ الاسلام کے مریدوں اور متوسلین رضویہ کو روحانی تکلیف پہنچی اور اپنی اپنی ناگوار یوں کی شکایتیں حضور منظر اعظم تک پہنچانے لگے۔ او سر دارالعلوم کے محنتی اور بھی خواہ مدرسین نے کیے بعد دیگرے دارالعلوم کو خیر آباد کرنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں کثیر طلباء منتشر ہو گئے اور دارالعلوم بیوں جانی کا شکار ہو گیا۔ او سر منظر اعظم تک مسلسل حکایتوں کا سلسلہ جاری ساری رہا۔ حضرت نے دارالعلوم کے یہی خواہوں کو تسلی دیتے ہوئے فیاض کے خلاف کارروائی کا حکم دیا۔ معاملہ قانونی چارہ جوئی تک پہنچا۔ فیاض صاحب کے خلاف قانونی کارروائی کرنے والے حامدی و رضوی تحصیل و معادین نے حضور منظر اعظم ہند کے نام کو آگے رکھا۔ گویا فیاض کے خلاف یہ مقدمہ دارالعلوم کے اصل حقدار اور دیگر آراضیات و مکانات کے جائز متولی کی طرف سے دائر ہوا، چند ہی تاریخوں کے بعد فیاض کو مدرسہ چھوڑنا پڑا۔



**مقدمہ رابع :-** حضرت مفسر اعظم ہند کو عوامی حمایت اور رضوی و حامدی متوسلین کی اعانت پہلے ہی حاصل ہو چکی تھی اور اب قانونی طور پر بھی دارالعلوم کا اہتمام اور دیگر آراخیات کی تولیت مل گئی۔

**مفسر اعظم ہند قدس سرہ :-** حضور مفسر اعظم ہند کی ولادت باسعادت دس ربیع الآخر ۱۲۲۵ھ کو بریلی میں ہوئی۔ چونکہ خاندان اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمۃ میں یہ پہلی اولاد تریبہ تھی یعنی حامد مہی افان من حامد کا وہ پہلا پوتا تھا جو آگے چل کر تاور وبار آور درخت سرسبز بننے والا تھا اسلئے آپ کی پیدائش کی بخت خوشی نہ صرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ یا آپ کے والدین کریمین کو ہوئی بلکہ جملہ متوسلین رضویہ سرور و شادماں تھے۔ آپ کی پیدائش مبارک پر مدرسین دارالعلوم اور طلباء کرام کی ضیافت کا نہایت پر تکلف انتظام خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا استاد زامن علامہ حسن بریلوی نے اس موقع پر بڑے یادگار اشعار کہے انہیں اشعار میں ایک مصرع یہ بھی تھا۔ علم و عمر، اقبال و طالع دے خدا۔ یہ مصرع استقریر بہت اور بر محل تھا کہ اسی کے بعد اواجہ سے آپ کی تاریخ ولادت نکل آئی، آپ کو خاندان رضا میں یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ۱۲ شعبان المعظم ۱۲۲۹ھ بروز چار شنبہ آپ کی ہسم اللہ خوانی کرائی۔ اسی وقت بیعت و اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور آپ کے حق میں ارشاد فرمایا کہ ”میرا یہ پوتا میری زبان ہوگا“ آپ کی ابتدائی تعلیم، علوم و فنون کی چار دیواری میں والدہ کریمہ اور جدہ محترمہ کی نگرانی میں ہوئی۔ سات سال کی عمر میں دارالعلوم منظر اسلام میں داخل کئے گئے۔

دارالعلوم کے ممتاز اساتذہ کرام اور محدثین عظام کے زیر شفقت آپ کی تعلیمی و تہذیبی تربیت ہوتی رہی اور آپ پر وہ ان چہ جتے رہے، علوم اسلامیہ اور فنون مردجہ کے حصول کے دوران ہی ۱۳۴۰ھ و ۱۹۴۱ء میں آپ کے جد کریم الخف عظیم مجدد و اعظم امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کا سایہ کرم بظاہر آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ پھر تقریباً ۱۹ سال کی عمر شریف میں حضور حجۃ الاسلام، حضور ملک العلماء بہاری، مجاہد ملت اڑیسوی، استاد الاساتذہ مولانا رحمہ اللہ منگلوری، حضرت علامہ مولانا احسان علی صاحب محدث بہاری، ابو العالی حضرت مولانا ابرار حسین عمری عظیم الرحمۃ کی موجودگی میں ۱۳۴۳ھ و ۱۹۲۵ء کے جلسہ دستار فضیلت کے پر مسرت موقع پر آپ کے سر و دستار فضیلت رکھی گئی اور اسی مبارک ساعت میں علامہ ربانین اور مشائخ کرام کی شادت و موجودگی میں حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام نے آپ کو خصوصی طور پر اپنی نیابت و خلافت سے سرفراز فرمایا بائیس سال کی عمر شریف میں ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ و ۱۹۲۸ء کو آپ کی باضابطہ شادی و رخصتی ہوئی۔ حالانکہ آپ کا نکاح عالم صغیر ہی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اپنے ۷۰ سرے صاحبزادہ



کی تلاش میں فریاد کرتا ہوا حضور مفسر اعظم کی شفقت بھری گود میں آگیا۔ اور حضرت اقدس نے اسے کمال محبت و شفقت سے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اب وہ دارالعلوم جو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی انگلیاں آنکھوں سے پڑھا تھا اور قلیل مدت میں اپنی تلمذ کیوں سے ہندوستان کے عظم و جہل کو روشنی سے بدلتا ہوا دیکھنے لگا۔ سہیت کو جلا جاتا ہوا پھر زمین پر آگیا تھا۔ زبانِ رضائے اسے لوریاں سنائیں اپنی آنکھوں سے لگایا اور اس کی جدید شیرازہ کی کیلئے اپنے شب و روز، صبح و شام اور سفر و حضر ایک کر ڈالا۔ آپ چاہتے تھے کہ وہ دارالعلوم جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کو حضور پر نور شافع محترم رحمۃ اللہ علیہ کے حضور ایک سید زادے کی مالش سے چمانے والا اور انعام مکرال دلائے والا ہے وہ پھر سے اپنے سابقہ روایات کے ساتھ زندہ پا سکے ہو جائے اور اس کی بیادیں اس قدر مضبوط و مستحکم ہو جائیں کہ پھر کسی نابالغ کی نااہلیت کا شکار نہ ہونے پائے۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ نے اس کے وفتری نظام کو ٹھیک کیا اس میں دودھ تین تین منشیوں اور کلرکوں کا تقرر کیا۔ اس کے بعد منتفی، تجربہ کار اور ذائقہ فائق اساتذہ کی طرف دھیان دیا۔ انھیں نئے اور پرانے اساتذہ میں سے استاذ العلماء محدث بھاری حضرت مولانا احسان علی صاحب فیض پوری کو انوار العلوم دامودرپور سے دوبارہ بلا کر منصبِ محدثیت پر فائز کیا۔ پھر جب دارالعلوم میں ان کسمتہ مشفق جید اساتذہ کرام کے زیر سایہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہوا تو قرب و جو اور دور و دراز کے باذوق طلباء خود بخود دارالعلوم کی جانب کشاں کشاں آنا شروع ہو گئے۔ جب دارالعلوم میں درس و تدریس، تعلیم و تعلم کا معاملہ اطمینان بخش ہو گیا تو آپ نے شعبہ مالیات کی طرف توجہ دینی شروع کی۔

**منظر اسلام کے ذرائع آمدنی :-** دارالعلوم کے شعبہ مالیات کو مضبوط بنانے کیلئے حضور مفسر اعظم ہند

نے کئی جنم کئے۔ مظلوم کیر جلیفی و اصلاحی دورہ جس میں آپ نے دارالعلوم کے مقاصد قیام اور اس کی نشاۃ ثانیہ کو علامتہ مسلمین کے سامنے رکھا، اور ان کے خوابیدہ نمبروں کو جھنجھوڑتے ہوئے انہیں دارالعلوم کے تعاون کیلئے آمادہ کیا۔ صحیح عقائد اور اعمال صالحہ کی اصلاح پر مشتمل مضامین کی اشاعت رسالوں اور کتابوں کی شکل میں کی، تاکہ اس کا کلی منافع دارالعلوم کے شعبہ مالیات میں جائے۔ اس کا طریق کاریہ تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں کتابوں کی اشاعت ہوتی جسے آپ اپنے منہج اور متدین مریدوں اور متوسلین رضویہ میں سودو سو کی تعداد میں دیدیتے اور وہ حضرات کتابوں کو فروخت کر کے یا مفت تقسیم کر کے اس کی کل قیمت واسطہ مفسر اعظم ہند دارالعلوم کی تحویل میں جمع کرا دیتے تھے۔ مسلمانوں کا نادار و پسماندہ طبقہ جو اپنی غربت کی وجہ سے اپنے ماحول میں جلسہ جلوس کا اہتمام نہیں کر پاتے تھے وہاں ذاتی مصارف سے جلسہ دینی کا اہتمام و انتظام جس میں بجائے نذرانے والے مقررین کے خود تقریر فرماتے یا اپنے شاگردوں کو تقاریر کا حکم دیدیتے اس طرح وہ پر

خلوص جلسہ نہایت کامیاب ہوتے، پھر غرباء و نادار حضرات اپنی خوشی سے جو رقم اکٹھی کرتے اسے آپ کے ذریعہ دارالعلوم کی نذر کر دیا کرتے تھے۔ لاؤڈ اسپیکر، درمی، اور ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کا خصوصی انتظام کیا کہ جن بستییوں اور آبادیوں میں کم مسلمان ہیں وہاں جا کر محافل میلاد شریف، محافل درود خوانی، محافل ذکر اور چھوٹے موٹے جلسوں کا اہتمام کریں اور انہیں لوگوں کو دین حق اور مذہب اہل سنت سے قریب کر سکیں یہ سب پروگرام اپنے نتائج کے اعتبار سے نہایت کامیاب ہوتے اور لوگ بطیب خاطر دارالعلوم کی ماہانہ اور سالانہ ممبری قبول کرنے کیلئے خود پیش قدمی کرتے جس سے دارالعلوم کی مستقل آمدنی میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔

**ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ کا اجراء :-** اس ماہنامہ کا اجراء بھی دارالعلوم کے مفاد میں ہوا کہ اس کے ذریعہ عوام و خواص مسلمان کو دارالعلوم کے احوال و کیفیات کی مسلسل خبریں ملتی رہیں اور مذہب کی آمد و خرچ سے عامہ مسلمان آگاہ ہوتے رہیں۔

تعویذات نویسی کی طرف حضور مفسر اعظم ہند کا میلان بہت کم رہا لیکن عوامی مطالبات کے پیش نظر اس کام کیلئے آپ اپنے کسی مرید یا شاگرد کو ساتھ رکھتے مگر انہیں تاکید ہوتی تھی کہ کسی حاجتمند سے روپیہ یا عیہ کا مطالبہ ہرگز نہیں کیا جائے ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے دیں تو اسے دارالعلوم کیلئے قبول کر لیا جائے۔ لہذا عوام تعویذ کے ذریعہ جو فتوحات ہوئیں وہ بھی دارالعلوم کے شعبہ مالیات میں جمع کر دی جاتیں۔ سرفراہ اور محصلین چندہ کی بھی آپ نے تقرری فرمائی۔ سرفراہ میں زیادہ تر فارغ التحصیل علماء ہوتے جو اپنی تقریروں کے ذریعہ دین حق کی اشاعت بھی کرتے اور صنیعہ واقع دارالعلوم کیلئے آمد اوی رقوم بھی جمع فرماتے۔ اکثر سرفراہ اور محصلین کی تحفہ ہیں مقرر ہوتیں، موسم خیر کے علاوہ عام دنوں میں بھی ملک کے مختلف علاقوں اور صوجات سے بذریعہ منی آرڈر آمد اوی رقوم دارالعلوم کے دفتر میں آتی رہتی تھیں۔

**دارالعلوم کی پیندا وار :-** حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے وصال کے بعد کئی سالوں تک دستار فضیلت کا جلسہ نہیں ہو سکا ہاں حفاظ و قراء کی دستار بندیاں ہوتی رہیں۔ حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ والرضوان کی دلی تمنا تھی کہ دارالعلوم میں ماضی کے ایام لوٹ آئیں اور دستار فضیلت کا وہی پر کیف منظر پھر اہل سنت و جماعت کو دعوت و نظارہ دینے لگے چنانچہ آپ نے دورہ حدیث کی طرف توجہ فرمائی، حضرت مولانا احسان علی علیہ الرحمہ کے علاوہ خود آپ مستقل طور پر دارالحدیث میں بیٹھنے لگے، مسلم شریف، ابن ماجہ اور ترمذی دورہ حدیث والوں کو پڑھاتے جبکہ محدث بیماری بخاری شریف، ابوداؤد شریف، ابونسائی شریف کا دورہ کراتے، نظام الاسباق میں رد و بدل بھی ہوتا لیکن جو بھی کتابیں آپ کے زیر



درس آتیس نہایت ہی خندہ پیشانی اور انشراح قلب کے ساتھ پڑھاتے۔ سال بھر کوشش کرنے کے بعد فارغ التحصیل ہونے والوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ حضور رحمۃ السلام علیہ رحمۃ السلام کے عرس مبارک کے موقع پر نہایت شان و شوکت سے جلسہ دستار فضیلت کا بھی انعقاد ہوا۔ اس کے بعد ہر سال علماء اور حفاظ و قراء کی دستار بندی پابندی کے ساتھ ہونے لگی فارغ التحصیل ہونے والے علماء کرام کا کئی کئی دنوں تک امتحان لیا جاتا اور اچھے نمبرات حاصل کرنے پر انہیں اعلیٰ حضرت عظیم المبارک علیہ الرحمہ کی گرفتار تصانیف انعام میں دی جاتیں اور اعلیٰ قسم کے جید دستار سے نواز جاتا۔ محققین حضرات میں کبھی حضور محدث اعظم ہند کبھی امام النحو علامہ غلام جیلانی میر تقی کبھی فقیہ الفاضل حضرت علامہ مفتی اجمل حسین سنہلی کبھی حضور مجاہد ملت اور کبھی مولانا حافظ مصلح الدین علیم الرحمۃ، غیر ہم تشریف لاتے اس طرح زرین عہد ماضی کی یادیں پھر تازہ ہونے لگیں اور بے چین دلوں کو چین آنے لگا۔ جو لوگ کل تک دارالعلوم کی شکایت کرتے تھے وہی لوگ بداحول اور معاونین میں شامل ہو گئے۔

**حضور مسرہ اعظم ہند کا طریقہ اہتمام:** یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب دارالعلوم منظر اسلام کی عمارت بغیر کسی منزل کے تھی، عمارت کی پیشانی پر ”دارالعلوم منظر اسلام سوہاگران بریلی“ کا قدامد دروازہ لگا ہوا تھا، جسکے ذیل میں ”یادگار اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قاضی بریلوی علیہ الرحمہ“ لکھا ہوا تھا۔ جو راہگیر بھی سڑک سے گزرتا تو دروازے پر اس کی نگاہ ضرور پڑتی۔ سڑک سے تین چار ڈیڑھوں کی بلندی پر دروازہ کی عمارت شروع ہوتی تھی سب سے پہلے کمرہ میں دارالعلوم کا دفتر تھا جس میں منشی طفیل، حافظ انعام اللہ، تسنیم بریلوی صاحبان بیٹھے اور دارالعلوم کی تمام تر آمدنی و خرچ کا حساب و جملہ چیزوں میں درج کیا کرتے تھے، دفتر کے بعد دارالعلوم کا ایک بڑا سا چوٹی دروازہ تھا جسکو مذکورہ منشی حضرات ہی کھول دیا کرتے تھے۔ دروازہ کے بعد ایک وسیع و عریض صحن تھا جس کے شمالی جانب شرقی و غربا ایک والان تھا جس میں مغربی جانب دارالعلوم کی تجوری درجی اور بقیہ حصوں میں طلباء اپنے اسباق کتب کا مطالعہ یا آپس میں بیٹھ کر محرار اسباق کیا کرتے تھے۔ صحن کے مغربی سمت میں ایک وسیع ہال برآمدہ کے ساتھ تھا جو حضرت بحر العلوم مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ کی درس گاہ تھی، بحر العلومی درس گاہ سے متصل جنوب کی جانب شیخ الحدیث یا مجتہم صاحب قبلہ کی درس گاہ تھی۔ حضور شیخ الحدیث مسرہ اعظم ہند علیہ الرحمہ جلوہ گاہ سے قریب ہی مشرقی جانب حضرت محدث بہاری استاذ العلماء حضرت مولانا احسان علی صاحب علیہ الرحمہ جلوہ بار ہوتے تھے اور کبھی اسی درس گاہ میں حضور مسرہ اعظم ہند بھی درس تفسیر حدیث دیا کرتے تھے۔ اور دونوں محدثین کی درس گاہوں کے درمیان ایک چھلی تھی جس کا دروازہ سڑک کی طرف کھلتا تھا۔ اور صحن سے متصل



مشرق و شمال کی جانب فاضل معقولات و منقولات علامہ مفتی چمنگیر صاحب علیہ الرحمہ کی درسگاہ تھی، بقیہ مدرسین مثلاً مولانا بشیر الدین احمد وغیرہم محسن دارالعلوم میں کھلی چھت کے نیچے اپنی اپنی درسگاہیں قائم کرتے تھے دیگر مدرسین و معلمین روضہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی چھت پر کتب خانہ حامدی یا اس سے متصل حصوں میں حفظ و قرائت اور لہذا کی صرف و نحو نیز پرائمری و درجہ میں مصروف رہا کرتے تھے۔ بس یہ تھیں دارالعلوم منظر اسلام کی درسگاہیں۔۔۔

ان دنوں میں حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کا مستقل قیام خواجہ قطب میں تھا جو دارالعلوم سے تقریباً ایک فرلانگ کی دوری پر واقع ہے۔ حضرت موصوف روزانہ نماز صبح کے بعد اور آدوؤ خاکف میں مصروف رہتے، چند منٹوں کے لئے اندرون خانہ تشریف لے جاتے تھے پھر واپس آکر دالان عام میں رونق افروز ہوتے جہاں پر باہر سے آئے ہوئے مہمان اور شہر کے خصوصی حضرات آپ سے ملاقات کرتے، حضرت انہیں لوگوں سے مصروف گفتگو رہتے اسی اثناء میں اندر حویلی سے چائے ناشتہ آجاتا پھر چائے نوشی کے بعد آپ علامہ و علماء وغیرہ زبیر تن فرماتے بائیں ہاتھ میں عصا اور دائیں ہاتھ میں قدرے بڑے دانوں کی تسبیح کے ساتھ بیدل مکان سے روانہ ہوتے۔ خواجہ قطب سے دارالعلوم تک اپنے پرانے مسلم غیر مسلم جو بھی راستے میں سامنے آجاتا وہ آپ کے قدموں کو چومتا بعض لوگ مصافحہ کے بعد دست بوسی بھی کرتے آپ سب کیلئے انکے حسب حال دعاء فرماتے اور آہستہ آہستہ درود اسم اعظم پڑھتے ہوئے سوداگری محلہ میں داخل ہوتے۔ سب سے پہلے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ نہایت اخلاص و زاری کے ساتھ فاتحہ خوانی میں مصروف رہتے۔ اندرون روضہ عالیہ آپ عموماً حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے پاؤں کھڑے ہوتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ دروازہ ہی پر کھڑے کھڑے فاتحہ پڑھ لیتے اور حاجی کفایت اللہ کو صفائی و ستھرائی کی تاکید فرما کر دارالعلوم کی طرف روانہ ہو جاتے۔ دارالعلوم میں آنے کے بعد سب سے پہلے تھوڑی دیر کیلئے دفتر میں تشریف رکھتے منشی حضرات سے یومیہ آمد و خرچ کار جسر طلب فرما کر اس کا محاسبہ کرتے اور دستخط فرما کر منشی کے حوالے کر دیتے۔ کبھی کلرکوں کو سرزنش فرماتے اور کبھی مٹھائی منگوا کر فاتحہ کے بعد اُمیں پیار و محبت سے کھلاتے بھی تھے پھر انہیں ضروری ہدایات دینے کے بعد دفتر میں یومیہ آمدنی کا ہتھیہ حصہ ان سے وصول فرما کر رجسٹر مد دستخط کرتے اور اس رقم کو اپنے ہاتھوں سے تجوری کے حوالے فرما دیتے۔۔۔ دفتری امور سے فارغ ہو کر سیدھے حضرت بحر العلوم کی درسگاہ میں تشریف لاتے جہاں پہلے ہی سے اساتذہ طلبہ موجود ہوتے۔ آپ کے آگے ہی تمام حاضرین کھڑے ہو کر قرآن صحیفہ ہی میں مصروف ہو جاتے۔ بڑے ہی اہتمام و انداز میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا مشہور سلام ”مصلیٰ جان رحمت پہ لا کھوں سلام“ پڑھا جاتا سلام کے اختتام پر حضور مفسر اعظم

ہند علیہ الرحمہ نہایت ہی الطرح و ذاری کے ساتھ دیر تک دعاء فرماتے۔ پھر کبھی ضروری ہدایات کیلئے دارالعلوم کے مدرس ہوں بحر العلوم کی درسگاہ میں بیٹھتے اور کبھی دعاء کے فوراً بعد اپنی درسگاہ میں تشریف لے آتے جب کبھی آپ کے پاس درس کی جھنکی خالی ہوتی تو آپ دوسرے معلمین کی درسگاہوں میں تشریف لے جاتے اور ان کے طرز و درس و افہام کو بغور ملاحظہ فرماتے۔ کبھی کبھی ان درجہ کو بھی دیکھ آتے جو روحہ اعلیٰ حضرت کی چھت اور کتب خانہ حامدیہ وغیرہ میں قائم ہوا کرتے تھے۔ اسلام صحیحاً ہی کے بعد تمام معلمین و متعلمین تعلیم و تعلم میں مصروف ہو جایا کرتے تھے، چونکہ دارالعلوم کے اکثر طلباء شرعی مسجدوں میں الامت و خطابت کے مناصب پر مامور ہوا کرتے تھے بعض بعض مسجدوں میں دود و ثمن تین طلبہ رہا کرتے تھے اس طرح ہزاروں طالب علموں کی گنجائش مساجد میں ہو جایا کرتی تھی ان حضرات کی آمد میں کبھی دیر سویر ہو جایا کرتی تھی تو حضور مفسر اعظم ہند باز پرس فرماتے تھے۔ دارالعلوم کے درس و تدریس کا سلسلہ بارہ ایک بجے دن تک رہتا اور جمعہ کے دن عام چھٹی ہوتی۔

ہر مدرس اپنے اپنے نظام الاسباق کا پابند ہوتا اور مہینہ میں ایک بار اپنی تدریسی رپورٹ حضور مفسر اعظم ہند کی خدمت میں پیش کرنی ضروری ہوتی جس سے معلوم ہوتا کہ کس جماعت کے طلبہ نے کتنی ترقی کی ہے اور کون کون طالب علم درس سے غیر حاضر رہتا ہے۔ پھر آپ اسی رپورٹ کے مطابق مدرسین یا طلبہ کو ہدایت دیا کرتے تھے۔۔۔ حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ خود اپنے نظام الاسباق کی سختی سے پابندی فرماتے اگر دو چار دنوں کیلئے کہیں تقریری یا تبلیغی پروگرام میں جانا ناگزیر ہوتا تو آپ ضرور تشریف لے جاتے لیکن واپس آنے کے بعد وقت کی پرولہ کئے بغیر ناغہ شدہ اسباق کو پڑھنا آپ ضروری اور اپنی ذمہ داری خیال فرماتے تھے تاکہ سال کے اختتام پر کسی جماعت کی کوئی کتاب باقی نہ رہنے پائے۔ حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ بالرضوان اپنے نظام الاسباق کے علاوہ فیضان عام کیلئے کبھی تفسیر جلالین، کبھی مشکوٰۃ الصالح، کبھی الشفاء، اور کبھی کتاب التوحید (المجدی) کا عام درس دیا کرتے تھے جس کا انداز، مناظرانہ اور مباشانہ ہوا کرتا تھا اس خاص درس میں دور و حدیث کے علاوہ متوسلین و مبتدعین طلباء بھی شریک ہوا کرتے تھے بلکہ بعض اساتذہ کرام بھی شامل درس ہوا کرتے تھے۔ حالانکہ مذکورہ کتابوں کا بالاستیعاب درس دوسرے مدرسین حضرات کے پاس ہوا کرتا تھا، لیکن مفسر اعظم کے درس کی بات ہی زالی تھی۔

اوقات درس کے بعد مدرسین و طلباء اور ملازمین دارالعلوم اپنی اپنی حاجتیں ضرورتیں حضور مفسر اعظم ہند کی خدمت میں پیش کرتے اور حضرت والا ہر ایک کے الجھے ہوئے معاملات کو سلجھانے اور پریشانیوں کو دور کرنے کی علی الفور



**تعمیرات :-** حضور چچہ والا سلام علیہ رحمۃ السلام کے دور گرامی میں عمارت دارالعلوم یاروحۃ امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے بالائی حصہ میں کتب خانہ حامدی اور وسیع و عریض چھت بنوائی گئی وہی سب عمارتیں حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ کے وقت تک رہیں عمارتوں میں کوئی اضافہ یا توسیع نہیں ہوئی البتہ ۱۳۶۷ھ، ۱۳۶۸ھ کے اوائل میں جب مصر کے جامعہ اذہر سے عربی ادب کے اساتذہ کے آنے کی باتیں کھل ہو گئیں تو حضور والا کو ان اساتذہ کی قیام گاہ و درس گاہ کی فکر ہوئی۔ خود فکر کے بعد یہ سب طے پایا کہ روضہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی چھت بہت وسیع ہے کیوں نہ اسی پر کمرے بنادیتے جائیں یہ اس وقت کی بات ہے جب سوداگران قحط میں مسجد رضا دارالعلوم، روضۃ امام اہل سنت اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ و الرضوان کی قیام گاہ کے علاوہ کوئی دوسری جگہ یا دوسرا مکان کسی مسلمان کا نہیں تھا چنانچہ مذکورہ چھت کے مشرقی کنارہ پر دو چھت خوبصورت کمرے بنائے گئے جس کے ساتھ غسل خانہ اور لیشرین طے ہوئے تھے۔ جامعہ اذہر سے چائے دو کے صرف ایک استاذ آئے جن کا نام عبد التواب تھا ان کی قیام گاہ و درس گاہ بھی دونوں کمرے قرار پائے۔

منظر اسلام آپ کے اہتمام سے محروم ہوتا ہے :- حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے آخری دنوں میں آپ کے خلیف اکبر و جہان مست حضرت علامہ الحاج شاہ ریحان رضا خاں صاحب قبلہ عرف رحمانی میاں علیہ الرحمہ اکثر و بیشتر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور دارالعلوم سے متعلق گفتگو فرماتے حضرت والد نے اپنے خلیف اکبر کو دارالعلوم کے مد و جزر سے آگاہ فرمایا اور تاکید فرمائی کہ میرے بعد اس گلشن سدا بہار پر خزاں کا کوئی اثر نہیں ہونا چاہئے، جس طرح مجھے اس یادگار اعلیٰ حضرت کیلئے سب کچھ قربان کر دینا پڑا۔ اگر دارالعلوم تم سے بھی قربانی کا مطالبہ کرے تو تم کسی طرح گریز مت کرنا اور اعلیٰ حضرت کی یادگار سے بے نیاز مت ہونا پھر حضور مفسر اعظم ہند قدس اللہ سبحانہ سرور نے اپنے صاحبزادہ اکبر کو خاندانی روایات کے مطابق اہتمام دارالعلوم سجادہ اعلیٰ حضرت اور دیگر اراضیات موقوفہ کا متولی قرار دیا۔ اور عرس اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کو شایان شان طریق پر منانے کا حکم دیا۔

حضرت کی کنزوری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی تاہم جو دن کی بارہ تاریخ اور صفر المظفر کی گیارہ تاریخ آئی شدید کنزوری کے باوجود صبح علی الصبح بیدار ہوئے استیجاب اور وضو فرمایا اور نماز فجر سے فجر بخ ہو کر بجائے مصلیٰ کے بستر پر لیٹ کر پورے دو وظائف میں مشغول ہو گئے اسی اثناء میں حضرت رحمانی میاں قبلہ علیہ الرحمہ اور آپ کی چھوٹی صاحبزادی آپ کی خدمت میں باریاب ہوئیں۔ حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ نے دونوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنے ہاتھ پاؤں سیدھے کر لئے، لبوں پر مسکراہٹ جاری ہو گئی کسے خبر تھی کہ یہ مسکراہٹ وصال یار کا استقبال ہے ڈاکٹر اقبال نے ٹھیک ہی کہا ہے :-

نشان مرد مومن با تو گویم چہ چوں مرگ آید جسم بر لب او

اور آپ کے صاحبزادہ کا باوقار علوم و فنون اسلامیہ کے تاجدار حضرت علامہ الحاج شہداء اختر رضا خان صاحب زید مجدد و لطفہ جو اس وقت جامعہ اذہر مصر میں مصروف تعلیم تھے وہیں سے پکار اٹھے۔

مشکل گئی ہنگام رخصت مسکراتے ہی رہے

بڑے صاحبزادے اور چھوٹی صاحبزادی نے خیریت و ریاضت کی تو اثبات میں صرف سر ہلا دیا۔ عین اسی وقت آپ کے سر مبارک سے ڈیرہ فٹ چند ایک دائرہ نما سبز روشنی چمکی جس سے منور شعاعیں پھوٹ رہی تھیں اسی شعاع کی ایک کرن آپ کی پیشانی پر اور دوسری کرن آپ کے نورانی چہرے پر چھا گئی اور ایسا محسوس ہوا کہ اس کے انوار آنکھوں میں اتر رہے ہیں یہ کیفیت دیکھ کر حضرت ریحان ملت نے عرض کیا ”ابا! کیا بات ہے؟“ حضرت والد نے دوبارہ اثبات میں سر ہلا دیا اور چہرہ کو قبلہ رخ کر لیا۔ آپ کی انہیہ محترمہ طلحہ الرحمہ خیرہ اور دودھ کی پیالی لیکر حاضر ہوئیں جس کا صرف ایک چمچہ حلق سے نیچے اتر کا پھر آپ نے آنکھیں بند کر لیں البتہ لب بلتے رہے۔ آپ کے پر نور چہرے کی رنگت اور بھی زیادہ نکھر گئی پھر لبوں کا پلٹا بھی موقوف ہو گیا اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے۔

۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۶۵ء بروز اتوار بعد نماز فجر آپ کے جنازہ کا جلوس خواجہ قطب سے نو محلہ مسجد کیلئے روانہ ہوا، لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ نو محلہ مسجد کی افتادہ زمین جو کسی میدان سے کم نہیں ہے اس میں نماز جنازہ کی صف بندی دشوار ہو گئی۔ لہذا اسلامیہ کالج کے وسیع گراؤنڈ میں نماز جنازہ لو اکی گئی پھر وہ جلوس وہاں سے محلہ سوداگران میں آیا اور آپ کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے پہلو میں ہمیشہ کیلئے سٹا دیا گیا۔ علیہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ الہی یوم القیمۃ

فضل

ہم سے احمد رضا کے جس کے دل میں ہے جن  
ہے وہی انسان دنیا میں پر آئندہ زمین  
کام آنے کا نہیں ہے اس کا کچھ حسن عمل  
وہ انھائے ہم بیت ہی حشر میں رہا و جن

از  
مولانا اسد اللہ خان صاحب  
بھٹو



## منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان

الہ مولانا عسکری رضوی، المجلد الرابع من منظر العلوم العربیہ فی صلیح الخراج

علم خالق بے عدلیٰ و خلیل کی ایک عظیم امانت اور اس کا بے مثل عطیہ ہے۔ شاہکار فطرت نے انسان اول کو اس کا حامل و امین بنایا اور اس کی نکریم میں و علم آدم الاسماء کلیتاً فرمایا جس پر فرشتوں نے اپنی لاعلمی اور عدم معلوماتی کا اعتراف و اظہار کیا اور اس کے علم پر رشک کناں ہوئے اور اس کی عظمت و بلندی کو سجدہ کیا یہ ایسا امتیازی وصف تھا جس کے باعث صنائع عالم نے انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر امانت و خلافت کا عظیم اور مبارک تاج رکھا اور انسانیت قریب عطا کیا۔ جب کہ فرشتوں نے یہ سمجھا تھا کہ ہم بھی اس کے مقرب اور اس کی طاعت و عبادت کی مجال تھے ہیں ہمارے علاوہ کوئی بھی اس کی امانت کا امین و محافظ نہیں ہو سکتا مگر ان کے نزدیک اب وہ گل کی تقدیس اس وقت ظاہر ہوئی جب آدم کو سجدہ ملا کہ بیٹایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو صفت علم سے ممتاز کیا گیا اور سکان ملکوت پر تفصیل دی گئی اور وہ نبوت سے سرفراز ہوئے انہیں انسانی مخلوق انسان اول جوئے کا بھی منصب فخر و کمال حاصل ہے جس سے نسل انسانی کی افزائش و ترقی ہوئی اور اس کی اولاد سے کائنات کا چپہ چپہ بھر گیا جہاں آہستہ و بے شمار انسان بنے وہیں پران کی ہدایت و رہنمائی کیلئے انہیں میں سے داعی و پیغامبر بھیجے گئے اور انہیں بھی نبوت کے ساتھ اس وصف علم سے کرامت و مرصع کیا گیا پیغمبروں نے اپنی قوم اور قبیلے میں جہاں پر توحید کی معرفت و پہچان کرائی وہیں پر اس امانت کو بھی ان کے سامنے رکھا ان میں سے جو نیک اور صالح لوگ تھے انہوں نے اسے قبول کیا اور اپنی نجات و عافیت کا ذریعہ سمجھا اور وہ لہدی سعادت سے سرشار ہوئے اور جو شقی اور بد خفت لوگ تھے انہوں نے اس کی قدر نہ کی جس سے وہ ذلیل و خوار اور دائمی عذاب میں مبتلا ہوئے کیونکہ علم عزت و محکم کا سبب ہے اور جہل ہلاکت و پستی کا خدا کی طرف سے جو داعی مامور و متعین ہوئے ان کا دستور الغل اور منشور یہی رہا کہ انہوں نے بعد گمان خدا کو علم و معرفت سے آگاہ و آشنا کیا۔

خلاق کائنات نے علم کا امین و حامل سب سے پہلے انبیاء کرام کو بنایا پھر ان کی امتوں میں یہ کرامت و ولایت کی اور یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ نبی آخر الزماں ﷺ کو خالق حقیقی نے ہا کسان و ہا یکون اور اولین و آخرین

کے علوم و معارف عطا فرمائے حکم خداوندی سے انہوں نے اپنی امت کیلئے علم و حکمت کے دروازے کھول دیئے اور انکی امت اس پر سختی سے عامل و کارمہ ہوئی کیونکہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد اب کسی نبی یا رسول کی آمد نہیں ہوگی اس لئے اس آخری پیغمبر کی امت نے تعلیم نبوی سے اپنے کو اس کا آخری حامل و محافظ سمجھا اور اس کی ترویج و اشاعت کیلئے مختلف وسائل و ذرائع کا سہارا لیا۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو علم و حکمت سے آراستہ کیا اور انہیں علم عطا کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی قرآن کریم میں چابچا اور مختلف مقامات پر اس کا بیان اس طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امانت کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا و علم آدم الاسماء کلہا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے (سورہ بقرہ آیت ۳۱)

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے فرمایا ولقد آتینا داؤد و سلیمان علما اور بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا (سورہ نمل آیت ۱۵)

اور فرماتا ہے و کلا اتینا حکما و علما اور دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا (سورہ انبیاء آیت ۷۹)

حضرت داؤد علیہ السلام کے علم و اعجاز کے بارے میں فرمایا و علمنا ہ صنعة لبوس لکم اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناو اپنا سکھایا (سورہ انبیاء آیت ۸۰)

حضرت لوط علیہ السلام کیلئے ارشاد ہوا ولوطا آتینا حکما و علما اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا (سورہ انبیاء آیت ۷۳)

حضرت خضر علیہ السلام کے علم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا و علمناہ من لدنا علما اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی عطا کیا (سورہ کاف آیت ۶۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کی طرف نسبت فرمایا ولقد آتینا لقمان الحکمة اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی (سورہ لقمان آیت ۱۲)

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تعبیر دیا کا علم عطا فرمایا اس پر ارشاد ہے ”ذلکما صا علمنی ربی“ یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا (سورہ یوسف آیت ۳۷)

اور فرماتا ہے آتینا حکما و علما ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا (سورہ یوسف آیت ۲۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ ویعلمہ الكتاب والحکمة اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت (سورہ آل عمران آیت ۴۹)

حضرت سرور کائنات ﷺ کو جمیع ممالک و ممالک کا علم عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا و علمک مالم تکن تعلم اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے (سورہ نساء آیت ۱۱۳)

اور فرماتا ہے الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ المبیان الرحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ماکان و مالمکان کا بیان انہیں سکھایا (سورہ رخص آیت ۲۳)

اور فرماتا ہے علم الانسان مالم یعلم آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (سورہ علن آیت ۵)

تحقیق انسان کے بعد اس کی پہلی تربیت گاہ خالق بے عدیل و مثل کی بارگاہ عظمت ہے جہاں سے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علم و حکمت اور تدبیر و دانائی سے براہ راست آراستہ کیا گیا اور وہ مخلوق کی رہنمائی کیلئے منصب رشد و ہدایت پر مستحکم و فائز ہوئے اس کارگاہ ہستی میں انسانی وجود کے دوام و بقا کیلئے اس علمی سلسلے کو استوار و مضبوط کیا گیا تاکہ نسل انسانی کو عروج و ارتقاء اور دائمی بلندی حاصل ہو اور فوز و کامرانی اور صلاح و فلاح کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

مرئی مطلق نے انبیاء کرام کو علم و حکمت عطا کرنے کا انتساب اپنی ذات کی طرف کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ وہ عظیم و جلیل امانت ہے جس کے عطا کئے بغیر کوئی اس کا امین و مقرر الہذات خود نہیں ہو سکتا اور اس امانت کو سونپنے کیلئے ایسی تربیت کی بھی ضرورت ہے جسے حق تعالیٰ از خود انجام دے اور اس کی نسبت بھی اپنی طرف کرے تاکہ انبیاء کرام کا تقدس و کمال اور ان کا مقام و مرتبہ عام انسانوں پر ظاہر و واضح ہو جائے کہ یہ انسانوں کا وہ عظیم گروہ ہے کہ اللہ عز و جل کی تعلیم گاہ کے سوا کہیں سے جس کی رہنمائی نہیں ہو سکتی۔

اس لئے بارگاہ عز و جل مجدد سے حضرت آدم علیہ السلام کو ایسا علم عطا ہوا جس سے انہیں تمام اشیاء کے نام آگئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو علم پر ایسی قدرت و مہارت دی گئی کہ وہ پرندوں کی بولی سمجھتے اور لوہے سے تیر ہیں بناتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم و حکمت کا ایسا کمال عطا فرمایا کہ پوری دنیا کو ان کے تابع فرمان اور مستخر کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کو ایسا علم دیا گیا جس سے وہ قوم کی سرکشی پر آگاہ ہو گئے اور اس سے نجات حاصل کی حضرت خضر علیہ السلام کو ایسا علم عطا کیا جس سے اولوالعزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اکتساب و استفادہ کیا۔ حضرت لقمان علیہ السلام کو ایسی حکمت و دانائی عطا فرمائی کہ زمانہ حیران و ششدر رہ گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب کا ملکہ اور علم و حکمت کا ایسا خزانہ

دیا۔ جس سے پورا مصر ان کا تابع اور گردیدہ ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا علم و حکمت کا گراں بہا جوہر عطا کیا جس سے انہوں نے لاعلاج مریضوں کو صحت یاب اور مردوں کو زندہ کیا اور گھروں کی چیزوں کے نام بتا دیئے۔ اور نبی آخر الزماں ﷺ کیلئے بارگاہ عزت سے یہ اعلان ہوا کہ ہم نے سب کچھ سکھا دیا۔ جو نہ جانتے تھے ہم نے قرآن و بیان سکھایا اور ایک انسان کا علم و حکمت کا پیکر مجسم بنا دیا۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے دور میں اپنی امت اور ہر گان خدا کی تعلیم و تربیت اور ان کی اصلاح کیلئے تربیت گاہیں قائم فرمائیں اور انہیں پیغام خداوندی کیلئے مرکز قرار دیا جہاں سے علوم و فنون و حکمت و دانائی کے ہزاروں لاکھوں چشمے پھوٹے جن سے انسانی مخلوق سیرسب ہوئی اور حتی المقدور فائدہ اٹھایا۔ مخیر ان عظام نے اس راہ میں جن صعوبتوں اور دشواریوں کا سامنا کیا ہے وہ سب ان کے کارناموں کے ساتھ تاریخ کے سینوں میں محفوظ ہیں یہ کوئی قصہ پارینہ اور بے بنیاد روایت نہیں بلکہ یہ ایک ائمہ حقیقت اور قرآن عظیم کا مشفقہ فیصلہ ہے۔

انبیاء کرام کے بعد جب حضور سید الانبیاء ﷺ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم و حکمت اور حقائق و معارف سے آگاہ اور مزین فرمایا مگر ظاہری تعلیم کیلئے غار حرا کو در سجا دیا گیا اور جبریل علیہ السلام کی زبان سے پہلے سبق میں فرمایا اقراء باسم ربک الذی خلق الانسان من علق اقراء وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پچھک سے۔ بتایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (سورہ علق آیت ۵ تا ۸) غار حرا یوم حقیقت کی وہ تعلیم گاہ ہے جس میں خلاق عالم نے حضور سید المرسلین ﷺ کو ظاہری طور پر پڑھنے کی ترغیب دی اور ایک انسان کامل کو تعلیم کا حکم فرمایا اور ناموس اکبر کے ذریعہ پیغام خداوندی کا سلسلہ شروع ہوا دیگر انبیاء عظام علیہم السلام کیلئے اس بات کا نوڈ کر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم و حکمت سے سرفراز فرمایا مگر یہ حقیقت تاریخ کے پروں میں مضمر و پناہ ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت ربانی کا مرکز و مقام کہاں تھا لیکن یہ فخر تاجدار کون و مکاں ﷺ کو حاصل ہے کہ ان کی تعلیم کے ساتھ اس مقام کو بھی لمبی بلندی بخشی گئی اور وہ تاریخی حیثیت کا حامل ہو گیا جہاں پر تعلیم ربانی کا آغاز ہوا اس اعتبار سے غار حرا اسلام کی پہلی درس گاہ اور اسلامی اقدار کا ایک معزز مقام ہے جس میں جبرئیل امین نے خدا کی طرف سے پیغام لانے کا فریضہ انجام دیا اور حضور سرور کو ثمن ﷺ کی رہنمائی کی۔ گو کہ اس تعلیم گاہ کا درسی انتہائی حضرت روح القدس نے کیا مگر حقیقی استاذ خدا اے علیم و خبیر ہی ہے حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں ادبسی ربی فاحسن تا دینی رب تعالیٰ

نے مجھے اوب دیا تو اچھا اوب سکھایا (کنز العمال)

اعلان نبوت کے بعد سرور کونین ﷺ کی زندگی دو ادوار پر منقسم ہوتی ہے ایک مکی زندگی اور دوسری مدنی زندگی مکی زندگی میں اعلیٰ کلمۃ اللہ کیلئے اگرچہ پیشمار اذیت ناک صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس راہ میں ہزاروں موانع حائل ہوئے اس کے باوجود حضور اقدس ﷺ نے عملی تربیت اور درس توحید و رسالت کیلئے دار ارقم کو منتخب فرمایا جہاں پر چاہے شمار صحابہ جمع ہوتے اور رسول اللہ ﷺ انہیں خدا کا پیغام سناتے۔

جب مدنی زندگی کا آغاز ہوا تو سید المرسلین ﷺ نے مسجد نبوی کو اعلیٰ کلمۃ اللہ اور صحابہ کی تعلیم و تربیت کا مرکز و مرجع قرار دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ رسول اللہ کے پیغام حق اور عمل مستقیم نے صدیوں کے انسان پر متوں کو توحید کی لذتوں سے آشنا کر دیا اور عرب کے بددول کو لا الہ الا اللہ کی صدائے دلتواز کے ذریعہ بنوں کی پرستش سے ہزاروں محضر کر دیا اور جہاں پر ابو جہر و عمر نے کسب فیض اور نبوی تعلیم سے استفادہ کیا وہیں پر عرب کے صحرا نشین بھی توحید و رسالت کے درس اور عملی استفادہ سے سرشار و شاد ماں ہو گئے۔ اسلام میں مسجد نبوی کی درس گاہیں اور تربیتی عظمت مسلم ہے جہاں سے تاجدار کائنات ﷺ نے وحی خداوندی کے ذریعہ خلق خدا کو ایمان و عقیدہ، فرائض و واجبات، سنن و مستحبات، علم و فضل، حکمت و دانائی، شعور و ادراک، فکر و آگہی، رشد و ہدایت، عبادت و ریاضت، طاعت و بندگی، اخلاق و عمل، گفتار و کردار، طہارت و پاکیزگی، زہد و بندگی، خوف و خشیت، تقویٰ و پرہیزگاری، اخوت و مساوات، مہربانگی و بھائی چارگی، ہمدردی و صلہ رحمی، حقوق والدین، حقوق اولاد، حقوق زوجین، حقوق عباد، ذکر و فکر، جلال و جمال، صلاح و فلاح، فوز و کامرانی، صنعت و حرفت، تجارت و معیشت، اخلاص و محبت، صداقت و راستبازی، امانت و دیانت، عدل و انصاف، رحم و کرم، جود و سخا، صبر و رضا، ایثار و قربانی، جوش و جذبہ، رافت و نرمی، معاشرت و حسن سلوک، لطیف و کرم، عفت و عصمت، شفقت و رحمت، حفاظت و مقانی، تزکیہ قلوب و لواہان، خلوص و للہیت، تہذیب و تمدن، وقار و تمکنت، قناعت و خجیدگی، عفو و وعدہ، آداب و اصول غرض کہ تمام معاملات میں احکام مذہب و محاسن دین سے گراستہ و پیراستہ کر دیا خصوصاً صحابہ کرام کو اپنی زندگی کا کامل نمونہ اور نمونہ متواتر بنادیا اور اس تعلیم گاہ محبت اور اسکے آفاقی فیضان کرم کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب حضور اقدس ﷺ پیدا ہوئے تھے تو کئی میں صرف سترہ لکھنے والے موجود تھے لیکن جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے ہاتھوں میں قلم دے چکے تھے یہ الذی علم بالقلم کا عملی مظاہرہ اور علم الانسان ما لم یعلم کا اعجاز تھا۔ حیات اقدس کا یہ گوشہ بھی فراموش کرنے کے لائق نہیں ہے کہ اسی درس گاہ جلیل



میں عرب کے مختلف قبائل و فہود کی شکل میں آتے اور دینی رہنمائی حاصل کرتے، مبادیہ نشین بھی آتے اور اپنی تشکیلی رفیع کرتے، اسکے علاوہ مسجد قباء بھی حضور سرور کوئین ﷺ ہر دو شعبہ کو تشریف لے جاتے اور وہاں کے بسنے والے صحابہ کو خدا کا پیغام سناتے اور کاشانیہ نبوت تو عظیم تر بینہی مرکز اور تعلیمی گہوارہ تھائی جس جگہ سے اشدگان علوم نبویہ سیراب و شاد کام ہوتے، بالخصوص وہاں پر مستورات و خواتین کو تعلیم و تعلم کا موقع دیا جاتا اور احکام خداوندی کے ذریعہ ان کی تربیت و اصلاح کی جاتی، یہاں تک کہ حضور سرور عالم ﷺ کے و نیا سے تشریف لے جانے کے بعد اس کی تربیتی ذمہ داری ازواج مطہرات نے سنبھالی اور احکام و فرامین کے پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا، اس بات پر تاریخ شاہد ہے کہ ازواج مطہرات کی موجودگی میں اگر کوئی مشکل و حلق مسئلہ درپیش ہوا تو کاشانیہ نبوی کی طرف بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ نے رجوع کیا یہاں تک کہ ابو بکر و عمر اور عثمان و علی نے زمانہ رسالت ہی میں اصحابِ حقہ نے مسجد نبوی کے چبوترے کو عملی اور تجرباتی درسگاہ قرار دیا تھا۔ جس میں ۱۵۰ صحابہ صفائی، قلب، تطہیر باطن، طہارت و پاکیزگی، زہد و تقویٰ، اخلاق و عمل، تزکیہ قلوب و اذہان، اور ذکر و فکر میں مصروف تھے اور رسول اللہ ﷺ اسکے معلم و مرئی تھے، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں انما انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم میں تمہارے لئے تمہارے والد کے مثل ہوں تم سب کو علم سکھاتا ہوں (رواہ احمد و ابوداؤد و نسائی، حوالہ امام احمد رضا اور علم حدیث جلد دوم) اور فرماتے ہیں ﷺ بعثت لاتمکم مکارم الاخلاق میں محاسن اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث ہوا ہوں (موطاء امام مالک، حوالہ امام احمد رضا اور علم حدیث جلد چہارم)

قرن اول میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعاً نے بھی مسجد نبوی کو اپنی پیغام رسانی کا ذریعہ قرار دیا تھا، جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں احکام خداوندی و فرامین نبوی سنایا کرتے اور حسب ضرورت صحابہ کو جمع کر کے مسائل شرعیہ کے ذریعہ اسلامی عملکوں میں رہنما بننے والے واقعات اور دیگر جنگی فتوحات کا حال بیان فرمایا کرتے (حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم نے بعد میں اس کام کیلئے کوفہ کو منتخب کیا تھا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و تذکیر (اور درس و تدریس) کیلئے بیخ شعبہ کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت زید بن حبت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانش کدہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعلیم کی فرم سے چلنا بھی مشہور و معروف ہو تا تھا بلکہ ترویج حقیقت ہے، پیام سے لیکر دم تک صحابہ کرام کی مجلسیں قال اللہ و قال الرسول کی صدا کے دلنواز سے گونجتی رہتیں اور وہ ابیس میں ایک دوسرے کو احادیث نبوی سنایا اور یاد کر لیا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیثیں لکھا کرتے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبانی یاد رکھتے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صرف ایک حدیث کیلئے سفر کر کے مصر کے ایک فرماں روا کے پاس جانا بھی ثامت ہے اور ابو شاہ یحییٰ کی گذارش پر رسول اللہ کے فرمان نامہ کی کتاب کا واقعہ بھی شاید ہے۔

عہد نبوی اور دور صحابہ میں گو کہ علمی مراکز اور تعلیم گاہیں آج کی طرح باضابطہ قائم نہیں تھیں کیونکہ صحابہ کرام نے براہ راست فیض صحبت اور صاحب شریعت ہی سے کتاب علم کیا اور اپنے ذہن و حافظہ پر وثوق و اعتماد کر کے اس تعلیمی سلسلہ کو زبانی حد تک محدود رکھا اہل عرب کا حافظہ چونکہ نہایت قوی اور تیز ہوتا تھا کہ ایک ایک آدمی کو مختلف شعراء کے صد ہا ترانہ اشعار اور ان کے نام و نسب یاد ہوتے جس پردہ فخر و مباہات کرتے تھے اسی طرح صحابہ کرام کو سیکڑوں ہزاروں احادیث یاد تھیں انہیں اپنے حفظ و ضبط پر یقین کامل تھا صحابہ کے زمانے میں احادیث و مسائل کی تعلیم انفرادی طور پر زیادہ رائج تھی بعض صحابہ نے اپنے کاشانہ اور دروہ دولت ہی کو حدیث کی تشریح و ترویج کیلئے متعین و منتخب کر رکھا تھا اور بعض حفظ و ضبط کیلئے کوشاں اور منہمک تھے اور کچھ عرصہ کے بعد عمر بن عبد العزیز کے حکم سے تدوین حدیث کیلئے ایک ادارہ قائم ہوا تھا جس کے معلم اعلیٰ اور نگران پکار محمد بن حزم تھے۔

مگر عہد صحابہ کے بعد پہلی صدی ہجری کے اختتام اور دوسری صدی ہجری کے آغاز و اوائل میں باضابطہ اور باقرینہ طور پر درس گاہیں قائم ہو چکی تھیں اور ان میں تعلیم و تعلم کا رواج عام ہو گیا تھا ان درس گاہوں کا تعلیمی اثر یہ ہوا کہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد امام مالک، امام احمد، امام ابو زاعی، امام زفر عبد اللہ بن مبارک وغیرہ علوم اسلامیہ کے تاجدار اور ائمہ فقہ پیدا ہوئے جنہوں نے قرآن و حدیث سے مسائل شریعہ کا اجتہاد و استنباط کیا اور ہر ایک اپنی جگہ آفتاب و مستاب بن کر چمکے ان نفوس قدسیہ نے جن تعلیم گاہوں اور بلند بارگاہوں سے تحصیل علوم کیا انکی شان تو حیدر تخیل سے بھی ماورائی ہے پھر ائمہ فقہ نے جو مراکز علم قائم کئے وہاں سے ہزاروں لاکھوں طلباء نے علم و فن حاصل کیا صرف امام اعظم کے علاوہ کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے جب کہ دوسرے ائمہ نے بھی اپنی حیات کے آخری لمحات تک تعلیم و تعلم کے اس سلسلۃ الذہب کو تسلسل کے ساتھ جاری اور باقی رکھا۔

محمد ثینی اور ائمہ حدیث کے دور ترقی میں علم حدیث اور روایت حدیث کو ایسا عروج و ارتقاء اور فروغ و استحکام ملا کہ بڑے بڑے اسلامی شہروں میں اشاعت حدیث کیلئے ادارے اور مراکز قائم ہوئے جہاں سے محمد ثینی، جہانتی، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام جعفر ابن عساکر و ابن حبان وغیرہ ماد و نجوم اور اقلیم حدیث کے شریار پیدا ہوئے اور حدیث و تدوین حدیث کی ایسی خدمت انجام دیں جن کی مثال اقوام عالم کی تاریخ میں

شمس ملتی اور انہوں نے جو دانش گاہیں قائم فرمائیں ان میں تشنگان علم حدیث حاضر ہوتے اور سیرانی حاصل کرتے صرف امام بخاری نے جو شاگرد اور حلقہ چھوڑے وہ تقریباً ایک لاکھ ہیں اور دیگر ائمہ حدیث کے شاگردوں کا اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ ائمہ فقہ و حدیث نے اپنے پیچھے جو علمی اثاثہ چھوڑا اس کے فروغ و استحکام اور اس کی تعمیر و ترقی کیلئے بلاوا اسلامیہ کوفہ، اصرہ، بغداد، دمشق، قاہرہ، روم، اندلس، قسطنطنیہ، غرناطہ، اشبیلہ، قرطبہ، بخارہ، سمرقند، مراکش، تاشقند، آذربائیجان، وغیرہ میں بڑی بڑی تعلیم گاہیں اور درس گاہیں استوار ہوئیں جہاں پر علم و فضل کے مینار بلند ہوئے جن کی تائید و شعا میں عالم کے خطے خطے میں بیہو نہیں اور حکمت کدہ کائنات کو منور و تابناک کر دیا اور انفس و آفاق میں اجالا پھیلادیا۔

تعلیم گاہوں سے علماء فقہاء محدثین نے علم ظاہر حاصل کیا اور صوفیاء، صلحاء، اتقیاء وغیرہ کیلئے خانقاہی نظام قائم ہوا علم باطن اور طریقت کے اسرار و رموز کیلئے خانقاہوں کو تربیتی مرکز قرار دیا گیا جہاں سے چند بایزید، عرقانی و شبلی اور عبد القادر جیلانی و معین الدین سنجر وغیرہ کشور و لایت کے تاجدار و شریار پیدا ہوئے جن کے فیض نظر اور نقوش قدم نے عصفیان شعاروں کے مقدرد بدل دئے اور انہیں اوج کمال عطا کیا خانقاہی تعلیم صرف باطن صفائی اور طریقت کے رموز و پیام تک محدود نہ رہی بلکہ اس کا دائرہ تربیت وسیع ہوا تو زندگی کے ہر شعبے میں اس کی روشنی پکٹی اور خانقاہوں کے سائے میں خلق خدا کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی۔

تعلیمی مراکز اور درس گاہوں کا وجود و برکت اور انکی حیثیت و اہمیت ہر دور ہر عہد اور ہر زمانے میں مسلم و با عظمت رہی جہاں پر قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ مرتب ہوئی اقوام عالم کے نشیب و فراز کی داستان لکھی گئی۔ علم و حکمت کو رواج دیا گیا۔ عہد ماضی کے جلیل القدر انسانوں کے کارنامے لکھے گئے انقلاب زمانہ کا حال سپرد قلم ہوا اور مستقبل کیلئے لائحہ عمل تیار کیا گیا علوم و فنون کی ترقیات انہیں درس گاہوں کی پیادگار اور ان کی رہین منت ہیں اور انہیں علمی مراکز کا تعلیمی نتیجہ جیسے سقراط، افلاطون، البیرونی، ابن رشد، ابن سینا، فارابی، ارسطو (نیشنل کپلر گیلیلیو) رازی و غزالی وغیرہ جیسے افراد پیدا ہوئے جن کے ذکر سے تاریخ کی زلفیں سنواری گئیں اور ان کے تائیدہ نقوش سے آج بھی تاریخ کے صفحات فروزاں ہیں۔

کسی بھی قوم کو عروج و ترقی علم و عمل، تہذیب و ثقافت، اخلاق و کردار، محنت و جانشانی اور زندگی کے آداب و اصول پر عمل استقامت سے ہوتی ہے وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے جس کا علمی سرمایہ ختم ہو جاتا ہے اس قوم کو تاریخ کے اوراق سے نکال دیا جاتا ہے جس کا علمی جوہر معدوم و فنا ہو جائے وہ قوم تاریکی کے دیہیز پردوں میں گم ہو جاتی ہے جس کا چراغ علم و ہنر بجھ ہو جاتا ہے قوم علم و فضل اور کارناموں سے زندہ رہتی ہے اور بچتی جاتی ہے علم و ہنر اور فضل و شرف کی پیاد پر

قوموں کی تاریخ کو زیب و استان اور حوالہ قلم کیا جاتا ہے جو قوم شعور و ادراک اور علمی آگہی کے مینار تعمیر کرتی ہے وہ ماضی میں بھی زندہ رہتی ہے اور مستقبل میں بھی وہ مشعل راہ اور زندہ جاوید مثال ہوتی ہے قوموں کا ثبات و دوام علم اور صرف علم سے ہے۔

جس کا ذریعہ تعلیم جتنا مستحکم اور موثر ہو گا اس کا علم اتنا ہی استوار اور مضبوط ہو گا اسکی آفاقی و معنوی کا اندازہ تاریخ جاننے والوں کو چوٹی ہے کہ دنیا کے پردے پر عرصے کائنات میں جہاں اور جس جگہ بھی معیاری اور آفاقی درس گاہ رہی وہاں کا علم و فضل، تہذیب و تمدن، عادات و اطوار، اخلاق و کردار اتنا ہی بلند اور مرجع خلافت رہا بغداد کے جامعہ نظامیہ کا حال کس پر مخفی ہے کہ جس کی علمی شوکت کا پھر پراچار دانگ عالم میں لہرا رہا ہے اور جہاں سے ایسے ایسے جلیل القدر علماء، صلحاء، صوفیاء، اور اولیاء نکلے جو یک وقت شریعت و طریقت دونوں کے سنگم اور حسین امتزاج تھے۔ یہی وجہ ہے بغداد کئی صدی تک تہذیب و ثقافت اور تعلیم و تربیت کا مرکز رہا۔ بعض صحابہ نے بھی وہاں سکونت اختیار کی خلفاء بنو امیہ نے اسے اپنا دار الخلافہ قرار دیا اور بغداد تعلیم و تہذیب ہی کا اثر تھا کہ بار بار ٹوٹنے اور اجڑنے کے باوجود دنیا کے نقشے پر ابھر رہا رہا۔

اس طویل تہذیب اور تاریخی حقائق و شواہد اور اسلامی اقدار و روایات کی جھلکیوں کی روشنی میں گوارہ علم و ادب یا دیگر اعلیٰ حضرت مرکز اعلیٰ سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام رضاشکر سوداگرانِ ملی شریف کا گہرائی سے جائزہ لینے پر معلوم ہوتا ہے کہ منظر اسلام عہد ہائے ماضی کی تعلیم گاہوں کا نمونہ اور اسلام و اکادمی کی عظیم یادگار ہے اور اس درس گاہ جلیل میں حضرت آدم کی امانت اور اس کی جھلکیاں موجود ہیں۔ حضرت داؤد کے علم کی حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ حضرت سلیمان کے علم و حکمت کی فرمانروائی مضمر ہے۔ حضرت لوط کے علم کی خیاہ باریاں پائی جاتی ہیں۔ حضرت خضر کے علم لدنی کا جلوہ سوجھن ہے حضرت یوسف کے علم تعبیر کی تعلیم موجود ہے اس درس گاہ میں حضرت لقمان کی حکمت و دلالتی کا سبق سکھایا جاتا ہے حضرت یحییٰ کے علم و حکمت کی گوہر نشاں پائی جاتی ہیں (علیم الصلاۃ والسلام) اور اس درس گاہ سے حضور سرور کونین ﷺ کے علم پاک کے سچے جانشین اور تائیدین کی کھپ تیار ہوتی ہے اور علماء کا قافلہ نکلا ہے العلماء و رتہ الانبیاء علماء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے دولت و مہرب ہیں (لکن ساجد حوالہ لسان احمد و ضلوع علم حدیث جلد اول)

اس درس گاہ میں مسجد نبوی کی تعلیمی جھلک موجود ہے اصحاب صفہ کے تزکیہ قلوب کے مثل صفائی باطن کی تعلیم دی جاتی ہے صحابہ کرام کی علمی مملکت کے رات و روز موزناتے جاتے ہیں سلمان و یحییٰ کے زہد و اتقاء کی علمی تربیت دینی جاتی ہے امام اعظم ابو حنیفہ و ابو یوسف کے فقہ کی روشنی میں مسائل کا حل سکھایا جاتا ہے۔ ائمہ فقہ کے فرمودات و اقوال کے بموجب



فقہ اسلامی کا درس دیا جاتا ہے۔ اس درس گاہ میں امام بخاری و مسلم کی جمع کردہ حدیثوں کی تعلیم سے آشنا کیا جاتا ہے ائمہ حدیث کی مرتب کردہ احادیث کو رد و ردین دیا جاتا ہے۔ خانقاہی نظام تعلیم کو فردوس دیا جاتا ہے۔ شریعت و طریقت کے اسرار و احکام سکھائے جاتے ہیں۔ اسلام اور اقوام عظام کی تاریخ سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ منظر اسلام کا یہی وہ دینی علمی فیضان ہے جس سے قومیں سیراب و مستفیض ہوئیں اور اپنے غلت خوابیدہ کو جگایا اور منظر اسلام کے فیضان و عمل سے قوم نے علوم و فنون کے پرفیضان ماحول میں سانس لیتا سیکھا اور اپنی گہائی قدروں کو زندہ و تازہ کیا منظر اسلام کا جو درکت مسلمانوں کیلئے ایک عظیم امانت ہے منظر اسلام قوم و ملت کی منفرد اور ماسیہ نازور سگاہ ہے۔

منظر اسلام کا جو دردت کی اہم ضرورت اور دقت کا شدید نگاہ تھا اس کے علمی فیضان کا دور اس وقت شروع ہوا جب کہ بساط ہند پر باطل فرقت اپنی تماثر فقہ سناہنوں کے ساتھ تسلط جمار ہے تھے اور ہندوستان کی مختلف ریاستوں اور متعدد اضلاع میں وہ اپنے پنجے گاڑ چکے تھے۔ اہل سنت و جماعت کے سرکردہ علماء ان کے فتنوں کی سرکوبی کیلئے کمر بستہ تھے خصوصاً سرخیل علماء، مجدد ملت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام احمد رضا مدظلہ قدس سرہ ان کے رد و ابطال کیلئے صف آراء اور تیار تھے اور تحریر و تقریر کے ذریعہ ان فتنوں کا استیصال اور بطلان کر رہے تھے۔ امام احمد رضا نے اپنی شوکت علمی اور تجدیدی کارناموں سے ان طوفانی فتنوں کا رخ موڑ دیا ایسا طوفان جو بڑے بڑوں کو بھالے گیا اور جبہ و دستار والے بھی اس کی زد سے محفوظ و سلامت نہ رہ سکے ایسے نازک وقت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت فرمائی اور منظر اسلام اور اپنے تجدیدی کارناموں سے انہیں خلافت و مگرہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا۔

امام احمد رضا نے یکے و دھماپے علمی جاوہر جلال سے ان فتنوں کا جواب دیا اور طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کیا اور ہر میدان میں ان سے نبرد آزمائی کی اور انہیں ہسپا کیا مگر اس ضرورت کو بھی کھلے دل سے محسوس کیا کہ تحریری خدمات کے ساتھ اس علمی فیضان کو عام سے عام تر کرنے کیلئے معاشرے میں ایسے افراد و انسان پیدا کئے جائیں جنکے ذریعہ علمی ترقی میں مزید بالید گئیں پیدا ہوں اور ان افراد کو دینی فکر و آگہی سے گراستہ اور مالا مال کر دیا جائے جو ہر محاذ پر تقریر و تحریر کے ذریعہ معاشرے میں ماسور کی طرح پھیلی ہوئی بدعتیہ عقیدہ کی کا قلع قمع اور اسے تاراج کر دیں اور دین و دھبہ پر ہونے والے تمام حیلوں کا علمی انداز سے مقابلہ کریں اسی احساس و عواطف کی بنا پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اپنی یادگار لور دینی علمی فیضان کا سلسلہ دور تو کرنے کیلئے منظر اسلام کی تعمیر کی اور دینی علمی فیضان کیلئے راہیں ہموار فرمائیں اور باذوق و باشعور لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کیا اپنے اس مقصد میں کامیابیوں کا اندازہ منظر اسلام کے فیضان و ترقی اور اسکی سو سالہ تاریخ سے لگایا جاسکتا ہے۔



منظر اسلام کے ذریعہ دین و سنت پر ہونے والے تمام حملوں کا مقابلہ اور ان کا رد اس شکنجہ میں دیا گیا فرق باطلہ کی سرکوفی کی گئی، مخالفت و بدعت اور بدعتیہ کی کے دہیز پر دہل کو تار تار کر دیا گیا، دین و مذہب کی ترویج و اشاعت کی گئی، فرقہ وارانہ توحید کو علوم و فنون سے آراستہ و جہراستہ کیا گیا اور انہیں عملی تربیت دی گئی۔ منظر اسلام سے ایسے افراد اور جال پیدا ہوئے جو امام احمد رضا کے سچے چاشنین اور ان کے علوم و معارف کے امین و وارث ہوئے۔ جن کی علمی قیادت و رہنمائی پر زمانے کو مانہ ہے اور جن کی تحریر و تقریر اور نمایاں کردار نے حواشیات کا رخ موڑ دیا اور ایسا انقلاب برپا کیا جس سے چند اردو خیال کے ہمہ درہجے کھل گئے۔ منظر اسلام سے علم و فضل کے ایسے رواں اور سیال چشمے پھوٹے جن سے علم و فن کا گشتاں لالہ زار بن گیا اور اسے حیات نو کی سوغات تازہ ملی۔

منظر اسلام وہ فیض بارہ ممتاز درس گاہ ہے جہاں سے مدرسین، مبلغین، مصنفین، محدثین، مناظرین، ادباء، فضلاء، اور تعلیمی صلاحیت رکھنے والے افراد پیدا ہوئے اور آفاق کی وسعتوں میں پھیل گئے اور اس کے بام و در سے علوم و فنون کے ایسے شہنشاہ اور تاجور پیدا ہوئے کہ عالم میں جن کی علمی حکمرانی تسلیم کی گئی اور جنکی سعی و جستجو نے علم و فن کے دریہا دیئے۔

کسی بھی تعلیم گاہ کی ظاہری و باطنی خوبیوں کیلئے یہ لازمی عنصر یہ ہے اس کے مقاصد نیک اور اس کے رجحانات اچھے ہوں ورنہ نتائج کے اعتبار سے اس کے ثمرات و فوائد ظاہر نہیں ہونگے اور وہ سعی و احوال کے مترادف ہوگی۔ ادارہ اگر اپنے بنیادی خطوط پر گامزن ہو تو اس کی ترقی کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے اور اس کے عروج و ارتقاء کی راہ میں موانع حائل نہیں ہونگے اور وہ اپنے محامد و محاسن کے اعتبار سے متعارف و مشہور ہو جائے گا۔ اس کے ثواب و احوال اگر بنیادی خطوط سے متجاوز نہیں ہیں تو یہی چیزیں اس کے فروغ و استحکام کی ضامن ہو جاتی ہیں اور اس کا مستقبل نامناک ہو جاتا ہے۔

اگر بد نظر غمزدہ سمجھا جائے تو ایک معیاری درمگاہ کو یہ فرائض انجام دینے پڑتے ہیں جو اس کے بنیادی اصول ہوتے ہیں۔

(۱) طلباء کو مختلف علوم و فنون میں کامل بنانا اور ان میں مہارت پیدا کرنا۔

(۲) طلبہ کی اصلاح و تربیت کرنا اور علمی عملی جسمانی یا اخلاقی حیثیت سے طلباء میں جو خرابیاں جڑ پکڑنے لگی ہیں ان کی اصلاح کرنا۔

(۳) پسندیدہ عادات و اطوار کا حامل بنانا اور بلند کردار کا مالک کرنا۔

(۴) طلباء کی اندرونی صلاحیتوں کو صحیح رخ پر ڈالنا نیز انہیں ان عملی و اخلاقی اوصاف سے متصف کرنا جو انفرادی اجتماعی

اور عائلی ذمہ داریوں کو حسن و خوبی انجام دینے میں معاون ہوں۔

(۵) طلباء کے اندر برے بھٹے کی تمیز، حق سے محبت اور باطل سے نفرت۔ بھلائیوں کے پھیلانے اور برائیوں کے مٹانے کا جذبہ پیدا کرنا تاکہ وہ معاشرے کے ناپسندیدہ رجحانات کا مقابلہ کر سکیں خود اس کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں اور دوسروں کو بھی چلانے کی کوشش کریں۔

(۶) بنی نوع انسان کے کارآمد تجربات اور اسلاف سے ملے ہوئے علمی فنی اور ثقافتی ورثہ کا تحفظ اور ان میں مناسب اضافہ کر کے دوسروں تک پہنچانا۔

(۷) ہمارے اسلاف و اکابر نے مختلف علوم و فنون کا جو ورثہ چھوڑا ہے تعلیم گاہ کا فرض یہ ہے اس کو ضائع ہونے سے چائے اور اپنی تحقیق و تجربے سے اسے اچھی نسلوں کو منتقل کرے۔

(۸) طلباء میں یہ جذبہ ابھارنا کہ وہ اپنے علم پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیں۔

(۹) سماج کو علم و فضل کی ایک کسوٹی اور معیار فراہم کرنا نیز طلباء کے مانتین ذہنی، جسمانی، معاشرتی، اور اخلاقی اعتبار سے جو فرق ہوتا ہے اسے ملحوظ رکھتے ہوئے ان پر انفرادی توجہ دینا تاکہ ہر طالب علم اپنی بساط و صلاحیت کے مطابق آگے بڑھ سکے اور اپنے لئے راہ عمل متعین کرے۔

(۱۰) تعلیم گاہ کے جو اصول و قوانین ہوں ان کا تعلیم کے رواج و تشریح اور اس کے مقصد میں مثبت اثر کیلئے نافذ العمل ہونا۔ تلک عشرۃ کاملۃ بادی النظر میں تعلیم کے یہ مقاصد ہو سکتے ہیں۔

• سماج کا بے نفس خادم بنانا۔

• محنت کا اچھا شری بنانا۔

• شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ استوار کرنا۔

• انفرادیت کی نشوونما اور خودی کی تکمیل کرنا۔

غرض کہ تعلیم کا مقصد اللہ کا صالح بندہ بنانا یعنی طلباء کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ان کے طبعی رجحانات کو صحیح رخ پر ڈالنا اور انہیں دینی جسمانی علمی اور اخلاقی اعتبار سے ہر رتبہ تک اس لائق بنانا کہ اللہ کا شکر گزار بندے بن کر رہیں کائنات میں اس کی سررضی کے مطابق تصرف کریں نیز انفرادی، عائلی اور اجتماعی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داریاں ان کے خالق و مالک کی طرف سے عائد ہوتی ہیں ان سے وہ کماحقہ عہدہ آہو سکیں تعلیم کا یہی صحیح جامع اور بنیادی مقصد ہے۔

اور دنیا میں آج جو تعلیمی نظام برپا ہے اس کا خواہ کچھ بھی نام رکھ دیا جائے لیکن اس کا منہج و سرچشمہ اسلام اور اس کا تعلیمی نظریہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ مقصد تعلیم کے بارے میں کچھ یورپائی مفکرین کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں جن سے واضح ہو جائیگا کہ تعبیر و الفاظ اگرچہ انکے ہیں مگر ان میں اسلام کا تصور تعلیم غالب ہے

(۱) تعلیم کا مقصد پر خلوص نیک ذریعہ شادمانی کا حصول (ارسطو)

(۲) تعلیم کا مقصد مثالی انسان کی تکمیل ہے (پین)

(۳) تعلیم سے مراد ہے مکمل انسان کی تربیت (کامینس)

(۴) تعلیم سے مراد ہے شعوری یا ارادی ارتقاء (ڈیوڈسن)

(۵) تعلیم ایک ہنر ہے جس سے ماہران خصوص نہیں بلکہ انسان بنائے جاتے ہیں (مانٹین)

(۶) سنگ مرمر کے ٹکڑے کیلئے جس طرح سنگ تراشی ہے ویسے ہی انسانی روح کیلئے تعلیم ہے (ایڈلسن)

(۷) تعلیم کا مقصد علم سے بھر دینا نہیں ہے بلکہ قوت کی تربیت کرنا ہے (آرکٹ)

(۸) تعلیم کا مقصد کھری پر خلوص، بے عیب، اور پاک صاف زندگی بسر کرنے کے قابل بنانا ہے۔ (فروبل)

(۹) تعلیم سے مراد تجربہ کی از سر نو تشکیل ہے جس میں فرد کو اپنی قوتوں پر زیادہ تسلط پانے کے قابل بناتے ہوئے اس کے

تجربے میں وسعت پیدا کی جاتی ہے اور اسے سماجی لحاظ سے زیادہ مفید بنایا جاتا ہے (ڈیوی)

(۱۰) عام طور پر انسانیت کا اعلیٰ ترین مقصد اخلاق تسلیم کیا جاتا ہے اور بعد میں تعلیم بھی (ہریارٹ) (حوالہ فن تعلیم و تربیت)

تعلیم کے یہ بنیادی مقاصد اور تعلیم گاہ کے ان فرائض و ذمہ داریوں کے پیش نظر منظر اسلام کے بارے میں صرف

انتہائیں سمجھے کہ اس نے ہمیشہ اپنی تعلیم و فرائض میں مذہبی علوم اور اسلام کا تصور و نظریہ پیش کیا ہے جو ایک دینی ادارے

کا نصب العین اور اس کا دستور العمل ہے۔

منظر اسلام کا اولین مقصد رنگ و نسل کا امتیاز کئے بغیر دینی تعلیم کو فروغ دینا اور اسے عام کرنا اور فرزند ان اسلام

کو دینی علوم و فنون اور زندگی کے آداب و محاسن سے آراستہ اور آگاہ کرنا ہے۔

عہد ماضی میں تعلیم نہایت محدود و مخصوص پیمانے پر ہوتی تھی اور اس کا دائرہ نہایت تنگ و تار تھا کہ تعلیم صرف

مالداروں اور اہل ثروت کا منصبی حق تھا تعلیم صرف شاہی محلوں اور تہذیب یافتہ اونچے گھرانوں میں ہوتی تھی اس لئے

غریبوں اور غلاموں سے تعلیم کا حق چھین لیا گیا تھا اور انہیں جمالت کی پستیوں میں ڈھکیل دیا گیا تھا تعلیم کو قادر و حکمت کی

جائے فقر و غرور کا تمغہ سمجھا جاتا تھا تعلیم یافتہ لوگ ناخواندہ اور جاہل افراد کو ذلیل و خوار سمجھتے تھے گویا تعلیم و تمدن کے باوجود وہ جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے اور تعلیم رنگ و نسل میں بنی ہوئی تھی۔ تعلیم خاندان و قبیلے میں تقسیم ہو رہی تھی اور نسل تعصب و منافرت میں آہریاں جکڑی ہوئی تھیں۔

لیکن جب اسلام کا حساب رحمت بر مآقود عہد ماضی کی تمام کشافوں کو دھو دیا اور رنگ و نسل کے امتیاز و تفریق کو مٹا دیا اور اس کی صدائے عام، پیغام و لنوائے تاریک دلوں کے نماں خانے میں اجالا پھیلا تو قرآن نے آواز دی فلو لا نفر من کل فرقة عنہم طائفة لیلتقیوا فی الدین ولینذروا قوم ما منہم اذا رجعوا الیہم لعلمہم یحذرون۔

کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس اسید پر کہ وہ عجمی (سورہ توبہ آیت ۱۲۲)

خدا کا یہ فرمان عام ہے حق تعظم اور تقہ میں کسی شاہی محل اور مستند قوم کی کوئی تخصیص و تعیین نہیں ہے اور نہ حصول تعلیم میں امیر و غریب اور آقا و غلام کا بیان ہے بلکہ ہر گروہ پر فریق اور تمام انسانی شعوب و قبائل کو دینی تعلیم اور تقہ سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی یہ حدیث قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے چار عتیس سید عالم ﷺ کے حضور حاضر ہوتیں اور وہ حضور کے دین کے مسائل سیکھتے اور تقہ حاصل کرتے اور اپنے لئے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کیلئے حضور انیس اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز، زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کیلئے انیس اللہ کی قوم پر مامور فرماتے جب وہ لوگ اپنی قوم پر پہنچے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہیں اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسول اللہ ﷺ انیس اللہ کے تمام ضروری علوم تعلیم فرماتے (فرائض العرفان ص ۲۹۹)

حضور اقدس ﷺ نے پیغام سنایا کہ تعلموا العلم وعلموہ الناس علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ (یہی) اور فرماتے ہیں ﷺ طلب العلم فیرضی علی کل مسلم و مسلمة ہر مسلمان مرد و عورت پر علم دین کا طلب کرنا اور سیکھنا فرض ہے (رواہ البیہقی والمشکوۃ وابن ماجہ)

ان فرمودات گرامی میں بھی بادشاہ اور رعایا کا اور غلام کی کوئی تخصیص و تہدید نہیں ہے کہ تعلیم و تعلم میں فرق مراتب کا اعتبار کیا جائے اور اس امتیاز و فرق کو بھی مٹا دیا جائے کہ مرد تو علم سیکھیں اور عورت نہ سیکھیں یا عورت تو تعلیم سے

آراستہ ہو مگر مرد اس حق سے محروم رہے بلکہ مرد و عورت دونوں صنف انسان کو ضروری علم سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسلام نے جہاں پر اپنے آفاقی پیغام سے رنگ و نسل، کالے گورے، اور عربی و عجمی کے امتیاز و تفریق کا خاتمہ کیا ہے کہ الا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی ابیض۔ سن لو! کہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت و برتری نہیں ہے اور کالے کو گورے پر کوئی تفوق حاصل نہیں ہے (کنز العمال) اور تعصب و تحک نظری سے بچنے اور باز رہنے کی تاکید کی ہے کہ لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل عصبیۃ ولیس منا من مات علی عصبیۃ جو تعصب کی طرف بلائے وہ ہم میں سے نہیں اور وہ ہم میں سے نہیں جو بجا عصبیت و حمایت میں قتل و قاتل کرے اور جو تعصب پر قائم رہ کر مر جائے وہ ہم میں سے نہیں (بخاری و ابوداؤد)

وہیں پر تعلیمی میدان میں بھی اسلام نے سب کو ایک نظر سے دیکھا اور ہر انسان کو اس کا پیدا کئی حق عطا کیا اسلام چونکہ فطری مذہب اور مکمل نظام زندگی ہے اس لئے وہ اپنی رسوم و عادات میں فطرت سے بغاوت پسند نہیں کرتا اور نہ اس کی اجازت دیتا ہے۔

اور غلاموں اور باندیوں کی تعلیم و تادیب کے بارے میں فرمایا گیا اور جل کانت عندہ امۃ یطاء و ہافاد فاحسن تا دیدہا و علمہا فاحسن تعلیمہا ثم اعتتہا فنزو جہا فله اجران۔ جس شخص کے پاس موطوۃ باندی ہو تو اسے وہ اچھی طرح علم و ادب سکھائے پھر اسے آزاد کر کے نکاح کر لے تو اس کیلئے دو ہزار اجر ہے (بخاری و ابوداؤد)

اس نقطہ نظر سے منظر اسلام کے علمی فیضان و خدمات کا جائزہ لینے پر احساس و اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی سو سالہ تاریخ میں ملک و بیرون ملک مثلاً افریقہ، سری لنکا، برما، بنگلہ دیش، پاکستان، افغانستان، چین، نیپال، جاپان، لیبیا، شام، سعودیہ عربیہ وغیرہ دنیا بھر کے طالبان علوم نے بلا تفریق امتیاز کے منظر اسلام سے علوم و فنون حاصل کئے اور دینی شعور و اوراد میں کمال پیدا کیا یہاں پر جس طرح ایک ملکی اور ریاستی طالب علم کیلئے تعلیمی حق اور سہولتیں مہیا ہیں اسی طرح غیر ملکی اور دیگر ریاستوں کے طلباء کیلئے بھی وہی حق تعلیم اور وہی آسائیاں موجود ہیں یہاں کی فضلاء اپنے اور بیگانے کی تفریق و تمیز اور کسی بھی تعصب و حمایت سے مکدر و گروہ آلود نہیں ہے کیونکہ منظر اسلام دین حق کا امین و پاسبان ہے۔ منظر اسلام مذہب حق کا ترجمان ہے۔ منظر اسلام امام اعظم کے علوم کا داعی و نمائندہ ہے۔ منظر اسلام سے جو صدائے حق بلند ہوئی اور علم و فن کی سریر جاری ہوئیں ان سے امیر و غریب، محتاج و توہم، فقیر و غنی، مخدوم و خادم، حاکم و محکوم، ملکی و غیر ملکی سب یکساں اور



یہ امر مستفیض و میراب ہوئے اور قومی منافرت و رنگ و نسل کے تعصب و جنگ نظری کو بالائے طاق رکھ کر منظر اسلام کی دیواروں کے سائے میں سب جمع اور متحد ہو گئے۔

علم ایک ایسا چراغ ہے جس سے ہزاروں لاکھوں چراغ جلتے ہیں عمر اس چراغ کی لوہاند نہیں پڑتی اور نہ اس کی روشنی مدہم ہوتی ہے بلکہ اس کی تابندہ شعاعیں فرائز آسمان سے بات کرتی ہیں اس طرح سے اس کی روشنی عام سے عامتر ہو کر انفس و آفاق میں پھیل جاتی ہے۔ منظر اسلام نے علم کی ایسی شمع روشن کی جس کے ارد گرد اقصائے عالم کے پروانے جمع ہوئے اور اسکی روشنی سے مستغیر و مستفیض ہو کر کائنات کا چہ چہ تابناک و سنور کر دیا جو پروانے چراغ کا طواف کرتے ہیں شیخ کو ان کی لاشوں کا انبار نظر آتا ہے لیکن منظر اسلام کی علمی شمع کے گرد جو پروانے اسٹڈ کر آئے اور آکتاب نور کے بعد نکلے تو انہوں نے پورے عالم میں علم و عرفان کی شمعیں روشن کیں اور گھر گھر سے جھلی و نادانی کا جنازہ نکال دیا۔ شب و بچور کا چراغ صبح کی سفیدی میں اپنا نور نکھو دیتا ہے اور بچر وائے دم توڑ دیتے ہیں مگر منظر اسلام کا چراغ علم ایک صدی گزرنے کے بعد بھی آفتابِ نیروز کی طرح جگمگا رہا ہے اور اس کے پردانوں کا فجوم و ازوہام و ن بدن بدھتاجارہا ہے۔

حدیث پاک میں علم نافع کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ایسے علم کو عام کرے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں تو اس کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب ملے گا حضور سرور کو نین ﷺ فرماتے ہیں اذ امانات الانسان انقطع عتدہ عملہ الا من ثلث من صدقہ جاریہ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو الہ جب انسان مر جاتا ہے تو تعین چیزوں کے علاوہ اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں وہ تعین چیزیں یہ ہیں صدقہ جاریہ۔ علم نافع۔ اور نیک اولاد جو اس کیلئے اس کے مرنے کے بعد دعائے مغفرت کرے (مسلم مشکوٰۃ)

صدقہ جاریہ سے مراد مسجد مدرسہ کتب خانے کنواں وغیرہ کی تعمیر ہے کہ جب تک یہ باقی رہے گی مرنے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا اور علم نافع سے مراد یہ ہے یا تو وہ کوئی دینی علمی کتاب لکھ جائے جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں یا کوئی ایسا شاگرد چھوڑے جو اس کے علم کو زندہ باقی رکھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔

اس حدیث پاک سے منظر اسلام کے عملی اصول اور علمی کارروائی پر روشنی پڑتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے جس مقصد حسن کی تکمیل و تعمیر کیلئے منظر اسلام کو پروان چڑھایا اس کے در و دیوار ظاہر و باطن اور اس کے آداب و اصول میں اس فرمان رسول کے پیش نظر صدقہ جاریہ اور دائمی ثواب کا مفہوم بھی مضمر و پنهان ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی آرزو و خواہش یہ تھی کہ منظر اسلام اسلام کا حقیقی منظر اور اسکی عملی تصویر ہو۔ منظر اسلام کے ساحل سے

ہمکنہ ہوتے والا علم و فضل کا بحر مواج ہو اور اس کے سائے میں پروان چڑھنے والا اگر ذرہ ہو تو آفتاب ہو جائے منظر اسلام کی علمی فضاؤں میں نشوونما پانے والا ہر فرد چہل کی تاریکیوں میں علم کی شمع روشن کرے اور قوم کی دینی علمی سیادت و قیادت کا قریضہ انجام دے۔ منظر اسلام کی تاریخ نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ امام احمد رضا نے اپنے عزم و حوصلے کو اپنی زندگی ہی میں عملی جامہ پہنا دیا جس سے علم نافع کا ایک طویل اور نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہوا اس سے زیادہ علم نافع اور کیا ہو سکتا ہے کہ سو سال کے طویل عرصے میں اس سے نکلنے والا علمی چشمہ کبھی ایسا ہی ابل رہا ہے جیسا کل موجود تھا اور جب تک شمس و قمر لیل و نهار کی گردش رہے گی اس وقت تک اس کا فیض جاری رہے گا۔

سب سے پہلے امام احمد رضا نے اس کی درسگاہی عظمت اور تعلیمی معیار کو بلند و بالا کیا، آپ ہی نے سب سے پہلے اس کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کیں، تشنگان علوم نبویہ کو علم و آگاہی سے شاد کام کیا اور عاشقان رسول مقبول علیہ السلام کو عشق و عرفان کا جام محبت پلایا پھر اس کا دائرہ تعلیم و تربیت اتنا وسیع و فراخ ہوا کہ اس کے علمی فیضان و اثر کا غلطہ کائنات کی وسعتوں میں ہونے لگا اور ایسا شرہ ہوا کہ جس کی دھمک ایک صدی کی تکمیل پر بھی محسوس کی جا رہی ہے اور آج وہ تنوع خدمات اور علم و فن کا ایسا گہرا سمندر ہے جو کبھی پایاب اور خشک نہیں ہو گا اور اس بحر ناپید اکنار سے جتنی بھی نہریں نکلیں گی وہ سب کی سب امام احمد رضا کی ذات مقدسہ سے وابستہ ہو گئی۔ اور اس درسگاہ جلیل سے جتنے طلبہ فیضیاب و فارغ التحصیل ہو کر نکلے یا نکلیں گے وہ سب کے سب امام احمد رضا کے بے واسطہ و بالواسطہ روحانی علائقہ ہونگے اور جب تک اس بزم کیمیت میں ان کا ایک بھی شاگرد یا ان کے شاگرد کا شاگرد (وعلیٰ هذا القیاس) باقی اور موجود رہے گا اس وقت تک امام احمد رضا کا نام عرصہ کائنات میں زندہ اور مرد و خشن کی طرح تابد رہے گا اور جب تک منظر اسلام کی ایک ایک اینٹ اور اس کی کارنگ و روغن سلامت رہے گا اس وقت تک امام احمد رضا کی یاد و نواں کے آفاق میں ان کے حسن کردار سے تازہ نور باقی رہے گی اور معلم و متعلم دونوں من جانب اللہ ماجور ہونگے، العالم و المتعلم شریکان فی الاجر۔ عالم اور متعلم دونوں اجر میں برابر ہیں (ابن ماجہ)

کوئی انسان اپنے سخن آرزو میں ایک پودا لگائے اور محنت و لگن سے اس کی نگہباری کرے پھر جب اس سے کوئی کوٹیل، سبّے، ششی، شاخ، اور پھول، پھل نکلے اور وہ ہر ا بھرا تلو درخت بن جائے اور اس کی سیکڑوں شاخیں ادھر ادھر پھیل جائیں تو یہ بدیہی اور ظاہری بات ہے کہ اس کی ہر شاخ اور ہر ششی کو اسکی جڑ سے ہی شادابی اور تازگی ملے گی، بالقرض اگر اس کی کسی شاخ کو کاٹ دیا جائے تو جسے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو گا اور نہ اس پر کوئی زبرد پڑے گی لیکن شاخیں تو قطع نہ کی جائیں بلکہ

اگر اس کی جڑوں ہی کو کاٹ دیا جائے تو شاخوں کا پورا لہنگن اور حسن شاہ ہو جائیگا اور اس کا سارا وجود ایک چوب خشک ہو کر رہ جائیگا۔

امام احمد رضا نے منظر اسلام کو اسلامی تعلیم و تربیت کا لہلہاتا ہوا چودا تصور کیا اور اپنے خون جگر سے اس کی تعمیر کی جب تک اس پودے کو امام احمد رضا کی آبیاری ملتی رہے گی اس وقت تک یہ کبھی پژمردہ اور خشک نہیں ہو گا اور نہ اس پر زمانے کی بار مختلف کا کوئی اثر و نفوذ ہو گا۔ بلکہ اس کی بانیہ گی میں دن بدن اضافہ اور ترقی ہوتی رہے گی اور امام احمد رضا کے فیض کرامت سے اس کا فیضان روز افزوں اور دوبالا ہوتا رہے گا۔ منظر اسلام جو کل ایک سو نہار پودا تھا آج وہ ایک عظیم تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں مشرق و غرب تک پھیل گئی ہیں۔

کسی گلستاں کا باغبان اگر باحوصلہ اور پر عزم ہو تو اسکی ایک کلی کو وہ دامن اور حیات جلودانی کا مزہ تصور کرے گا اور اسکے ایک ایک پھول کے دوام و بقا کیلئے اپنا خون جگر چھٹا کر دیگا۔

منظر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی امیدوں کا ایک عظیم گلشن ہے جس میں رنگ رنگ پھولوں کی بیمارستان آباد ہے۔ اور یہ ایسا باغ سد ابھار ہے جس پر خزاں کبھی نہیں آئی اور نہ کبھی اس کی کلیاں پژمردہ ہوئیں بلکہ اس نشین کا چمن زار ہمیشہ موسم بیمار کی لذتوں سے آشوبہا اور موسم کے انقلاب و تبدیلی اور کسی بھی بادِ سموم اور طوفانی ہواؤں کا اس پر کبھی کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ اسکی آباد کاری میں خلوص و النہیت، عزم و حوصلہ اور جرات و ایثار کے عناصر کار فرما تھے اور اسکی آبیاری میں عشق و محبت کا جو ہر شامل تھا اس لئے سو سال کے بعد بھی اس کی تازگی و رونمائی آج بھی اپنے کمال جوہن کے ساتھ صاحبان عقل و عزم اور ارباب فکر و دانش کو دعوت و نظارہ جمال دے رہی ہے۔

ملک ویران ملک میں آج اسلامی تعلیم گاہوں اور درسگاہوں کی کمی نہیں ان کا اگر سروے کیا جائے تو ایک سے ایک عظیم الشان اور کامل ذکر تربیت گاہیں ملیں گی اور ان میں سے ہر ایک میں تقریباً جدید تقاضوں کے مطابق عصری سہولیات و آسائیاں بھی موجود ہیں اور تعلیم و تعلم کے میدان میں بھی کوئی کسی سے پیچھے نہیں اس منج سے بہت کم تعلیم گاہیں ایسی ہیں جنہیں ایک دوسرے پر تفوق و برتری حاصل ہے لیکن اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے کہ منظر اسلام ہی وہ عظیم اور بلند رتبہ و درجہ ہے جو دنیا کے اہل سنت کا مرکز ہے جس کی بنیاد اور پہلی اینٹ مجدد دین و ملت امام احمد رضا کے مقدس ہاتھوں نے رکھی ہے تو اس کا جواب کہیں نہیں ملے گا کسی بھی درسگاہ کو عایشان نور پر شکوہ بنانے کیلئے اینٹ اور گار اتو یا سانی دستیاب ہو جائیگا مگر امام احمد رضا کے مقدس ہاتھ نہیں ملیں گے۔ ان کے ہاتھوں کا تقدس و کمال نہیں ملے گا منظر اسلام اس نوعیت کا واحد

ادارہ ہے جسے مرکزی حیثیت حاصل ہے جس کے درودیوار سے امام احمد رضا کا قلبی لگاؤ اور ان کا روحانی سرور و نصرت ہے۔ منظر اسلام اس وقت تک پھولتا پھلتا اور ہر اٹھارہ سال سے لگاؤ اور اپنے دینی علمی فیضان سے اسلام کا منظر پیش کرتا رہے گا جب تک بریلی کی مقدس سرزمین میں مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت رہے گی۔

منظر اسلام امام احمد رضا کی سعی و کوشش اور انکی جافش نیوں کا شہرہ اور فیض ہے کہ اس کے صحن علم سے جیلے اور ذی وقار فرزند پیدا ہوئے اور اصحاب فضل و کمال کی عظیم فوج تیار ہوئی اور منظر اسلام کے علمی فیضان اور برکت حق کا یہ نتیجہ ہے کہ اس کی آغوش سے علوم و فنون کے ایسے آفتاب و تاب پیدا ہوئے جو آج بڑی بڑی درسگاہ اور دانشگاہوں کے مسند تدریس و منصب علیا پر فائز اور انکے صدور نقیض ہیں اور قیادت و ہدایت کا بلند مینار بن کر عالم پر جلوہ بار ہیں منظر اسلام کی آغوش تربیت سے مدرسین و معلمین کا قافلہ نکلا مصنفین کی جماعت پیدا ہوئی، مبلغین کا گروہ نکلا، مناظرین کی ٹیم تیار ہوئی، تنظیمین کی فوج نکلی اور اس کی چار دیواری سے علوم و فنون کے شہنشاہ اور تاجدار پیدا ہوئے۔ غرض یہ سبک منظر اسلام سے ولست امام احمد رضا کی کڑوؤں کی تکمیل اس کے فارغین اور اس کے خوشہ چینوں کی شکل میں ہوئی جو اپنی اپنی جگہ مدد و نجوم ہیں اور ہر ایک خود شہید و قریب علم و فضل کے آسمان ہضم پر جھک رہے ہیں یہ اس کے دینی علمی فیضان کی برکت کا مندرجہ اول اور واضح ثبوت ہے جسے شکر لیا نہیں جاسکتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اس زوال آشفادور میں حیادی کاموں پر زیادہ توجہ دی اور دینی ضروریات کو مرکز نگاہ بنایا اور حقائق و معارف کے اجالے میں قوم کو آگاہ و خبردار کیا اور اپنی تحریر و تصنیف اور وعظ و تقریر کے ذریعہ یہ سمجھایا کہ اس علمی انحطاط اور اسکی تنزلی کے دور میں دینی علوم کی ترویج و اشاعت عظیم خدمت اور بے مثال کارنامہ ہے، اس لئے دین و سنت، تعلیم و تعلم اور شرعی مفوضیات کے نام پر امام احمد رضا نے ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں، وہ سرمایہ دار تھے، اپنے سرمایہ و دولت کو دین کے نام پر خرچ کیا، وہ عظیم مفکر تھے اپنے افکار و نظریات پیش کئے، وہ علوم و فنون کے بادشاہ تھے۔ اپنے علمی خزانے کھول دیئے، وہ مجدد تھے اپنے تجدیدی کارناموں سے قوموں کا مزاج بدل دیا طوفانوں کا رخ موڑ دیا اور ایسا علمی انقلاب برپا کیا جس سے جماعت و نواہی کی ظلمتیں کافور ہو گئیں اور جس کے باعث لن کے علم و فضل کا شہرہ چار و انگ عالم میں ہونے لگا، اور انہوں نے تن تنہا وہ علمی کارنامے انجام دیئے جو ایک ادارہ، ایک انجمن، ایک تنظیم، یا ایک بڑی جماعت برسوں کی جدوجہد اور سعی مسلسل سے انجام نہیں دے سکتی تھی اور مزید قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور فرزندان توحید کو دولت علم سے مالا مال کرنے کیلئے منظر اسلام کے نام پر اس عظیم تربیت گاہ کی بنیاد ڈالی تاکہ اس میں علوم و



فتنوں کی تشہیر و ترویج کے ساتھ دشمن سے مقابلہ اور عاف کرانی کیلئے فوج تیار ہو اور اسکی فہم سے دین کے دشمنوں کو تاخت و تاراج کرنے کیلئے لشکر کشی کی جائے۔ وہ اپنے عزائم بمقاصد میں جس حد تک کامیاب و ظفریاب ہوئے ہیں۔ اسکی صد سالہ تاریخ اس بات کی شاہد و گواہ ہے

ان تمام سچائیوں کے باوجود دین و سنت کے فروغ و استحکام اور دینی تعلیم کو عام کرنے کیلئے آپ نے چند تجویز پیش فرمائی ہیں جن پر عملی استفادہ سے مخالف ہو اؤں کا رخ بد لا جاسکتا ہے، خلافت و بدعت کے طوائفوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے، تمام بدعتیہ دینی اور بے علمی کا خاتمہ عمل میں آسکتا ہے اور ان تجویز پر عمل کر لینے سے مسلمانوں کے گھر کا ایک ایک چوہ صاحب علم اور دین و مذہب کا سچا خادم و ترجمان ہو سکتا ہے۔ وہ اسلام کے عظیم اور ہر ہزار فرزند تھے انہوں نے افراتفری کے عالم میں بھی وہ دیکھا جو دوسرے نہ دیکھ سکے، انکی مومنانہ فراست و ہوش نگاہی نے ایک صدی آگے دیکھا اور جن خدشات و خیالات کا اظہار کیا وہ حرف بحرف پورا ہوا اور پھر پھر جاننے والوں سے یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے اسکی دس نکاتی تجویز مع تمہید کے ملاحظہ ہوں۔ جو انہوں نے دین و سنت اور مسلک حق کی ترویج و اشاعت کیلئے پیش کی ہیں چنانچہ امام احمد، حنابلہ، شافعی، مالکی، ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انجمن نعمانیہ لاہور صدر ثانی مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جو ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۱ھ کو پیش ہوا تھا۔

ہوئی کئی امراء کی بے فوجی اور روپے کی ناداری ہے حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ دو زمانہ آئندہ الایہ کہ دین کا کام بھی بے روپے کے نہ چلے گا۔ کوئی باقاعدہ عالیشان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں (یہ مظہر اسلام کے ابتدائی دور کی بات ہے کہ جب یہ تجویز لکھی چار ہی تھیں تو اس کے قیام کو صرف آٹھ سال ہوئے تھے) کوئی اخبار پر پتے آپ کے یہاں نہیں مدرسین و واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت تھی، حاجت آپ کے پاس نہیں جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ البال تھیں، جو فارغ البال ہے وہ اہل نہیں، بعض نے خون جگر ہلا کر تصانیف کیں تو وہ چھپیں کہاں سے؟ کسی طرح سے کچھ چھپا تو اشاعت کیونکر ہو؟ دیوان نہیں، مہول نہیں کہ ہمارے بھائی دو آنے کی چیز پر ایک روپیہ دیکر شوق سے خریدیں یہاں تو سر چھینا ہے روپیہ دافتر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔

اولاً۔ عظیم الشان مدارس کھلے جائیں باقاعدہ تعلقیں ہوں۔

ثانیاً۔ طلباء کو کوٹھ ٹھیں کہ خوانی بخوانی کر دیں ہوں۔

ثالثاً۔ مدرسوں کی پیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ جان توڑ کر کوشش کریں



رابعا۔ طبع طلباء کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے یوں ان میں کچھ مدرسین دٹائے جائیں کچھ واعظین کچھ مصنفین کچھ مناظرین پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو کوئی کسی فن پر کوئی کسی فن پر

خامسا۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں و یکڑ ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریر اور تقریر اور عقائد و مناظرہ اشاعت دین و مذہب کریں مولانا (محرم علی صاحب) اس گئی گزری حالت میں تو کوئی بھٹلہ تعالیٰ آپ کے سامنے نہیں آسکتا دور سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون ان کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔

سادہا۔ حمایت مذہب و دین و ہمالیہ میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانہ دیکر تصنیف کرائی جائیں۔  
 سابعاً۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔  
 ثامناً۔ شہروں و شہروں آپ کے سفیر مقرر ہیں جہاں جس قسم کے وعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں آپ سر کوئی اعداد کیلئے اپنی فوجیں میگزین و رسالے بھیجتے رہیں۔

تاسعاً۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں و خلانف مقرر کر کے وہ فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں ممدات ہو۔ لگائے جائیں۔

عاشر۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں تقسیم و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار یہ سونچاتے رہیں۔

میرے خیال میں تو یہ تدبیر ہیں آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں لقاؤہ فرمائیں بلکہ مولانا روپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی انشاء اللہ العزیز آسان ہو گا میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے جنت سے افراد صرف تنخواہوں کے لالچ سے زہر اٹھتے پھرتے ہیں ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیکھئے اب آپ کی سی کے گایا کم از کم ہفتہ دوختہ ہو، ہو گا دیکھئے یہ حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ آخر زمان میں دین کا کام بھی درم و دینار سے ہو گا اور کیوں نہ ہو کہ صادق و محدود علیہ السلام کا کلام ہے عالم باکان و ما کان علیہ کی خبر ہے (فتاویٰ رضویہ جلد بارہ ص ۱۳۳)

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے جس درود کرب کا اظہار ہو رہا ہے وہ محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن بیان نہیں ہو سکتا اور نہ اس پر لفظوں کا لباس پہنایا جاسکتا ہے ان کی فکر انگیز تحریر اور دس نکاتی :

ہرگز گم سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سینے میں ایک درد مند اور حساس دل تھا جو قوم کی بے حسی اور اس کی دینی دوری سے مضطرب و متحیر رہتا تھا انہوں نے قوم کے زوال و تہذیبی کارائز سمجھا اور اس کے بھیاںک نتائج کو محسوس کرتے ہوئے اس کے تدارک و اندمال کی تدابیر بتائیں۔

امام احمد رضا کی پیش کردہ تجویز و اشاریوں پر علماء، خطباء، صلحاء، صوفیاء، اغنیاء، امراء، مفکرین، محققین اور دانشوران ملت اگر آج بھی عمل کریں اور آپسی غلطی اور تنازع کو بالائے طاق رکھ کر متحد و متفق ہو جائیں تو قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو سکتی ہے مسلمانوں کا زوال اوج کمال میں بدل سکتا ہے اور اہل سنت و جماعت کی ایک نئی تاریخ ترتیب دی جاسکتی ہے بدعت و خرافات اور بدعتیہ گیل کاراج ختم ہو سکتا ہے اور امن و اتحاد دین و سنت فوز و فلاح تعلیم و تعلم کی فضا پیدا ہو سکتی ہے شاید یہ تحریر پر تو یہ صرف کاغذ کتاب ہی کی زینت بنتی رہے گی اس لئے اسے بار بار پڑھئے اور سر دھنئے۔

امام احمد رضا صرف گفتار کے غازی نہیں تھے، بلکہ انہوں نے اپنی گفتار و اقوال کے تابندہ نقوش کی روشنی میں حسن کردار کا عملی مظاہرہ کیا اور انہوں نے جو کما وہی کیا اور جو کیا وہی کہا ان کے قول و فعل میں یکسانیت و ہم آہنگی تھی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تحریر و تصنیف کو اپنے ذاتی سرمایہ سے قوم کی میز پر پیش کیا اپنی استدلال علیہ کو اہل سنت و جماعت کے سامنے رکھا وقت ضرورت اشتیارات و پسفلیٹ شائع کئے تنظیمیں قائم فرمائیں انجمنوں کو فروغ دیا اور ارباب سنت کو ایک شیخ پر جمع کرنے کیلئے ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں۔ اور اپنے معاصر علماء کیلئے عمدہ اور قابل قدر القابات تجویز کئے تاکہ لوگ انکی طرف مائل و متوجہ ہوں اور انکی قدر افزائی و عزت کریں اور ان سے دینی علمی فائدہ اٹھائیں کیونکہ جب تک علماء کی عزت و تکریم ہوتی رہے گی اس وقت تک علم کی قدر میں بلند ہوتی رہیں گی اور اسی حسن کردار کا عملی نتیجہ تھا کہ انہوں نے ان تجویز کے پیش کرنے سے آٹھ سال پہلے ہی ۱۳۲۲ھ میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنیاد رکھ دی تھی اور اپنی حیات اقدس کے آخری لمحے تک اپنے خون جگر سے اسکی آبادی کی اور ہر ممکن کوشش سے اسے پروان چڑھایا جس سے دینی علمی فیضان کا سیلاب اسناد اور وہ علم و فن کا بحر بیخوالہ بنا گیا اور جس کی عرفاں انگیز فضاؤں سے دینی، ملی، مذہبی، معاشرتی، ثقافتی، اقتصادی، تحریری، تالیفی، تصنیفی، تقریری، دعوتی، تنظیمی، فلاحی، رفاہی وغیرہ سرگرمیاں اور خدمات مسلسلہ جب سے اب تک جاری و ساری ہے منظر اسلام کا وجود و بقا اہل سنت و جماعت کیلئے ایک قابل فخر سرمایہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا فقید المثال کارنامہ ہے امام احمد رضا کی جرات و حوصلے نے منظر اسلام کو زعمہ جاوید بنادیا۔ اور منظر اسلام نے ان کے عزم و ارادے کی تکمیل و ترقی میں سے انکے روحانی سکون کا سامان فراہم کیا۔

منظر اسلام کی تاریخ و روایت سو سال پرانی اور ہمارے اسلاف و اکابر کے نقوش قدم کی تائید کے شعاعوں کے عین مطابق ہے جس نے اب تک اپنے تعلیمی میدان میں اگرچہ قدامت پسندی کا مظاہرہ کیا مگر اس کے ساتھ ہی آج وہ نئی سمتوں کی طرف برق رفتاری سے رواں دواں ہے اور عصر حاضر کے تعلیمی مقتضیات و لوازمات کے اعتبار سے اس میں عصری تقاضوں کے حامل سامان و سہولیات بھی موجود ہیں اور تعلیم و تعلم کی جدت طرائدیں اور نئی جہتیں بھی اس کے وسیع اور پرفضا علمی ماحول میں سازگار و ہموار ہو رہی ہیں اور زمانے کی رفتار و تبدیلی کے مطابق منظر اسلام بھی ترقی اور خود اعتمادی کی شاہراہ پر گامزن ہے اور اپنے آداب و اصول پر سختی سے کاربند اور عمل پیرا ہے اور اسے اپنی تاریخ میں تعمیری و تعلیمی ترقیوں کا وہ بے مثال اور لائق عمل کارنامہ انجام دیا ہے جسے مستقبل کا مورخ جلی اور سنہری حرفوں میں لکھنے پر مجبور ہو گا۔ تاریخ نہایت ایک دور گزرنے کے بعد جب اس کی تاریخ نگھی جائیگی تو وہ آتے والی نسلوں کیلئے باعث حیرت و استعجاب بھی ہوگی اور باعث فرحت و مسرت بھی۔

کسی درس گاہ کا تعلیمی وقار اس کے اساتذہ اور معلمین سے بلند ہوتا ہے اور اس کی تعلیمی عظمت اسکے معلمین و مدرسین کی محنت و جہنم ثنائی اور ان کے خلوص و لہجہ کی مریہون منت ہوتی ہے اساتذہ جتنے ذی علم اور فضل و کمال کے مالک ہو گئے اس کا معیار تعلیم اتنا ہی اعلیٰ اور بلند ہو گا اس نتیجے سے دیکھا جائے تو یہ فصاحت بھی منظر اسلام کو حاصل ہے کہ زمانہ قیام (۱۳۳۲ھ) سے لیکر اب تک ہر دور ہر عہد میں اس کے اساتذہ اور مدرسین اپنے اپنے وقت میں علم و فن کے آفتاب و اجتاب اور مرجع خلافت رہے۔

جہاں درس گاہ کی تعلیمی بلندی اور علمی فیضان و ترقی کیلئے اس کے اساتذہ بجا صلاحیت و ذی استعداد ہونا لازم و ضروری ہے وہیں اس کے نظم و نسق، انتظام و انصرام، اور اہتمام و ذمہ داری کیلئے باوقوف و حوصلہ مند، مستہم و منتظم کا بھی ہونا لازمی امر ہے اس اعتبار سے بھی منظر اسلام کو یہ فخر اور تہنہ کمال حاصل ہے کہ ماضی سے لیکر حال تک اس کے تمام محققین و منتظمین با حوصلہ اور بلند کردار کے ساتھ علوم و فنون میں یکپارچہ روزگار اور منفرد رہے اور اسکے نظم و نسق، تعمیر و ترقی اور قیام و تراد و دار یوں کو اس حسن و خوبی سے انجام دیا جو ان کی حیثیت اقدس کا عہدیم المثل کارنامہ اور قوم مسلم کیلئے قابل فخر سرمایہ ہے۔ جب کہ یہ سطر میں لکھی جا رہی ہیں اس وقت منظر اسلام کے مستہم و ناظم اعلیٰ گل گلزار و نہایت سیر و اعلیٰ حضرت شہزادہ و بیجان ملت حضرت علامہ و مولانا الحاج سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی سیاحہ نقشبند آستانہ عالیہ دہلیو بریلی شریف ہیں آپ نے اس کی تعمیر و ترقی، قرون و استحکام اور تعلیمی میدان میں ایسے کارنامے نمایاں انجام دیئے ہیں

جو منظر اسلام کی تاریخ ترقی میں ایک روشن و تابناک باب کا اضافہ ہے ہمارا وجدان کہتا ہے کہ شہزادہ کریمان ملت کے ان عظیم اور مثالی کارناموں سے منظر اسلام کے جملہ مستحقین بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی روح خوش ہو رہی ہوگی کیونکہ منظر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے افکار و نظریات کا ترجمان ہے۔

منظر اسلام مسلک اعلیٰ حضرت اور ان کے مشن کا محافظ و نمبربان ہے۔

منظر اسلام امام احمد رضا کے عشق و عرفاں کا چہستان ہے۔

منظر اسلام علم و ادب کا شہرستان ہے۔

منظر اسلام عشق و عقیدت کی بہارستان ہے۔

منظر اسلام شعور و آگہی کا بیستان ہے۔

منظر اسلام علم و فضل کا عظیم گلستان ہے۔

منظر اسلام تو نہالان امت کیلئے تعلیم و تربیت کا دبستان ہے۔

منظر اسلام ہمارے اسلاف کے کارناموں کا امین و پاسبان ہے۔

منظر اسلام استحباب فضل و کمال کیلئے باعث فیضان ہے۔

منظر اسلام دینارہ عظمت ہے۔

منظر اسلام باعث رشد و ہدایت ہے۔

منظر اسلام منبع علم و حکمت ہے۔

منظر اسلام اہل اسلام کی شان و شوکت ہے۔

منظر اسلام اسلاف و اکابر کی روایت ہے۔

منظر اسلام قوم مسلم کی امانت ہے۔

منظر اسلام مرکز اہل سنت ہے۔

منظر اسلام یادگار اعلیٰ حضرت ہے۔

منظر اسلام اسلام کی حجت ہے۔

منظر اسلام اہل ایمان کی شان ہے۔

منظر اسلام۔ تشنگان علوم نبویہ کیلئے علم و فن کا آسمان ہے۔

منظر اسلام۔ چمنستان مفسر قرآن ہے۔

منظر اسلام۔ باغ ربیعان ہے۔

منظر اسلام۔ گل سبحان ہے۔

منظر اسلام۔ تیری عظمت و شوکت کو سلام۔

منظر اسلام۔ تیری خدمات و نسبت کو سلام۔

منظر اسلام۔ تیری دینی و علمی فیضان و ترقی کو سلام۔

اور اے منظر اسلام۔ ان مقدس ہستیوں کو سلام جن کا روحانی سکون و قرار تیرے پاس دور سے وابستہ ہے۔

اور اے منظر اسلام۔ ان فرزند ان توحید کو سلام جو تیری آغوش تربیت کا پروردہ اور تعلیم یافتہ ہے۔

اور اے منظر اسلام۔ ان قدسی صفات افسانوں کو سلام جنہوں نے صد سالہ تاریخ میں تب سے اب تک تیری حفاظت و

حیانت کی اور تیرے نشوونما کا خوشگوار فریضہ انجام دیا۔

اے یادگار اعلیٰ حضرت تیرے مینار و عظمت کو سلام۔

تیرے ہر جزو کل کو سلام!!

یادگار  
اعلیٰ حضرت

کونالہست جامدہ بخود منظر اسلام بولے کہ میں  
سینا و منظر قدس سے ملنے والے ہیں خدمت دین کے لئے  
قائم فرمایا گیا علامہ الہست اسی لئے کہ اودی پر وہاں پر تھا  
وہاں سمیت کے پیشوا بنے اور الہست آج بھی سکون  
علماء حضرات سالہ سال جامدہ سے فادائے امت ہیں اور  
علماء و علما ملک کے گوشہ گوشہ میں ہم کو علم علی ہی  
مسک ستیت کہ توحید و شافقت میں ہم کو علم علی ہی  
پہلے اپنے نام کو کوئی بھی فراموش نہ فرمائی  
اور جب کہ حضرت علیؑ کی ہر وقت  
اس کا ذکر کرتے ہیں۔





۱۳۵۲

## چودہویں صدی ہجری میں برصغیر کا عظیم صفہ اسلام تھا

از:- ابو ظفر فتح احمد بیسوی مصباحی ڈیرہ سوات تھ افریقہ

جس طرح درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کی عظمت و فضیلت کا مقدس رشتہ تاریخ کائنات کے ساتھ روز اول ہی سے جڑا ہوا ہے اسی طرح مدرسوں اور تعلیم گاہوں کے قیام و تعمیر کی افادیت و روایت بھی تاریخ انسانیت کا ایک حسین باب ہے جس کی اہمیت و ضرورت ہمارے مذہب اسلام میں بھی نہ صرف مسلم بلکہ قائم و جاری ہے۔

حضور ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احیائے دین کیلئے سعی بلیغ فرمائی نیز علماء عظام علیہم الرحمہ نے مذہب اسلام کی باگ ڈور سنبھالی اور دین متین کی نشر و اشاعت میں اہم رول اور نمایاں کردار ادا کیا۔

پھر اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا اصل سرآمد اس اسلامیہ کے جبر جاتا ہے کیونکہ مذہب حق کی حفاظت و صیانت اور ترویج و اشاعت کا سب سے مفید و بہترین ذریعہ و وسیلہ مدارس اسلامیہ ہی ہیں۔ یہ مدارس ہماری مذہبی و روحانی زندگی کے سرچشمے نیز ملی و اجتماعی حیات کے مراکز ہیں۔

فیض جس کا کل جہاں میں عام ہے

وہ رضا کا منظر اسلام ہے (۱)

قیام مدارس کا مقصد ہی یہی ہے کہ مربوط و منضبط طریقہ سے تعلیم و تربیت کی جائے اسلام کو علمی طور پر سمجھنے کیلئے جن علوم کی ضرورت ہے انہیں پڑھایا جائے۔ تفسیر و حدیث و فقہ میں ذرف لگائی اور وسعت نظر پیدا کی جائے، استاد کی علمی و روحانی سرپرستی و رہنمائی میں سفر علم طے کیا جائے اور متعدد کتابوں کی روشنی میں علوم اسلامیہ کو سیکھا جائے پھر ان علوم بنیاد کی تحصیل کیلئے جو علوم علیہ ممد و معاون ہوں انہیں بھی پڑھ کر اپنی علمی حیادوں کو مزید مستحکم کر لیا جائے۔ (۲)

اس کی ہر ہر اینٹ سے ہے جلوۂ حق آشکار

عشقِ دین کا آستان یہ منظر اسلام ہے (۳)

عربی و اسلامی مدارس مسلمانانِ ہند (بند عالم اسلام) کیلئے شررگ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی حیثیت پاور ہاؤس جیسی ہے جسے مسلم سوسائٹی میں اسلام کی ہر قی تولدائی سچائی کی جاتی ہے (۴)

برصغیر یعنی غیر منقسم ہندوستان میں عموماً اور دنیا کے سنیات میں خصوصاً جامعہ منظر اسلام ایک مقدس اور فیض رسان ادارہ سمجھا جاتا تھا اس کی عظمت و اہمیت اندازہ ہی سے مسلم تھی اور آج بھی اس کی علمی، باقادی اور مرکزی حیثیت تسلیم شدہ ہے (۵)

منظر اسلام کا تو ایک روشن آفتاب

اور سب تیرے نجوم و گنگشاں حامد رضا

آبیاری تو نے کی یوں منظر اسلام کی

یہ خزاں ہے تیرا یعنی گنگشاں حامد رضا (۶)

جامعہ منظر اسلام کی تاسیس کے پس منظر میں ذرا جھانک کر دیکھئے سب سے پہلا داعیہ۔ جس کے دل میں انگڑائی

لی وہ ملک العلماء ہی تھے اور منظر اسلام کے مؤسسِ سلام (اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ) اپنے ہوتا ہوا محرک اور ہنرمند مجوز کی

خوبصورت تحریک و تجویز روز نہ فرما سکے اور اسی سال (۱۳۲۲ھ) میں منظر اسلام کا قیام عمل آ گیا بعد میں یہی منظر اسلام

بعد ازاں علم کملایا رشک یونان و اصفہان بنا غرناطہ بسکار اور دہلی لکھنؤ شرمسار ہوا بڑے بڑے مراکز سرنگوں ہوئے اور نجی

درسگاہیں اور نامور تعلیم گاہیں لچائی نظروں سے دیکھنے پر مجبور ہو گئیں۔ زمانہ شاہد ہے کہ برصغیر کے کہہ زمین پر قدیم و جدید

تعلیمی مراکز میں جو چراغ علم فروزاں ہیں اس کے روشن کاسر رشتہ مجدد اسلام اور منظر اسلام سے ضرور جزا ہوا ہے۔ (۷)

اس وقت دنیا کے اعلیٰ سنت میں جتنے ادارے اور مدارس قائم ہیں وہ سب کے سب مراکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر

اسلام کے مرہونِ سنت ہیں (۸)

اہل سنت کے ہر ادارے پر

تیرا احسان منظر اسلام

شر ہر انجم نے بلند کیا

تیرا ایوان منظر اسلام (۹)

پوری دنیا سے سببت کے افراد صرف دو ہی مدرسوں کو اچھی طرح سے جانتے ہیں سب سے پہلا مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف جو یادگار اعلیٰ حضرت ہے اور وہ سر الجامعۃ الاشرفیہ مہارکپور جو یادگار حافظ ملت ہے اور وہ نول اداروں کے موجودہ پرنسپل حضور حافظ ملت کے شاگرد ہیں کون حافظ ملت؟ وہ حافظ ملت جو منظر اسلام سے فارغ التحصیل تھے۔ حضور حافظ ملت کی کیا تخصیص! ابھی منظر اسلام کے فارغین میں سر فہرست ملک العلماء علامہ ظفر الدین بھٹائی، حضور مفتی اعظم ہند، ابور محمدت اعظم پاکستان وغیرہم تھے (۱۰)

یادگار اعلیٰ حضرت، منظر اسلام نہ صرف بیحد علم و عرفان ہے بلکہ تعلیمی عروج و ارتقاء اہل سنت و جماعت کیلئے طرہ امتیاز ہے (۱۱)  
بفیض مفتی اعظم جو فارغ ہو بھی منظر سے ستارہ و ادب پہ چمکے نہ کیوں پھر اس کی قسمت کا (۱۲)

منظر اسلام کی تعمیر میں تیرا ہوا

ہے بہ انداز نظامت شاہ رحمانی میاں (۱۳)

جامعہ منظر اسلام کے معائنہ جاتی رجسٹر میں ایک ممتحن اپنا تاثر پر از حقیقت اس طرح سے لکھتے ہوئے فخر کرتا ہے کہ درجہ دوم و حدیث سے فارغ ہونے والے طلباء کا امتحان لیا (ما شاء اللہ طلباء کی ایک نرالی شان پائی۔ یہ سب فیضان نبیہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم دین و ملت، آقائے نعمت و دیارے رحمت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ حضور حبیبہ الاسلام اور حضور سیدی مرشدی قطب عالم، مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا۔ یقیناً شمرہ ہے مخدوم ملت نمبرہ اعلیٰ حضرت جانشین رحمان ملت مکی گھوڑا قاوریت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ و متبع اللہ المسلمین بطول بقائہ کے حسن انتظام و اہتمام اور مضبوط قیادت کا یقیناً یہ سب کچھ نتیجہ ہے مرکز اہل سنت بریلی شریف کے عظیم الشان دارالعلوم منظر اسلام کے مخلص و مشفق لائق و فائق علم و فضل کے بحر بحر اساتذہ کرام کی کاوشوں اور جان توڑ محنتوں کا۔ رب کریم منظر اسلام کو روز افزوں ترقی و استحکام عطا فرمائے اور اس ملک میں خدا کو شلاد اکبر رکھے آمین (۱۴)

یہ گلستانِ رضا چھ لے پھلے رب رحیم

ہیں گنہاں جس کے سبحانی میرے رب کریم (۱۵)

یہ رضوی آستان مسجد رضا، منظر اسلام

زمانہ کہ رہا ہے شاہ سبحانی کی خدمت ہے (۱۶)

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ایڈیٹر آپ ہیں  
منظر اسلام کے بھی ناظم ذیشان ہیں (۱۷)

یہ دارالعلوم جوہر اعظم ہند پاکستان میں اپنی تاریخی عظمت اور دینی خدمت کیلئے معروف ہے جہاں سے فخر  
ہندوستان علماء کرام علم کی دولت لیکر امت اسلامیہ ہند نہ صرف ہندوستان میں بلکہ عرب و عجم میں پھیل گئے اور حسب  
استطاعت فیضان علم سے امت کو مستعد فرمایا۔ یہ اسی دارالعلوم کا فیضان ہے کہ ہندوستان میں نہ جانے کتنے مدارس دیوبند  
دارالعلوم قائم و جاری ہیں اور تشکلات علم ان سے سیراب ہو رہے ہیں کیونکہ سب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم حضرت  
الغلام مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ الوہیت اور دیار رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ میں مقبولیت کی  
دلیل ہے یہ دارالعلوم تقریباً ایک صدی سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے اور آج بھی اس کا فیض جاری و ساری ہے (۱۸)

پانچواں منظر سے یہ دریاسد اچھے رہیں  
فیض پاتے ہی رہیں ہم جیسے عاصی پیشداد  
اس وعاء پر ختم کر منظر کلام تنہیت  
پھول دو کھلتے رہیں قائم رہے جن سے بہار (۱۹)

اپنا ماہر علمی جامعہ رضویہ منظر اسلام کے زیریں جشن صد سالہ کے سنہری موقع پر ہدیہ تبریک و خراج محبت  
پیش کرتے ہوئے میں اس لئے بے پناہ خوش ہوں کیونکہ منظر اسلام چودہویں صدی ہجری میں برصغیر کا عظیم صحنہ اسلام  
تھا اور اسی کی برکت سے میری ممتاز ماہر علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا وجود مسنونہ ہوا اللہ اس کے فیضان کو جاری رکھے آمین  
حاجہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

مسلک احناف کے یہ مرکزی کردار ہیں  
پاک مارہرہ بریلی، اشرفیہ واہ (۲۰)  
حافظ ملت کا گلشن اشرفیہ جامعہ  
ہے تیری زندہ کرامت مفتی اعظم زندہ باد (۲۱)

# ماخوذات و اقتباسات

- (۱) فاروق مدناپوری ماہنامہ اعلیٰ حضرت، اکتوبر ۲۰۰۰ء
- (۲) علامہ بشیر اختر مصباحی ماہنامہ کنز الایمان دسمبر ۲۰۰۰ء
- (۳) علی احمد سیوانی ماہنامہ اعلیٰ حضرت اکتوبر ۱۹۹۹ء
- (۴) علامہ بشیر اختر مصباحی ماہنامہ کنز الایمان جنوری ۱۹۹۹ء
- (۵) مولانا شجیثم کمالی ماہنامہ اعلیٰ حضرت اگست ۱۹۹۸ء
- (۶) مولانا شجیثم کمالی ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۹۳/۱۹۹۳ء
- (۷) غلام جبار شمس مصباحی ماہنامہ کنز الایمان اکتوبر ۲۰۰۰ء
- (۸) مولانا اعجاز انجم لطیفی ماہنامہ اعلیٰ حضرت اگست ۱۹۹۷ء
- (۹) مفتی محمد فاروق قادری نوری ماہنامہ اعلیٰ حضرت مارچ ۱۹۹۸ء
- (۱۰) مولانا محمد ظہور الاسلام نوری دیناچوری ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۹۹ء
- (۱۱) مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۹۷ء
- (۱۲) صادق نوری چندوسی ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر، جنوری ۹۳/۱۹۹۳ء
- (۱۳) طاہر کانیوری ماہنامہ اعلیٰ حضرت ستمبر ۱۹۹۸ء
- (۱۴) مولانا سید شاہد علی رضوی ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر، جنوری ۹۳/۱۹۹۳ء
- (۱۵) سلیم رضوی ماہنامہ اعلیٰ حضرت اکتوبر ۱۹۹۶ء
- (۱۶) سلیم الرحمن ماہنامہ اعلیٰ حضرت نومبر ۱۹۹۹ء
- (۱۷) غلام مصطفیٰ رضوی ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر، جنوری ۹۳/۱۹۹۳ء
- (۱۸) علامہ سید ظہیر احمد زیدی ماہنامہ اعلیٰ حضرت اکتوبر/نومبر ۱۹۹۸ء
- (۱۹) سید اعجاز علی منظر ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر، جنوری ۹۳/۱۹۹۳ء
- (۲۰/۲۱) ابو ظفر فتح احمد بخش بستوی مصباحی قادری رضوی



# وہ مری انمول دولت منظر اسلام ہے

نتیجہ فکر: مولانا محمد نور الدین القادری، الرجبی ٹائپاروی، مدرسہ جامعہ عالیہ مصطفویہ عزیز العلوم ٹائپارو بہرائچ

گلستانِ دین و ملت منظر اسلام ہے  
 بوستانِ علم و حکمت منظر اسلام ہے  
 پرچمِ حق و صداقت منظر اسلام ہے  
 اہل سنت کی عدالت منظر اسلام ہے  
 جس سے پیدا سنیت میں ہے بہارِ جانفزا  
 مرحبا وہ نور و کلمت منظر اسلام ہے  
 اعلیٰ حضرت کی ہے تابندہ مبارک یادگار  
 وہ مری انمول دولت منظر اسلام ہے  
 جس سے بد دینوں کے دل میں ہو گیا غارِ عمیق  
 وہ ستارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے  
 علم کا دریا رواں ہے مدتوں سے جس جگہ  
 وہ مبارک خاکِ جنت منظر اسلام ہے  
 رزمگاہِ تجدیت میں حرفِ آخر جو مقام  
 وہ مقامِ پختہ حجت منظر اسلام ہے  
 لرزہ بر اندام جس سے اہل تدوہ آج بھی  
 وہ نشانِ خوف و محبت منظر اسلام ہے  
 جس چمن کی لاسے ہمیں عائشانِ سنیت  
 وہ چمنِ زارِ فضیلت منظر اسلام ہے

دشمنانِ اعلیٰ حضرت آج تک دہشت میں ہیں  
ایسا ذی جاد و جلال منظر اسلام ہے  
جہاں اسلام و توری حضرت ریحانِ رضا  
سب کی کاوش در حقیقت منظر اسلام ہے  
شہ ظفر، مردار، امجد، بیل، ہندوستان  
جس کی کر دی خوب شہرت منظر اسلام ہے  
شہ محدث اور مجاہد اور شہ شہ علی  
انکی زندہ شان و شوکت منظر اسلام ہے  
حضرت سہاں رضا تو صیف و تسلیم رضا  
جس کی خاطر کرتے محنت منظر اسلام ہے  
طالبانِ علم نبوی کی جماعت ہے یہاں  
اُس لئے برکت ہی برکت منظر اسلام ہے

نورِ دیں مرکز کی مدحت کو یہاں کیسے کرے  
اہل علم و فن کی مدحت منظر اسلام ہے

## جشن صد سالہ مبارک ہو

از قلم:۔۔۔ حضرت مفتی محمد فاروق صاحب فارقِ نوری مفتی دارالافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام ہر ملی شریف

مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ ہے مسلسل گردِ منظر ہے ترے اسلام کا بالہ

خدا کا فضل پیارے مفتی کی تجھ پہ رحمت ہے

جنابِ غوثِ اعظم کا کرم خواہ کی شفقت ہے

شہ برکت کی برکت ساتھ تیرے نورنی طلعت ہے

نہ کیوں ہو منظر اسلام تیرا مرتبہ بالا ☆ مسلسل گرد و منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ  
 مقدس کی بلندی تیرے بانی اعلیٰ حضرت ہیں  
 یقیناً تجھ الا سلام بھی سہر عنایت ہیں  
 شہ مفتی اعظم تیرے حق میں خاص رحمت ہیں  
 مفسر شاہ جیلانی میاں نے ہے تجھے پالا لہذا مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ  
 تہ فیضانِ علم و فضل عالم میں نمایاں ہے  
 تری عزت پہ ہر اک اہل سنت دل سے قرباں ہے  
 ترے پاکیزہ دامن کرم میں کنز ایمان ہے  
 قداریحانِ ملت نے دل اپنا تجھ پہ کر دیا لہذا مسلسل گرد و منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ  
 یہ تیرا وصف کہ تو حامی دین و شریعت ہے  
 یہ تیرا عصب کہ تو حامی کفر و منکالت ہے  
 یہ تیری شان کہ تو مرکزِ اہل سنت ہے  
 بایں اوصاف دنیا بھر میں تیرا بول ہے بالا لہذا مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ  
 تو ہے محبوبِ سبحانی ہے تجھ پہ خلل سبحانی  
 یہ تیرے انجمِ قسمت کی دیکھی جلوہ افشانی  
 تری توقیر و توصیف اہل سنت میں ہے لہذا فی  
 یہ ہے تسلیم پیارے تیرا ہر سنی ہے مثلاً  
 مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ جنہ مسلسل گرد و منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ  
 تری تعمیر و تزئین مرحبا پر کیف منظر ہے  
 ترقی علمی شعبہ جات کی بہتر سے بہتر ہے  
 ہے ذرہ مری فارق اس کاہر قطرہ سمندر ہے  
 بسجسی حضرت سبحان و ضاہر کام ہے اعلیٰ لہذا مسلسل گرد و منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ



## اعلیٰ حضرت بارگاہ رسالت میں

اواخر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ کے دن دوح کر ۳۸ رمنٹ پر بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت قبلہ دنیائے ثانی سے روانہ ہو رہے ہیں اواخر بیت المقدس کے ایک شاہی بزرگ ٹھیک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو خواب میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر و بہار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ ہڈ شاہی بزرگ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں فدا ہوا الی وائی میرے مائاں باپ حضور پر قربان کسی کا انتظار ہے؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کی احمد رضا کون ہیں؟ حضور نے فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ سیداری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں پھر تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول کی ملاقات کو تشریف لائے ہیں وہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو اپنی دنیا سے روانہ ہو چکا ہے۔

دارالعلوم اشرفیہ ضلع اعظم گڑھ کے عظیم المرتبت محدث حضرت مولانا شبہ العزیز صاحب مراد آبادی واقعہ مذکور بالا کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

”میری زندگی کا سب سے بہترین زمانہ دارالخیر انجیر شریف کی حاضری کا وہ دور غالب علمی ہے جس میں نو سال تک سلطان المسند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی اور استفادہ محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ کی کشف برداری کا شرف حاصل رہا۔ اس مبارک زمانہ میں اکثر علماء مشائخ اور بزرگان دین کی زیارت میسر آتی تھی انہیں بزرگوں میں حضرت دیوان سید آل رسول صاحب چخوہ نقیین آستانہ عالیہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ماموں صاحب قبلہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ دیوان صاحب کے یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ موصوف کی خدمت میں (میری) حاضری ہو کرتی تھی۔ وہ اکثر بزرگان دین کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت موصوف نے بیان فرمایا کہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ میں ایک شاہی بزرگ دہلی تشریف لائے۔ ان کی آمد کی خبر پا کر (میں نے) ان سے ملاقات کی بڑی شان و شوکت کے بزرگ تھے۔ طبیعت میں بڑی استغناء تھا۔ مسلمان جس طرح



عربوں کی خدمت کیا کرتے تھے ان (شامی بورگ) کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے۔ نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بفضلہ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں، مجھے (روپیہ پیسے کی) ضرورت نہیں۔ مجھے ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا۔ عرض کیا حضرت یہاں ہندوستان میں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا مقصد قویہ ازہر میں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی۔ خواب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں۔ صحابیہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: فدائے ابی و امی۔ کس کا انتظار ہے ارشاد فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہیں؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ سیداری کے بعد میں نے تحقیق کی معلوم ہوا مولانا احمد رضا خان صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور عقیدہ حیات ہیں۔ مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا میں ہندوستان آیا بریلی پہنچا معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی۔ میں نے طویل سفر ان کی ملاقات کیلئے ہی کیا تھا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔

اسی سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مقبولیت بارگاہ رسالت میں معلوم ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو عاشقان رسول یوں ہی توارے جاتے ہیں۔

(ماہنامہ پاسبان الہ آباد شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء ص ۴)

**انتباہ:-** میں نے استاذ گرامی حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے براہ راست واقعہ مذکورہ بالا کی تصدیق حاصل کی ہے۔ ماہنامہ پاسبان میں ان شامی بورگ کی جائے سکونت کا ذکر نہیں تھا۔ میں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا وہ شریعت المقدس کے باشندے تھے۔

(سوانح امام احمد خاں ۲۹۳ مکتبہ فضیل آباد پاکستان نمونہ تیسرے طبع گوری گور کچہری)

ان  
مولانا اسد اللہ  
بھٹو

آپ کا ترجمہ ہے اعلیٰ سیدی احمد رضا  
کل جہاں میں دل بالا سیدی احمد رضا  
آپ سے جو بھی رکھے گا بغض و کینہ بالیقین  
وہ رہے گا دل کا کالا سیدی احمد رضا

فصلہ

# مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد رضوی لاہور

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد ابن حضرت مولانا سید ابو محمد محمد یدار علی شاہ اثن سید نجف علی  
۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱ء) میں ہندوستان کے مشہور شہر الہور کے محلہ ثواب پورہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا تعلق ایک علمی و روحانی سید گھرانے سے ہے اور آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام ”موسیٰ رضا“ رضی اللہ عنہ  
نیک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباء واجداد مشہد سے ہندوستان تشریف لائے اور الہور قیام پذیر ہوئے۔

(محمد مہدائیکم شرف قادری مولانا تذکرہ اکابر اعلیٰ سنت ص ۱۳۰)

تعلیم و تربیت :- جس طرح آپ کا تعلق ایک عظیم علمی خاندان سے ہے، اسی طرح آپ کی تربیت بھی نہایت بہتم  
بالشان طریقے سے ہوئی۔ قرآن مجید الہوری کے حافظ ”عبدالحکیم“، حافظ ”عبدالعزیز“ اور حافظ ”قادر علی“ سے پڑھا۔

صرف و نحو کی ابتدا کتب علامہ سید ظہور اللہ ملتانی سے اور اکثر کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں، فنون کی ابتدائی کتب  
قاضی مبارک حمد اللہ، اتقی المبین، صدرہائے شمس بازغہ اور شرح عقائد نسفی وغیرہ جمیع کتب اسنادیٹ اور کتب طب مراد آباد میں  
حضرت صدرالافتا ضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور ۱۹۱۹ء میں مراد آباد سے سند  
فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔

**امام اہل سنت سے سندات کا حصول :-** ۱۹۱۹ء ہی میں آپ امام اہل سنت

مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں بریلی حاضر ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں تقریباً  
دو سال تک رہے اور آپ کے حکم پر فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے اعلیٰ حضرت نے آپ کو جمیع علوم و فنون کی  
سند اور وظائف و خلافت نامہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

**آگرہ میں خطابت :-** جامع مسجد آگرہ میں آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید ابو محمد محمد یدار علی شاہ  
رحمۃ اللہ علیہ خطیب تھے۔ تحریک خلافت میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالمجاہد انویسی وغیرہ کانگریس کے حق میں

تقریر کرتے تھے، جبکہ مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید صاحب موصوف کائنات کے خلاف سرگرم عمل تھے۔ دوران تحریک پنجاب کے عوام کی دعوت پر حضرت سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کا دورہ کیا۔ لاہور کے مسلمانوں کو آپ کی تقاریر سے ایسا ذوق میسر ہوا کہ حضرت علامہ کو لوگوں کے اصرار پر لاہور آنا پڑا، چنانچہ آپ کی جگہ حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد کو جامع مسجد آگرہ میں فرائض خطابت سونپ دے گئے۔

**لاہور میں آمد :-** ۱۹۲۲ء میں آپ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کے حکم پر جامع مسجد داتا گنج بخش کی خطابت کیلئے لاہور پہنچے۔ داتا گنج بخش کی مسجد ان دنوں زیر تعمیر تھی۔ مولانا محرم علی چشتی، سید امین اندرانی اور خلیفہ مولوی تاج الدین کے مشورے سے آپ کو مسجد وزیر خاں میں علوم دینیہ کی تدریس پر مقرر کر دیا گیا۔ آپ کی محنت و شہرت نے سارے پنجاب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ طلباء جوق در جوق آنا شروع ہو گئے اور مسجد وزیر خاں کے وسیع صحن میں دینی علوم حاصل کرنے والوں کا بے پناہ جھوم ہو گیا۔

**دارالعلوم حزب الاحناف کی تاسیس :-** مرزا ظفر علی صاحب جو ان دنوں مسجد وزیر خاں کے متولی تھے، انہیں طلباء کے اجتماع سے اختلاف تھا، چنانچہ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد وزیر خاں سے استعفیٰ دیدی۔

لاہور کے سنی زعماء قاضی حبیب اللہ، مولوی محمد دین، حاجی شمس الدین اور مولانا محرم علی چشتی نے انجمن حزب الاحناف ہند کی بنیاد رکھی اور ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء کو باقاعدگی سے تدریس کا آغاز ہو گیا۔

دارالعلوم ”حزب الاحناف“ کا ابتدا اُنی دور بے سروسامانی کا دور تھا۔ ابتداء مسجد وزیر خاں سے ہوئی۔ وہاں سے لٹرا بازار، مکی دروازہ، مسجد دائی رنگہ اور مسجد مائی لاٹو سے ہوتے ہوئے ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء کو تین گنبد والی مسجد اندرون دہلی دروازہ کو دارالعلوم کے لئے منتخب کیا گیا۔ مسجد کی صفائی ہوئی اور مرمت کرائی گئی۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو روپیہ مسجد کی صفائی پر خرچ کیا اور نو ماہ میں یہ سنی دارالعلوم اپنی پوری تابانیوں سے جلوہ گر ہو گیا۔

ابتداء اُنی اساتذہ میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ علامہ ابو البرکات، علامہ ابو الحسنات، میاں ناغہ القیوم اور مولانا عبد المنان جیسے لوگ شریک تدریس تھے۔ (پیر زادہ علامہ اقبال احمد قادری تذکرہ ملاوٹ سنت لاہور ص ۲۲۱) ۱۹۳۵ء میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے دارالعلوم کے جملہ انتظام

واقصر ام کو سنبھالا اور مستدرس حدیث پر فائز ہوئے، اور وصال تک یہ فیض جاری رہا۔

آج کل دارالعلوم حزب الاحناف لال کوٹھی بیرون بھائی میٹ منتقل ہو چکا ہے اور حضرت قبلہ سید ابو البرکات رحمۃ اللہ علیہ باوجود پیرائے سالی اور صحت کے ساتھ خدمت میں حاضر ہونے والوں کو علمی و روحانی فیض سے مستفیض فرماتے رہے۔ ۹ جنوری ۱۹۷۷ء کو عظیم المدارس اہل سنت کی نشاۃ ثانیہ میں آپ کو عظیم کامرکزی صدر منتخب کیا گیا اور پھر ۱۹۷۷ء کے نئے انتخاب میں آپ کو عظیم کامرپرست ہمزاد کیا گیا۔

**فتنوں کا مقابلہ :-** آج سے کچھ عرصہ پہلے لاہور میں طرح طرح کے فتنے اٹھے، کہیں وہابیت کے فتنہ نے سراٹھایا کہیں نیچریت اپنے پر تول رہی تھی، کہیں مرزائیوں کی ریشہ و دنیاں تھیں، تو کہیں رافضی گمراہی کا جال بٹھائے بیٹھے تھے، لیکن حنیت کے اس بزرگوار کے سامنے جو بھی فتنہ آیا خس و خاشاک کی طرح بہ گیا۔

**تحریرات :-** آپ کا زیادہ حصہ علوم و فنون اور حدیث پاک کی تدریس میں گزرا، لیکن اس کے باوجود آپ نے میدان تحریر میں بھی کام کیا، چنانچہ مندرجہ ذیل کتب آپ نے تحریر فرمائیں۔

(۱) مناظرہ تلون۔ (۲) دیوس المقتدین، (۳) فتح المسین، (۴) مناظرہ ترین تارن، (۵) ضیاء القنادین، (۶) وہابیوں کی کہانی۔

**چند مشہور تلامذہ :-** حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات دامت برکاتہم العالیہ کی ساری زندگی تبلیغ دین اور علوم عربیہ کی تدریس میں گزری اور سیکڑوں تشنگان علم نے سیرابی حاصل کی۔ آپ کے چند تلامذہ جو آسمان شہرت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

(۱) شیخ الحدیث مولانا مرادین

(۲) حضرت مولانا قاضی سراج احمد

(۳) سلطان الوداعین حضرت مولانا محمد بشیر کوٹلی لہارال مدظلہ

(۴) مولانا حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۵) خطیب اہل سنت مولانا غلام دین رحمۃ اللہ علیہ

(۶) شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) فقیہ العصر مولانا مفتی محمد نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

(۸) شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ قصوری مدظلہ

(۹) شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی مدظلہ

(۱۰) استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان۔

(اقبال احمد ہارڈی، ناشر، قذافی عطاء گل منت لاہور ص ۲۲۲)

(۱۱) علامہ سید محمود احمد رضوی، مدیر رضوان، لاہور

۱۹۶۹ء میں آپ شدید بیمار ہوئے۔ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر کراچی تشریف

لئے اور دارالعلوم امجدیہ کراچی میں تقریباً ایک سال تک مقیم رہے۔ راقم الحروف ہی آپ کی خدمت پر مامور تھا، آپ سے

علم حدیث اور فقہ کی کئی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

طویل علالت کے بعد ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ علم و عمل کا یہ بیکر اس دارغائی سے رخصت

ہوا اور علمی دنیا میں نہ ہونے والا خلا پیدا ہو گیا۔ آپ کی جگہ پر آپ کے بڑے صاحبزادے ممتاز عالم دین حضرت علامہ سید

محمود احمد رضوی مسند نشین ہوئے گزشتہ سال آپ بھی رخصت ہو گئے۔

**منبع علم و فضل مولانا مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ :-**

حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد افضل حسین صاحب لکن میر سید علی حسن صاحب لکن میر سید جعفر علی صاحب

لکن میر سید خیرات علی صاحب، لکن میر سید منصور علی صاحب ہندستان کے موضع بوانہ (صوبہ بہار) میں ۱۴ رمضان

۱۳۳۷ھ ۱۳ جون ۱۹۱۹ء بروز جمعہ المبارک جمع صادق کے وقت تولد ہوئے۔

آپ حسینی سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

**علوم اسلامیہ کی تحصیل :-** حضرت مفتی صاحب ایک پلندہ پایہ محقق بے مثال

مفتی اور علم و عرفان کا منبع تھے۔ آپ نے درس نظامی کی کتب متداولہ مدرسہ فیض الغریب آردھ صوبہ بہار، شمس العلوم ہدایوں

صوبہ یوپی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف صوبہ یوپی میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب آردھ، حضرت مولانا

محمد ابراہیم صاحب آردھ، حضرت مفتی محمد ابراہیم صاحب سستی پوری، حضرت مولانا مفتی ابراہیم حسین صدیقی تلہری

، حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری اور شیخ الحدیث شین علامہ مولانا مفتی محمد نور احسین صاحب فاروقی رامپوری اتن شمس



اعلاء حضرت مولانا علامہ محمد ظہور الحسنین صاحب فاروقی رامپوری شارح قاضی مبارک سے پڑھنے کے بعد شعبان ۱۳۵۹ھ ستمبر ۱۹۴۲ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغ حاصل کر لی۔

علاوہ ازیں ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء میں الہ آباد یورڈ سے مولوی کا امتحان (First Division) میں پاس کیا۔

**تدریس و افتاء:-** فراغت کے فوراً ہی بعد آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں منصب افتاء پر فائز ہوئے بعد ازاں تدریسی فرائض بھی انجام دینے شروع کر دیئے جامعہ میں آپ نے شیخ الحدیث و صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے کام کیا۔

۱۹۶۸ء میں ہندوستان سے ہجرت کے بعد پہلے چل دوگہ ضلع جھڑت میں ایک سال تک جناب برق نوشاہی کے قائم کردہ مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر حضرت مولانا مفتی معین الدین شافعی کے اصرار پر جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد تشریف لائے اور شیخ الحدیث و مفتی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

کچھ عرصہ جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر میں شیخ الحدیث و مفتی اور صدر مدرس کی حیثیت سے آپ کی تقرری ہوئی لیکن ایک سال کے بعد دوبارہ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد تشریف لے گئے۔

**بیعت و خلافت:-** جمادی الاخریٰ ۱۳۶۶ھ / اپریل ۱۹۴۸ء میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا اور ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء میں حضرت مفتی اعظم ہند نے حجج سلاسل طریقت اور تمام اوروں کو خلافت کی اجازت دیکر خلافت سے شرف فرمایا۔

**تصانیف:-** حضرت علامہ مفتی محمد افضل حسین صاحب نہ صرف یہ کہ عظیم مفتی و مدرس تھے بلکہ

آپ میدان تہذیب کے بھی شاہ سوار تھے جس کا منہ بولا ثبوت آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں۔

(۱) توضیح الافلاک ——— علم ہیئت

(۲) زبدۃ التوقیت ——— علم توقیت حساب

(۳) معیار الاوقات ——— علم توقیت حساب

- (۴) معیار التقویم۔۔۔۔۔ علم توقیت حساب
- (۵) براہین الهندسیہ علی مقادیر الخطوط العشرہ۔۔۔۔۔ علم توقیت حساب
- (۶) مساحة الدائرة والبیرو۔۔۔۔۔ علم توقیت حساب
- (۷) گھڑیال اور ان کے اوقات کی کھانی۔۔۔۔۔ علم توقیت حساب
- (۸) مصباح المسلم شرح مسلم العلوم۔۔۔۔۔ منطق
- (۹) مفتاح التهذیب شرح تهذیب المنطق۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۰) معین اللیب فی حل شرح التهذیب۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۱) تعلیقات علی القطبی۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۲) السعی المشکور فی مبحث الثک المشہور۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۳) بداية المتطق۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۴) بداية الحکمة۔۔۔۔۔ علم حکمت
- (۱۵) التوضیح العنبر فی مبحث الثناء بالکفر۔۔۔۔۔ علم حکمت
- (۱۶) توضیح الحجة الاولى من شرح الشیرازی۔۔۔۔۔ علم حکمت
- (۱۷) بداية الصرف۔۔۔۔۔ علم صرف
- (۱۸) تکمیل الصرف۔۔۔۔۔ علم صرف
- (۱۹) بداية النحو۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۰) دراسة النحو۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۱) التوضیح المقبول فی الحاصل والاصول۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۲) البیان الثاني فی شرح دیباجة الجامی۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۳) الکفاة فی مبحث غیر المنصرف من الہدایہ۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۴) ترجمہ عبد الرسول شرح مائۃ عامل منظوم۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۵) القول الاسلام فی مبحث الحسن والتبیح من المسلم۔۔۔۔۔ اصول فقہ

(۲۶) مرقاة الفرائض ---- فرائض

(۲۷) جملة للفرائض ---- فرائض

(۲۸) وصیت کے مسائل عسیرہ کا حل بطریق جبر و مقابلہ ---- فقہ

(۲۹) رویت ہلال ---- فقہ

(۳۰) حج پاسپورٹ میں نوٹوں کا شرعی حکم ---- فقہ

(۳۱) عید میلاد النبیؐ چرغاں ---- فقہ

(۳۲) منظر الفتاویٰ ---- فقہ

(۳۳) رد خلافت یزید ---- فقہ

**چند تلامذہ :-** حضرت مفتی صاحب کے تلامذہ کثیر تعداد میں ہندوستان، پاکستان، افغانستان، برطانیہ اور آزاد

کشمیر میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بہیم مصروف ہیں جن میں سے چند تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) نیرۃ اعلیٰ حضرت مولانا رحمان رضا خاں صاحب، مستم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف (انڈیا)

(۲) نیرۃ اعلیٰ حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب سائق صدر مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف (انڈیا)

(۳) مولانا محمد صابر صاحب نسیم بستوی، سائق ایڈیٹر ماہنامہ فیض الرسول برائوں شریف (انڈیا)

(۴) مولانا غلام محبتی صاحب اشرفی صدر مدرس جامعہ نصیعیہ مراد آباد، حال شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف (انڈیا)

(۵) مبلغ اسلام مولانا ابراہیم خوشتر صاحب، حال مقیم برطانیہ، افریقہ

(۶) مولانا مفتی محمد حسین صاحب قادری، سائق ایم بی سکھر (سندھ)

(۷) مولانا جلال الدین صاحب نوری، مقیم بغداد شریف، حال پروفیسر یونیورسٹی آف کراچی (پاکستان)

(۸) مولانا مفتی غلام مرور صاحب، شیخ الحدیث والادب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

(۹) مولانا محمود احمد صاحب، مدرس دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد

(۱۰) مولانا صاحبزادہ سید معظم شاہ صاحب، خواجہ آباد میانوالی

(۱۱) مولانا شیر علی صاحب قندھاری، افغانستان

(۱۲) مولانا عبداللطیف صاحب، غزنوی افغانستان

اولاد :- آپ کے تین صاحبزادے سید شکیل، سید عقیل، سید رضا اور سید محمد احمد اور دو صاحبزادیاں سیدہ فہر النساء و سیدہ چمن آراء عرف سیدہ زینت النساء ہیں۔ (مکتوب حضرت مفتی صاحب، نام مرتب)

## فاضل جلیل مولانا غلام جیلانی، مانسہرہ (ہزارہ) :-

حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی بن مولانا غلام ربانی بن مولانا رحمت اللہ بن مولانا حافظ جیون بن مولانا امیر اللہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں کھواڑی (مانسہرہ) ضلع ہزارہ کے مقام پر اعرمان خاندان کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

آپ کے آباواجداد اپنے وقت کے جید علماء اور روحانی فیوض و برکات کا منبع تھے آپ نے مدد مل کر انگریزی تعلیم پائی اور پھر علوم عربیہ کی کتب متداولہ کی مکمل تحصیل کی۔ ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور مزید تعلیم کیلئے علمی سفر شروع کیا۔ موضع چنبرہ ضلع ہزارہ اور جامعہ نظامیہ وزیر آباد میں کتب صرف، نحو اور منطق و معانی، فلسفہ، اصول اور فقہ کی بعض کتب پڑھنے کے بعد امور عامہ شرح مواقف میرزا محمد، رسالہ قطبیہ و بیضاوی شریف مطول اور ہدایہ آخرین وغیرہ کتب جامعہ نعمانیہ لاہور میں پڑھیں جبکہ کتب حدیث بریلی شریف میں حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قدس سرہ العزیز سے پڑھ کر ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۰ء میں سند فرائض و دستار فضیلت سے مشرف ہوئے۔

حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں محدث اعظم مولانا سردار احمد، استاذ العلماء مولانا صاحب النبی، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، مولانا عبدالعزیز اور مولانا محمد نورالحسین رحمہم اللہ کے اہم شاگرد شامل ہیں۔

اگرچہ بریلی شریف میں دوران تعلیم ہی آپ نے علم منطق معانی اور مناظرہ وغیرہ قانون کی کتب کا درس دینا شروع کر دیا تھا، لیکن تدریسی زندگی کا باقاعدہ آغاز فراغت کے بعد کیا۔ جامعہ نظامیہ چشتیہ وزیر آباد میں پڑھانے کے بعد کچھ عرصہ دارالعلوم غوثیہ رضویہ اوگی میں ظہر سے مغرب تک تشنگان علوم اسلامیہ کو سیراب کرتے رہے اور آج کل جامعہ رضویہ فیض الملوک مفتی آباد مانسہرہ کے مستم و خطیب کی حیثیت سے فرائض منصبی ادا فرما رہے ہیں۔

۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء میں آپ محکمہ تعلیم صوبہ سرحد سے منسلک ہو گئے مختلف ہائی اسکولوں میں پڑھانے کے بعد آج کل گورنمنٹ ہائی اسکول اوگی میں اسلامیات، عربی، فارسی اور اردو کی تدریس فرما رہے ہیں۔

تدریس کے علاوہ آپ تبلیغ دین کے سلسلے میں ابتداء سے خطبہ جمعہ دیتے چلے آئے ہیں۔ خطابت کا آغاز جامع مسجد پوس لائن بریلی شریف سے کیا۔ پھر جامع مسجد جماعتی، جالندھر، جموں و کشمیر اور ”مرید کے“ میں خطابت فرمانے کے بعد، عرصہ دراز تک لوگی سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ملوگر نامی مقام پر جمعہ پڑھاتے رہے۔ اس کے علاوہ مختلف تبلیغی و اصلاحی جلسوں میں شرکت فرماتے ہیں، بلکہ انجمن غلامان مصطفیٰ مانسہرہ اوگی کے اکثر جلسے آپ کی صدارت میں ہوتے ہیں۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ حضرت علامہ ہزاروی رحمہ اللہ کی معیت میں اور جالندھر میں قیام کے دوران مسلم لیگ کے جلسوں اور جلوسوں میں شریک ہو کر کام کرتے رہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء کے دوران آپ وزیر آباد میں مسند تدریس پر فائز تھے۔ شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ کی گرفتاری پر آپ نے ان کی نیابت میں تحریک کو نیابت مستعدی سے آگے بڑھایا۔

حضرت علامہ غلام جیلانی گونا گوں صفات کے مالک ہیں۔ چنانچہ آپ کو ذوق شعر میں وافر حصہ ملا ہے۔ شاعری میں آپ کا تحفہ ریاض ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو :-

تخلیق کائنات کی روح رواں ہیں آپ

اپنے ریاض پہ بھی عنایت کی ہو نظر

آپ نے چند علمی وادبی کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں :-

(۱) تسہیل الصرف (علم صرف)

(۲) تسہیل المنطق المعروف ریاض المنطق (علم منطق)

(۳) منہاج القواعد

(۵) منہاج الادب ترجمہ منہاج الادب

مؤرخ الذکر دونوں کتابیں باقاعدہ منکور ہیں اور ہائی اسکولوں کی اعلیٰ کلاسوں کے نصاب میں شامل ہیں۔ (حضرت مولانا کے تمام کوائف آپ کے برادر خورد محمد اسحاق صاحب نے اپنے مکتوبات نام مرتب کے ذریعہ سمجھے۔ مرتب ان کا متون ہے۔) (مرتب)



آپ نے حضرت خواجہ پیر مر علی شاہ رحمۃ اللہ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی۔ ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں آپ حج بیت اللہ زیارتِ روضہ رسول کریم علی الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے۔ یوں تو آپ کے تلامذہ کا حلقہ کافی وسیع ہے لیکن چند قابلِ تلامذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

(۱) مفتی عبدالشکور ہزاروی خلیف الرشید علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ

(۲) صاحبزادہ مولانا محمد منظور خلیف الرشید حضرت مولانا نظام الدین ملتانی رحمہ اللہ

(۳) پیر طریقت مولانا سید محمد شعیب احمد، نظام آباد، فاضل بریلی شریف

(۴) مولانا حکیم محمد یحییٰ، فاضل بریلی شریف آپ کے چھوٹے بھائی

(۵) مولانا حبیب الرحمن، فاضل بریلی شریف

(۶) مولانا محمد فاروق خطیب راولپنڈی

(۷) مولانا محمد عرفان رضوی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول ہازیال تحصیل مری

(۸) مولانا غلام سبحانی خطیب و مستم جامعہ رضویہ حسن ابدال

## شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول مدظلہ فیصل آباد :-

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام رسول ابن جود تھری نجی بخش ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء میں امرتسر کے مضافات میں واقع ایک گاؤں بھدیہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد کا پیشہ زمینداری تھا اور وہ اپنے بیٹے کو ایک جید عالم دین کی حیثیت سے دیکھنے کے متحنی تھے۔

آپ نے بذلِ تک تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید، صرفہ نحو اور اصول فقہ کی ابتدائی کتب امرتسر کی مسجد خیر الدین میں واقع مدرسہ نعمانیہ میں پڑھیں۔ بعد ازاں جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں علامہ عمر محمد سے فتوان کی تہیہ کتب پڑھیں اور یہیں سے دورہ حدیث کرنے کے بعد سند فراغت اور دستارِ فضیلت حاصل کی۔

پھر صحاح ستہ کی تکرار کی غرض سے لاہور سے مدلی شریف پہنچے اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سر دار احمد رحمہ اللہ سے دوبارہ کتب احادیث مکمل طور پر پڑھیں۔

”منظر اسلام“ مدلی شریف سے فراغت کے بعد آپ واپس پنجاب تشریف لائے اور شریعت شریف میں حضرت

میاں شیر محمد رحمہ اللہ کے در سے مدرسے کا آغاز فرمایا۔ یہاں آپ نے چھ سال تک علوم اسلامیہ کا فیضان جاری رکھا۔  
علاوہ ازیں آپ نے ہارون آباد، بھیر پور اور یو رے والا میں بھی مدرسے قرائض سرانجام دیئے۔ چار سال لاہور گئی  
قدیمی درس گاہ حزب الاحناف میں منصب مدرس پر فائز رہے۔

اس دوران آپ جامع مسجد خراسیاں (مرتب محمد صدیق ہزاروی آجکل اسی مسجد خراسیاں میں خطابت و امامت کے  
قرائض سرانجام دے رہا ہے۔) اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں خطیب مقرر ہوئے۔ مسجد سے ملحقہ ایک باغ (بلخی نہال  
چند) میں ایک اسلامی درس گاہ بنانے کا ارادہ فرمایا۔ اس بلخی میں ہر وقت کھیل ہوتا تھا۔ یہ بلخی چرس و کھنگ پینے والوں کا اذہ  
تھی۔ غرضیکہ کوئی ایسی برائی نہ تھی جو اس جگہ نہ ہوتی ہو لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے یہاں  
”جامعہ نظامیہ رضویہ“ کے نام سے ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی جو آج محمد اللہ پاکستان کی مرکزی درس گاہوں میں سے ایک ہے۔  
جامعہ نظامیہ رضویہ نے ابھی اپنی زندگی کے چھ سال ہی طے کئے تھے کہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد  
رحمہ اللہ کا وصال ہو گیا۔ اس حادثہ فاجعہ سے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں ایک ایسی علمی شخصیت کی ضرورت محسوس ہوئی جو  
سابقہ بنیادوں پر کام چلا سکے۔ آپ حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہونے کے علاوہ اولاد بھی ہیں اور علم و فضل میں  
ایک اجمل فاضل ہیں۔ اس لئے آپ نے جامعہ نظامیہ رضویہ کی نظامت اپنے قابل مخلص اور مفتی قلیڈر رشید حضرت علامہ  
مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان (حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی  
سے مرتب کو شرف تلمذ ہے) کے سپرد کی اور خود جامعہ رضویہ فیصل آباد میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے قرائض انجام دینے  
لگے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا سارا وقت درس و تدریس میں گزرتا ہے۔ تاہم آپ نے وقت نکال کر بعض کتب کا  
ترجمہ اور بعض درسی کتب پر گرانقدر حواشی تحریر فرمائے جو مندرجہ ذیل ہیں (پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی تذکرہ علمائے  
اہل سنت لاہور ص ۳۳۸ مکتبہ نبویہ لاہور)

(۱) ترجمہ جواہر البحار شریف (جواہر البحار جلد اول مترجم مطبوعہ جامعہ لاہور سے یہ محسوس ہوتا کہ اس کتاب کا ترجمہ مولانا  
اختر شاہ جھانپوری نے کیا ہے حالانکہ مکمل ترجمہ آپ ہی کا ہے البتہ مقدمہ الکتاب مولانا اختر شاہ جھانپوری کے قلم سے  
ہے۔ وضاحت نہ ہونے کے باعث قارئین اشتراک محسوس کرتے ہیں۔) (مرتب)

(۲) جامع کلمات الاولیاء



کتابخانه جامع مسجد جامع کربلا



کتابخانه جامع مسجد جامع کربلا

# સાંસ્કૃતિક મંદિર

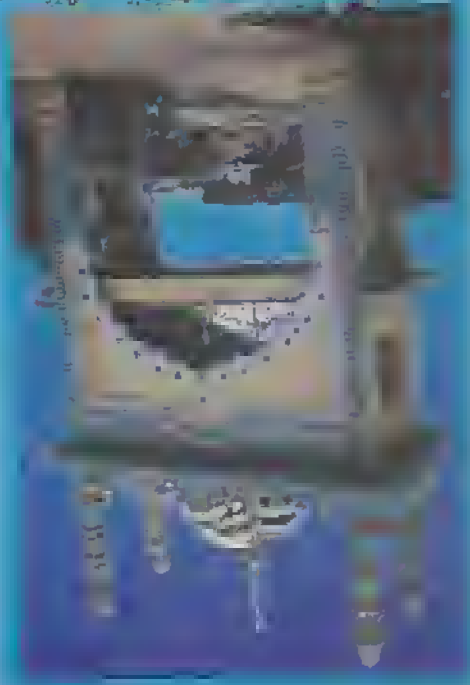


સાંસ્કૃતિક મંદિર

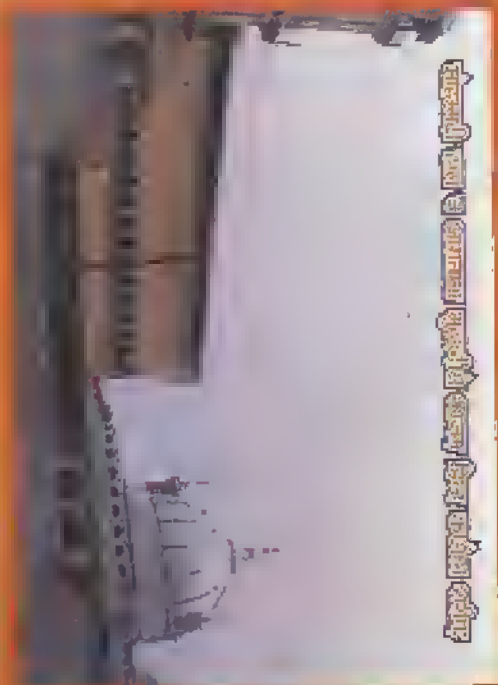


સાંસ્કૃતિક મંદિર

# સાંસ્કૃતિક મંદિર



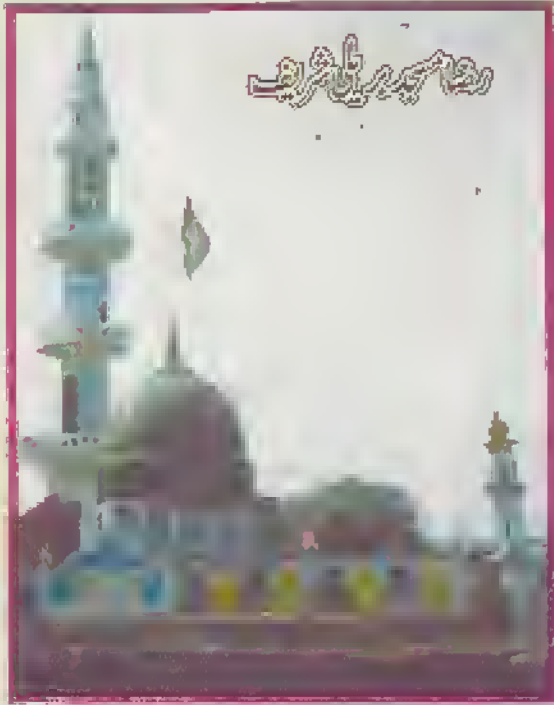
સાંસ્કૃતિક મંદિર



સાંસ્કૃતિક મંદિર



مذہب و ملت کا شرف



مذہب و ملت کا شرف



مذہب و ملت کا شرف

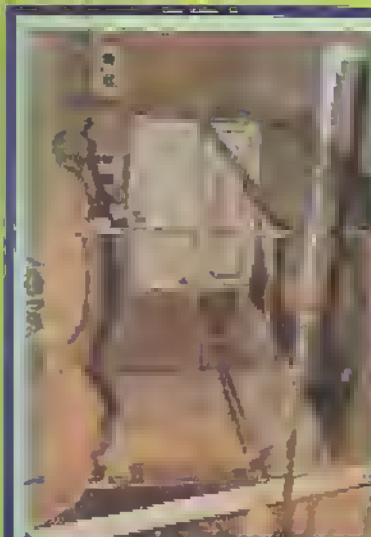
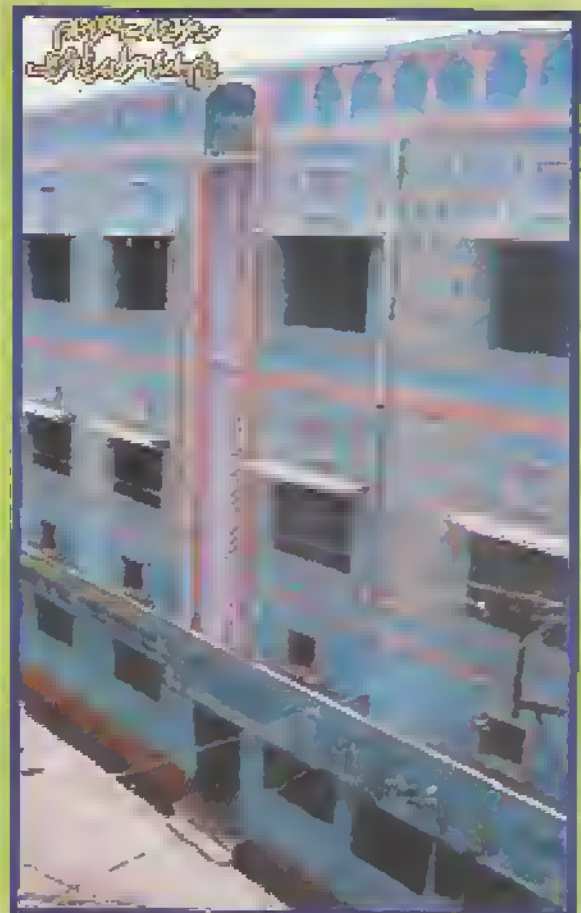
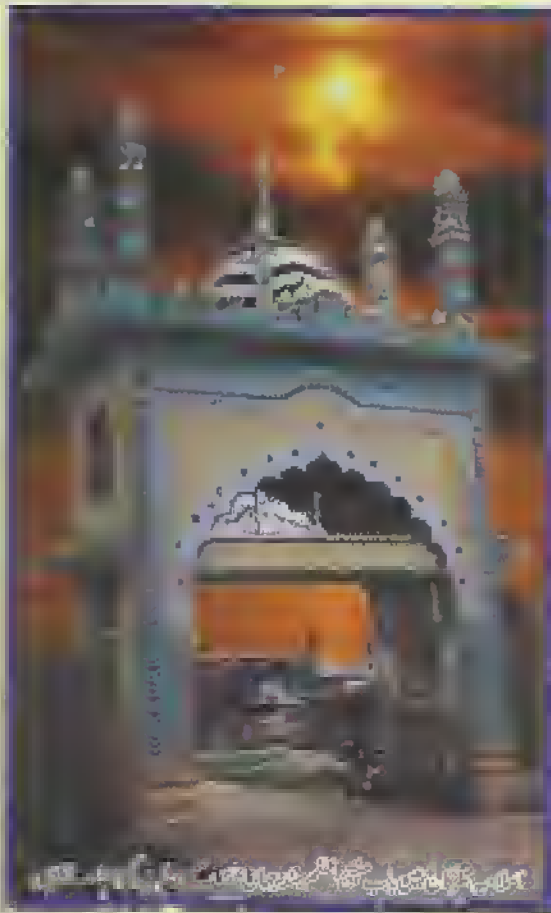


مذہب و ملت کا شرف





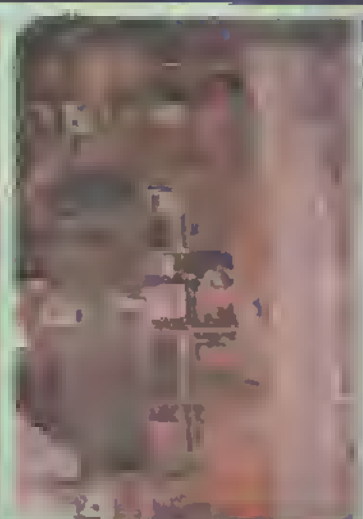
# آرام گاہ حیدرآباد



آرام گاہ حیدرآباد حیدرآباد



آرام گاہ حیدرآباد حیدرآباد



آرام گاہ حیدرآباد حیدرآباد

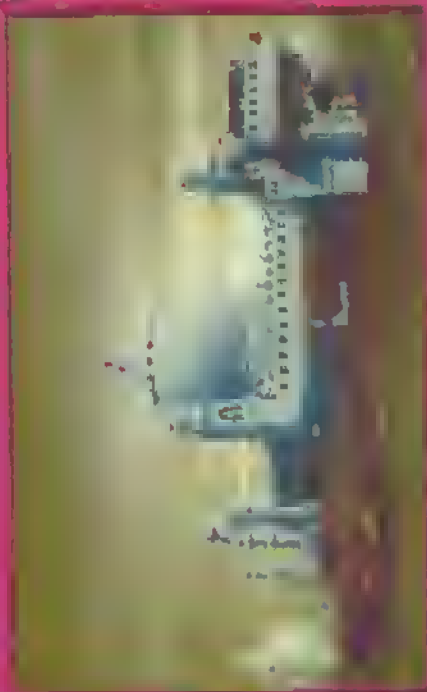


بسم الله الرحمن الرحيم





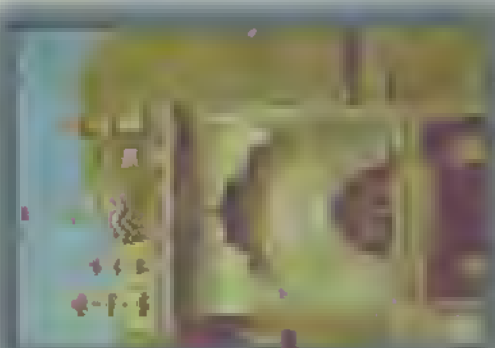
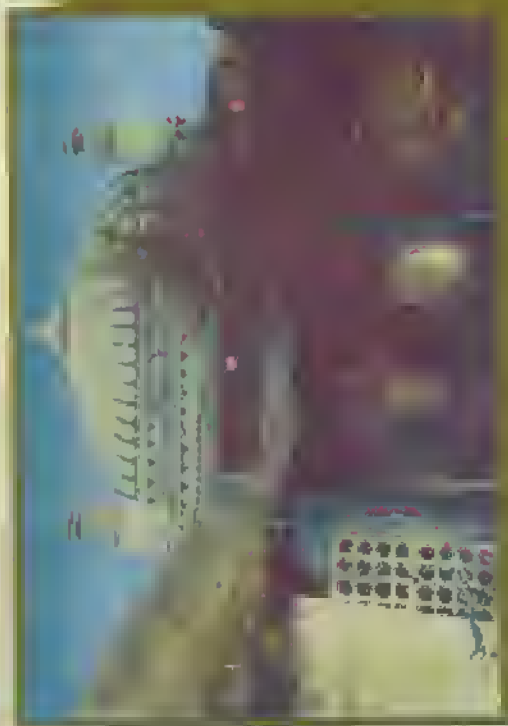
وَيُؤْتِي السَّحَابَ شَكْلًا



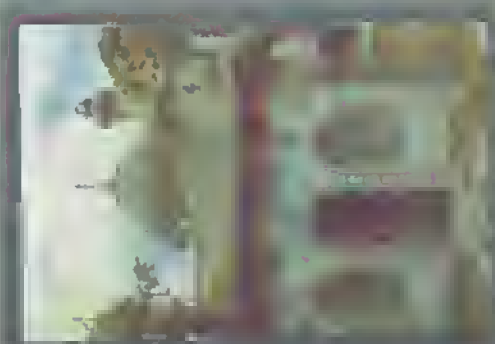
مسجد امام خمینی



مقبره امام خمینی



مسجد امام خمینی



مسجد امام خمینی



(۳) حاشیہ مسلم الثبوت مطبوعہ

(۴) حاشیہ کنز الدقائق غیر مطبوعہ

(۵) حاشیہ مسلم العلوم (غیر مطبوعہ)

(۶) تنقیم البخاری (مطبوعہ)

علاوہ ازیں اور بھی کئی کتب پر حواشی تحریر کئے جو غیر مطبوعہ ہیں۔

آپ نے بریلی شریف قیام کے دوران مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں مدظلہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ سے کثیر تعداد میں تشنگان علوم اسلامیہ نے فیض حاصل کیا جن میں سے چند مشہور علماء کے اسماء گرامی درج

ذیل ہیں :-

(۱) مولانا حافظ احسان الحق فیصل آباد

(۲) مولانا مفتی محمد امین فیصل آباد

(۳) مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی لاہور

(۴) مولانا انوار اللہ اسلام (مکتبہ حامدین) لاہور

(۵) مولانا معین الدین شافعی، فیصل آباد

(۶) مولانا عبد القادر رحمہ اللہ، فیصل آباد

(۷) مولانا سید مرزا حسین شاہ لاہور

(۸) مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری لاہور

(۹) مولانا گل احمد عتیق فیصل آباد

(۱۰) مولانا الحاج محمد علی لاہور

آپ کے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں :-

صاحبزادہ محمد فضل حق، صاحبزادہ فضل الرحمان، صاحبزادہ فضل امام

۸ کے ۹ میں جماعت اہل سنت کی تنظیم کے موقع پر جماعت کی صوبائی شاخ صوبہ پنجاب کے صدر مقرر ہوئے۔

محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری قدس سرہ العزیز  
 قوم کے سردار، پاکستان کے شیخ الحدیث  
 ہے تری ذات گرامی، لائق صد احترام  
 (عزیز حاصل پوری)

شیخ الحدیث والتفسیر جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد لکن چودھری میراں بخش  
 ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۳ء میں موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم قصبہ دیال گڑھ میں حاصل کی ۱۹۲۳ء  
 میں اسلامیہ ہائی اسکول بنالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ایم۔ اے کی تیاری کیلئے لاہور تشریف لائے۔ انہی دنوں مرکزی  
 انجمن حزب الاحناف لاہور کے زیر اہتمام مسجد وزیر خاں میں عظیم الشان اجلاس ہوا (یہ اجلاس ۱۵ شوال ۱۳۴۳ھ  
 ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء کو مسجد وزیر خاں لاہور میں قرار پایا تھا جس میں اہل سنت کی طرف سے جید الاسلام مولانا حامد رضا خاں  
 بریلوی اور دیوبند کی مکتبہ فکر کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی مناظر مقرر ہوئے تھے تاکہ حفظ الایمان ہر اہل قافلہ اور  
 تحذیر الناس کی متنازعہ عبارت پر فیصلہ کن گفتگو کی جائے افسوس کہ تھانوی صاحب مقررہ تاریخ پر نہ آئے جبکہ متحدہ پاک  
 وہند کے علماء اہل سنت کا جم غفیر لاہور پہنچ چکا تھا اور حضرت جید الاسلام بھی تشریف لے آئے تھے اس موقع پر مسلک اہل  
 سنت و جماعت کی حقانیت کا زبردست مظاہرہ ہوا (آخری فیصلہ کن لاہور کا مناظرہ مطبوعہ سہمی ۱۹۳۲ء) جس میں پاک  
 ہند کے کثیر التعداد علماء و مشائخ کے علاوہ شہزادہ اعلیٰ حضرت جید الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی بھی شریک  
 ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث جید الاسلام کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انگریزی تعلیم کو خیر آباد کہہ کر مرکز علوم و  
 معارف بریلی شریف چلے گئے۔ حضرت جید الاسلام اور منشی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی سے استفادہ کیا اور آٹھ  
 سال تک صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی مصنف ”بہار شریعت“ کی خدمت میں رہ کر جامعہ معینیہ اجیر شریف سے سند  
 فراغت حاصل کی (محمد افضل کوٹلی مولانا نائب اعلیٰ حضرت (جامعہ قادریہ لائل پور) اجیر شریف میں حضرت مولانا سید  
 امیر اجیری سے بھی مستفید ہوئے (محمد موسیٰ امرتسری حکیم اہل سنت مولانا سید امیر غلوی اجیری ضیائے حرم جولائی ۱۹۷۲ء) اور  
 خلافت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ قادریہ میں شہزادہ اعلیٰ حضرت بریلوی حضرت جید الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی  
 سے فیض یاب ہوئے (محمد قتی ارٹھی سنی عاشقہ سلا، مکتبہ سعادت لاہور ۱۹۶۳ء ص ۱۰)

تعمیل علوم کے بعد پانچ سال تک جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں تشنگان علوم کو سیراب فرمایا۔ پھر جامعہ

رضویہ منظر اسلام بریلی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور علم حدیث کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اس دور میں بے شمار اہل علم نے آپ سے فیض حاصل کیا (الوالات حسنات: محدث اعظم پاکستان، ادارہ علمیہ لاہور ص ۸)

قیام بریلی شریف کے دوران حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سر دار احمد قدس سرہ نے مشہور دیوبندی مناظر مولوی منظور احمد نعمانی سے حفظ الایمان (از مولوی اشرف علی تھانوی) کی مشہور گستاخانہ عبارت پر ۲۰ / محرم ۱۳۵۲ھ پر میل (۱۹۳۵ء) کو کامیاب مناظرہ کیا (محمد حامد فقیہ شافعی مولانا مناظرہ بریلی کی مفصل روئید انٹوری کتب خانہ لاہور ص ۲۹)

یہ مناظرہ چار دن جاری رہا اور فریق مخالف کو زبردست شکست ہوئی چوتھے دن مولوی منظور احمد نعمانی نے بے باکی کی انتہا کر دی اور کہا:

میں فاتحہ کو بدعت کہتا ہوں اور محرم کی کبیل لگانے اور محرم میں دودھ یا شربت پلانے کو حرام کہتا ہوں اور ان وجہ سے میں کم خفت ہوں تو میں ایسا کم خفت ہی اچھا ہوں، میں بھی بھوکا مرتا ہوں اور میرے آقا محمد رسول اللہ بھی بھوکے مرتا کرتے تھے، جو حشر میرا وہ ان کا (ایضاً ص ۱۳۹) (احیاء اللہ تعالیٰ)

تقسیم ملک کے بعد پاکستان تشریف لے آئے۔ کچھ عرصہ بعد وزیر آباد اور ساہیوالی میں قیام فرمایا۔ ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء کےواخر میں لائل پور تشریف لے گئے اور بے سر و سامانی کے عالم میں درس حدیث دینا شروع کیا اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی (مولانا افضل کوٹلوی، مولانا: نائب اعلیٰ حضرت ص ۱۵-۱۹) اور چودہ سال کے مختصر عرصے میں لائل پور کی کاپیٹ وی۔ اس وقت سے جگہ جگہ سے صلوٰۃ و سلام کی روح پرور صدائیں سنائی دیتی ہیں، ہزاروں افراد حلقہ ارادت میں داخل ہوئے سیکڑوں علماء آپ سے درس حدیث لے کر پاکستان کے گوشہ گوشہ پہنچے دیگر ممالک میں بھی دین متین کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام لائل پور عظیم دینی درس گاہ اور لائل پور کی سب سے بڑی مسجد سنی رضوی جامع مسجد آپ کی عظمت کی یادگار اور گواہ ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کی محبت میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دوسری مرتبہ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء میں اس سعادت سے مشرف ہوئے (ایضاً ص ۱۵-۲۵) لیکن پابندی کے باوجود تصویر نہیں بنوائی۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث بیکر اخلاق، سرپا شفقت بہار قاریاں اور پرکشش شخصیت تھے، علوم و فنون کے بحر بے پایاں زبردست مناظر اور باکمال محدث تھے۔ انہیں مردود و عالم <sup>مفتی</sup> سے دالمانہ محبت تھی۔ اسی بے پناہ محبت و عقیدت کا اثر تھا کہ ان کا ہر قول و فعل شریعت و سنت کے مطابق ہوتا تھا، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمد رضا بریلوی

قدس سرہ کی محبت عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ چونکہ فوٹو کے بغیر بیرون ملک جانے پر پابندی تھی اسلئے پاکستان آکر بے انتہا آرزو کے باوجود تہہ بقداد شریف گئے اور نہریلی شریف۔

آپ کا وعظ اس قدر پر اثر ہوتا تھا کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ آپ کے مخالف لوگوں نے آپ کے خلاف حج الفتوں کے طوفان اٹھائے مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ آپ نے تمام عمر علوم و وحیہ اور خاص طور پر حدیث شریف کی خدمت اور وعظ وارشاد کے ذریعہ عوام کے دلوں کو حب نبوی سے منور کرنے میں صرف کی اسلئے تصنیف و تالیف کا موقع نہیں ملا تاہم چند تصانیف یادگار ہیں :-

(۱) اسلامی قانون وراثت

(۲) تبصرہ مذہبی (علامہ مشرقی کے تذکرہ پر تبصرہ)

(۳) مرزا مردہ یا عورت (رد مرزائیت)

(۴) موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام (محمد افضل کوٹلوی مولانا نائب اعلیٰ حضرت ص ۶۹-۷۰)

حضرت قبلہ شیخ الحدیث سردار احمد قدس سرہ کی شخصیت اس قدر پرکشش تھی کہ ایک دفعہ جاضری دہلی والا ہمیشہ کیلئے وام محبت و عقیدت میں گرفتار ہو جاتا، کئی دیوبندی علماء آپ کے درس حدیث میں شامل ہوئے اور آپ کی زبان مبارک سے مسلک اہل سنت کے زوردار و لائل سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ بد عقیدگی سے تاجب ہو کر مسلک اہل سنت کے مبلغ بن گئے۔

آپ کے سیکڑوں تلامذہ کا شمار کرنا مشکل ہے۔ آخر سالوں میں ہند فراغت حاصل کرنے والوں کی تعداد سو سے متجاوز ہو جایا کرتی تھی۔ چند ممتاز تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

(۱) مولانا غلام رسول لائیکپوری مدظلہ العالی، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لائل پور

(۲) علامہ عبدالصطفیٰ ازہری، ایم۔ این۔ اے، شیخ الحدیث امجدیہ کراچی

(۳) مولانا قادر الدین علیہ الرحمہ، نائب شیخ الحدیث

(۴) مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ، ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۵) مولانا ابو داؤد محمد صادق مدظلہ، مدیر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کو جراتوالہ۔

(۶) مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ انڈیا

- (۷) مولانا محمد صابر القادری نسیم ہستوی، انڈیا
- (۸) مولانا مفتی محمد مجیب الاسلام اعظمی، انڈیا
- (۹) مولانا علامہ عبدالرشید تھنوی
- (۱۰) مولانا علامہ ابو الحسنات محمد اشرف چشتی سیالوی، شیخ الحدیث سیال شریف
- (۱۱) مولانا علامہ اللہ بخش رحمہ اللہ تعالیٰ
- (۱۲) مولانا سید جلال الدین شاہ (بھنگھی شریف)
- (۱۳) مولانا ابو المعالی محمد معین الدین شافعی، ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ لاکھ پور
- (۱۴) مولانا محمد ابراہیم خوشتر، مبلغ اسلام پرائس
- (۱۵) مولانا ابو الشاہ محمد عبدالقادر، شہید لاکھ پوری قدس سرہ
- (۱۶) مولانا محمد شریف ملتان، شیخ الحدیث مظہر العلوم ملتان
- (۱۷) مولانا عنایت اللہ، مناظر اہل سنت (سانگھہ بل)
- (۱۸) مولانا ابوالانوار محمد مختار احمد، لاکھ پوری
- (۱۹) مولانا سید زاہد علی شاہ، ناظم اعلیٰ جامعہ نوریہ رضویہ لاکھ پور
- (۲۰) مولانا سید منصور شاہ، مدرس جامعہ رضویہ لاکھ پور
- (۲۱) مولانا فیض احمد اویسی، شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاولپور
- (۲۲) مولانا مفتی محمد حسین، سکسروی ایم پی اے
- (۲۳) مولانا مفتی محمد امین، مستہم جامعہ امینیہ لاکھ پور
- (۲۴) مولانا حافظ احسان الحق، صدر مدرس جامعہ امینیہ لاکھ پور
- (۲۵) مولانا سید حسین الدین شاہ، ناظم اعلیٰ ضیاء العلوم جامعہ رضویہ راولپنڈی وغیرہم



اہل سنت میں خوب ترقی و قبولیت عطا فرمائے، آمین“

یقیناً حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی یہ کرامت تھی کہ اس دعا کا ایک ایک لفظ مولانا اللہ بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی میں ظہور پزیر ہوا۔

یکم شعبان المعظم، ۲۹/۱۰/۱۳۸۲ھ (۱۹۶۲ء) کو کراچی میں وصال فرمایا (غلام مر علی، مولانا الیواقیت السمریہ ص ۸۵) جسم مبارک شاہین الیکسپریس کے ذریعہ لاہل پور لایا گیا، اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک راستے میں ہزار ہا افراد نے دیکھا کہ جنازے پر نور کی پھوار پڑ رہی ہے حالانکہ بادل کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ آپ کی نماز جنازہ میں تین لاکھ افراد نے شرکت کی۔ آپ کا مزار ”بہی رضوی جامع مسجد لاہل پور“ میں مرجع خلافت ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ معطفی رضا خاں بریلوی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں درود احسانات کو منظوم فرمایا :-

کیا	کہوں	میں	ہائے	کیا	جانتا	ربا
آہ	دل	کا	حوصلہ	جاتا	ربا	
سینوں	کا	دل	نہ بیٹھے	کس	طرح	
زور	ان	بکے	قلب	کا	جاتا	ربا
موت	عالم	کی	جہاں	کی	موت	ہے
زندگانی	کا	مرا	جاتا	ربا		
اس	زمانہ	کا	محدث	ہے	مثال	
جس	کا	ثانی	ہی	نہ تھا	جاتا	ربا
مولوی	سردار	احمد	اٹھ	گئے		
لطف	سارا	درس	کا	جاتا	ربا	
غوث	اعظم	قطب	عالم	کا	غلام	
جنب	شاہ	رضا	جاتا	ربا		
حضرت	صدر	الشریعہ	کا	دہ	چاند	
میرا	مہر	پر	ضیا	جاتا	ربا	

ہر نئی شے ملاحظہ ہوں :-  
 کر گیا فیضان جس کی موت سے  
 ہائے وہ "فیض اتھا جاتا رہا

۱۳۸۲ھ

یا حبیب اعفزلہ، تاریخ ہے  
 کس برس وہ رہنا جاتا رہا  
 دیو کا سرکٹ کر نوری کو  
 چاند روشن علم کا جاتا رہا

(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف محدث اعظم پاکستان نمبر مارچ اپریل ۱۹۶۳ء)  
 خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ نے تاریخ جوصال لکھی :-

سید	و	سردار	نا
وارث	علوم	مصطفیٰ	
نامیہ	احمد	رضا	
اللہ	سے	داصل	ہوا

۱۳۸۲ھ

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گو جردالہ)

فقہ العصر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی قدس سرہ (لاہور) :-

استاذ العلماء فقہ العصر مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں ابن مولانا سردار ولی خاں (۶ صفر ۱۸ فروری ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء) کو پیر جو گو شہ سندھ میں آپ کا وصال ہوا) ابن مولانا ہادی علی خاں ابن مولانا رضا علی خاں (جد امجد مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری ہر یلوی) قدس سرہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۰ / مارچ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء) کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا ہر یلوی قدس سرہ سے قرآن مجید شروع کیا اور حافظ عبد الکریم قادری ہر یلوی

سے پڑھا۔ پھر درسی کتابیں متوسطات تک برادر معظم مولانا تقدس علی خاں شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ، پریگٹھ، سندھ مولانا مختار احمد سلطان پوری اور مولانا محمد حسنین رضا بریلوی سے پڑھیں، شرح جانی مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی سے اور تفسیر جلالین مولانا سرور علی خاں سے پڑھی۔ اور ۱۳۵۲ھ / ۱۹۲۹ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی سے سند حدیث حاصل کی۔ بعد ازاں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ، مصنف ہمار شریعت کی خدمت میں مدرسہ سعیدیہ دادوں میں حاضر ہوئے اور تحصیلی علوم کے بعد حضرت صدر الشریعہ سے سند حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت ہوئے اور آپ کے فرزند اور مجدد حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

تکمیل علوم کے بعد این جی ہائی اسکول بریلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا، پھر کچھ عرصہ دارالعلوم مظہر اسلام اور کچھ عرصہ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں آپ مدرسہ منہاج العلوم پانی پت متصل مزار مولانا سید غوث علی شاہ پانی پتی قدس سرہ تشریف لے گئے اور ایک سال فرائض تدریس انجام دینے کے بعد دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں چلے آئے۔ تقسیم کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان آکر جامعہ محمدی شریف جھنگ میں ۱۹۵۱ء تک شیخ الحدیث رہے بعد ازاں کچھ عرصہ دارالعلوم اہل سنت و جماعت جہلم میں رہے۔ جون ۱۹۵۳ء میں شیخ الحدیث والفقہ کی حیثیت میں جامعہ نعیمیہ لاہور تشریف لے آئے اور قریباً چھ سال تک محسنِ دُخولی کام کیا (غلام سرہٹی مولانا: البیواقیت المبریہ، ص ۱۱۶، ۱۱۵ اور قار حسین طاہر: ماہنامہ رضائے حبیب گجرات (جنوری فروری ۱۹۷۱ء) ص ۲۵) ۱۹۶۰ء میں جامعہ نعمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے، ۱۹۷۳ء میں جامعہ نعمانیہ کی انتظامیہ کی جانب سے جمعیۃ العلماء پاکستان سے وابستگی پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے استعفاء دے دیا (اقبال احمد قادری، پیرزادہ، تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور ص ۳۶۸) اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہو گئے۔ افسوس کہ آپ جامعہ نظامیہ میں صرف دو دن ہی تشریف لائے تھے کہ مرض وفات لاحق ہو گیا اور جامعہ ”نظامیہ رضویہ لاہور کے طلباء آپ سے مستفیض نہ ہو سکے۔

”مفتی اعجاز دہلی“ خاں قدس سرہ ۱۹۳۷ء ہی سے تحریک مسلم لیگ کی حمایت و اعانت فرماتے رہے۔ ۱۹۳۰ء میں جب لاہور میں ”قرارِ دلو“ پاکستان منکور ہوئی تو آپ نے اس کی حمایت میں ”دائر الاقواء الرضویہ“ بریلی سے فتویٰ جاری کیا۔ ۱۹۳۵ء / ۱۹۳۶ء میں ”مشرقی پنجاب“ کا دورہ کر کے پاکستان کیلئے فضا ہموار کی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ”ختم نبوت“ میں

حصہ لینے کی بنا پر ایک سو دن تک سیٹھی ایکٹ کے تحت نظر بند رہے۔

آپ لہذا ہی سے ”جمیعتہ علماء پاکستان“ کے معاون رہے، ”علامہ ابو الحسنات“ قدس سرہ کے دور میں مجلس عالمہ کے رکن اور علامہ عبدالحامد بدایونی کے دور صدارت میں مقرر ملی پاکستان کے صدر رہے، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی بدایونی کے دور صدارت میں خازن رہے، مئی ۱۹۷۱ء میں ”جمیعتہ علماء پاکستان“ صوبہ پنجاب کے صدر مقرر کئے گئے (دو قارئین طاہر ناہنامہ رضائے حبیب گجرات ص ۲۶) اور اسی واسطے کی بنا پر منصب شیخ الحدیث سے استعفاء دیا۔

۱۹۵۳ء میں حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار انور کے قریب جامعہ گنج بخش قائم کیا، غالباً ۱۹۵۶ء میں جامع مسجد محلہ اسلام پورہ میں خطیب مقرر ہوئے اور وہاں دارالعلوم ”حامد یہ رضویہ“ قائم کیا۔ آپ نے ”گنج بخش“ کے نام سے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا جو ایک عرصہ تک جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔

”مفتی اعجاز دہلی خاں“ رحمہ اللہ تعالیٰ حسن اخلاق، ایثار و قربانی حق گوئی، صاف دلی، بے نفسی، علم و دیوباری، قوت حافظہ، مسائل فقہ کے اختصار، صلاحیت رائے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے، بلاشبہ سینکڑوں علماء نے آپ سے کتب فیض کیا تصانیف یہ ہیں :-

(۱) قانون میراث

(۲) تسہیل الواضع خلاصۃ النواضع

(۳) تہذیب القرآن (تفسیر قرآن بر حاشیہ کنز الایمان)

(۴) ترجمہ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

(۵) ترجمہ کشف الاسرار مختلف کتب پر مقدمے اور بے شمار فتاویٰ جات۔

مختصر حالات کے بعد ۲۴ شوال ۱۴۰۰ھ، ۲۰ نومبر (۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء) بروز منگل، قحطیہ العصر مفتی اعجاز دہلی خاں قدس سرہ کا وصال ہوا۔ نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات علیہ الرحمہ نے پڑھائی، میاں صاحب، بیہاولپور روڈ لاہور میں ”مولانا غلام محمد“ ترنم قدس سرہ کے سرہانے آخری آرام گاہ بنی، ایک صاحبزادہ پاشا صاحب اور ایک صاحبزادی باوجود کار ہیں۔ آپ اپنا نام ”محمد اعجاز الرضوی“ لکھا کرتے تھے۔ مولانا ”محمد ابراہیم“ خوشترمد ظلہ نے تاریخ وصال لکھی۔

رخصت ہوا جہاں سے یہ کون باکمال

یہ جہل ہوئی زمیں تو فلک غم سے ہے مدحال

عقلمی کی فکر، دین کا جس کو رہا خیال  
از عاقبت خیر ہے اس کا سن وصال  
(ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی نومبر ۱۹۷۳ء ص ۴۴)

## استاذ العلماء مولانا مفتی محمد وقار الدین، کراچی:-

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد وقار الدین صاحب بن حافظ حمید اللہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ یکم جنوری ۱۹۱۵ء میں موضع کھریا ضلع پہلی بھیت (ہندوستان) کے ایک شیخ گھرانے میں پیدا ہوئے۔  
اپنے مدلل تک اردو اور کچھ انگریزی کی تعلیم حاصل کی اور پھر علوم اسلامیہ کی تحصیل مدرسہ آستانہ شیرپہیلی بھیت، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف اور مدرسہ حافظہ سعید یہ وادوں ضلع علی گڑھ میں حضرت مولانا حبیب الرحمن، حضرت مولانا عبدالحق (شاگردان حضرت محدث سورتی رحمہ اللہ) حضرت محدث اعظم پاکستان ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب اور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی رحمہم اللہ سے کی۔

حضرت علامہ مولانا وقار الدین علیہ الرحمہ کا شمار ممتاز علماء کرام میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے علم سے خلق خدا کو نفع پہنچایا۔

۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۳ء تک مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں منصب تدریس پر فائز رہے۔ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۱ء تک چٹاگانگ (بنگلہ دیش) کے جامعہ احمدیہ سید میں علوم اسلامیہ کی تدریس فرماتے رہے اور ۱۹۷۲ء میں کراچی آ گئے اور جامعہ امجدیہ کراچی میں ناظم تعلیمات اور استاذ حدیث کی حیثیت سے مصروف عمل ہو گئے۔  
ہندوستان میں قیام کے دوران مختلف شہروں میں اور پھر بنگلہ دیش کے گوشے گوشے میں تبلیغ دین کی خاطر دورے کئے۔

”تحریک پاکستان“ کے دوران جگہ جگہ جلسوں میں کانگریسیوں کا رد فرماتے اور مسلم لیگی امیدوار کے حق میں رائے عامہ کو بیدار کرتے رہے۔

”تحریک ختم نبوت“ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۳ء میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔  
بریلی شریف میں غیر مقلدوں سے مناظرہ ہوا، ڈھاکہ میں اشرف العلوم کے بانی عبد الوہاب سے کئی مرتبہ مناظرے ہوئے اور الحمد للہ ہر مناظرے میں آپ کو کامیابی ہوئی رہی اور مخالفین مناظرہ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے۔



آپ نے ۱۹۲۸ء میں حضرت جید الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۶۸ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ کی عمر کا زیادہ تر وقت تدریس میں گزرا، تاہم آپ نے چند مسائل تحریر فرمائے جو یہ ہیں :-

(۱) تعلیم اور کان (فقہ) (اردو)

(۲) مسائل زکوٰۃ — (اردو)

(۳) مسائل قربانی — (اردو)

آپ کے معروف علاحدہ مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) مولانا محبت خاں (بھارت)

(۲) مولانا محمد ادریس، مستم دار العلوم رضویہ (جنگل) چٹاگانگ

(۳) مولانا اشرف علی

(۴) مولانا سلامت اللہ یہ تینوں حضرات مدرس ہیں۔

(۵) مولانا طاہر

(۶) مولانا محمد جلال، شیخ الحدیث چٹاگانگ۔ (مکتوب حضرت مولانا قار الدین بیام مرتب)

راقم الحروف نے ۱۹۶۸ء میں اپنے دورہ چٹاگانگ (جنگل) کے وقت آپ سے چنانچہ مدرسہ احمدیہ مدینہ میں ملاقات کی تھی اور ۱۹۷۵ء میں آپ سے کراچی میں ملاقات ہوئی۔

## حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی قدس سرہ العزیز :-

جائے ولادت لکھنؤ۔ حضرت مولانا سید شاہ عین القضاۃ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور مدرسہ فرقاہیہ کے اساتذہ سے کیا اور تجوید کی سند حاصل کی۔ آپ کے والد نواب علی خاں حضرت مولانا شاہوید ایت رسول رامپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ والد نے پیر و مرشد کے حکم کے بموجب تحصیل علم کیلئے بریلی مدرسہ ”منظر اسلام“ میں بھیجا۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی و حضرت مولانا شاہ رحمہ الہی مظفر نگری حضرت مولانا محمد ظہور الحسین فاروقی رامپوری و حضرت مولانا محمد نور الحسین فاروقی صدر المدرسین و اساتذہ مدرسہ منظر اسلام سے درسیات پڑھی۔ شعبان ۱۳۵۷ھ کو جلسہ دستار بندی میں علماء و فضلاء کی موجودگی میں حضرت جید الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری نے دستار باندھی اور

سند اجازت مرحمت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا مجدد دہلیہ حاضرہ کی حیات ظاہری میں بھی تال کے ایک مناظرے میں مولوی یحییٰ خاں سرانی بریلوی کو شرمناک شکست دی۔ فتح کے بعد بریلی پہنچے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خوش ہو کر دستار عنایت کی اور غیظ المنا فقین اور ولد المرافق خطاب دیا۔

بزرگوں کے بڑے ادب شناس تھے اپنی غلطی معلوم ہونے پر معافی طلب کرنے میں مطلق تاخیر نہ فرماتے تھے۔ حرمین طہیین کی زیارت سے مشرف تھے۔ کانپور، ممبئی، گونڈہ، بستی وغیرہ میں آپ کے کافی مریدین پائے جاتے ہیں۔ آپ نے تقریباً ۵۰ مناظرے کئے اور ہر دفع آپ کامیاب و کامران واپس لوٹے۔

دو سال صاحب فراش رہ کر ۸ محرم الحرام ۱۲۸۰ھ میں عالم بقا کو کوچ فرمایا۔ مرقد بیل بھیمت میں ہے۔ آپ شیرچشمہ اہل سنت کے لقب سے شہرت رکھتے تھے۔ ضلع فیض آباد میں آپ کے خلاف دیوبندیوں نے مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ عدالت نے آپ کو بری کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں یہ لکھا کہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم تھانوی، رشید احمد گنگوہی مگر اور خارج از اسلام ہیں۔

(حوالہ کے طور پر سوانح اعلیٰ حضرت ملاحظہ فرمائیں)

## حضرت مولانا حامد علی فاروقی علیہ الرحمہ:-

ضلع پنجاب گڑھ وطن نور وہیں پیدا ہوئے۔ مدرسہ منظر اسلام بریلی کے اساتذہ مولانا محمد نور الحسنین فاروقی رامپوری، مولانا رحم الہی منگلوری سے درسیات پڑھ کر ۱۳۳۰ھ میں سند تکمیل حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ سے دور طالب علمی ہی میں بیعت ہو گئے تھے۔ فراغت کے بعد تجارت کو مشغلہ بنایا۔ کابل کے کاروبار کے سلسلہ میں ۱۹۲۲ء میں رائے پور گئے۔ گاؤں گاؤں پھر کر تجارت کے ساتھ تبلیغی فریضہ انجام دینے لگے۔ اسی سفر میں بغاوت کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے، دو سال بعد رہائی پائی۔ رائے پور میں تعلیم کے فروغ اور اشاعت مذہب اہل سنت کیلئے کراچی کے مکان میں مسلم یتیم خانہ قائم کیا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر تھے۔ ہندو شاستری کے ساتھ جیل کی رفاقت رہی۔ سیاسی ہجرت میں ملکہ حاصل تھا۔ آپ بیعت بھی لیتے تھے۔

۲۶ محرم ۱۳۸۸ھ کی صبح کو چار بجے وفات ہوئی مرقد رائے پور میں ہے۔

## حضرت مولانا شاہ محمد اجمل سنبھلی قدس سرہ:-

والد کا نام شاہ محمد اکمل، بڑے بھائی کا نام مولانا شاہ محمد افضل، ۱۵/۱۱/۱۳۲۲ھ سال پیدائش ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر اور بڑے بھائی سے پائی ابتدائی عربی شرح جانی تک اپنے چچیرے بھائی مولانا شاہ محمد عماد الدین سنبھلی سے پڑھی، معقول تحصیل و تکمیل حضرت صدر الافاضل مولانا حکیم محمد نعیم الدین فاضل مراد آبادی قدس سرہ سے کی ۱۳۳۹ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ حضرت فاضل مراد آبادی قدس سرہ کی معیت میں بریلی حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ سے بیعت کی۔ علم فقہ و فتاویٰ میں مدرسہ منظر اسلام سے کمال حاصل کیا۔

۱۳۴۳ھ میں سنبھل جا کر مدرسہ اسلامیہ حنفیہ قائم کیا اور درس دینا شروع کیا۔ ساری عمر افتادہ درس و وعظ و ارشاد میں سیر فرمائی۔ نہایت پختہ مشق مدرس تھے۔ حضرت مولانا شاہ حامد رضا بریلوی اور اعلیٰ حضرت قطب عالم مخدوم علی حسین اشرفی قدس سرہما سے بھی آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔ کئی سال کی مسلسل علالت کے بعد آکٹھ برس کی عمر میں ۲۸/ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۸/ستمبر ۱۹۶۳ء کو بروز چار شنبہ ۱۳/ج ۳۵ منٹ پر دار فانی سے دار بقا کی راہ لی مرقہ سنبھل میں ہے آپ کی تصانیف میں فیصلہ حق و باطل اور شباب ثاقب مولفہ مولانا حسین احمد مدنی بہت ہی مشہور ہے۔

## حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمسٹی پوری:-

حضرت مولوی جعفر علی فریدی گورکھپوری نور اللہ مرقہ کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد ابراہیم ۱۹۱۰ء میں سمسٹی پور میں پیدا ہوئے۔ نسبی علاقہ حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود متبع شکر قدس سرہ سے ہے۔ اردو فارسی کی تعلیم مولوی سید ثناء الدین صاحب اور قرآن مجید حافظ محمد سمین سے پڑھا اور کتابت سیکھی۔ عربی کا آغاز حضرت مولانا شاہ مظہر احمد پھلواری سے کیا۔ مولوی سید عتیق اللہ صاحب ساکن ہر لودھی ضلع مظفر پور اور مولوی محمد ادریس دہلوی سے عربی صرف و نحو اور ابتدائی کتب درس نظامی پڑھیں مدرسہ حمیدیہ درجہ میں مولانا سید عبدالحی قلادری اور مفتی محمد فیض الرحمن سے پڑھا۔ مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے مولوی کا امتحان دینا کانپور کے مشہور مدرس مولانا غلام یحییٰ ہزاروی، مولانا محمد عبد السلام درانی قدس سرہ سے درس نظامی کی تکمیل کر کے مدرسہ منظر اسلام بریلی میں حضرت حمید الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں خٹک اکبر مجدد الملیہ امام احمد رضا بریلوی اور مولانا شاہ عبدالعزیز خاں محدث سے صحاح ستہ یاد کر لیا اور تفسیر بیضاوی کا درس لیا۔ ۱۳۵۱ھ میں دستار بندی ہوئی نیز سند فراغت و اجازت حاصل ہوئی۔ اول مدرسہ منظر اسلام ہی میں تدریسی سلسلہ شروع کیا

پھر مدرسہ قادریہ بدایوں میں تشریف لے گئے اور ۱۹۴۲ء سے مدرسہ خمس العلوم بدایوں میں صدر المدرس اور مفتی شریف۔

زیدۃ اللہ صفیاء حضرت مولانا شاہ مصلح الدین قادری آرومی علیہ الرحمہ سے مرید ہوئے والد ماجد اور حضرت شاد شاہ احمد قادری فضیلت مآب سے تربیت سلوک حاصل کر کے صاحب اجازت ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت الحاج مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمہ نے بھی اپنی طرف سے آپ کو تمام اجازتیں سلاسل وغیرہ کی مرحمت فرمائیں۔

آپ کی تصانیف میں اب تک پانچ کتابیں مقبول عام و خاص ہیں :-

(۱) احکام نکاح

(۲) تعلیم المنطق (علامہ فضل حق خیر آبادی کی ”مرقات“ کا خلاصہ بطرز سوال و جواب)

(۳) تذکار مطہب (بزرگان قادریہ مجددیہ آبادانیہ کے تذکرے)

(۴) مفید الطالب (تربیت سلوک میں)

(۵) تذکرہ بنیاب (حضرت سیدی شیخ ابوالحسن شادوی کے حالات، ارشادات، سلوک اور لوہ فوائد تفصیلات حزب التحریر وغیرہ)

فقیر اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف قدس سرہ (کوٹلی لوہارن سیالکوٹ)

حقیقت و سہیت کے بطل جلیل مولانا محمد شریف لنن مولانا عبدالرحمن سیالکوٹی لوہارن ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ کی تکمیل والد ماجد سے کی۔ لنن کے وصال کے بعد یہ صغیر پاک و ہند کے ممتاز علماء سے کسب فیض کیا۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا دیوبند قدس سرہ سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ فقیر اعظم کا لقب آپ ہی نے عطا فرمایا تھا۔ حضرت فقیر اعظم نے فقہ حنفی کی بے بہا خدمات انجام دی ہیں۔ ہفت روزہ ”اہل حدیث“ امرتسر میں آئے دن اہل سنت احناف کے خلاف مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ حضرت فقیر اعظم کی کوششوں سے امرتسر ہی سے ”الفتیہ“ کے نام سے ہفت روزہ جاری ہوا جس میں ان اعتراضات کے جوابات نہایت تحقیق و ستائش سے دیئے جاتے تھے۔ اس جریدے کے علاوہ دیگر موقر جرائد میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔

آپ عالم شریعت اور شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ مقبول ترین مقرر بھی تھے۔ وعظ و ارشاد میں اپنا ایک مخصوص اسلوب رکھتے تھے۔

آپ کے خلف الرشید سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر سیالکوٹی مدیر ”ماہ طیبہ“ کی تقریر میں آپ کے انداز بیان کی نمایاں جھلک پائی جاتی ہے۔

حضرت فقیہ اعظم نے پنجاب کے اطراف و اکناف کے علاوہ کلکتہ اور ممبئی وغیرہ مقامات تک سنییت و حقیقت کا پیغام پہنچایا۔ ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ ہائرس کے تاریخی اجلاس میں شرکت فرمائی اور تحریک پاکستان کی حمایت میں جگہ جگہ تقریریں کیں اور مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت و معاونت پر تیار کیا۔

آپ کے مریدین کا حلقہ نہایت وسیع ہے جو ملک کے طول و عرض میں موجود ہے۔

آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ چند تصانیف یہ ہیں :-

(۱) تائید الامام (حافظ ابو بکر بن ابی مسیہ کی تالیف الرود علی ابی حنیفہ کا محققانہ رد)

(۲) نماز حقی مدلل

(۳) صداقت الاحناف

(۴) کتاب التراویح

(۵) ضرورت فقہ

(۶) کشف الغطاء

آپ ۹۰ سال کی عمر میں ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء کو عازم خلدیہ میں ہوئے، درے والی مسجد کوٹلی نواباں ضلع سیالکوٹ میں مزار پر انوار ہے۔ (محمد فضل کوٹلی، مولانا روزنامہ سعادت لاکل پور ”ائمہ اہل سنت نمبر اگست ۱۹۶۸ء“)

## حضرت مولانا رحیم بخش آروی قدس سرہ:-

آپ نے علمائے رامپور و سہارنپور سے کتب درسیات پڑھیں حدیث کی چند کتابیں پھلواری شریف میں حضرت مولانا عبد الرحمن ناصری گنجی سے پڑھیں۔ ہمیں سلیمان ندوی نے آپ سے درس لیا۔ اعلیٰ حضرت کا شہرہ سن کر سہارنپور سے واپسی میں بریلی پہنچ کر مرید ہوئے اور کچھ عرصہ بریلی میں رہ کر علوم فقہ تصوف و اخلاق کی تربیت حاصل کی اور فاضل بریلی کے فیض صحبت سے فیض یاب ہو کر آ رہے ہوئے۔

عرصہ تک مدرسہ حنفیہ آ رہے ہیں مدرسہ ہے۔ مسائل و اعتقادات میں اختلاف کے باعث آپ نے جدید مدرسہ قائم کیا



اور اس کا نام فیض الغراء رکھا۔ آ رہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت شاہ محمد فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے تعاون فرمایا، تاحین حیات آپ اس کے صدر مدرس اور مہتمم رہے چونکہ آپ کو فاضل بریلوی سے اجازت و خلافت اور شاگردی کا شرف حاصل تھا مدرسہ فیض الغراء کے طلبہ کی دستار بندی کی اکثر مجلسوں میں آپ کی دعوت پر حضرت فاضل بریلوی نے آ رہ تشریف لے جا کر دستار باندہ کی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغفور (علیہ الرحمہ) اور علامہ محمد ابراہیم آروی اور حضرت مولانا ولی الرحمن پوکھر بریلوی، حضرت مولانا عبدالرؤف بلیاوی نائب شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور، مولانا مفتی ظفر علی نعمانی مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی آپ کے مشہور تلامذہ ہیں۔ آپ ۸ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ میں فوت ہوئے۔

## حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ :-

فخر الاساتذہ وحید عصر حضرت مولانا غلام جیلانی لکن مولوی حاجی غلام فخر الدین لکن مولانا حکیم سجاد حسین حافظی فخری سلیمانی ۱۱ رمضان المبارک ۱۹۰۰ء میں ریاست داوول علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا بزرگوار نے اپنے آبائی وطن سہسوان ضلع بدایوں سے ترک سکونت کر کے یہاں اقامت کی تھی۔ غلام محی الدین جیلانی نام رکھا گیا۔ چارم تک تعلیم پانے کے بعد آپ کے چچا حضرت مولانا غلام قلب الدین برہمپوری نے آپ کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں جو اس وقت مدرسہ انجمن اہل سنت کے نام سے مشہور تھا۔ لے جا کر داخل کر دیا۔ آمد نامہ سے تعلیم کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب فتح پوری سے فصول اکبری اور کافیہ پڑھی۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین فاضل مراد آبادی بانی مدرسہ سے لکھنؤ تدریسی قال اقول تک پڑھا اور عربی انشاء کی مشق کی۔ ۱۹۲۳ء میں حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد جو پوری مؤلف قانون شریعت وغیرہ کے ہمراہ اجیر شریف بغرض تعلیم پہنچے۔ امتحان داخلہ کے بعد درجہ شرح جامی میں داخلہ ملا۔ دو ماہ بعد خوراک اور ایک روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ یہ مدت سو کھی روٹیوں اور نمک مرچ پر ہوی پریشانیوں سے گزاری۔ شرح جامی حضرت مولانا امتیاز احمد ایٹھوی مفتی و مدرس دارالعلوم سے ختم کی۔ آٹھ سال تک مسلسل ہر سالانہ امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کرتے رہے۔ ملاحسن کے تحریری امتحان میں ممتحن کی تحسین پر دارالعلوم نے چار روپے انعامی وظیفہ مقرر کیا۔ مولانا سید عبدالحمید اور مولانا عبدالحی افغانی سے بھی اخذ علوم کیا۔ شرح تہذیب کی منطقی ترکیب حضرت مولانا عبداللہ افغانی تلمیذ حضرت مولانا پرول صاحب سے اور حاشیہ عبدالغفور کا کلمہ مولانا سید امیر احمد پنجابی سے پڑھا۔ باقی فوتحانی کتب حضرت امام علامہ حکیم امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے تمام کیں۔ ۱۳۵۱ھ میں صدر الشریعہ کی ہمر کافی میں مدرسہ منظر اسلام بریلی آئے۔ یہاں شرح چغچغینی اور محقق دوانی کے غیر مطبوعہ حواشی قدیمہ اور جدیدہ کے

ساتھ شرح تجرید اور امام رازی علیہ الرحمہ اور طوسی کی شروح کے ساتھ اشعارات کا سبق لیا۔ ۳۵ سالہ میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت جید الاسلام نے دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔

ایمن شریعت مفتی کانپور حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین علیہ الرحمہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سر دار احمد علیہ الرحمہ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن علیہ الرحمہ جلالیہ العلم شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور آپ کے خصوصی رفقاء درس رہے تھے۔

آپ نے مدرسے کی ابتدا مدرسہ محمدیہ جائس سے کی۔ (وہیں آپ کے ایک صاحبزادے مدفون ہیں) ایک سال کے بعد مولانا حبیب الرحمن شیردانی کی دعوت پر دارالعلوم عقلت نشان کرناٹل کے صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے۔ سو سال کے بعد کانپور کی مرکزی سنی درسگاہ مدرسہ احسن المدارس قدیم میں صدر مدرس ہو کر آئے شوال ۱۹۳۵ء میں جان بھادری الحاج بھیاشیر الدین رئیس اعظم لال کرتی میرٹھ کی دعوت پر ان کے مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ کے منصب صدارت مدرسین کو روٹنق ہشتی مدرسہ اسلامی میں آپ کی تقرری ایک خاص سبب کی بناء پر ہوئی۔ مدرسہ میں مفتی عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند کے مرید و خلیفہ اور مولوی بدر عالم مؤلف فیض الباری کے پیر قاری اختر صدر مدرس تھے اور مفتی دیوبندی کے کچے تابع تھے۔ بھیاشیر الدین کا گھرانہ حضرت مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری کا مرید اور حضرت مولانا شاہ عبد السمیع بیدل مصنف انوار ساطعہ کا شاگرد تھا۔ بھیاشی کو خود بھی دونوں سے نسبت حاصل تھی۔ اعتراض ہوا کہ سنی مہتمم اور سنی مدرسہ اور دیوبندی مدرسے میں کیا تعلق ہے۔ نتیجہ قاری اسحاق صدارت سے ہر طرف کر کے کوششیں بلائے گئے۔ یہ بات حلقہ دیوبند میں وقار کا سبب بن گئی۔ قاری اسحاق کے مرید مولانا بدر عالم میرٹھی مؤلف فیض الباری پیر کی حمایت میں آپ کی علمی تہذیب پر اتر آئے اسی موقع پر آپ نے فیض الباری شرح صحیح البخاری کی علمی و فنی غلطیاں نکالیں اور بتایا کہ مولانا بدر عالم اور ان کے استاد مولانا انور کشمیری نے کتنی فحش غلطیاں تفہیم حدیث کے سلسلہ میں کی ہیں یہ تنقید بھیاشیر القاری شرح صحیح البخاری کے نام سے مطبوعہ ہے۔ آپ کو حضرت قطب وقت حافظہ سید محمد ابراہیم ساکن سراوہ شریف سے غایت عقیدت ہے۔ ان کے دیہات میں گرمیوں کے موسم میں ہر جمعرات کی دوپہر کو دس سیر برف میرٹھ سے بذریعہ ریل لے کر جاتے تھے اور سراوہ اسٹیشن سے آبادی تک اپنے سر پر دیکھ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ کو بیعت و خلافت کا شرف شیخ الشیخ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھو شریف سے حاصل تھا کہ ۱۳۸۹ھ میں حج و زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔ راقم السطور نے ۱۹۷۱ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی میں جب آپ تین ماہ

کیلئے کراچی تشریف لائے تھے خود منطق کی کتابوں کا آپ سے درس لیا۔ آپ درس نظامی کے جملہ فنون میں مکمل مہارت تاملہ رکھتے تھے۔

## حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ :-

تصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولانا محمد صدیق، دادا کا نام مولانا یار محمد تھا۔ مولانا محمد صدیق صاحب امتیاز العلماء حضرت علامہ محمد ہدایت اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ تھے۔

شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی چند دنوں مبارکپور میں ہوئی جہاں آپ کے والد ماجد مدرس تھے۔ آپ اپنے والد کے ابتدائی شاگرد جید العصر حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی قدس سرہ کے ہر لہریلی جاکر مدرسہ منظر اسلام میں داخل ہوئے۔ **ہنیۃ المصلیٰ** سے تفسیر جلالین و نور الانوار ہدایہ آخرین بیضاوی شریف، رسالہ میرزا ہدایت کی تعلیم حاصل کر کے حضرت صدر الشریعہ کی محبت میں ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء دارالخیر اجیر شریف کے جامعہ عثمانیہ میں پہنچے۔ یہاں سے ایک سال بعد آپ فرنگی محل مدرسہ نظامیہ گئے۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے خاص شفقت فرمائی، کھانے کے علاوہ نور و پیہ و وظیفہ مقرر کیا۔ مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی، مولانا عبدالقادر فرنگی محلی، مولانا قطب میاں سے تفسیر مدارک، مسلم الثبوت، ملا حسن، ملا جلال بیذی، شرح عقائد صدر حمد اللہ اور عربی ادبیات کی تحصیل کی۔ امتحان میں نمایاں کامیابی کی وجہ سے خوش ہو کر مولانا عبدالباری علیہ الرحمہ نے تکمیل سے پہلے مولانا کی سند مرحمت فرمائی۔ دوبارہ ۱۳۳۳ھ میں منظر اسلام میں داخلہ لے کر حضرت مولانا شاہ محمد رحمہ اللہ منگھوری مظفرنگری صدر المدینہ سین و جتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا قدس سرہ سے صحاح ستہ کا دورہ کیا۔ مؤثر ذکر نے جلسہ عام میں دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔

فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ امرہ بہ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور، مدرسہ منظر اسلام، علی شریف، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور مدرسہ خاندانہ مبارک شریف میں تدریسی فرائض انجام دیئے۔

۱۳۳۹ھ سے دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی میں صدر و ماسد رہے۔ آپ کو درس نظامی کے نصاب کی کتابوں کی تدریس پر پوری دسترس حاصل تھی۔ آپ کو عربی ادب سے خصوصاً شغف تھا۔

حضرت مولانا غلام ربانی فائق آپ ہی کے صاحبزادے میسور کے جامعہ غوثیہ کے صدر اور شیخ الحدیث ہیں۔ راقم الحروف نے دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں آپ سے تدریسی وغیرہ پڑھی۔

## حضرت علامہ الحاج عبد المصطفیٰ الازہری، کراچی:-

فاضل اجل حضرت علامہ عبد المصطفیٰ (آپ کی ولادت پر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز سے آپ کے پیر بخئی نام کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا تاریخ بخئی نام کی ضرورت نہیں، میں اس بچے کو اپنا محبوب نام عبد المصطفیٰ عطا کرتا ہوں چنانچہ یہ نام بارگاہ نبی میں بہت مقبول ہوا۔ ”اليواقيت المہريہ“ بن صدر الشریعہ علامہ مولانا امجد علی بن علامہ جمال الدین بن مولانا خداحش رحمہم اللہ ۷۳۵ھ/۱۹۱۸ء میں بریلی شریف (آپ کا اصل وطن قصبہ گھوٹی اعظم گڑھ ہے اور آپ کی پیدائش بریلی شریف میں ہوئی) ہندوستان میں تولد ہوئے۔

آپ کے والد مکرم حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) بہت بڑے فقیہ تھے فقہ کی جامع اردو کتاب ”مہمد شریعت“ آپ ہی کی تصنیف ہے۔

## ابتدائی تعلیم :- آپ نے قرآن مجید اپنے مولد بریلی شریف کے دارالعلوم منظر اسلام میں مولانا

احسان علی منظر پوری سے پڑھا (محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہل سنت ص ۱۶۰) پھر والد ماجد علیہ الرحمہ کے جامعہ عثمانیہ اجیر شریف میں مدرس مقرر ہونے پر آپ نے اپنے آبائی وطن قصبہ گھوٹی اعظم گڑھ میں محلہ کریم الدین کے مکتب میں اردو سیکھی۔

## علوم اسلامیہ کی تعلیم :- ۱۹۲۶ء میں آپ کو والد مکرم نے جامعہ عثمانیہ (اجیر شریف) بلالیا، جہاں

آپ نے کتب فارسی مولانا عارف جد ایوبی سے پڑھیں۔ ابتدائی تعلیم، علوم عربیہ اسی مدرسہ میں مولانا حکیم عبد المجید مفتی امتیاز احمد اور مولانا عبدالحی سورتی سے حاصل کی اور اکثر علوم و فنون اہل علم سے انتہاء تک اپنے والد مکرم سے پڑھے۔

## جامعہ ازہر میں :- جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بریلی شریف جانے لگے تو آپ کو اعلیٰ

تعلیم کیلئے جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) بھیج دیا۔ چنانچہ حج کی ادائیگی اور زیارت روضہ رسول علی صاحب الصلوٰۃ والسلام سے فراغت کے بعد جامعہ ازہر تشریف لے گئے اور تین سال جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے جامعہ کی طرف سے دو سندیں ”شہادۃ الالبیہ“ و ”شہادۃ العالیہ“ حاصل کیں۔

## کتب احادیث کی تکرار :- جب آپ جامعہ ازہر سے واپس ہوئے تو حضرت صدر

الشریعہ علیہ الرحمہ علی گڑھ کے مضافات میں دادوں کے مقام پر نواب ابو بکر کے مدرسہ میں مدرس تھے۔ چنانچہ علامہ ازہری نے دوبارہ والد ماجد علیہ الرحمہ سے حدیث کا دورہ کیا۔

## تدریس :- فراغت کے بعد دادوں میں ہی اپنے والد ماجد کی نگرانی میں تدریس شروع کی۔ ۱۹۲۹ء میں دارالعلوم

مظہر اسلام بریلی شریف میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور (اعظم گڑھ ہند) میں بحیثیت صدر مدرس و شیخ الحدیث کام کرنا شروع کیا اور تقسیم ملک تک اسی مدرسہ سے منسلک رہے۔

تقسیم ملک کے بعد ۱۹۴۸ء میں جب پاکستان تشریف لائے تو جامعہ محمدنی شریف میں خلیع جھنگ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں جامع مسجد ہارون آباد یہاں نگر میں خطابت کے فرائض منصبی انجام دینا شروع کیا۔ وہیں اٹنا آپ نے ایک عظیم دارالعلوم مظہر اسلام کی بنیاد رکھی اور اسکے لئے نہایت عالیشان عمارت تعمیر کرائی۔

جب بعض جاہل اور شریکدلوگوں نے دارالعلوم کی عمارت کو قبضہ میں لیکر اپنے ذاتی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی کوشش کی تو حالات کے سازگار ہونے کی بنا پر آپ کراچی تشریف لے گئے، جہاں جامعہ امجدیہ کراچی کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے حدیث رسول کا فیضان جاری کیا، جو آج تک جاری ہے۔

## سیاسی کردار :- آپ جمعیۃ علماء پاکستان صوبہ سندھ کے صدر کی حیثیت سے قائد اہل سنت علامہ

شاہ احمد نورانی صدیقی کے دست راست و معاون رہے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قومی اسمبلی میں آپ نے صحیح نمائندگی کا حق ادا کیا۔

آئین کی تدوین کے وقت جب آئین کی تعریف میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے کا مرحلہ آیا تو علامہ شاہ احمد نورانی کی تحریک کے جواب میں حکمہ متی ممبر اسمبلی کو شریازی نے کہا کہ تمام مکاتب فکر کسی ایک تعریف پر متفق نہیں ہیں، تو علامہ عبدالمعطفی ازہری نے ایک متفقہ تعریف مرتب کی جو تمام مکاتب فکر کے اراکین اسمبلی کے دستخطوں سے اسمبلی میں پیش کی گئی۔



مرتبہ ۹ء کی تحریک انعام مصطفیٰ ﷺ میں جب علامہ شاہ نورانی صدیقی کو گرفتار کر کے ملک کے گرم ترین علاقے گڑھی خیرود (سندھ) میں جیل کی کوٹھریوں میں بند کر دیا گیا تو علامہ ازہری نے حق نیابت ادا کیا اور جمہوریت کے قائم مقام صدر کے فرائض سرانجام دیے۔

**بیعت :-** آپ نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مفتی اعظم جہد مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں کی طرف سے سلسلہ قادریہ میں خلافت و ایازت حاصل کی۔

**تصانیف :-** آپ نے قرآن پاک کی تفسیر ”تفسیر ازہری“ پانچ جز (مطبوعہ) اور تاریخ الانبیاء تحریر فرمائی۔ (مولانا غلام مر علی الیہ ایت الہدیہ ص ۸۱-۸۲)

**تلامذہ :-** آپ سے جن تلامذہ نے اکتساب فیض کیا ان میں سے چند مشہور فضلاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

(۱) مولانا خلیل اشرف، بانی مدرسہ فیض رضا میاں دلی نگر

(۲) مولانا غلام حسین، بانی دارالعلوم قادریہ طبر

(۳) مولانا فضل سبحانی، مستم دارالعلوم قادریہ بخارا

(۴) مولانا غلام نبی، دارالعلوم جامعہ رضویہ کراچی

(۵) مولانا محمد طفیل، دارالعلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی

(۶) مولانا حبیب الرحمن (ایم اے)

(۷) مولانا محمد طارق (ایم اے)

(۸) مولانا محمد اسحاق (ایم اے)

(۹) مولانا محمد رفیق ضیا (ایم اے)

(۱۰) مولانا قاری حافظ عبد الباقی، شمس کے شاہی قاضی (محمود احمد قادری، مولانا تذکرہ اہل سنت ص ۱۶۱)

## امام المحدثین حضرت مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ العزیز :-

مرجع الفقہاء والمحدثین مولانا محمد سید محمد دیدار علی شاہ ابن سید نجف علی ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء بروز پیر محلہ نواب پورہ الوری میں پیدا ہوئے (غلام مرعلی، مولانا الیواقیت المہر یہ ص ۷۱) آپ کے عم مکرم باخدا ابوبکر مولانا سید غلام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بخیرات دیجے ہوئے فرمایا :- ”بیشی! تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو دین مصطفویٰ کو روشن کرے گا اس کا نام دیدار علی رکھنا۔“

(عبداللہ کوکب قاضی اخبار جمیعہ ص ۷۰ (۷) فروری ۱۸۵۸ء ص ۳)

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ ارشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد مشہد سے ہندوستان آئے اور الوری میں قیام پزیر ہوئے۔

آپ نے صرف دسویں ابتدائی کتابیں الوری میں مولانا قمر الدین سے پڑھیں، مولانا کرامت اللہ خاں سے دہلی میں دوسری کتابیں اور دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ فقہ و منطق کی تحصیل مولانا ارشد حسین رامپوری سے کی۔ مشہد حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن تنج مراد آبادی سے حاصل کی۔ حضرت شیخ الاسلام جیر سید مرعلی شاہ گونڈوی اور مولانا دوصی احمد محدث سورجی آپ کے ہم درس تھے۔

آپ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا فضل الرحمن تنج مراد آبادی کے مرید اور خلیفہ تھے، سلسلہ چشتیہ میں حضرت مولانا سید علی حسین یکھو چٹھوی اور سلسلہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا یلوی کے خلیفہ و مجاز ہوئے۔ (اقبال احمد قادری، پیر زادہ مذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۲۶۸-۲۶۹)

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے درمیان بڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے ایک مرتبہ حضرت صدر الافاضل نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا یلوی کا ذکر کیا اور ملاقات کی رغبت دلائی۔ حضرت سید المحدثین نے فرمایا :- ”بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے۔ وہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے طبیعت سخت ہے؟ لیکن حضرت صدر الافاضل دوستانہ روابط کی بنا پر میری لے ہی گئے ملاقات ہوئی تو حضرت مولانا نے عرض کی حضور مزاج کیسے ہیں؟“ اعلیٰ حضرت نے فرمایا :- ”بھائی کیا پوچھتے ہو؟ پٹھان ذات ہوں، طبیعت کا سخت ہوں“ کشف کی یہ کیفیت دیکھ کر مولانا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، سر عقیدت نیاز مندی سے جھکا دیا۔ اس طرح بارگاہ

رضوی سے نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم ہو گیا۔ (اقبال احمد فاروقی پیر زاوہ مذکورہ علاء اہل سنت و جماعت ص ۲۶۸-۲۶۹) تقریباً ایک سال تک آپ اور مولانا ابو البرکات علیہ الرحمہ بریلی میں منظر اسلام میں مقیم رہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضرت مولانا سید ویدار علی شاہ قدس سرہ اور آپ کے قابل صد فخر فرزند مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابو البرکات علیہ الرحمہ کو تمام کتب فقہ حنفی کی روایت کی اجازت عطا فرمائی (دیدار علی شاہ امام الحدیث مقدمہ میزان الادیان بتفسیر القرآن ص ۸۰) اور اجازت و خلافت عطا فرماتے ہوئے تمام اور او و خلافت کی اجازت عطا فرمائی تکمیل علوم کے بعد ایک سال مدرسہ اشاعت العلوم رامپور میں رہے ۱۳۴۵ھ ر ۷۱۹۰ء میں انور میں قوت الاسلام کے نام سے ایک دارالعلوم قائم کیا پھر لاہور تشریف لاکر ۱۳۴۰ھ ر ۱۹۲۲ء میں دوبارہ لاہور تشریف لائے جامعہ نعمانیہ میں فرائض مدرسہ انجم دیتے رہے۔ ۱۳۲۵ھ ر ۱۹۱۷ء میں مولانا ارشاد حسین رامپوری کے ایماء پر اگرہ میں شاہی مسجد کے خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ ۱۳۴۰ھ ر ۱۹۲۲ء میں دوبارہ لاہور تشریف لائے (غلام صر علی، مولانا الیقاویت السمریہ ص ۱۱۹) اور مسجد وزیمہ خاں میں خطابت کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۴۳ھ ر ۱۹۲۵ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف قائم کی اور دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی جہاں سیکڑوں علماء و فضلاء اور مدرسین پیدا ہوئے۔ آج پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا دیہات ہوگا جہاں حزب الاحناف کے فارغ التحصیل علماء دینی خدمات انجام نہ دے رہے ہوں۔

حضرت کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔ بے باکی و خن گوئی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ مخالفین کے طوفان آپ کے پائے ثبات کو جنبش نہ دے سکے۔ دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہ کر سکتی تھی۔ علم و فضل کے لوگوں سمندر تھے۔ کسی مسئلے پر گفتگو شروع کرتے تو گفتگوں بیان جاری رہتا۔ سورہ فاتحہ کا درس ایک سال میں ختم ہوا۔ آپ کے خلوص و ایمان، زہد و تقویٰ، سادگی اور اخلاق عالیہ کے مخالف و موافق سبھی معترف تھے۔ سہیت و حقیقت اور حقیقت کے تحفظ اور فروغ کیلئے آپ نے قربانیت اہم خدمات انجام دیں۔ غازی کشمیر مولانا سید ابو الحسنات قادری صدر جمیعت علماء پاکستان (رحمہ اللہ تعالیٰ) اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور آپ ہی کے فضل و کمال کے عکس جمیل تھے۔ آپ عربی، اردو اور فارسی میں شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کے دیوان چنگی کلام پر شاہد ہیں۔ ہندوپاک میں آپ کی انجک تدریس کاوشوں کی بدولت بے شمار تلامذہ نے آپ سے علوم و معیہ کی تعلیم پائی۔ آپ کے صاحبزادگان کے علاوہ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

- (۱) مولانا ارشد علی الوری مرحوم
- (۲) مولانا رکن الدین الوری نقشبندی
- (۳) مولانا محمد اسلم جلال آبادی
- (۴) مولانا عبدالحق ولایتی
- (۵) مولانا عبد الرحمن ولایتی
- (۶) مولانا سید فضل شاہ پنجابی
- (۷) مولانا فیض اللہ خاں ہوتی مردان
- (۸) مولانا محی الاسلام بہاولپوری
- (۹) مولانا عبد القیوم ہزاروی
- (۱۰) مولانا سید منور علی شاہ
- (۱۱) مولانا محمد رمضان بلوچستانی
- (۱۲) مولانا غلام محی الدین کانانی
- (۱۳) مولانا محمد رمضان سندھ
- (۱۴) مولانا شفیق الرحمن پیشاور
- (۱۵) مولانا فضل حسین معین الدین پور (مہجرات)
- (۱۶) مولانا عبد العزیز تگور
- (۱۷) مولانا زین الدین الوری
- (۱۸) مولانا عبد القیوم الوری
- (۱۹) مولانا عبد الرحیم الوری
- (۲۰) مولانا عبد الجلیل جالندھری
- (۲۱) مولانا محمد ثوث ملتان
- (۲۲) مولانا محمد مراد الدین مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

(۲۳) مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی، بانی و مستم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بھیر پور۔

(۲۴) مولانا عبدالعزیز (پورے والا)

آپ نے مختلف تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے، بعض تصانیف کے نام یہ ہیں :-

(۱) تفسیر میزان الادیان (مقدمہ و تفسیر سورہ فاتحہ)

(۲) ہدایہ الفتویٰ در رد و افض

(۳) رسول الکلام

(۴) تحقیق المسائل (یہ کتاب مولوی رشید احمد گنگوہی سے بعض فقہی مسائل کے سلسلے میں خط و کتابت کا مجموعہ ہے جن میں

گنگوہی صاحب عاجز آگئے تھے)

(۵) ہدایہ الطریق

(۶) سلوک قادر یہ

(۷) علامات و ہایہ

(۸) فضائل رمضان

(۹) فضائل شعبان

(۱۰) الاستغاثۃ من اولیاء اللہ عین الاستغاثۃ من اللہ

(۱۱) دیوان دیدار علی قاری

(۱۲) دیوان دیدار علی اردو

۲۲ رجب المرجب ۲۰ اکتوبر ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ء کو اپنے رب کریم کے دربار میں حاضر ہوئے اور جامع مسجد

اندرون دہلی دروازہ لاہور میں دفن ہوئے۔ مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ تعالیٰ نے قطعہ تاریخ وصال کہا جس کا تاریخی شعریہ

۳۰

حافظ یحییٰ سرکونی اعداء شریعت

دیدار علی یافت دیدار علی را



## حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں رضوی پیر جوگوثہ، سندھ:-

یادگار سلف استاذ العلماء جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں (مولانا حسن رضا خاں قدس سرہ نے آپ کا تہ بنی نام تقدس علی خاں استخراج فرمایا ۱۳۲۵ھ مرتب) ابن الحاج سر دار ولی خاں بن مولانا بادی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں (جد امجد مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی) رجب، اگست ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں بمقام آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوڈاگران، بریلی شریف، (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز آپ کے والد محترم کے چچا زاد بھائی تھے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کے نانا تھے۔ چچا الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے ماموں اور خسر تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا ظلیل الرحمن بیہاری، مولانا ظہور الحسین فاروقی مجددی (صدر مدرس مدرسہ عالیہ رامپور دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف اور ان کے صاحبزادے مولانا نور الحسین فاروقی سے حاصل کی۔ متوسط کتب درس نظامی اور زادۃ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حسنین رضا خاں قدس سرہ سے پڑھیں اور اعلیٰ تعلیم حضرت مولانا رحمہ اللہ مولانا عبد المنان (مردان) مولانا عبد العزیز خاں اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (مصنف بیمار شریعت) سے حاصل کی اور جمیل حضرت چچا الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ سے کی۔ انمول نے آپ کو درسیات کے علاوہ ”رد المحتار“ کا مقدمہ بھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرائی۔ ۱۳۳۳ھ میں آپ نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے آپ نے شرح جامی کا خطبہ پڑھا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے بواسطہ شرف تلمذ حاصل کرنے کیلئے مدرس کے متنبی طلباء بھی آپ سے شرح جامی کا خطبہ پڑھتے تھے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سر دار احمد رحمہ اللہ نے بھی آپ سے یہ خطبہ پڑھا۔ چنانچہ اس مدرس کا شمار ہوا اور اس کا ماہر مدرس تقدس علی استخراج کیا گیا۔

آپ دوران تعلیم ہی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے نائب مہتمم مقرر ہوئے اور آپ کی نگرانی میں مشہور علماء کی دستبرداری ہوئی جن میں حضرت شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ قابل ذکر ہیں۔ الہ آباد یونیورسٹی میں آپ نے علوم شریعہ کے امتحانات کا سلسلہ جاری کر لیا، جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور الہ آباد یونیورسٹی کے ممتحن رہے۔

فراغت کے فوراً بعد دارالعلوم بریلی شریف میں مدرس شروع کی اور بے شمار فضلاء کو فیضیاب کیا۔ حضرت چچا الاسلام قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ دارالعلوم کے مہتمم مقرر ہوئے۔ اس طرح پچیس سال کا عرصہ بریلی شریف

میں پڑھانے کے بعد آپ ۱۳۱ھ میں کراچی (پاکستان) تشریف لے آئے۔ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت اور جید الاسلام کے اعراس اور مشاعروں کا اہتمام بھی آپ کے ذمہ ہوتا تھا۔

۱۳۱ھ میں آپ نے پیر جو گوٹھ میں مدرسہ قادریہ کا اجراء کیا۔ اس وقت حضرت پیر صاحب پاگڑہ لندن میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے تھے۔

۱۹۵۲ء میں پیر صاحب کی طرح پوشی ہوئی اور ۱۹۵۲ء کو جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا۔ آپ اس جامعہ کے پہلے شیخ الجامعہ اور حضرت پیر صاحب پاگڑہ کے اتالیق استاد مقرر ہوئے۔ اس وقت سے آپ جامعہ راشدیہ میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔

سکڑوں طلباء آپ سے پڑھ کر مختلف مساجد اور مدارس بالخصوص جامعہ راشدیہ کی مختلف شاخوں میں دینی فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔

آپ عرصہ بیس سال تک مدینہ مسجد عید گاہ پیر جو گوٹھ ضلع خیرپور میں خطابت اور امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ مراد آباد سنی کانفرنس میں آپ کے برادر خورد حضرت مولانا مفتی اعجاز دلی خاں رحمہ اللہ شریک ہوئے اور آپ نے تحریک ختم نبوت میں دیگر علماء اہل سنت کے شانہ بشانہ کام کیا۔ سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دائر السلام) میں آپ نے پیر صاحب پاگڑہ کی نمائندگی کی اور ان کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان (۱۶/۷/۷۸ تا ۱۹/۷/۷۸) میں آپ پہلے اجلاس کے مہمان خصوصی تھے۔

آپ جمعیت علماء پاکستان پیر گوٹھ (سندھی کے صدر بھی رہے) ۱۹۶۷ء میں آپ جیادی جمہوریت کے انتخاب میں کامیاب ہوئے اور چھ سال تک یونین کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے قوم و وطن کی خدمت کرتے رہے۔ آپ کی بعض تعلیمی تصانیف ہندوستان میں رہ گئیں۔ پاکستان آنے کے بعد آپ نے بعض کتب کے تراجم کئے جو ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں کو ۱۳۳۲ھ میں اعلیٰ حضرت مدینہ کی قدس سرہ سے بیعت اور تمام مسائل میں خلافت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت جید الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ نے آپ کو خاندان قادریہ کے لورادو و طائف کی اجازت دے کر اپنا مجاز فرمایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنے دست مبارک میں آپ کا ہاتھ لے کر مصافحہ فرماتے ہوئے حدیث مصافحہ سنائی جو سات واسطیوں سے حضور سرور عالم ﷺ تک پہنچتی ہے۔

۱۳۶۸ھ میں آپ نے بغداد شریف، کاظمیہ شریف، کربلائے معلیٰ و نجف اشرف میں حاضری دی اور ۱۳۶۸ھ میں پہلا حج ہندوستان سے کیا۔ پاکستان سے ۱۳۸۸ھ میں دوسرا اور ۱۳۹۲ھ میں تیسرا حج کیا۔ ۱۳۹۵ھ سے آپ مسلسل ہر سال باہر مضافات المبارک میں عمرہ و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے۔

آپ کے بے شمار تلامذہ کالجوں، یونیورسٹیوں اور دینی مدارس و مساجد میں دینی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ چند فضلاء کے اسماء یہ ہیں:-

(۱) مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری، سائق خطیب جامع مسجد مارنٹس، افریقہ حال لندن

(۲) مولانا رجب علی مفتی پتیارہ اسٹیٹ

(۳) مولانا مفتی اشفاق حسین نعیمی، مفتی جو دھپور

(۴) مولانا مفتی اعجاز دلی خاں رحمۃ اللہ سائق شیخ الحدیث جامعہ نعمانیہ لاہور

(۵) مولانا مفتی غلام قادر، مدرس جامعہ راشدیہ

(۶) مولانا مفتی محمد رحیم، ناظم اعلیٰ جامعہ راشدیہ

(۷) مولانا مفتی عبدالحمید آلولوی (مرحوم) خطیب جامع مسجد نواب شاہ

(۸) مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ خطیب جامع مسجد درگاہ شریف سائق مستم جامعہ راشدیہ

(۹) مولانا مفتی عبدالرحیم، مدرس مدرسہ شاپور چاکر

(۱۰) مولانا مفتی در محمد شیخ الحدیث مدرسہ حنفیہ الاسلام ساکنہ

(۱۱) مولانا محمد ہارون - ایم - اے معلم عربی، ضلع خیرپور

ایک طویل عرصہ تک دینی و ملی تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۲۲ فروری ۱۹۸۸ء کو کراچی میں وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## نتیجہ فکر:- علامہ شمس الحسن شمس بریلوی قطعات تاریخ گرداب الم

۸۸-----۷۱۹

والانساب حاجی تقدس علی خان سرمایہ کمال رضا

۱۳۰۸ھ

۱۳۰۸ھ

تقدس علی خاں زلف خدا  
 گوی نام بیبویہ راہ صفا  
 بہ تن داشت جامہ زعفر بکس  
 دولے ہر بود از اعتلا  
 قدم چوں تما وہ عراہ شباب  
 بہ عفت ہر مرد راہ صفا  
 بہ دانش پڑھتی ہمہ وقت او  
 ہی گشت شاغل ز صبح تا مسا  
 بہ کارہائے دیں صرف اوقات بود  
 فروغ شریعت ہمہ دعا  
 ہمہ وقت فیض رضا عام کرد  
 بہ نطق و دولت و قلم بر ملا  
 ز فیض رضا ہرچہ حاصل نمود  
 بہ دیگر سپردن نہ کردے خطا  
 منم ہر وہی ماندہ ام چند سال  
 تدبیرم از وہی کردید و خطا

بدے تا قہم درس گاہ عظیم  
 کہ آل را بنا کردہ حضرت رضا  
 پے حفظ ایمان ہجرت نمود  
 بہ افراد خانہ بارضی صفا  
 نے ویدہ بودے جہا از فلک  
 عمر بر لبش بود شکر خدا  
 پدر، مادر و دختر و پورا  
 پردہ عطا کے ز دست قضا  
 بایں رنج و آلام و بار ستم  
 یہ عیش نظر داشت صبر و رضا  
 بے مختصر عیش احوال او  
 نگارش نمودم زراو صفا  
 بالآخر ز حکم قضا و قدر  
 نشانہ نمود اورا خیر قضا  
 چو پرستہ احباب سال وفات  
 بجو، عروہ جامعہ ان رضا

۱۹۸۸ء

مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ :-

”آپ چالیس سال تک درس و تدریس دیتے رہے۔“ اور العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث اور ماہنامہ  
 ”اعلیٰ حضرت“ کے پہلے ایڈیٹر مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی، علیہ الرحمہ ۱۰ ربیع الثانی  
 ۱۳۲۵ھ مطابق مئی ۱۹۰۷ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام محمد عرف ابراہیم رضا اور پیار سے جیلانی میاں



کرائے بعد میں مفسر اعظم ہند کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ۱۳۲۹ھ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی موجودگی میں بسم اللہ خوانی ہوئی اس کے بعد والدہ ماجدہ اور ولوی صاحبہ سے گھر میں قرآن شریف ناظرہ اور اردو کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ ۷ سال کی عمر میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا احسان علی محدث فیض پوری سے کافیہ اور قدوری تک تعلیم حاصل کی۔ عربی ادب اور مشکوٰۃ شریف کا درس اپنے والد ماجد حضرت حمید الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے لیا۔ صحاح ستہ اور علم الکلام دارالعلوم منظر اسلام کے جید اساتذہ سے پڑھا۔ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۲۵ء میں تمام علوم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے۔ حمید الاسلام کے وصال ۱۹۳۳ء کے بعد شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز ہوئے اور تاحیات درس حدیث کی خدمات انجام دیتے رہے۔ مفسر اعظم ہند نے چالیس سال تک درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے زمانے میں پچاس ساٹھ طلباء ہر سال دورہ حدیث سے فراغت پا کر سند حاصل کرتے۔ آپ اپنے جد امجد امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور امام احمد رضا سے شرف خلافت حاصل کیا۔ آپ کو اپنے والد ماجد حمید الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے بھی خلافت حاصل تھی۔ ۱۹۲۸ء میں آپ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں توری علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سے رختہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں رنج و زیارت کی سعادت حاصل کی اور والدہ انداز میں روحہ رسول اقدس ﷺ پر حاضر ہوئے اور رقت انگیز صلوٰۃ و سلام پڑھا اور یہاں مشائخ علماء کرام سے ملے خصوصاً قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے باریاب ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں بیٹرس ”سنی کا نفرنس“ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شریک ہوئے اور جلسے کو رونق بخشی۔

۱۹۶۰ء میں آپ تبلیغی دورے پر پاکستان تشریف لائے اور دارالعلوم منظر اسلام لاکھ پور کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و ستارہ فضیلت کی صدارت کی۔ چند روز کراچی میں قیام رہا۔ اخوند مسجد کھار اور میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔

۱۹۶۰ء میں بریلی شریف سے ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ جاری کیا۔ (اس وقت ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ مفسر اعظم ہند کے لائق، فائق پوتے حضرت مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں کی زیر صدارت نہایت آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں رحمانی میاں رحمۃ اللہ علیہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ / ۸ جون ۱۹۸۵ء میں وصال فرما گئے جبکہ چار صاحبزادے حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری، پروفیسر ڈاکٹر قمر رضا خاں، حضرت مولانا منان رضا خاں مثالی میاں بقید حیات ہیں۔ اور جناب توریر رضا

خاں مقتدر الخیر ہیں۔

آخر وہ وقت بھی آگیا جس سے کسی کو چھکارا نہیں اور حضرت منیر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ / ۱۳ جون ۱۹۶۵ء شب دو شنبہ ہے۔ مادہ تاریخ وفات سیدنا ابراہیم رضا ۱۳۸۵ھ۔

(ماہنامہ اشرف کراچی ۱۹۹۳ء)

## کلام جاہ منظر اسلام

۱۴۲۳ھ

از :- مولانا مشتاق احمد قادری عزیزی دواہر العلوم اہل سنت ہمسک

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے  
درس گاہ دین و سنت منظر اسلام ہے  
اعلیٰ حضرت جتہ الاسلام دھانی میاں  
مفتی اعظم کی دولت منظر اسلام ہے  
کیونکہ ہولادوشن عرب ملک عجم کی دستیں  
مشعل علم شریعت منظر اسلام ہے  
دھوم ہے دم ادب دنیا کی دانش گاہ میں  
تھوڑے علم و حکمت منظر اسلام ہے  
وہ نول جانب درگاہیں ہیں رضوی محل  
کتنا اچھا نوجوہ رت منظر اسلام ہے  
حضرت احمد رضا کے کارناموں کے طفیل  
مرکز احیاء ملت منظر اسلام ہے  
جس کا فتویٰ دیکھتا ہے دنیا میں فیصل کا مقام  
شوکت افتاء و درست منظر اسلام ہے  
قادری مشتاق اب اس عہد تہذیب ساز میں  
دل حق کی شان و عزت منظر اسلام ہے

تحریر مبارکہ :- حضرت علامہ مفتی لطف اللہ صاحب قادری مفتی داماد شای جامع مسجد شہر منظر ایوبی

الاسلام حق ۷۸۶/۹۲ والکفر باطل

محضور نمبر۱ اعلیٰ حضرت شاہزادہ خانوادہ رضویہ ذیب سجادہ رضویہ و متمم جامعہ منظر اسلام ہر یلی شریف  
محرمی و محترم المقام حضرت علامہ سہیل رضا خان سہیل میاں زاد مسجد کم المان و علیکم السلام تم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
مزین گرامی!

واللہ نامہ صادر ہوا حسب الحکم حالت ضعف چند کلمات زیر عنوان بانی منظر اسلام امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم قلبند کر کے  
خدمت عالیہ میں ارسال کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں امید کہ وصولیاتی سے مطلع فرمانے کی زحمت گوارہ  
فرمائیں گے۔ چونکہ اس مدۃ ناخیز نے خانوادہ رضویہ کا نمک کھلیا ہے۔ حکم حضور استبازی استاذ الامام صدر الشریعہ علیہ الرحمہ  
حضور مرشدی جہ الاسلام علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور حضور مظلومی نصرت الاسلام مفتی اعظم  
ہمد علیہ الرحمہ کے دولت کدہ پر حاضر رہ کر تعلیم وین حاصل کی اور انہیں کی اجازت و خلافت سے میرہ مند ہوں اس لئے اس فقیر کا  
قلبی، روحانی، جسمانی گمراہ تعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان کے مقدس خانوادے سے رہا ہے۔ گو اس مدۃ ناخیز نے ان کا زمانہ  
حیات ظاہری نہیں پایا کہ ان کا وصال ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں ہوا اور یہ ان کا غلام ۱۹۲۵ء میں چار برس کے بعد پیدا ہوا لیکن  
حسن عقیدت نے اس کے بعد زمانی کو قرب روحانی سے بدل دیا ہے۔ فقط والسلام مع الکرام۔

محمد لطف اللہ قادری خادم دارالافتاء شای جامع مسجد شہر منظر الاسلام حق ۷۸۶/۹۲ والکفر باطل

## بانی منظر اسلام امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما اتکم الرسول فخذوه وما نہکم عنہ فانتہوا (القرآن)

رسول نہیں جو دیں وہ لو اور جس سے روکیں رک جاؤ رسول محترم ﷺ کیا دیتے ہیں؟ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں

انما انا قاسم واللہ یعطی یتک میں بانٹا ہوں اور خدا دیتا ہے تو حضور کیا بانٹتے ہیں وہی ہے جو خدا دیتا ہے۔ چونکہ ہر نعمت  
خدا دیتا ہے اس لئے ہر نعمت حضور ہی دیتے ہیں معلوم ہوا کہ ازل سے بد تک جسے جو ملایا ہے محمد حضور ہی سے ہے محمد اور اللہ

شریف کی صحیح حدیث ہے: ان الله تعالى يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها ينكح  
خداے تعالیٰ اس امت کیلئے ہر سو برس کے اول میں ایسی ذات کو مبعوث فرماتا ہے جو اس کیلئے اس کا دین از سر نو بنیاد کر دے۔  
علماء و فضلاء مدینہ منورہ و مدینہ منورہ و ہندوپاک وغیرہ نے مختلفہ طور پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو اس  
حدیث مبارک کا صحیح مصداق اور چودہویں صدی ہجری کا مجدد تسلیم کیا۔

چنانچہ سیکڑوں علمائے کرام و مشائخ عظام کی مجلس میں آپ کی شان اقدس میں یہ شعر مولانا عبد الوحید صاحب  
رئیس عظیم آبادی نے ۱۸۳۱ھ میں پڑھا جس کی تفصیل حسام الحرمین، الدولة المکیہ اور اخبار البیان و مشق میں موجود  
ہے۔ وہ شعر ملاحظہ فرمائیں :-

و عالم اهل السنة مصطفىا نا

مجدد عصره الفرد الفريد

یعنی اہل سنت میں ہمارے چیدہ و برگزیدہ عالم جو اپنے وقت کے مجدد و یگانہ روزگار ہیں۔ اس شعر کو سب نے سنا  
تعریف و توصیف کی اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ تو علمائے اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ثابت ہو گیا۔ علاوہ ازیں اعلیٰ  
حضرت کے نام باہر سے آئے ہوئے فطوطی جنکی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے تقریباً سب میں نام نہانی کے ساتھ یہ چار  
صفیں ضرور ملتی ہیں یہ بھی ان کی شان مجددیت پر اجماع امت کا بھٹ شہوت ہے۔

**چار صفات :-** (۱) اعلیٰ حضرت (۲) امام اہل سنت (۳) مجدد و نو حاضرہ (۴) مزید ملت طاہرہ بانی منظر اسلام امام احمد رضا کے  
نظریہ تعلیم کے اظہار سے پہلے ان کی بلند پایہ شخصیت سے واقفیت ضروری ہے۔ جس سے ان کی علم و وسعت حق لگائی، علمائے معاصرین میں  
امتیازی شان سے پر جوش و ولولہ انگیز دینی خدمات سے واقفیت ہو جائے تاکہ ان کے نظریہ تعلیم پر روشنی پڑ جائے اور یہ روز روشن کی طرح  
واضح ہو جائے کہ آپ کی مبارک ہستی ایک عبقری اور نادر روزگار اور اہل اسلام کے لئے خداوند نعمت عظمیٰ تھی۔ سر زمین بریلی شریف میں  
رئیس التعلیم علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ کے گھر سے ۱۲۰۰ ۱۸۵۶ء میں آپ کی ولادت ہوئی صرف چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید  
ختم فرمایا آٹھ سال کی عمر میں ہدایہ النور کی شرح لکھی دس سال کی عمر میں مسلم الثبوت پر مائتہ تحریر فرمائی اور چودہ سال کی عمر شریف میں  
دستر فضیلت سے سرفراز ہوئے اور اسی سال ولولہ لافناء کی ذمہ داری سپرد کر دی گئی۔ ۱۲۹۴ھ میں عمر بائیس سال اپنے والد محترم اور تاج النور  
علامہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مظہرہ میں جا کر خاتم الکبریت والا شان سید شاہ آل رسول احمدی  
علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق

پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اسی روئے اجازت و خلافت سے نواز دیئے گئے۔ رخص و طروج، نصرانیت، مغربیت، جہدیت و نیچریت، الحاد، جاہلانہ صوفیت، مشرکیت، رسوم، صلح کلیت، ادغام و انضمام کی تحریکات، دہابیت اور اس کی جملہ شاخوں کے خلاف خدا و اہل علمی توانائی کے ساتھ قلمی جہاد فرمایا۔ ہزار ہا صفحات پر مشتمل کتابیں اور رسالے تصنیف فرما کر شائع فرمائے۔ قلابیت کی گردن مروڑتے ہیں آپ کا فولادی ہاتھ معاصرین میں سب سے آگے رہا۔

وہ رضا کے تیزے کی مار ہے کہ عدد کے سینے میں غار ہے

کسے چادرہ جو کی کا دار ہے کہ یہ دار دار سے پار ہے

تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، حمد و نعت، فرائض، حکام، عقائد تجوید، تصوف، منطق، ادب، زیجات، جہد و مقابلہ، جفر، تفسیر، انکار و افاق، تعبیر، تاریخ، سیر، مناقب و فضائل اسرار جال، جرح و تعدیل، نحو و صرف، ریاضی، ہندسہ، حساب، نجوم، توقیت الغرض پچاس سے زیادہ علوم و فنون پر آپ کو عبور کامل حاصل تھا۔ آپ کی یادگار فتاویٰ رضویہ جو بارہ ہزار صفحات پر مشتمل بارہ جلدوں میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

قرآن شریف کا ترجمہ کنز الایمان حق و صداقت عشق و محبت کے انوار کا آئینہ دار ہے حقائق شش آپ کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ ساری دنیائے اسلام سے داو تحسین و تعریف لے رہا ہے کام الامام امام الکلام الغرض حیرت انگیز جامعیت اور تحیر خیز خوبیوں کے حامل اور اپنے دور کی عبقری شخصیت کا نام امام احمد رضا ہے۔

ایں سعادت بدور بازو نیست الا تلتھ عشد خدائے مستند

طیقہ علماء میں ہندوستان کے اندر حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ سے نصرت اسلام و تائید سنت استیصال بدعت اور حمایت حق و صداقت کا جو تنظیم سلسلہ شروع ہوا تھا۔ امام احمد رضا اسی سلسلے کی ایک حمایت مضبوط کڑی تھے۔ آپ کی دینی و علمی خدمات نے اپنے سارے عہد کو متاثر کیا اور مسلم آبادی کو سیلاب فتن سے محفوظ رکھنے میں آپ کی مجاہدانہ کاوش و مساعی جلیلہ ناقابل فراموش ہیں آپ نے اپنی ساری زندگی حمایت حق کیلئے وقف کر دی تھی۔ موت برحق ہے آپ نے اپنے وصال سے اٹھارہ برس پیشتر جامعہ رضویہ ہندوستان کو تار بنی نام ہے اور حمد و غزوہ تعالیٰ اسم با سکی ہے کی جہاد دینی اور زمانہ حیات (۱۳۴۲) اس کی ترقی میں کوشاں رہے تاکہ رشد و ہدایت کا سلسلہ تا قیام قیامت جاری و ساری رہے آپ کے فیض صحبت سے بہت علمائے اہل سنت و جماعت کی زندگی میں نکھار پیدا ہوا جن کی علمی خدمات سے آج ہندوپاک ہی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کا گوشہ گوشہ فینیاں ہو رہا ہے کسی نے ہر اور است فیض پایا کسی نے بالواسطہ حضرت صدر الشریعہ



علامہ امجد علی مصنف بہار شریعت حضرت علامہ صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی مفسر قرآن جن کی تفسیر خزانۃ العرفان آج و نیاے اسلام سے ٹرائج تحسین لے رہی ہے اختصار کے پیش نظر بہت سے ٹرمین رضویہ سے فیض یافتہ علمائے کرام کے دینی و ملی کارناموں کو اجاگر نہیں کیا گیا۔ کہ عیاں راجہ میاں حضور اعلیٰ حضرت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام کی انتظامی خدمت آپ کے خلف اکبر میرے پیرو مرشد حضرت جتہ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست مبارک میں آئی۔ آپ نے محسن و خولی اس جامعہ کو ترقی کی منزل پر پہنچایا اس کے بعد ان کے خلف اکبر مفسر اعظم و اکبرم رضا جیلانی میاں علیہ الرحمۃ نے اپنے حسن اہتمام سے منظر اسلام میں چار چاند لگائے۔ ان کے بعد ان کے خلف اکبر حضرت علامہ ریحان رضا رحمانی میاں علیہ الرحمۃ کا دور اہتمام تو نہایت ہی کارآمد ثابت ہوا۔ انہوں نے واقعی منظر اسلام کو منظر اسلام بنا دیا اور ان کے بعد محمد و عزو تعالیٰ آج منظر اسلام ترقیات کی جن اعلیٰ منزلوں پر پہنچ چکا ہے ان کی تعریف و توصیف تحسین کے مستحق خانوادہ رضویہ کے چشم و چراغ علامہ سبحان رضا خان سبحانی میاں زید مجد ہم ہیں انہیں کے زیر اہتمام عرس رضوی کے مبارک موقع پر منظر اسلام کا جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ میں جامعہ رضویہ کو کابل ایک صدی ہجری ہو چاٹگی۔ اس جشن مبارک کی مبارکبادیاں میری اور جملہ علماء و احباب اہل سنت کی جانب سے عمن خلوص بطور خراج عقیدت نذر کی جاتی ہیں حضور قبول فرمائیں۔

اور جملہ احباب اہل سنت و جماعت کو اپنی محکمہ امداد عید و افراد میں شامل فرماتے رہیں فقط راقم الحروف نے اپنے زمانہ طالب علمی میں جو منقبت محسن عقیدت خاتواہ عالیہ رضویہ میں عرس رضوی کے موقع پر اہل سنت و عوام اہل سنت کے کثیر ازدحام میں پیش کی تھی وہ نذر ناظرین کی جاتی ہے :-



یا سیدی احمد رضا یا سیدی احمد رضا  
فرما کرم بر خدا یا سیدی احمد رضا  
اے نائب ختم رسل اے وارث مختار کل  
ہادی دین مصطفیٰ یا سیدی احمد رضا

کیا تمہارا تجدید دیں کیا طرہ شرع میں  
 سرکار سے تجھ کو ملایا سیدی احمد رضا  
 کیا حق نے عطا ہے شرف حرمین میں بھی ہر طرف  
 ہے نولہا ہے طوطی ترزا یا سیدی احمد رضا  
 گلزار طیبہ میں ابھی ہے شور نعتوں کا تیری  
 اے بلبل شیریں نولیا سیدی احمد رضا  
 رفض و خردج و دہریت اور تجدیت مرزائیت  
 کس پر نہیں تو چھا گیا یا سیدی احمد رضا  
 تو ہے مجدد دین حق مہسوت ہیں باطل فرق  
 تجھ پر ہے سایہ غوث کا یا سیدی احمد رضا  
 حامدِ تعظیم نبی تردید ہر بد مذہبی  
 دو کام بس تو کر گیا یا سیدی احمد رضا  
 دین تیری نسل پاک میں حق نے دو فوری مشعلیں  
 یک حامد و یک مصطفیٰ یا سیدی احمد رضا  
 صدر الشریعہ بن گئے صدر الافاضل ہو گئے  
 جن پر ترا پر تو پڑایا سیدی احمد رضا  
 کوئی محدث خوش ہیاں کوئی ہے شیر دنیاں  
 یہ ہے ترے در کی عطا یا سیدی احمد رضا  
 سب اہل سنت جمع ہوں محفل میں لطف آئے نہ کیوں  
 ذکر آپ کا لطف آپ کا یا سیدی احمد رضا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مَوْلَانَا  
 مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَ عَلٰی جَمِيعٍ مَنْ اَتَتْهُمْ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

# عہدِ رضامیں

## منظر اسلام کے سالانہ جلسے

ان کے سوا کسی اور عہد میں ایسی برکتیں نہیں ملتی

عہدِ رضامیں مدرسہ اہل سنت منظر اسلام کے سالانہ جلسے ۱۸ اراٹھارہ ہوئے۔ تقریباً ہر جلسہ کی اطلاع اور رپورٹ ہفت روزہ اخبار ”دبیدہ سکندری رامپور“ کے صفحات کی ذہنت بنتی تھی اور دیگر صحاح اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی تھی رامپور رضا لاہوری اور صوفی لاہوری رامپور میں دبیدہ سکندری کی جو فائلیں موجود ہیں ان کے مطالعہ سے اب تک جو اطلاعات اور رپورٹیں سامنے آئیں وہ بے حد ہی قاذبین ہیں۔

ان رپورٹوں سے جہاں منظر اسلام کے احوال و کوائف۔ اسکی تعلیم و ترقی کا علم ہوتا ہے۔ اہل ثروت، اصحاب خیر اور ارباب اقتدار کی توجہات اور ایثار و قربانی سامنے آتی ہیں وہیں اس عہد کے مقدس سادات عظام، عظیم المرتبت علماء کرام، عظیم المناصب اصحاب روحانیت سجادگان عظام کی ان جلسوں میں شرکت و خطابت بھی نظر آتی ہے۔ جس سے منظر اسلام کے جلسوں کی قدرو منزلت اور عظمت و اہمیت کا پتہ لگتا ہے نیز ان جلسوں میں تشریف لائے ہوئے معزز و مقدس مسلمانوں کیلئے امام احمد رضا، شہزادگان رضا اور مجلس انتظامی کے ارکان و ملازمین مدرسہ کی طرف سے اعزاز و اکرام اور شایان شان استقبال۔ مسلمانوں کی عظمت، علماء و مشائخ کی عزت افزائی اور قدرو منزلت کو اجاگر کرتا ہے۔

### کیفیت جلسہ سالانہ مدرسہ منظر اسلام

#### معروف بہ

مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی

راقم دبیدہ سکندری کے ایک شفیق نے مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی کے سالانہ جلسہ کی کیفیت ارسال کی ہے جو مسلمان حنفی مشرب کیلئے نہایت دل خوش کن ہے لہذا نہایت خوشی کیساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہے (و ترجمہ)

الحمد للہ بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت و جماعت خصوصاً امام اہل سنت مجددانہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ بحر ذخار معقول و منقول حاوی فروع و اصول جامع طریقت و شریعت اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی حافظ قاری حاجی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی لازالت شمس۔ فیوضہ طالعہ و بدور کائنات لامعہ کے فیض و برکت اور معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی ہمت و خلوص نیت و لراکین انتظامیہ کی سعی و عرق ریزی سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں خوبی ترقی کر رہا ہے آپاری منتظمین و عرق ریزی طلباء کی و مدرسین سے اس نوزائے جشن شریعت کی کامیابی طلباء کے عمدہ شمرے نے حسن تعلیم کے خوشنما شگونے۔ شایخ دارالافتاء کے معرکۃ الآراء فتوے۔ کامیابی طلباء کے عمدہ نتیجے گزشتہ رودادوں میں شائع ہو چکے۔ گزشتہ سال چار طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستبرداری کا جلسہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام و علماء کرام و عمائد و رؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم و دھام سے سرانجام ہوا۔ اس سال بھی عمدہ و گرمہ ۸۸ طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کے نام نامی درج ذیل کروں تو زائد مناسب ہوگا۔

(۱) جناب مولانا مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء بریلی

(۲) جناب مولانا ظہیر الدین صاحب اعظم گڑھی

(۳) جناب مولانا حفیظ احمد صاحب اعظم گڑھی

(۴) جناب مولانا مفتی اللہ صاحب نو اکھالوی

(۵) جناب مولانا صدیق احمد صاحب نو اکھالوی

(۶) جناب مولانا عظیم اللہ صاحب بھلی شری

(۷) جناب مولانا احمد عالم صاحب رجسٹری

(۸) جناب مولانا انجم صاحب بہاری

ان صاحبان کی دستبرداری جناب مولانا مولوی شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین بانسہ شریف اور جناب مولانا مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء کی دستبرداری اعلیٰ حضرت موصوف نے اپنے دست حق پرست سے کی تاریخاً ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ مطابق ۷۔ ۸۔ ۹۔ ستمبر ۱۹۰۸ء یومہائے وہ شعبہ۔ سہ شعبہ۔ چہار شعبہ کو جلسہ بمقام بریلی مسجد فیضی صاحبہ میں منعقد ہوئے۔

دو شعبہ کو پہلا جلسہ ہوا اور اسی روز مولانا مولوی شاہ محمد عمر صاحب حیدر آبادی مع سات عالموں کے بریلی تشریف

لائے۔ اسٹیشن پر فاضل نوجوان فاضل ابن فاضل ابن فاضل قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت۔ و جناب مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب صاحبزادہ خرد اعلیٰ حضرت مجدد ملت حاضرہ مد ظلم و جناب مولوی محمد ظفر الدین بھاری مدرس سوم مدرسہ اہل سنت و جناب سید برکت علی صاحب رکب و جناب مولانا اسماعیل صاحب واعظ پبلی بیہیتی و جناب مولانا محمد شفاعت الرسول صاحب و دو چہرہ اہل سنت برائے استقبال بوقت شب اسٹیشن پر حاضر تھے کہ ۸ بجے ۳۰ منٹ پر مولانا ممدوح تشریف فرما ہوئے جائے قیام پہلے سے مقرر کر لیا گیا تھا۔ مولانا اعلیٰ حضرت نے منظور فرمایا چنانچہ پہلے جناب مولانا مولوی عبدالمقتدر نے وعظ فرمایا۔ اور بعد کو مجدد ملت حاضرہ مؤید ملت طاہرہ الام اہل سنت حادی معقول و منقول جناب مولوی حاجی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب نے وعظ فرمایا۔

سبحان اللہ وعظ کیا تھا کہ دریائے ذخار تھا کہ برابر موجوں۔ اور ایسا پر تاثیر کہ سامعین وجد کی حالت میں تھے۔ اور سکوت کا عالم چھا گیا اور مطلقاً لوگوں کو اپنی خبر نہ رہی اور بعض لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر ان کو روکا نہیں جاتا تو وہ اپنے کو ہلاک کر دیتے غرض قلم میں وہ طاقت کہاں جو اس وقت کا حال لکھ سکے خیر وعظ ختم ہوا اور جناب مولانا حکیم محمد فاضل صاحب نے چندہ کی تحریک شروع کی ان کے بعد جناب مولانا مولوی شاہ محمد عمر صاحب نے بھی تحریک کی اور خود و سوروپے مدرسہ کو عنایت فرمائے۔ خیر و خوبی یہ کاروائی ختم ہوئی اور دستار دہی ہوئی اور طلباء کو انعام تقسیم ہوا۔ اور جلسہ خیر و خوبی دوپہر کو تمام ہوا شب کو پھر وعظ پر تاثیر شروع ہوئے اور اس کے بعد میلاد شریف ہوا۔ اور نہایت لطیف سے ہوتا رہا اور اعلیٰ حضرت مجدد ملت حاضرہ مؤید ملت طاہرہ کی چند غزلیں پڑھی گئیں رات کو ایک بجے جلسہ تمام ہوا۔

جائے لوریان وغیرہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے ہوا۔ اسکی ایک جماعت علیحدہ مقرر تھی اور انتظام طعام ہر سہ روز نہایت اچھا رہا کھانا نہایت خوش ذائقہ تھا جملہ امور نہایت مناسب و موزوں تھے۔

اس قدر حضرات علماء تشریف لائے کہ وہ امید سے زیادہ تھے کیونکہ موسم برسات کا تھا اور اہل غلیظ ہر وقت گمراہ ہوتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تین دن تک خوبی کھل رہا اور بہت سے علماء کہ جن کے نام روداد سے معلوم ہو سکتے بوجہ کار جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔

سب سے پہلے فاضل نوجوان عالم دور ان جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب دام فیضہ مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ آپ ایسی جانفشانی سے اس کار خیر کو انجام دیا ہے کہ تعریف سے باہر ہے جس نے



دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ہمارے مولانا ممدوح کس درجہ مدرسہ سے تعلق رکھتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی کی جاقضانی سے یہ مدرسہ چل بھی رہا ہے حضرت مولانا نہایت باخدا اور رگ ہیں طالب علموں سے آپ نہایت درجہ شفقت فرماتے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب مولانا صاحب اور مستم صاحب مدرسہ اور ان کے تمام خاندان کو اپنی کوششوں میں پردہ غیب سے کامیاب فرمائے اور وہ ہمیشہ اپنے مقاصد قلبی پر بظہیر حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وآلہ واصحابہ اجمعین فائز ہوں اور آپ کے عہد ہمیشہ پامال رہیں آمین

(خواجہ دیدہ سکندری ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۸ء اخبار نمبر ۳۸ جلد نمبر ۳۴ ص ۵۳۳)

## بریلی میں علمائے اہل سنت کا ایک شاندار جلسہ :-

راقم دیدہ سکندری کے ایک شفیق لکھتے ہیں کہ ۱۹-۲۰-۲۱-۲۲ شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ یومائے پنجشنبہ و دو شنبہ و سہ شنبہ و چہار شنبہ کو بریلی میں مدرسہ منظر اسلام معروف بہ مدرسہ اہل سنت و جماعت کا سالانہ جلسہ نہایت ہی اسلامی کروفر اور شان و شوکت سے ”علیٰ علی کی مسجد“ میں منعقد ہوا اس مدرسہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حای سنت حاجی بدعت مؤید ملت طاہرہ صاحب جت قاہرہ مؤید من اللہ آیات اللہ جناب مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب حنفی قادری مد ظلمہ الاقدس ہیں۔ جنکا نام ہی اسم گرامی اسلامی دنیا میں مشکل آفتاب چمک رہا ہے اور حضرت ممدوح اپنی خدا داد قابلیت کے باعث بہت زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ آپ نے خالصاً لوجہ اللہ اس مدرسہ کی سرپرستی اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور اپنے فیوضات بعد سے اس کی کشت تمنا کو سرسبز فرما رہے ہیں۔

مندرجہ بالا تاریخوں میں خوب خوب و عقد کی صحبتیں گرم رہیں ہر و نجات کے بہت سے نامی علماء اہل سنت و جماعت شریک جلسہ ہوئے جیسے چند نام حسب ذیل ہیں :-

جناب مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث حنفی ساکن پہلی بھیت شریف

جناب مولوی محمد دیدار علی صاحب حنفی الوری۔

جناب مولانا مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب قادری حنفی رامپوری۔

جناب مولانا مولوی محمد فرشد علی صاحب نقشبندی حنفی رامپوری

جناب مولوی سید شاہ خواجہ احمد صاحب قادری حنفی رامپوری۔

جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب حنفی۔

جناب مولوی محمد عبدالاحد حنفی۔

جناب مولوی نعیم الدین صاحب حنفی مراد آبادی

جناب مولوی محمد عبید اللہ صاحب حنفی کانپوری۔

جناب مولانا سید شاہ محمد اشرف شاہ صاحب حنفی صاحبزادہ حضرت سجادہ نشین صاحب کچھوچھ شریف۔

مجدد کو منظر سالانہ مدرسہ نے نہایت عمدہ طور سے سجایا تھا شامیانے روشنی و فرش کا اہتمام قابل تعریف تھا مہمانوں کیسے ریلوے اسٹیشن پر سواری وغیرہ کا انتظام نہایت عمدہ کیا جاتا تھا اور ان کے قیام و طعام کا کافی اہتمام تھا خیر مجسم خندوم محکم جناب مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری حنفی سنی خلیفہ اکبر اعلیٰ حضرت عالم اہل سنت مولانا ممدوح ہریلیوی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو مدرسہ اہل سنت کے مستم ہیں اپنے مہمانوں کی خاطر و مدارات میں بہت بڑا حصہ لیا اور اپنے حسن انتظام سے کسی کو کسی امر کی شکایت کا موقع نہ دیا شاہ حامد رضا خاں صاحب سلمہ اپنے والدین و گوار کے قدم بقدم اور الولد سر لابیہ کے سچے مصداق ہیں خدا کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور وہ اپنے نامور بزرگ کی جی مثال ہوں۔ ان تواریخ میں ۲۱ شعبان تک ہر روز صبح سے دوپہر تک اور شام سے ایک بجے رات تک مجالس و عظ منعقد ہوتی تھیں اور لوگ بھرت شریعت کرتے تھے۔ ۲۲ شعبان کا دن پروگرام جلسہ کے خلاف بڑھا دیا گیا تھا اس واسطے کہ علمائے کرام اہل اسلام بیت کثرت سے تشریف لائے تھے جنہوں نے موقع موقع پر اپنے اپنے بیان سے حاضرین کو محظوظ فرمایا لیکن کوئی وقت ۲۱ تک ایسا نہ مل سکا کہ جس میں اعلیٰ حضرت مولانا ممدوح ہریلیوی کامیاب ہو جا جس کے سننے کا بریلی میں علاوہ فرقہ واپس ہر شخص ہمہ تن مشتاق ہوتا ہے لہذا الحمد مولانا ہریلیوی نے ۲۲ شعبان کو جناب مولانا مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب حنفی قادری سنی کے مختصر بیان کے بعد وعظ فرمایا۔ اللہ اللہ اس کی کیفیت کو قلم لکھ نہیں سکتا۔ آپکا عجب بزرگت میان ہے اور قدرت نے آپکی زبان مبارک میں بڑا اثر مرتب فرمایا ہے۔ حقیقتاً یہ اثر آپکے تعلق کا اثر ہے۔ میں نہایت زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس نے عاشق صادق حضرت شہنشاہ دو عالم ﷺ کو نہ دیکھا ہو وہ حضرت فاضل ہریلیوی سلمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لے۔ امر حق یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا صاحب موصوف کا دم ہمارے لئے خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اسکی خاص رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ کہ جنگی قدرت والا صفات سے بہت بڑا فیض جاری ہے۔

اس جلسہ میں جناب مولوی تاج الدین احمد صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب سکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور بھی

تشریف لائے تھے جنہوں نے جناب مستم صاحب مدرسہ کی جانب سے مدرسہ کی سالانہ رپورٹ حاضرین کو پڑھ کر سنائی اور

معاونین مدرسہ کا نہایت قیمتی الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ اور جن حضرات نے زر نقد و غیرہ اسی جلسہ میں عطا فرمایا تھا انکی علوفہمتی کا بیان کیا جس کی تفصیل آئندہ مشائع کی جائیگی۔ بعد و ایک شاعر اور رسم یہ عمل میں آئی کہ چونکہ وہ طلبہ فارغ التحصیل ہوئے تھے لہذا ان کے دستار فضیلت باندھی گئی۔ دستار نہایت نفیس اور اس پر لطف یہ کہ مدرسے کا اور اس خوش خمت طالب علم کا پورا نام کہ جس کو وہ عطا ہوئی تھی نہایت خوشی سے ریشم سے کاڑھا گیا تھا۔

المختصر حضرات علماء اہل سنت و جماعت کا یہ شاعر اور جلسہ جو خالصاً لوجه اللہ تھا بڑی خیر و برکت سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ مدرسہ اور بانی مدرسہ اور مستہم مدرسہ اور معاونین مدرسہ کو اس کا اجر و دارین میں عطا فرمائے کہ جن کے باعث دینی چرچا ہوتا ہے۔ راقم مہربان

(حوالہ دہلیہ سکندری ۲۰ ستمبر ۱۹۰۹ء اخبار نمبر ۳۳ جلد نمبر ۴۵ ص ۷)

## مدرسہ اہل سنت و جماعت کا سالانہ جلسہ دستار بندی :-

راقم دہلیہ سکندری نے گزشتہ اشاعت میں اس متبرک جلسہ کا مختصر اعلان شائع کر دیا تھا لیکن اس ہفتہ حسب وعدہ مفصل اطلاع درج کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ حضرات اہل سنت و جماعت خاص طور سے اپنی دینی تعلیم گاہ کے جلسہ میں شرکت فرمائیں گے۔ کرمی مولوی شاہ محمد جادو رضا خاں صاحب قادری نوری مستہم مدرسہ اہل سنت و جماعت لکھتے ہیں کہ :-

محترم بندہ ہدیہ سعید۔ الحمد للہ مکتوبہ سر پرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً صاحب دہلیہ حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ حنفی سنی قادری و کاتی مد ظلم الاقدس کے فیض و برکت اور ان معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی ہمت و خلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی و خدمت سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں ٹھوٹی ترقی حاصل کر رہا ہے آپہاری منتظرین و عر قریزی طلبہ و مدرسین سے اس نور مال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شکوے شاخ دار الافاء کے معرکہ الآرا فتوے کامیابی طلبہ کے بہر نتیجہ گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے سال گزشتہ ۱۲ ار جید طلباء فارغ التحصیل ہوئے جنکی دستار بندی کا جلسہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام علماء کرام و شامد رؤساء ذوی الاحرام حسن انتظام نہایت و حوم و حام سے سر انجام ہوا افا الحمد لله علی ذلک اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی ناچیز خدمت کے نمونے اور مدرسے کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہِمم اہل کرم و عامہ اور ان اسلام کے سامنے پیش کریں۔ اسلئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے کہ سال حال کا ۹ روایں سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۹، ۲۸، ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۸، ۹، ۱۰ نومبر ۱۹۱۲ء روز جمعہ - شنبہ - پچھندہ بریلی مسجد ملی فی صاحب مرحومہ میں منعقد

ہوا۔ اکثر بزرگان دین و علمائے مشائخ و واعظین مدعو کئے گئے ہیں امید کہ جناب بھی خالصاً لوجہ اللہ قدم رنجہ فرمائیں کہ باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم، درضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم و ممنونی فقیر اشمی ہے۔ والسلام خیر ختام

فقیر محمد حامد رضا قادری نوری

مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی

(حوالہ دہدہ سکندری ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۲ء اخبار نمبر ۳۵ جلد نمبر ۳۸ ص ۱)

## مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی کا دسواں سالانہ جلسہ :-

جناب مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی نے دعوت نامہ راقم دہدہ سکندری کے نام پہنچ کر اطلاع دی ہے کہ مدرسہ مذکور کا سالانہ جلسہ دستار بندی تاریخ ۲۷/۲۸/۲۹ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء یومائے سرہ شنبہ و چار شنبہ و پنجشنبہ کو مسجد فی فی صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہوگا۔ اکثر بزرگان دین و علماء مشائخ و واعظین مدعو کئے گئے حضرات اہل سنت کو ضرور شرکت فرمائی چاہئے کہ سال بھر میں یہ جلسہ قابل قدر طریقے سے منعقد ہوتا ہے۔ آخر روز اعلیٰ حضرت مجدد مآذ حاضر و جناب تقدس مآب مولانا مولوی حاجی قادری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ حنفی سنی قادری مدظلہ الاقدس اپنے مواعظ حسنہ سے مخلصین و محبین کو فیض یاب فرمائیں گے۔ مسلمانو! اگر یہ خیال ہو کہ ایمان تازہ کیا جائے اور نعت سرکار و عالم علیہ السلام سچے عاشق و سرشار الفت کی زبان سے سنیں تو انہیں بے تکلف بریلی تشریف لے آنا چاہئے ورنہ اختیار باقی ہے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے صاحبزادہ والا شایان مہمانوں کی مدارات میں کسی نہیں اٹھا رکھتے ہیں اسٹیشن پر استقبال کمیٹی کے کارکن ممبر موجود ہوتے ہیں ہر قسم کی آسائش کا اہتمام کیا جاتا ہے قدایان اسلام کیلئے دعوت عام ہے بذوق و شوق شرکت فرمائیں۔

(حوالہ دہدہ سکندری ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء اخبار نمبر ۳۵ جلد نمبر ۳۹ ص ۱۲)

## مدرسہ اہل سنت بریلی کا ۱۲واں سالانہ جلسہ :-

الحمد للہ بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً مجدد مآذ حاضر و عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہم الاقدس کے فیض و برکت اور معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی ہمت و خلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی و خدمت

سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں بخوبی ترقی کر رہا ہے۔ آمیزی منتظمین و عر قریبی طلباء و مدرسین اس فوہمال  
چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شگونی شاخ دار الافاء کے معریتہ الاراء فوہلے کامیابی طلبہ  
کے بہتر فوہلے گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے سال گزشتہ میں بعض چند طلباء فارغ التحصیل ہوئے جنکی دستار بندی کا جلسہ بہ  
تشریف آوری اکثر مشائخ عظام و علمائے کرام و عمائد و رؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دصوم دحام سے سرانجام  
ہوا۔ فا الحمد لله علیٰ ذلک۔ اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی عاجز خدمات کے نمونے و مدرسہ کی نمایاں ترقی کے نتیجے  
آپ جیسے عالی ہم اہل کرم و عامر برادران اسلام کے سامنے پیش کریں اسلئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے سال حال کا ۱۲ رواں  
سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۸، ۲۹، ۳۰ ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۸، ۹، ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء بروز جمعہ شنبہ یک شنبہ بریلی مسجد فی فی جی  
صاحب مرحومہ میں منعقد ہوا اکثر بزرگان دین و علماء و مشائخ و داعین مدعو کئے گئے امید کہ جناب خالصاً لوجه اللہ قدم  
رنجہ فرمائیں کہ باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم و رضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ و التسلیم و منونی فقیر اشیر  
ہے۔ والسلام خیر ختام

الداعی الی الخیر

فقیر محمد حامد رضا خاں بریلیوی

مستتم مدرسہ اہل سنت و جماعت محلہ سوداگران بریلی شریف

(خواہد بدہ سکندری ۱۷ ستمبر ۱۹۱۵ء اخبار نمبر ۳۵ جلد نمبر ۵۱ ص ۵)

## دعوت عام برائے اہل اسلام :-

بیا کہ از فلات آید عطیۃ حکویم - بیا کہ از ملکت آید ہدیۃ تسلیم

اراکین انتظامی مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام بریلی اطلاع دیتے ہیں کہ برادران اسلام و حامیان دین رسول  
سید انام علیہ النبیۃ والسلام کو مشرود ہو کہ بعد انتظار بسیار و ولیم برکت اقیام قریب آئے جنکی سال بھر سے آنکھیں منتظر قلوب  
مشائق گوش بر آواز تھے عاشقان ذکر خدا و رسول کو جن کی تلاش تھی الحمد للہ کہ جلسہ دستار فضیلت مدرسہ اہل سنت و جماعت  
کیلئے ۱۱/۱۲/۱۳ ماہ صفر ۱۳۳۵ھ مطابق ۷، ۸، ۹ دسمبر ۱۹۱۶ء یوم مہائے شنبہ و جمعہ و شنبہ مقرر ہوئے جن میں اکابر  
علمائے کرام و فضلاء عظام و مشائخ ذوی الاحترام متعدد و شروریار مختلف بلاد و امصار سے تشریف فرما ہو کر اس متبرک جلسے کی



رفیق افزائی فرمائیں گے اور ہر قافہ قافا حاضرین جلسہ کو اپنے بیانات و دل پذیر تقاریر پر تاثیر سے محفوظ و مسرور بنائیں گے۔ سامعین کے مشام جال و روح ایمان کو اپنے مواعظ حسہ سے تازگی بخشیں گے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے اس نورانی گلشن شریعت مدرسہ اہل سنت و جماعت کے فارغ التحصیل طلبہ کے دستار فضیلت باندھیں گے کارکنان مدرسہ اپنی سالانہ کوشش و جانفشانی اور آپ کی امداد و اعانت و دینی خدمت کے نتیجے آپ کے روبرو پیش کریں گے کہ آپ نے آج تک اس دینی درسگاہ کے واسطے قدم قدمے قلم جو معاونت فرمائی اس سے آپ کے دین آپ کے مذہب کو یہ یہ نفع پہونچے ہو اگر آپ آسمند و اس طرح اس کی اعانت و امداد کو ملحوظ خاطر رکھیں گے اور اسکی استقامت کی طرف خاص توجہ مبذول کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا مدرسہ دن دوئی رات سوائی ترقی کر کے ہمیشہ بخیر کونہ صرف آپ کے بلکہ عامہ مسلمین کے واسطے نہایت مفید و سودمند ثابت ہو گا اور بہت جلد دوسرے مدارس عربیہ پر فوق لے جائے گا۔ دیکھئے ان ۱۳ سال ہی کے قلیل عرصہ میں آپ کی نظروں کے سامنے کیسے کیسے جدید طلباء عالم و اعظم مفتی، مدرس، مناظر ہو کر نکلے چاہا ہر شہر و دیار میں منتشر ہو کر سرچشمہ ہدایت بنے ہوئے ہیں کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے دین کی حفاظت و حمایت خلیق اللہ کی ہدایت میں مصروف ہوئے اور مسلمانوں کے واسطے اپنے درس و تدریس اپنے واعظ و نصاب و فتاویٰ و غیرہ امور کے واسطے مفید و نفع رساں ثابت ہوئے جن کے کارنامے ہر قافہ قافا شائع ہوتے رہے غرض کہ یہ متبرک جلسہ انہیں اغراض و مقاصد کے اظہار کے واسطے ہر سال منعقد کیا جاتا ہے تاکہ آپ حضرات معاونین مدرسہ اس میں شریک ہو کر اللہ و رسول کا ذکر سنیں اور اپنی دینی خدمتوں کے نیچے آنکھوں سے دیکھیں۔ میرے پیارے سنی بھائیو ذکر حبیب کے شیداؤ کو آؤ مقدس علماء و مشائخ کی زیارت سے برکت و سعادت حاصل کرو ہم القوم لا یشقی جلیسہم کے محذوق بنو۔ ملائکہ نے اپنے مبارک بازو تم پر سارے کیلئے دراز کئے ہیں رحمت الہی نے اپنے دامن تمہیں ڈھانپ لینے کیلئے وسیع فرمائے ہیں فطوبی لکم طوبی۔

(خواجہ دہ بدہ سکندری ۷۷ نومبر ۱۹۱۶ء اخبار نمبر ۵ جلد نمبر ۵۳)

## روادہ جلسہ مدرسہ اہل سنت بریلی :-

(از مولوی شفاعت رسول صاحب قادری رضوی رامپوری)

الحمد للہ کہ بتوجہ ہر پرستی اعلیٰ حضرت مجددانہ حاضرہ مولانا مولوی مفتی حاجی قادری شاد احمد رضا خاں صاحب قادری بریلی مدظلہ العالی کی خولان مدرسہ دارالکین و تنظیم مدرسہ منظر اسلام معروف بہ مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی کا چودھواں سالانہ جلسہ مسجد فی فی جی میں نہایت ہی خیر و برکت سے ہوا۔

یہ بات حضرات خفاء کرام اکثر ہم تعالیٰ امثالہم پر بخوفی روشن ہے کہ اس وقت کفر و منکرات الحاد و بد مذہبی کا طوفان عظیم برپا ہے اور چاروں طرف سے بد مذہبوں کا ترغید ملت حنفیہ پر کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس مبارک مدرسے نے مسلمانوں کو نیچریت وغیرہ مقلدیت و وہابیت کی مذہبی دبا کے خارشست سے چاکر چکی سببت اور پکی عقیدت کی روحانی اور مقدس تعلیم دی ہے اور یہ ایسا احسان عظیم ہے جس سے ہم یا ہماری آئندہ نسلیں عمدہ رکھ نہیں ہو سکتی ہیں یہی وہ درگاہ جس میں خالص مخلص مذہب حقہ اہل سنت کی تعلیم دی جاتی ہے اگر ہندوستان اور ہندوستان کے سچے مسلمان اس مایہ ناز مدرسہ کی قدر نہ کریں تو وہ بڑے نا حق شناس ثابت ہو گئے اس کے لائق مستہم فاضل لکن فاضل ادیب زمانہ فقیرہ یگانہ جناب صاحبزادہ مولانا مولوی حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری ہیں جن کی محنت شاقہ اور انتھک کوششوں نے مدرسے کو چار چاند لگا دیے۔ اپنی تمام ضروریات چھوڑ کر ہر وقت اسی کی نگہداشت فرماتے رہتے ہیں کیا ایسے سچے دل سوز ہمدرد کی قدر افزائی ہمارا فرض اخلاص و اسلام نہیں؟ کیا ہم مذہب اور مذہبات مذہب کو بالکل پس پشت ڈال دیں گے؟ کیا اس لائق روحانی مدرسے کی خدمت کا فرض ہمارے ذمہ عائد نہیں ہوتا؟ سب سے زیادہ سنیوں کی خوش قسمتی کا یہ سبب ہے کہ حضرت مولانا مولوی شاہ ظہور الحسنین صاحب نقشبندی مجددی رامپوری مدظلہ جو علوم معقول و منقول کے جید عالم ہیں اس مدرسہ کے صدر مدرس ہیں آپ کے باعث سے طلباء جوق در جوق چلے آ رہے ہیں۔ آپ کا تبحر علمی خصوصاً فن معقول کسی خاص تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ آپ کے دم قدم سے مدرسے کو بڑی رونق حاصل ہوئی ہے۔ اور آپ کی کوششوں کا یہ نیک نتیجہ ہے۔ کہ اس سال کے جلسہ میں ۸۰ طلباء فارغ التحصیل ہوئے طلبہ کو سند و دستار اسی جلسہ میں دی گئی۔ اس جلسہ میں واعظین کرام کا خاصہ مجمع تھا۔ خصوصیت سے حضرات ذیل قابل ذکر ہیں۔

جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر وینیات محمدان کالج علی گڑھ۔ جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد فاضل صاحب الہ آبادی۔ جناب مولانا مولوی محمد اکرام الدین بخاری پیش امام مسجد ذریعہ خاں لاہور۔ جناب مولانا مولوی سید محمد حمد اللہ شاہ صاحب پشاور۔ جناب مولانا مولوی محمد یار خاں صاحب فاضل بجاہل پوری۔ جناب مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی، جناب مولانا مولوی قاضی محمد احسان الحق صاحب بہرائچی۔ جناب مولانا مولوی محمد یعقوب خاں صاحب بلاسپوری۔ جناب مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب بلند شہری۔ جناب مولانا مولوی نور الحسنین صاحب رامپوری۔

دراقم خاکسار فقیر خفاحت الرسول قادری رضوی رامپوری ۱۱/۱۲ سے ۱۲/۱۲ صفر المظفر تک ان حضرات علماء کرام کے

بیانات ہوتے رہے۔ تیرہویں صفر کو عصر کی وقت مولوی حسرت اللہ صاحب جنٹ بمسٹریت چٹوڑ کی کوٹھی واقع نوحہ محلہ پر اعلیٰ حضرت مجدد المائے حاضرہ نے (جمال اعلیٰ حضرت عارضی طور سے کج کل مقیم ہیں) تمام حضرات علماء کرام کو چائے کی دعوت دی۔ نہایت پر لطف صحبت رہی۔ جو بعد مغرب ختم ہوئی۔

چودھویں کو آنسو بیل خان بہادر سید اصغر علی چیر مین میونسپل بورڈ بریلی نے تمام علماء کو مدعو کیا۔ عصر سے عشاء تک یکے بعد دیگرے علماء نے اپنے اپنے بیانات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ بعد عشاء پر تکلف کھانا کھلایا گیا۔ اور یہ جلسہ ذخیر و خوبی ختم ہو گیا۔ اس سال مدرسہ کو مالی خسارہ رہا۔ اور عالمگیر جنگ کے اثر سے مدرسہ بھی اندھ چسکا۔ اثنائے جلسہ میں چندے کی تعداد بالکل ناکافی رہی۔ بریلی والوں کو کیا پتہ تمام ہندوستان کے سنیوں کو اس مدرسہ کھینچا اور کرنا فرض ہے۔ اثنائے جلسہ میں طلباء مدرسہ کو وقت دیا گیا تھا کہ اپنی اپنی نظمیں سنائیں۔ چنانچہ اکثر طلباء نے نظمیں سنائیں۔ جن سے حاضرین محظوظ ہوئے تین قصیدے مولوی عبداللہ بہاری کے نہایت فصیح و بلیغ ہیں۔

(خواجہ دبدبہ سکندری ۱۸ دسمبر ۱۹۱۶ء اخبار نمبر ۸ جلد نمبر ۵۳ ص ۵)

## مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی کا سالانہ جلسہ :-

محسن و مکرم جناب مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب مستم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی نے اپنی نوازش سے پایاں سے بذریعہ کرمانہہ راقم دبدبہ سکندری کو اس متبرک سالانہ جلسہ کی اطلاع دی ہے جو بعد شکر گزاری آگئی ناظرین دبدبہ سکندری کیلئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

### محترم بندہ ہد یہ سنبھ

الحمد للہ بتوجہ سر پرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً مجدد المائے حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہم الاقدس کے فیض و برکت اور معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی محبت و ہمت و خلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی و خدمت سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں غوثی ترقی کر رہا ہے۔

کیاری تنظیم و عرق ریزی طلباء مدرسین سے اس نوسال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے شاخ دارالافتاء کے معرکہ الآراء فتوے کامیابی طلباء کے بہترین نتیجے گزشتہ چار سالوں میں ظاہر ہو چکے سال گزشتہ میں چند طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستار بندی کا جلسہ بہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام و علماء کرام و عمائد و رؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم دھام سے سرانجام ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی

ناجیز خدمات کے نمونے اور مدرسہ کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہمت اہل کرم و عام برادران اسلام کے سامنے پیش کریں اس لئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے کہ سال حال کا سو لوہوں سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۲/۲۳/۲۴ شعبان ۱۴۳۷ھ، مطابق ۲۳/۲۴/۲۵ مئی ۱۹۱۹ء جمعہ، شنبہ، یکشنبہ بریلی مسجد نبوی صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہو اکثر بزرگان و عین علماء و مشائخ و واعظین مدعو کئے گئے ہیں امید کہ خالصہ الوجہ اللہ جناب بھی قدم رنجد فرمائیں۔ کہ باعث اجر عظیم ہو خوشنودی رب کریم و رضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ و التسلیم و ممنونی فقیر اشیم ہے۔ والسلام خیر ختام۔  
الداعی الی الخیر۔

### فقیر محمد حامد رضا خاں

مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی محلہ سوداگران۔

(حوالہ دیدہ سکندری ۱۹ مئی ۱۹۱۹ء اخبار نمبر ۳۳ جلد نمبر ۵۵ ص ۳)

### مدرسہ اہل سنت بریلی کا سالانہ جلسہ:-

(از جناب مولانا مولوی حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری)

محترم بندہ۔ ہدیہ سنیہ۔ الحمد للہ بنوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً مجدد ملت حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب مدظلہم الاقدس کے فیض و برکت اور معیاد مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی ہمت و خلوص شہت اراکین انتظامیہ کی سعی و خدمت سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں خوبی ترقی کر رہا ہے۔ آبیاری متعلمین و عرق ریزی طلباء و مدرسین سے اس فونمال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ شرے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے شاخ و لہر الافاء کے معرکہ الآراء فتوے کامیابی طلباء کے بہتر نتیجے گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے۔ سال گزشتہ میں چند جدید طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستار بندی کا جلسہ بہ تشریف آوری اکثر حضرات مشائخ عظام اور علماء کرام و علمائے دور و سماء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت وھوم وھام سے سرانجام ہوا۔

فالحمد للہ علی ذلک۔ اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی ناجیز خدمات کے نمونے اور مدرسہ کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہمت اہل کرم و عام برادران اسلام کے سامنے پیش کریں اس لئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے کہ سال حال کا چہرہ و حوالا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۹/۲۰/۲۱ رذی الحجہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۷/۸/۹ اکتوبر ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ، دو شنبہ، جمعہ شنبہ

بریلی مسجد اعلیٰ صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہو اکثر بزرگان دین علماء و مشائخ و داعین مدعو کئے گئے ہیں امید کہ جناب بھی خاصۃً اللہ قدّم رنجہ فرمائیں کہ باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم و رضائے جنیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم و ممنونی فقیر اشیم ہے۔ والسلام خیر ختام الداعی الی الخیر فقیر محمد حامد رضا خاں مستم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی محلہ سوداگران۔

(حوالہ دہ پے سکندری یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء اخبار نمبر ۳۹ جلد نمبر ۵۳ ص ۵)

## مدرسہ اہل سنت بریلی کا سالانہ جلسہ :-

(ازار اکین مجلس انتظامی مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام بریلی)

بریں رواق زبرد نوشتہ اند پہ زر۔ کہ جز نکوئی آہل عمل نہ خواہ ماند  
معا یکن خدمت جناب مولوی محمد فاروق حسن خاں صاحب زید مجدد کم

الحمد للہ مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام بریلی بغیر ض و کات امام اہل سنت مجددانہ حاضرہ اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نور اللہ مرقدہ و حسن توہمات و مجمع حسبات منبع برکات زریب مسند قدسیہ سجادہ رضویہ قادریہ و ذہنت نگر مد عالیہ نوریہ برکاتہ حضرت عظیم البرکت سید مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی نوری مدظلہ العالی معتد مدرسہ اہل سنت اپنے مقام میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے امانت حضرات معاونین مدرسہ و عطا کنندگان چندہ و عرق ریزی مدرسین و آبیاری اراکین سے ہے۔ نو نوال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ شرے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے، شاخ و بار الاقاء کے معرکہ الآثار فتوے، کامیابی طلباء کے بہتر نتیجے، شاندار جلے اخباروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ معاونین مدرسہ کے نام، رقم، چندہ و عطیہ و ذکوۃ و صدقات و فہرست اشیاء متفرقات جمع خرچ کے مکمل حسابات ہماری ناچیز خدمات کے نمونے اور مدرسہ کی نمایاں ترقیوں کے مرقعے پیش کش ہوتے رہے ہیں۔ عمدہ تعالیٰ اسوقت تک تین سو کے قریب طلباء فارغ التحصیل ہوئے جملہ علماء فضلاء میں کر نکلے جو تصنیف و تدریس و عطا و افتاء و غیرہ خدمات کی وجہ سے سرچشمہ ہدایات بنے ملک و قوم کو نڈہ ہیں، اخلاقی، اقتصادی قاعدے بچھا رہے ہیں یہاں تک وہ ہستیاں جن کی پاک کمائیاں دین سید المرسلین ﷺ کے کام آئیں فالحمد للہ علی توکّل خیر مالک اب حقیر کیساتھ وہ مبارک وقت آیا کہ مدرسہ اہل سنت کا تعلیمی سال خیر و خوشی ختم ہوا اور حسب تجویزات مجلس انتظامی قرار پایا کہ سال حال کا سالانہ جلسہ بغرض دستار بندی طلبائے فارغ التحصیل ہر صے تشکر حامیان و معینان مدرسہ و پیشی حسابات و رد و داد و تحفہ تعلیم بتاریخ ۲۳/۲۳/۲۳ شعبان المعظم



۱۳۴۰ھ / مطابق ۲۱/۲۲/۲۳ اپریل ۱۹۲۲ء روز جمعہ، شنبہ، یکشنبہ بمقام خانقاہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران ہوچکا اکثر علماء کرام و صوفیاء عظام و مشائخ و عمائد و رؤسائے ذوی الاحرام بدعو ہیں امید کہ جناب بھی برائے کرم تشریف لائیں گے ہم اراکین و خادمان دین کو ممنون بنائیں باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم درضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ و التسلیم۔ والسلام خیر ختام۔

(حوالہ دبیدہ سکندری ۷ اپریل ۱۹۲۲ء اخبار نمبر ۳۳)

## روداد جلسہ سالانہ مدرسہ اہل سنت بریلی :-

الحمد للہ! مدرسہ منظر اسلام دارالعلوم اہل سنت و جماعت بریلی کا اٹھارہواں سالانہ جلسہ خانقاہ عالیہ رضویہ میں ۲۲ سے ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ تک منعقد ہوا۔ اراکین انتظامی نے روداد جلسہ بغرض اشاعت ارسال کی ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ مدرسہ منظر اسلام کی معراج ترقی کے اعتبار سے سال حال کو خصوصی امتیاز سنیں ماضیہ پر ہے وہ ذریعہ حروف سے صفحات روداد میں لکھنے کے قابل ہے۔ اکرم الاکرمین و احکم الحاکمین جل دعائے کرم عظیم سے دولت علیہ آصفیہ عظمیہ خلد باللہ تعالیٰ کے حسن احساس و حمایت دین متین و تعلیم علوم سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین سے ہمارا مرکزی دارالعلوم منظر اسلام کرم خسروانہ و عطیہ شاہانہ سے محروم نہ رہا۔ دو سو روپے ماہوار سرکار خالی جاہ سے انداد مدرسہ کیلئے مقرر ہوئی جس سے مدرسہ کے مصارف کیلئے ایک مستقل صورت پیدا ہوئی۔ اگرچہ مصارف مدرسہ بہت ہیں۔

(حوالہ دبیدہ سکندری ۸ مئی ۱۹۲۲ء اخبار نمبر ۳۳)

## عہد رضا اور فضلاء منظر اسلام

(۱) ملک العلماء علامہ ظفر الدین احمد رضوی بہاری، بحر اخلع پینہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

(۲) مولانا عبدالرشید عظیم آبادی، کوپاں خلع پینہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

(۳) مولانا سید عزیز غوث بریلی، یو۔ پی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

(۴) مولانا ابو الفیض غلام محمد بہاری ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

(۵) مولانا مفتی نواب مرزا سائیں مفتی دارالافتاء بریلی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

(۶) مولانا ظہیر الدین اعظم گڑھ پو، پی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

- (۷) مولانا حفیظ احمد اعظم گڑھ یو، پی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۸) مولانا نعمت اللہ نواکھالی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۹) مولانا صدیق احمد نواکھالی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۱۰) مولانا عظیم اللہ مچھلی شہر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۱۱) مولانا احمد عالم رجتی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۱۲) مولانا غلام مصطفیٰ امیر انجمن ملیاوی یو، پی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۱۳) مولانا محمد مصطفیٰ رضا قادری رضا نگر سوداگران بریلی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۰۹ء
- (۱۴) مولانا محمد حسین رضا قادری رضا نگر سوداگران بریلی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۰۹ء
- (۱۵) مولانا سید فتح علی شاہ قادری کھروہ سیدال ضلع سیالکوٹ (پاکستان) ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء
- (۱۶) مولانا مفتی غلام جان ہزاروی ضلع ہزارہ (پاکستان) ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۹ء
- (۱۷) مولانا اکبر حسن خاں راپوری مصطفیٰ آباد ریاست راپوری یو، پی ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۹ء
- (۱۸) مولانا محمد ربان الحق رضوی جبل پور ایم، پی ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۹ء
- (۱۹) مولانا عبدالواحد رضوی گڑھی کپورہ (پاکستان) ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
- (۲۰) مولانا حشمت علی رضوی حشمت نگر پٹلی بھیت یو، پی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء
- (۲۱) مولانا حامد علی قاروقی ضلع پرناب گڑھ یو، پی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

عبدالرشید صاحب طلبہ منظر اسلام کی تعداد کیا تھی۔ یہ بتانا بہت مشکل ہے یہ پتہ لگانے کیلئے ضرورت ہے رجسٹر داخلہ رجسٹر حاضری اور رجسٹر نتیجہ امتحان کی لوریہ تینوں مفتوحہ۔ لہذا صحیح تعداد بھی نامعلوم۔

البتہ روڈ لو سال دوم آمد صرف مدرسہ اہل سنت معروف بہ منظر اسلام بریلی مسکن امام تاریخی کوائف اخراجات عبدالرشید سکندری کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل فضلاء و طلباء کے نام اور سال دوم کا نصاب تعلیم مع اسمائے کتب سامنے آتا ہے۔

فہرست اسمائے طلباء درجہ تجوید مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام  
واقع شہر بریلی

## درجہ اول

نمبر شمار	نام طالب علم	نام پارہ	نام محلہ	نوعیت
(۱)	نور احمد	۲۷	کوپاڑہ پیر	ناظرہ
(۲)	عبدالغنی	۲۲	ایضاً	حفظ
(۳)	چھمن	۲۲	گلاب نگر	حفظ
(۴)	ارشاد علی	۲۲	ملوک پور	حفظ
(۵)	غلام احمد	۱۴	کوپاڑا پیر	حفظ
(۶)	مغلیاں	۱۴	گلاب نگر	ناظرہ
(۷)	جان محمد	۸	سنہری مسجد	ناظرہ
(۸)	احمد میاں	۸	بھوڑ	ناظرہ
(۹)	پھندی	۳	بیماری پور	ناظرہ
(۱۰)	رحمت حسین	۱	کوپاڑا پیر	ناظرہ
(۱۱)	اکبر یار خاں	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۲)	محمد یار خاں	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۳)	نذیر احمد	۱	گندہ نالہ	ناظرہ
(۱۴)	کلن	۱	گندہ نالہ	ناظرہ
(۱۵)	معشوق علی	۱	چاہ پانی	ناظرہ

نمبر شمار	نام طالب علم	نام پارہ	نام محلہ	نوعیت
(۱۶)	چھدا	۱	گندہ تالہ	ناظرہ
(۱۷)	شرفو	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۸)	فرحت حسین	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۹)	لیاقت حسین	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۰)	عبدالغنی بانی	۱	رامپور	ناظرہ
(۲۱)	اقدار حسین	۱	سہوان	ناظرہ
(۲۲)	رونی علی	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۳)	بنی کھان	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۴)	منظر علی	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۵)	حمود		گلاب نگر	قواعد بغدادی
(۲۶)	امیر احمد		گلاب نگر	قواعد بغدادی
(۲۷)	ولایت حسین		گلاب نگر	ناظرہ
(۲۸)	کریم اللہ		گلاب نگر	ناظرہ

(۱) مولوی سید حکیم علی بخاری شریف

(۲) عزیز غوث صاحب

(۳) مولوی سید عبدالرشید کوپا ضلع پٹنہ بخاری شریف قاضی مبارک شرح مسلم، بحر العلوم

(۴) مولوی ظفر الدین بحر ضلع پٹنہ بخاری شریف شفاء شریف قاضی مبارک

(۵) مولوی عظیم اللہ محملی شہر توشیح کوٹہ، تصریح شرح تصریح

(۶) مولوی سید غلام محمد بہار شریف شفاء شریف، قاضی مبارک، حمد اللہ

- (۷) مولوی نواب مرزا ربیع شیعہ شریف قاضی مبارک، محمد اللہ
- (۸) مولوی محمد ابراہیم لوگائوال ضلع پٹنہ شفاء شریف میرزا ہد ملا جلال نور الانوار
- (۹) مولوی نذیر الحق رضوان پور ضلع پٹنہ میرزا ہد ملا جلال نور الانوار
- (۱۰) مولوی محمد اسماعیل ترغی شریف
- (۱۱) مولوی نسیم الدین اتق ماجہ شریف
- (۱۲) مولوی عطاء اللہ نواکھالی مشکوٰۃ شریف
- (۱۳) مولوی شرافت اللہ مشکوٰۃ شریف
- (۱۴) عبد الحمید بریلی نور الانوار
- (۱۵) مولوی محمد حسن نواکھالی توضیح کالج
- (۱۶) مولوی عزیز الرحمن کلکتہ نور الانوار
- (۱۷) مولوی اصغر علی نواکھالی نور الانوار
- (۱۸) مولوی حمید الرحمن چانگام نور الانوار
- (۱۹) مولوی عبد الرشید چانگام نور الانوار
- (۲۰) مولوی اشرف اللہ خاں سہارنپور نور الانوار
- (۲۱) مولوی تمیز الدین پترہ نگار نور الانوار
- (۲۲) مولوی محمد ابراہیم پترہ نگار نور الانوار

- (۱) مولوی سعید الرحمن چانگام ہدایہ اولین
- (۲) مولوی عبد الرحیم ولایت نبی ہدایہ اولین
- (۳) مولوی عبد الحمید بریلی شرح و قایہ
- (۴) مولوی محمد امین راولپنڈی ملا حسن سکنز الد قاتق



- (۵) مولوی محمد حسن نواکھالی ملا حسن بیہدی
- (۶) مولوی عید اللہ وودو ڈھاکہ مسند امام اعظم، ہدایہ اولین
- (۷) مولوی عزیز الرحمن کلکتہ شرح وقایہ
- (۸) مولوی اصغر علی - نواکھالی، نقیہ لیسن، کنز الدقائق، قطبی
- (۹) مولوی صدیق احمد نواکھالی مسند امام اعظم، شرح وقایہ
- (۱۰) مولوی دین محمد پنجاب قطبی شرح وقایہ
- (۱۱) مولوی حمید الرحمن چانگام شرح وقایہ
- (۱۲) مولوی فیض طلب جان پشاور شرح وقایہ
- (۱۳) مولوی عبدالصمد پتہ کنگالہ مسند امام اعظم
- (۱۴) مولوی جمل حسین ضلع بریلی شرح وقایہ کنز الدقائق
- (۱۵) مولوی نصر اللہ سارن پور شرح وقایہ
- (۱۶) مولوی محمد عبدالباری میمن سنگھ مسند امام اعظم شرح وقایہ
- (۱۷) مولوی عبدالواجد میمن سنگھ مسند امام اعظم شرح وقایہ
- (۱۸) مولوی سمیع الدین میمن سنگھ مسند امام اعظم شرح وقایہ قطبی
- (۱۹) مولوی طیب علی - ڈھاکا - مسند امام اعظم
- (۲۰) مولوی علی حسین ارکان شرح وقایہ
- (۲۱) مولوی عطا الرحمن خاں نواکھالی، ہدایہ اولین
- (۲۲) مولوی شریعت اللہ نواکھالی، ہدایہ اولین
- (۲۳) مولوی دیوبند الدین شرح وقایہ
- (۲۴) مولوی شمیر الدین پتہ شرح وقایہ

- (۱) مولوی عبدالرحیم راموشرج جہا
- (۲) مولوی محمد امین دلولپٹھی شرح جہا اصول الشاشی
- (۳) مولوی عبدالودود ڈھاکہ شرح تہذیب قدوری کافیہ
- (۴) مولوی نواب جان بریلی قلیوٹی
- (۵) مولوی صدیق احمد نواکھالی شرح جہا سرانجی
- (۶) مولوی دین محمد پنجاب شرح جہا
- (۷) مولوی حمید الرحمن چانگام شرح تہذیب
- (۸) مولوی لطف الرحمن نواکھالی قدوری اصول الشاشی مرقاۃ کافیہ میزان و منطق
- (۹) مولوی علی احمد قدوری حیدر المصلی اصول الشاشی
- (۱۰) مولوی عبدالصمد پترہ شرح جہا
- (۱۱) مولوی بخش حسین جواہر پور ضلع بریلی شرح جہا تہذیب
- (۱۲) مولوی نصر اللہ خاں سہارن پور شرح جہا
- (۱۳) مولوی شمیر الدین پترہ شرح جہا
- (۱۴) مولوی محمد ابراہیم
- (۱۵) مولوی محمد عبدالباری مین سنگھ
- (۱۶) مولوی عبدالواحد مین سنگھ، شرح جہا تہذیب
- (۱۷) مولوی شمیر الدین، مین سنگھ، شرح جہا تہذیب
- (۱۸) مولوی قمر الدین پترہ قدوری کافیہ اصول الشاشی، فصول اکبری
- (۱۹) مولوی مقبول احمد چانگام قدوری اصول الشاشی
- (۲۰) مولوی محمد اسحاق مرحوم مین سنگھ قدوری اصول الشاشی

- (۲۱) مولوی فیض الدین ڈھاکہ، اصول الشاشی، کافیہ
- (۲۲) مولوی عبدالغفور شرح جای
- (۲۳) مولوی عبدالجلیل بدایوں شرح جای مراقاة
- (۲۴) مولوی ہرکت اللہ مبین سنگھ اصول الشاشی کافیہ
- (۲۵) مولوی فیض مطلب خاں پشاور کافیہ
- (۲۶) مولوی سراج الدین اصول الشاشی کافیہ
- (۲۷) مولوی نعیم الدین چانگام کافیہ فصول اکبری اصول الشاشی
- (۲۸) مولوی مصطفیٰ رضا خاں بدلی-کافیہ، ایسا غوجی
- (۲۹) مولوی حسنین رضا خاں بدلی کافیہ، ایسا غوجی
- (۳۰) مولوی نصیر الدین بدلی کافیہ
- (۳۱) مولوی سید ضمیر الحسن بلند شہر ہدایہ النور شرح مائتہ عامل تہذیب میزان و منطق
- (۳۲) مولوی محمد الحق پشاور شرح مائتہ عامل نحو میر مراجع اللارواح

- (۱) حشمت علی گڑھی ازینجا اخلاق محسنی
- (۲) حمید حسن ملوکپور اتوار سبیلی
- (۳) حامد شاہ بہار پور نسوہ تعلیمیہ
- (۴) حمید حسن اتوار سبیلی
- (۵) محبوب علی تعلیم عزیزی - مکتوب
- (۶) عبداللہادی چانگامی گجرات و ہستنا حصہ اول
- (۷) عبدالصمد رجعات منظر الحق بینا بازار
- (۸) محمد امین پنجابی پنجاب زینجا

(=) نبی خاں ملوکیو بریلی مکتوب محمدی الفاظ لغت

مولانا محمد حسن رضا خاں قادری مولانا کوائفہ اتراجات صفحہ ۳۶۴-۳۹۲ مطبع اعلیٰ سنت و جماعت سووگران

بریلی اشاعت ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

## تاثرات متحنین

امتحان طلباء مدرسہ اعلیٰ سنت منظر اسلام بریلی شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

(۱) سراج الفقہاء حضرت مولانا مفتی محمد سلامت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری قدس سرہ ناظم و مدرس مدرسہ ارشاد العلوم کھاری کوتوال رام پور، پٹی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ و التزم متابعة المصطفیٰ علیہ و علی آلہ الکرام و اصحابہ الرحما افضل الصلوٰۃ و السلام الازکی۔

ابعد عرض کرتا ہے فقیر بارگاہ احمدی محمد سلامت اللہ عفی عنہ کہ اس زمانے میں جہل و بدعات کا شیوہ جیسا عام ہو فاش ہے محتاج بیان نہیں۔ خصوصاً وہ فرقہ معرکہ جو اسلام کا نیک نام بدنام کرتے والا۔ بلکہ اپنی جان کو مقلدہ حق کے لقب سے مشہور کرتے والا ہے۔ حالانکہ اس کے عقائد و اعمال سراسر اہل سنت کا مخالف کانہم جبراً د مننتشر کا مترادف۔ ان کے سوا اور عیان اسلام کا فتنہ شہرہ آفاق ہر ایک کی ہمت تخریب دین اور اطقاء چراغ شرح متین میں شب و روز مصروف و ن لیطفؤ نور اللہ باقواہم اور معلوم ہے کہ احیائے سنت اور امامت مجددت ترویج عقائد متان اصول و فروع شریعت پر موقوف اور حق تعالیٰ کے سچے وعدے انا لہ لحافظون اور ان یتم نورہ ولو کرہ الکافر و ن کا منظر نہیں ہے مگر علماء ربانی اور علماء علم دین حقانی کے وارث ہیں۔ میراث حضرت عدیم الشئ خاتم النبیین ﷺ کے ان کے واسطے سے حق تعالیٰ متحرقین دین کے کید کو دفع فرماتا ہے اور انہیں کا علم اور سعی سب ظاہر و باہر ہے۔ حفظ دین اور ابطال مبطلین دفع مکائد محرقین کا چنانچہ مخبر صادق و مصدوق صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ نے ان علماء و طلباء وارثین سے یہ فرمایا یحمل هذا العلم من کل خلف عدو له ینفون عنہ تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاہلین لایزال طائفة من امتی علی الحق منصوبین و لا یضرہم من خالفہم ان یخارون کے جو کامل مستحق ہیں وہ ہندوستان میں معدوم اشخاص ہیں جن کے مقابلے میں

محررین جاہلین و فاسقین و مبطلین کا گروہ اعتدافاً مضاعفہ لیکن موافق فرمان عین واجب الازعان کم من فئۃ قلیلة غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ وکان حقاً علینا نصر المومنین۔ وان جندنا لہم الغلبون۔ ہمیشہ ہر جگہ معرکہ تحریر و تقریر میں اہل باطل کو شکست فاش و عیاں اور اہل حق کو فتح و ظفر نمایاں اور کیوں نہ ہو نور کے سامنے ظلمت کی محال کیا جو فہم رکھے اور حق کے روبرو باطل کا زہرہ کیا جو رکھے صدق اللہ و رسولہ الکریم جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقاً۔ یہ گروہ اہل حق کا جن پر اولئک حزب اللہ الان حزب اللہ ہم المفلحون۔ صادق نورانی تحریف ضالین انتحال مبطلین اور تاویل جاہلین اور مصورین علی الحق المبین ان کے حال کے مطابق ہے۔ ان میں سے تمام ہندوستان میں اس وقت جو بدبہ و شوکت و جاہ و حشمت اور اقبال و ہمت و قوت ثروت ظاہری و معنوی علمی و عملی حق تعالیٰ نے جناب حامی دین متین وارث حق حضرت خاتم النبیین ﷺ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کو عطا فرمایا ہے۔ وہ آفتاب سے زیادہ روشن اور اسکی سعی بلیغ مقبول فی الدین اور ان کی تصانیف مبارکہ رو مبطلین سے مدلل و مبرہن ہے وہ بے شبہ مصداق ہیں مضمون حدیث شریف ہذا کے ان اللہ عند کل بدعۃ کیدیہا الاسلام ولایا من اولیائہ ینذب عن دینہ حضرت مولانا کے فیضان کا ایک لوئی اثر یہ ہے کہ ان کے فرزند ارجمند صاحب ہمت بلند جامع انحاء معاونت حامی بدعت حامل لواء شریعت مولوی حامد رضا خاں صاحب طول عمر و زیدہ قدرہ نے مشارکت بعض اہل سنت ایک مدرسہ خاص اہل سنت کے بنام منظر اسلام بنیاد ڈالی جس کی صرف بریلی والوں کیلئے نہیں بلکہ تمام اہل سنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی۔ اس کے وجود اور خمیاں رواد مدرسہ اور اس کے مقاصد کے ملاحظہ سے مفصل معلوم ہوگی۔ بتقریب امتحان سالانہ مدرسہ مذکور حسب الطلب فقیر راقم الحروف وہاں حاضر ہوا اور احوال مدرسہ اور مدرسین اور مبلغ علوم طلباء اور طرز تعلیم پر واقف ہوا ہر قسم کے طلباء مبتدی و متوسط و فنی کے متعدد جلسہ امتحان میں شریک رہا اور علوم و بیجہ ضروریہ معقول و منقول خصوصاً علم تفسیر و حدیث و فقہ و سیر و اصول و غیرہا میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ برکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلباء علوم دین کو مستعد اور اس بشارت کے ساتھ مہر پایا۔ لایزال اللہ یغرس فی ہذا الدین غرساً لیسستعملہم فی طاعنہ بالخصوص فتی طلباء کی طلوعت اور حسن تقریر مطالب اور تحریرات فتاویٰ جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادماں ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے ہمت عالی توجہ خاص متکرم دفتر جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب دام محمد ہم سے امید کامل



ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے۔ ایسے برکات فائز ہوں جو تمام اطراف و جوانب کی تعلیمات اور کدورات کو منائیں اور ترویج عقائد حقہ منیفہ اور ملت بیضاء شریفہ حنیفہ کیلئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہو تمام اہل سنت کو واسطے توجہ خاص و شرکت عام اس مدرسہ کے محدثین و فقہاء محققین ائمہ دین کی یہ ہدایت مس ہے۔ ہذا العلم دین فانظروا عن تاخذون دینکم اور بحب الصلوٰۃ فی الدین واللہ سبحانہ الموفق والمبین فقط: حوالہ۔ روز و سال دوم منظر اسلام ۱۳۲۳ھ بریلی۔

(۲) حضرت مولانا الحاج سید ارشد علی نقشبندی مجددی تلمیذ ارشد شمس العلماء حضرت مفتی محمد ظہور الحسنین فاروقی صدر المدرسین منظر اسلام بریلی قدس سرہما۔

الحمد لله فی کل حین و اوقات والصلوة والسلام علی رسولہ اشرف الخلق والبریات وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم مقدما ت الدین اولو العلم والکرمات امامہد :-

فقیر محمد ارشد علی عفی عنہ برادران اہل سنت و جماعت بفضلہم اللہ تعالیٰ وابد کم کی خدمت میں ملتحق ہے لہذا آپکو معلوم نہیں کہ فی زمانہ کیا کچھ فتنہ و فساد و فحش و کفر و تاریکی و الجہل و نجسیت کا زور و ہابیت کا شور و فرقہ باطلہ خالہ ندویہ اور زمرہ کذابین و متبعین ناپاک قادری مدعی نبوت یا پنجاب کنندہ تراشید و نابکار کا آوازہ منکرین علم و معاندین دین متین لعنت کے خوارے اعداء اہل بیت و اصحاب اخیار کا خمیازہ جموٹے بیوپاروں میں کھوٹے بازاروں میں روانہ چاہا ہے۔ ذرا آنکھ کھولئے عاقبت ہے کمر ہمت باندھنے کا موقع ہے فرمان واجب الاذعان حضرت حق سبحانہ کیا دیکھا نہیں انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم ارشاد مبارک سید الانس والجان حضرت اقدس علیہ السلام کیا نہیں سنا الدین النصیحة و ذات العشر بعہ بمشردرجات انبیاء بنی اسرائیل ہیں انہیں کے نفوس پاک و ریشہ انبیاء و المرسلین ہیں انہیں کے کل عاقلیت سے بارغ علم شاداب ہے۔ خصوصاً حضرت مولانا محی الدین قاسم بدعت و ارت الا نبیاء و المرسلین پشت پناہ مسلمین جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں دامت شمس برکاتہ و ضاعف اجلالہ و فیوض جنوں نے اپنی چچی کو ششوں سے جھٹھوں کے جھٹھوں خاک اڑانے والوں کو برباد کیا اور رسالہ کے رسالوں کو لٹا دیا۔ الحمد للہ یہ حضرت علی کے برکات کا ایک جلوہ ہے کہ اہل سنت بریلی نے جیاد مدرسہ منظر اسلام کی خالص وجہ اللہ تعالیٰ و ترویج الدین قائم کی۔

ہزاراں شیعہ و ہزاراں سیاس۔ کہ گوہر سپرد و گوہر شناس

مدرس غیر مقلدین و مبتدعین وغیرہ کا استیصال ہو گیا۔ انشاء اللہ العزیز متعلمین کا حسن انتظام مدرسین کی خوش

اسلمونی طلباء کی جاں فشانی تک انجام اعظم من النفس واکثر من اللامس ہے۔ چنانچہ فقیر امتحان سالانہ مدرسہ موصوف میں حاضر ہوا تھا اکثر تمام طلباء کو کامیاب پایا امید تھی ہے کہ اس مدرسہ مبارک سے لہجہ اشجار مشرطراف واکتاف کو اپنے سائے میں ڈھانپ لیں آمین یا رب العلمین برحمہ اللہ بحمدہ تعالیٰ الینا وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سید نامحمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(حوالہ رود او سال دوم مظہر اسلام ۱۳۲۳ھ)

### (۳) حضرت مولانا حافظ وقاری بشیر الدین جبل پوری قدس سرہ

اواخر ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ کو بریلی کے طلبہ مدرسہ اہل سنت نے امتحان دیا مبتدعین متعمقین محصلین اپنے اپنے حسب لیاقت و قابلیت واستعداد سب امتحان میں فائز المرام و شاد کام ہوئے۔ علم قراءۃ و تجوید جو نہایت ضروری التعليم والتحصيل ہر مسلمان کیلئے مستغنیہ و اہم الہمات ہے۔ بریلی ہی کے مدرسہ اہل سنت میں ہم نے اس فن شریف کو داخل نصاب پایا اور اس مدرسہ کے صغیر المن پڑوں کو ہی قرآن شریف موافق ما تزل اللہ باقاعدہ مخارج و صفات حروف کو مد نظر رکھ کر پڑھتے سنائے اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کا فیض عام کرے اور طلباء کو علم نافع و فہم کامل عطا فرمائے۔ آمین جواد سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ (حوالہ رود او سال دوم مظہر اسلام ۱۳۲۳ھ)

### (۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہد صبی احمد محدث سورتی بانی مدرسہ الحدیث پبلی بحیثیت قدس سرہ

فقیر الی اللہ القدیر علامہ دوراں فہمہ ذما صاحب محبت قاہرہ مجدد ملت حاضرہ آیت من آیات اللہ فی الارضین امام المسلمین فی الدین غیظ البتدعین من النیاشرہ والوہابیہ والرفضہ والندوین مولانا سیدنا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی کے حسب الارشاد مدرسہ مظہر اسلام ابغاھا اللہ وجعلھا بحیث بنصاعد بتصابہ مواتبہ مراتب الدین الی یوم القیام کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوا۔ بشرکت علماء کرام رامپور متکفل امتحان طلباء ہو ابضللہ تعالیٰ اکثر طلباء کامیاب مستحق انعام اور اکیمن انشاء اللہ مستوجب ثواب پائے۔ مدرسین کی جانفشانی بھی قابل تدارک کی سعی قابل شکر ہے۔ حق تعالیٰ اس مدرسہ کے ہونمار طلباء کو زود تر خلعت و ستارہ عری سے آراستہ و شرف مند علم وافی سے پیراستہ کرے۔ اور علوم نافعہ دین و دنیا کو منظور رکھے آمین یا اللہ العلمین بحرمة اعلیٰ النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم۔

(۵) عید الاسلام حضرت مولانا شاہ عبدالسلام رضوی جبل پوری خلیفہ اعظم امام اہل سنت قدس سرہا طلباء نے امتحان بہت عمدہ و اعلیٰ درجہ کا دیا کل نظم و نقش بدرسد اور طرز تعلیم و طریقہ درس بہ تدریس نہایت قانع و شائستہ ہے۔ اور مدرسین طلباء ہر طرح پر قابلِ آفرین و تحسین ہیں۔ فارسی کتب و رسمہ اور ہدایہ الخ، کافیہ، شرح ملا جلی، رایسا غوجی، شرح تفسیریب، قطبی، ملا حسن، حمد اللہ، شرح وقایہ، ہدایہ، نور الانوار، شفاء شریف وغیرہ کتب زیر درس میں جو مقام طلباء کے سامنے امتحان پیش کئے گئے۔ عبارتیں صحیح پر دھنک مقاصد کتاب و مطالب عبارات کو بعض طلباء نے معاً بعض نے تاملًا معقول طور پر اچھی طرح بیان کیا خصوصاً میاں مولوی مصطفیٰ رضا خاں اور میاں مولوی حسنین رضا خاں نے جس عمدگی اور خوبی اور خوش اسلوبی نے ساتھ نہایت بلند مرتبہ کا شاید و بانیہ محققانہ امتحان دیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ انہیں کا حصہ تھا۔ باریک اللہ فی علمہما و فہمہما اتنی قلیل مدت میں اس مدرسہ کا ایسا نمایاں عالی مقام اور طلباء کافی استعداد آپ ہی اپنا نظیر اور روشن دلیل انتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر و برکت اور روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

فتاویٰ رضویہ از جلد اول تا جلد دوازدہم۔ مطبوعہ رضا آفیسٹ ممبئی ۳۔ اشاعت ۲۵ صفر المظفر ۱۳۱۵ھ / اگست ۱۹۹۳ء کے مطالعہ سے منظر اسلام کے زیر تعلیم طلباء کے جو اسماء مبارکہ سامنے آئے وہ مندرجہ ذیل ہیں ان میں سے اکثر وہ حضرات ہیں جنہوں نے عمدہ رضائی میں منظر اسلام سے فراغت بھی پائی۔

- (۱) ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین ۱۳۲۲ھ بہاری رحمۃ اللہ علیہ (محدث اعظم پاکستان)
- (۲) حضرت مولانا عبدالرشید صاحب گویا پٹنہ ۱۳۲۲ھ (محدث اعظم پاکستان)
- (۳) حضرت مولانا حامد حسن صاحب دہ شنبہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ یازدہم ص ۳۱
- (۴) حضرت مولانا اکبر علی صاحب رامپوری ۲۸ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ یازدہم ص ۱۸۷
- (۵) حضرت مولانا محمد افضل صاحب قاضی ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۶ھ یازدہم ص ۵۵
- (۶) حضرت مولانا محدث احسان علی صاحب مظفر پوری ۱۸ صفر ۱۳۲۹ھ سوم ص ۲۱۶
- (۷) حضرت مولانا محمد طاہر صاحب رضوی ۹ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ جلد اول ص ۳۵۱
- (۸) حضرت مولانا عبدالرشید صاحب ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ دوم ص ۲۲۹
- (۹) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۰ھ ہفتم ص ۳۹۰
- (۱۰) حضرت مولانا شفاعت اللہ صاحب ۳ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ چہارم ص ۲۰۶

- (۱۱) حضرت مولانا حبیب الدین صاحب ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ چارم ص ۹۶
- (۱۲) حضرت مولانا اشرف علی صاحب ۲۹ رذی قعدہ ۱۳۳۲ھ چارم ص ۶۱۲
- (۱۳) حضرت مولانا شفاق حسین صاحب ۳ رذی قعدہ ۱۳۳۲ھ پنجم ص ۹۹۰
- (۱۴) حضرت مولانا قاسم علی صاحب ۲۸ شوال ۱۳۳۲ھ ہفتم ص ۲۲
- (۱۵) حضرت مولانا امیر الدین صاحب بنگالی ۲۲ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ ہشتم ص ۵۳۵
- (۱۶) حضرت مولانا شیر الدین صاحب بنگالی ۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ یازدہم ص ۱۸
- (۱۷) حضرت مولانا محمد الہ صاحب بنگالی ۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ ششم ص ۲۳
- (۱۸) حضرت مولانا عبد اللہ صاحب بھاری ۲ شعبان ۱۳۳۳ھ ہشتم ص ۲۲۶
- (۱۹) حضرت مولانا حامد علی صاحب ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ نهم ص ۲۱۷
- (۲۰) حضرت مولانا رشید احمد صاحب ۷ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ چارم ص ۴۶۶
- (۲۱) مولانا امیر حسن صاحب بنگالی ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ چارم ص ۴۷۱
- (۲۲) حضرت مولانا نظام الدین صاحب ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ ششم ص ۱۱۶
- (۲۳) حضرت مولانا محمد احمد صاحب یکم شعبان ۱۳۳۴ھ ششم ص ۱۱۹
- (۲۴) حضرت مولانا محمد حسن صاحب بنگالی ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ ششم ص ۳۴۱
- (۲۵) حضرت مولانا عزیز الحسن صاحب یکم شعبان ۱۳۳۴ھ نهم ص ۱۴۶
- (۲۶) حضرت مولانا اشرف علی صاحب بنگالی ۶ شعبان ۱۳۳۴ھ نهم ص ۱۲۰
- (۲۷) حضرت مولانا محمد حسین صاحب ۷ شعبان ۱۳۳۵ھ نهم ص ۱۳۶
- (۲۸) حضرت مولانا مفتی شفیق احمد صاحب بیکل پوری ۲۵ شوال ۱۳۳۵ھ نهم ص ۱۵۴
- (۲۹) حضرت مولانا عبد الواحد صاحب ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ چارم ص ۳۸۰
- (۳۰) حضرت مولانا حاجی منیر الدین صاحب بنگالی ۱۲ جمادی الآخریٰ ۱۳۳۶ھ نهم ص ۱۸۶
- (۳۱) حضرت مولانا افضل صاحب بھاری ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ یازدہم ص ۶۷
- (۳۲) حضرت مولانا محمد ظہور الحق صاحب ۳ رذی الحجہ ۱۳۳۷ھ اول ص ۲۵۷

- (۳۳) حضرت مولانا شمس علی خاں صاحب ۹ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ دوم ۱۵۵
- (۳۴) حضرت مولانا محمد غلام جان صاحب ہزاروی ۱۸ شوال ۱۳۳۷ھ سوم ۶۶۷
- (۳۵) حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ پنجم ص ۳۰۴
- (۳۶) حضرت مولانا محمد لیاقت صاحب ۶ رمضان ۱۳۳۷ھ ششم ص ۲۰۹
- (۳۷) حضرت مولانا عزیز احمد صاحب فرید پوری ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ ہفتم ص ۴۶۳
- (۳۸) حضرت مولانا امام بخش صاحب ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ یازدہم ص ۸۷
- (۳۹) حضرت مولانا نور محمد صاحب ۹ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ دوازدہم ص ۲۵۲
- (۴۰) حضرت مولانا رحیم بخش صاحب ۱۶ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ سوم ص ۵۷۸
- (۴۱) حضرت مولانا میر احمد صاحب بنگالی ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ ششم ص ۴۷۳
- (۴۲) حضرت مولانا رمضان علی صاحب بنگالی ۲۰ صفر ۱۳۳۸ھ ششم ص ۴۸۴
- (۴۳) حضرت مولانا محمود حسن صاحب ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ اول ص ۲۶۰
- (۴۴) حضرت مولانا عبداللہ صاحب بنگالی ۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ سوم ص ۶۶
- (۴۵) حضرت مولانا محمد عثمان صاحب بنگالی ۲۳ شوال المکرم ۱۳۳۸ھ ہفتم ص ۱۶۸
- (۴۶) حضرت مولانا محمد احمد صاحب بنگالی ۲۲ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ دہم ص ۳۲۴
- (۴۷) حضرت مولانا عبدالحمید صاحب ۳ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ دوم ص ۱۸
- (۴۸) حضرت مولانا ذکیل الدین صاحب ۱۰ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ سوم ص ۶۶۶
- (۴۹) حضرت مولانا حاجی عبدالغنی صاحب ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ چہارم ص ۱۶۳
- (۵۰) حضرت مولانا عبدالکیم صاحب بریلوی ۷ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ چہارم ص ۲۲۳
- (۵۱) حضرت مولانا محمد اختر حسین صاحب ۲۲ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ پنجم ص ۸۹۰
- (۵۲) حضرت مولانا شمس الہدیٰ صاحب ۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ ہفتم ص ۴۷۹
- (۵۳) حضرت مولانا شمس الدین صاحب ۱۴ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ نہم ص ۴۷۹
- (۵۴) حضرت مولانا آفتاب الدین صاحب ۲۲ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ نہم ص ۲۸۴



- (۵۵) حضرت مولانا عین الباقین صاحب ۱۶ جعفر المظفر ۱۳۳۹ھ تا ۱۳۷۸ھ  
 (۵۶) حضرت مولانا محمد ثناء اللہ صاحب ۲۸ جہانوی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ تا ۱۳۸۳ھ  
 (۵۷) حضرت مولانا محمد میاں صاحب بہاری ۱۰۲  
 (۵۸) حضرت مولانا عبدالقوی صاحب گنگا ۱۸۸



مزار مبارک : رسیف النور المسلمون حضرت مولانا ہدایت رسول قادری رام پوری۔ لیڈر اعلیٰ حضرت  
 بریل مشرف۔ حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب رام پوری کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے  
 دوشنبہ ۱۲ شوال ۱۳۸۲ھ کو خطاب کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیغام

از :- مولانا بدر القادری ہالینڈ

قرنی و محترمی حضرت مولانا ولولانا الشاہ سبحان رضا خان سبحانی میاں صاحب قبلہ مستتم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ جناب عالی کا مزاج گراں خیز ہوگا، ”ماہنامہ اعلیٰ حضرت“ کے ہمراہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے جشن صد سالہ میں قیمتی شرکت کا دعوت نامہ باصرہ نواز ہوا۔ ذروں کو نواز کر آفتاب بنانا آپ کے آباء کرام اور اسلاف عظام کا پاکیزہ طریقہ ہے، آپ نے بھی اس عاجز کو اس لائق خیال فرما کر حکم صادر فرمایا، عین نوازش ہے، سب سے پہلے تو منظر اسلام کے عنوان سے ایک آسان بحر میں منقبت حاضر خدمت کرتا ہوں ”جشن صد سالہ“ کے جامعین و مرتبین اگر اس میں کوئی کمی ہو پوری کر کے اور خامی ہو تو درست کر کے شامل مجملہ فرمائیں تو نوازش ہو۔

منظر اسلام کی تاریخ کو اگر وسعت دی جائے تو در صغیر میں چودہویں صدی کے مجدد و حق سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نظام تجدید کا دار الخلافہ کہہ سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کا اثر و اتنا وسیع تر ہو جاتا ہے جس میں اس قرن کے آغاز سے اخیر تک پیدا ہونے والے دینی مفاسد، نت نئے فرقوں، گروہوں اور بنام اسلام ہننے والے متعدد اشجار خبیثہ کی تاریخ اور انکی شیخہ حتیٰ کیلئے علماء حق اور خصوصاً بریلی کے مرد حق آگاہ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ اور ان کے اتباع نے جو جہاد اور مجاہدے فرمائے وہ سب داخل ہو گئے۔ اس طور پر ایک جمیلت، روشن اور تابناک عہد مبارک جو ایک مجدد اسلام سے لگ کر دینائے اسلام کو شریعت غراء کے بے لاگ فیصلے سنا رہا۔ ہر باعتمدی اسلام کے خلاف شیر ذیالین کر ہر میدان میں گر جہار ہا۔ جو ناموس رسالت کی پاسبانی کیلئے علم و قلم کے ساتھ ساتھ افاضل خلفاء و فضویہ اور قبیضین و ضویہ سے اسلام و سنیت کی خدمت اور فرائض کی ذمہ داریاں ادا کر رہا۔ وہ ساری داستانیں سمیٹی چائیں گی۔ منظر اسلام بھی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علمی، تجدیدی، تحریکی اور انقلابی مشن کا ایک حصہ تھا۔ جسے ناظر سے الگ کر لیا گیا تو اس کی حق تلفی ہو گی۔

چرخ گردوں سے الگ مجھ کو نہ کرنا یارو

میرے دامن میں تو ہیں برق بھی سیارے بھی

منظر اسلام کی تاریخ نہایت روشن بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔ منظر اسلام نے انگریزوں کے استبدادی دور میں بھی اسلام اور سنیت کی خدمات نہایت بے باکی اور جرأت سے سرانجام دی اور جن حقائق سے اس عہد تاریک میں پردہ اٹھایا تھا، وہ آج بھی مسلمہ اور ناقابل تردید ہیں اور آج بھی آباد خدمت ہے۔ منظر اسلام کا یہ کارنامہ اس کے دور قیام سے آج تک جاری ہے کہ اس نے سیدنا اعلیٰ حضرت کے علمی و فقہی اور کھامی موقف کے موید علماء اور مفکرین ہر دور میں پیدا کئے۔ مگر ہاں اگر اہل سنت کے وہ علماء جو عوامی فیلڈ میں اس دور میں کام کرنے والے تھے وہ اسی پروگرام کو توسیع دے کر بیس بیس رضوی افواج متیار کرنے پر توجہ دیتے، اور مسلمانوں کی پھیلی ہوئی متحدہ ہندوستانیوں کی لڑائیوں تک پہنچانے کا ہندوستان کو بھرتہ کر لیتے، اس سے قبل کہ بد عقیدہ ورجنوں کے فرائض کی طرح ہر ہستی اور قریہ میں پھیل کر اپنے مقصدات سے عوام کے ایمان و اعتقاد کو بدلتے، ہمارے علماء اور مبلغین ہر جگہ موجود ہوتے۔ تو آج ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں بد اعتقاد کا یہ طوفان بد تمیزی اتنا تیز ترسہ ہوتا۔ سچ فرمایا ہمارے کسی بالغ نظر فاضل نے جس کا مقصوم یہ ہے کہ ”سیدنا اعلیٰ حضرت نے میگزین (ہتھیار) تیار کی اور دیکھو نے فوجی“

اے کاش سیدنا اعلیٰ حضرت کے معتقدین، اور ان کے خدام علماء اسی زمانے میں نہایت وسیع اور بڑے پیمانے پر اپنے مسلک اور معتقدات کے ماہرین اور علماء پیدا کر کے لڑائیوں تک پھیلا دیتے تو آج کا ہندوستان بھی دور مظلمہ، اور محدثین و بلوی، اور لاکھ فرنگی محل کے ادوار جیسا ہندوستان ہوتا۔

مگر اس کے باوجود سنیت کی تعلیمات کو عام کرنے میں اپنے وسائل اور حدود کے مطابق جو خدمات منظر اسلام نے سرانجام دی ہیں وہ مسلمہ ہیں سیدنا اعلیٰ حضرت خود رئیس اور رئیس زادے تھے منظر اسلام کے اخراجات اپنے جاگیر کی آمدنی سے کرتے تھے۔ انہوں نے اور ان کے کلباء باوقار نے ہمیشہ دین کے نام پر دیا ہی کیا۔ انکی خیریت یہ کب گوارہ کرتی کہ مدرسے کیلئے چندے کی اپیل کریں ہمیشہ اپنی طرف سے مدرسے کے اخراجات فراہم کیا کرتے تھے۔ اسی کی بدولت یہ منظر اسلام آج تک پھول پھل رہا ہے۔ اور اس کے فارغین علماء سے دین کا چھننا لہلہا رہا ہے۔

منظر اسلام کا جشن صد سالہ ایک زندہ، متحرک قوم کے عہد زریں کا جشن ہے۔ اور زندہ قومیں اور ملتیں اپنی تاریخ کے روشن بیناروں کو منہدم نہیں ہونے دیتیں۔ ہمیں اگر خود کو باوقار انداز میں زندہ رکھنا ہے تو اپنے سلف صالحین، اور ان کے تابندہ کارناموں کو ضرور یاد رکھنا ہے۔

بریلی شریف کی سرزمین پر جس طرح مزار اعلیٰ حضرت ملت اہل سنت کیلئے مرکز عقیدت ہے، اسی طرح سیدنا اعلیٰ



فخرِ اجیر و بگرام کے ساتھ  
 فخرِ دوراں ہے منظرِ اسلام  
 لے کے انوارِ پاک مارہرہ  
 کانِ احساں ہے منظرِ اسلام  
 نورِ والوں کی جلوہ گاہ یہ ہے  
 چائے خوباں ہے منظرِ اسلام  
 رکھی احمد رضا نے تیری بناء  
 قصرِ جاہاں ہے منظرِ اسلام  
 مہتمم تیرے جیوالا اسلام  
 تو وہ دیواں ہے منظرِ اسلام  
 شہاءِ جیلانی کا تو پروردہ  
 باغِ رحماں ہے منظرِ اسلام  
 اک صدی سے سائے علمی پر  
 سرِ رخشاں ہے منظرِ اسلام  
 آئینہ خانہ امام رضا  
 کوئے جاہاں ہے منظرِ اسلام  
 قبلہ علم و فن ، مدارِ ہمد  
 ماغریباں ہے منظرِ اسلام



فکرِ رضوی کے پھول کھلتے ہیں  
 سبکدوش ہے منظرِ اسلام  
 خدمتِ دین و سنیت کیلئے  
 خود نمایاں ہے منظرِ اسلام  
 اس میں صدرِ شرع نے درس دیا  
 نازِ شاہان ہے منظرِ اسلام  
 دیکھ کر کمر و کید ہو جہلی  
 زیرِ خنداں ہے منظرِ اسلام  
 جھٹ ہی جائے گا خدیت کا دعوں  
 کیوں پریشاں ہے منظرِ اسلام  
 باغِ سرکواٹھاتے ڈرتے ہیں  
 تیغِ برہاں ہے منظرِ اسلام  
 فخرِ کل بند کے مدارس پر  
 تجھ کو شایاں ہے منظرِ اسلام  
 بند و سرہن بند دنیا میں  
 ماہِ تاباں ہے منظرِ اسلام  
 جس کا ہر گل بجائے گلشن ہے  
 وہ گلستاں ہے منظرِ اسلام

قوم و ملت کا درد لہجہ میں  
 قلب سوزاں ہے منظر اسلام  
 فصل علماء کی یہ انگڑا ہے  
 بارغ رضواں ہے منظر اسلام  
 مرکز علم و فہم قرآنی  
 باب عرفاں ہے منظر اسلام  
 جو بھی سنی ہے تیرا ہے منہاں  
 تجھ پہ قریاں ہے منظر اسلام  
 جھو لیاں بھر لو طالبان علوم  
 فیض ساماں ہے منظر اسلام  
 کفر ساماں ہے گر عدو کیا ڈر  
 حق بدلاں ہے منظر اسلام  
 علم و تقویٰ کی پیاس کے مارو  
 کب حیدواں ہے منظر اسلام  
 عالم سنیت جہاں تک ہے  
 نور افشاں ہے منظر اسلام  
 نور والوں کی ہر جگہ گاہ سپہیہ  
 قصر خواہاں ہے منظر اسلام  
 یادگار رضا تجھے اے بدر  
 ان کا داماں ہے منظر اسلام

# مرکز اہل سنت منظر اسلام

از قلم :- ..... الحاج قاری محمد سلیم رضا خان صاحب بریل شریف

میرے جد کریم، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے جہاں اپنے دینی و تجدیدی کارناموں سے امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا۔ وہیں ۱۳۲۲ھ میں منظر اسلام کا قیام فرمایا کر ایک اور احسان کیا۔ منظر اسلام سے قبل مدوۃ العلماء دیوبند اور علی گڑھ کالج وجود میں آچکے تھے۔ علم دین کے فروغ اور مسلمانوں کو تعلیمی پسماندگی سے نکالنے کے نام پر مسلمانوں کے عقائد و ایمان کو پامال کرنے کا جو مشن یہ چلا رہے تھے۔ اس کا توڑ صرف مدرسہ کا قیام تھا ایک ایسے دینی تعلیمی ادارہ کا قیام جہاں مسلک امام احمد رضا کی روشنی میں طالبان حق کو اس طرح علم و عمل سے آراستہ کیا جائے کہ بد مذہبیت اور نیچریت کی آلودگی سے محفوظ رہ کر یہ قوم و ملت کو قرآن و سنت سے جوڑ دیں اور محبت رسول کی دلوں میں شمعیں جلا کر ہر سمت صدیقی روشنی اور ہلائی اچالہ پکڑ دیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اسی کار عظیم کیلئے منظر اسلام کا قیام فرمایا اور دیکھتے دیکھتے برصغیر ہندوپاک کے صحیح العقیدہ مسلمان اس کی جانب متوجہ ہونے لگے امام احمد رضا کی حیات ظاہری میں ہی ملک العلماء، مفتی اعظم عزیز غوث، برہان ملت جیسے مشاہیر عالم اس ادارہ سے علم و عشق کے بیکر بیکر نکلے اور ایک زمانہ ان کے فیضان سے مالا مال ہونے لگا۔ سولہ سترہ سوں میں منظر اسلام نے اپنی ترقی کا وہ سفر طے کر لیا جس کیلئے ایک مدت درکار ہوتی ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت کے بعد راقم کے پردادا سیدنا حمید الاسلام اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے کام کو آگے بڑھایا مدرسہ کی تعمیر بھی کرائی لاہور میں قائم فرمائی اور اس کا حلقہ اثر دور دور تک قائم کر دیا آپ کے زمانے کے صرف یہی دو فارغین حافظ ملت اور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہما ایسے ہیں کہ آج عالم اسلام میں ان کے علامہ کا ایک نوری سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

جد امجد سیدنا مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے گھر کا اثاثہ قربان کر کے منظر اسلام کو ہر طرح کے خزانے سے نکالا اسے علوم و وحیہ کے باوصف عربی و ادب کا ایک مرکز بنا دیا مالی استحکام عطا فرمایا علمی امور میں تیزی آئی علماء اور مفتیوں کی تربیت یافتہ فوج نکل نکل کر باطل کے قلعوں میں زلزلے برپا کرنے لگی علم دین رسول اور عشق رسول کا پرچم لہرانے لگا۔

میرے والد گرامی وقار حضرت ربیعان ملت قدس سرہ العزیز نے اسلاف کی ہمت کی ہوئی اس علمی و تربیتی

دنیا کو وسعت دی اور اسے تعمیری اشاعتی اعتبار سے نئے جہات سے آشناء کیا اور تباہی و زلزلے سے الحاق کر آ کر طلب کیلئے ہاؤ قار طریقے سے تیراباب داکیا مدرسین کی تنخواہوں کی ضمانت گورنمنٹ کی امداد سے مضبوط کر دی کئی کئی سو علماء حفاظ اور قراء فارغ ہو کر ملک اور بیرون ملک میں دینی تبلیغ اور فروغ علم کا فریضہ انجام دینے لگے منظر اسلام کو یورپ و افریقہ میں متعارف کرایا اور اس کا اندازہ ہوتا ہی چلا گیا۔

آج میرے برادر اکبر حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں صاحب قبلہ کے اہتمام میں منظر اسلام سے ہزاروں علماء قراء اور حفاظ نکل کر مشرق و مغرب میں دین و سنیت اور صحبت و رسالت پناہ کا اجالا بھیلانے میں مصروف ہیں۔

برادر معظم نے منظر اسلام کو عصری تعلیم سے جوڑ کر ایک اور عظیم کام انجام دیا ہے اور انہیں کے زمانہ میں منظر اسلام اپنا صد سالہ جشن برپا کر رہا ہے۔

منظر اسلام ایک ایسا چراغ ہے جس سے مدارس کے لاکھوں چراغ روشن ہوئے اور اس کا اندازہ بریلی شریف سے لیکر جگہ دیش پاکستان اور افریقہ و یورپی ممالک تک پھیل گیا۔ عصر حاضر کے ہر سنی مدرسہ میں منظر اسلام کا حسین منظر نظر آتا ہے۔ اور اس طرح اسلام کے منظر سے زمانہ فیضیاب ہو رہا ہے۔ موجودہ سنی علماء کی اکثریت منظر ہی کے فارغین اور اساتذہ کے تلامذہ ہیں اور اس طرح منظر ہی کا جوہر ہر ایک کی تعلیم و تربیت اور شخصیت میں کار فرما ہے۔ بلاشبہ جامعہ منظر اسلام مرکز اہل سنت ہے۔

بایقش مرکز اہل سنت ہے تو  
یہ تری مرکزیت سلامت ہے  
اسے بریلی میں تیراباب جنت ہے تو  
یعنی جب کہ اہل علم حضرت ہے تو

## منظر اسلام مرکز اہل سنت کیوں؟

از قلم :- ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی بریلی شریف

**یادگار اعلیٰ حضرت :-** ”منظر اسلام“ (سن تا سیں ۱۳۲۲ھ ر ۱۹۰۴ء) نہایت وقار

و کامرانی کیساتھ اپنا سو سالہ تدریسی سفر طے کرتے ہوئے نیر و اعلیٰ حضرت۔ حضرت مولانا سبحان رضا خان مہتائی میاں قبلہ کی سربراہی و اہتمام میں نئی حب و تاب اور توانائی کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔

عشق مصطفیٰ و دین مصطفیٰ اور علم دین مصطفیٰ کی اشاعت کا اہم کردار ادا کرتے ہوئے غلبہ اسلام کا جو عظیم کارنامہ منظر اسلام نے انجام دیا ہے اس نے مدارس اسلامیہ کی تاریخ میں ایک زریں باب کا اضافہ کر دیا ہے

منظر اسلام کے قیام سے قبل دہلی، لکھنؤ، کانپور، جوپور، پٹنہ، برہم پور، بریلی شریف کے پڑوسی اضلاع بدایوں (مدرسہ شمس العلوم سن تا سیں ۱۸۹۹ء بانی حضرت مولانا عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ) اور پٹنہ (مدرسہ الحمدیث سن تا سیں ۱۸۹۳ء بانی حضرت محدث سورتی قدس سرہ العزیز) میں مدارس اہل سنت موجود تھے لیکن ان کیساتھ خصوصیت سے مدرسہ اہل سنت کا تاشل نہیں لگا لیکن اسے بڑی برکتوں والی ذات عابدہ مصطفیٰ عظیم البرکت امام احمد رضا رضی الرحمن کی برکات اور ان کا عشق رسالت آپ علیہ التحیۃ و الطیاء کہا جائے کہ منظر اسلام کے قیام کے ساتھ ہی اس پر مدرسہ اہل سنت کا لیل چسپاں ہو گیا اور اس پر وقار کا پھل اور نام امام اہل سنت نے متحدہ ہندوستان کے اہل سنت و جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کرادی۔

”منظر اسلام“ کے پہلے جشن دستار فضیلت میں گو صرف دو فضلاء۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بیری قادری عظیم آبادی اور مولانا عبدالرشید عظیم آبادی۔ رحمۃ اللہ علیہما فارغ ہوئے لیکن جشن میں شرکت کیلئے بدایوں، پٹنہ، برہم پور، حیدرآباد اور دور دور شہروں کے علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لائے، اسی سے منظر اسلام کی اہمیت و عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

**(۱) دور رضا :-** دور رضا میں مولانا رحمہ الہی ہنگواری مولانا بشیر احمد علی گڑھی، مولانا ظہور حسین



رامپوری، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی قدس سرہم اور خواجہ منظر اسلام کے مستم شہزادہ اعلیٰ حضرت چچہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ جیسے علم و فقہ کے قد آوروں نے درس و تدریس سے طلباء کی تربیت اور شخصیات کی تعمیر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ملک العلماء، شہزادہ رضا مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں، برہان ملت مولانا ہمدان الحق جبل پوری بر اور زادہ رضا مولانا حسنین رضا خاں، مفتی غلام جان ہزاروی، مولانا حامد علی فاروقی رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے انمول ترین، مشاہیر فضلاء اور آسمان علم و فضل کے ماہ و نجوم پیدا کئے کہ آج جن کی تابانی سے جہان سنییت اور کائنات علم و فضل ضیاء پا رہے۔

(۲) دورِ حجة الاسلام :- اٹھحضرت امام احمد رضا کے وصال (۳۳۳ھ / ۱۹۱۲ء) کے بعد خانقاہ عالیہ رضویہ دارالافتاء اور منظر اسلام وغیرہ کی ذمہ داریاں چچہ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس آگئیں۔ پچیسویں صدی کی دوسری دہائی کے بعد ہندوستانی سیاست نیز دیگر معاملات میں جو اتھل پھٹل مچ رہی تھی اس سے کوئی بھی ذی شعور باوقف نہیں ہے۔ دن بدن مذہبی، سیاسی، سماجی، تعلیمی اور معاشی شعبوں میں نئے نئے فتنے جنم لے رہے تھے اور ہر فتنہ ہندی مسلمانوں ہی کو لپیٹ میں لے رہا تھا۔ شدھی تحریک، کانگریس اور مسلم لیگ کی چپقلش اور دونوں کا مسلمانوں کو اپنے دام و تھکن میں پھنسانے اور جکڑنے کی سازشیں، جمہیت علماء ہند اور اہل الکلام آزاد جیسے مذہب آزاد نیچریوں کی اسلام اور مسلم کشی اور بد مذہب سے مناظرے لیکن ہر باطل سے خبر و آزمائی کرتے ہوئے منظر اسلام کی ترقی کیلئے آپ کو شاں رہے۔ خانقاہ عالیہ رضویہ کی تعمیر ۱۳۲۲ھ سے خانقاہ ہی کے وسیع و عریض چھت پر جلسہ دستار فضیلت کا انعقاد، حامد لاہوری کا قیام یہ اہم کام چچہ الاسلام ہی نے انجام دیئے۔ حضور اٹھحضرت ہی کی طرح چچہ الاسلام نے بھی مدرسہ کی مالی حالت سدھارنے کیلئے اہل دول سے اپیل نہیں کی۔ ہاں جن مخیرین و مخلصین اور مریدین و معتقدین اور متوسلین نے رضا کارانہ طور پر تعاون کیا انکے لئے دعا کریں گے۔

آپ ہی کے دورِ اہتمام میں شیرینچھ اہل سنت حضرت مولانا حسرت علی خاں، حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز بانی الجامعۃ الاشرفیہ، محدث اعظم پاکستان علامہ سر دار احمد گورداسپوری، حضرت مولانا تقدس علی خاں، حضرت مولانا الیاس سیالکوٹی، حضرت مفتی اعجاز رضوی، حضرت مفتی وقار الدین، مولانا عبدالغفور ہزاروی، مفتی اعجاز ولی اور مفتی خضر علی نعمانی۔ بھی تاریخی سزاوارتہ شخصیات منظر اسلام سے فارغ ہوئیں۔

(۳) دورِ اہتمام مفسر اعظم :- حضور چچہ الاسلام قدس سرہ العزیز کے وصال ۱۹۳۳ء کے بعد

حضور مفسر اعظم حضرت مولانا محمد امجد علیہ رحمۃ اللہ (خلف اکبر چہ الاسلام) نور اللہ مرقدہ منظر اسلام کے مستمدم سربراہ اعلیٰ ہوئے (ان سے قبل حضور چہ الاسلام کے داماد مفتی تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ) ۱۹۳۸ء تک مستمدم رہے۔ ان کے پاکستان منتقل ہو جانے کے بعد ایک مقامی شخص مسکن فیاض زبردستی اہتمام پر قابض ہو گیا اور مدرسہ کو ہر اعتبار سے مٹانے پر تل گیا۔ رضوی حامدی حضرات اور مسلمانان اہل سنت نے سرکار مفسر اعظم کی توجہ اس طرف مبذول کرانی تو آپ نے قانونی چارہ جوئی کر کے فیاض کو بے دخل کیا اور اہتمام و انصرام اپنے ہاتھوں میں لیا۔ تقسیم ہند عمل میں آچکی تھی اقرا تفری کا عالم تھا اور ہر فیاض عیار اور اسکے رفقاء کار نے منظر اسلام میں خوب خرد برد کی تھی، بڑا بھرائی دور تھا، مدرسین، طلباء سب پریشان لیکن مرد مومن سیدی مفسر اعظم نے ہر مشکل کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کر کے مدرسہ کی حالت سدھادی، بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین صاحب جیسے علم و فضل کے پیکر اور ان کے تلمیذین کی از سر نو تقرری کی۔ طلباء کے قیام و طعام یہاں تک کہ نادار اور ذی استعداد طلباء کیلئے وظیفہ کا انتظام کیا خود درس دیتے اور نگرانی بھی فرماتے مدرسہ کی مالی حالت سدھارنے کیلئے تبلیغی اسفار شروع کئے، کتب و رسائل کی اشاعت کا اہتمام کیا، طغمرہ جات تیار کرائے اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء فرمایا، سال بسال آمد و رفت کی روداد بھی ماہنامہ میں شائع فرماتے اس طرح آپ نے نہ صرف ہندوستان بلکہ نیپال اور پاکستان وغیرہ تک منظر اسلام کے روابط و اثرات قائم فرما دیئے جامعہ ازہر مصر سے عربی زبان و ادب کے استاذ مولانا عبدالنواب صاحب کو بریلی شریف بلوایا اس طرح عربی انشاء اور یول چال میں طلبائے مدرسہ کو اچھی طرح مہارت ہو گئی تعلیم معیار بلند ہوا۔

آپ کے تینوں صاحبزادگان - ریحان ملت حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خان علیہ الرحمہ، حضرت مولانا تنویر رضا خان صاحب (مشتق الخیر) اور حاج العلماء علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب ازہری قبلہ بھی آپ کے تلامذہ ہیں، ہیں اور ”منظر اسلام“ کے طلبہ میں ہیں۔ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ ”منظر اسلام“ سے فارغ ہو کر مزید تعلیم کیلئے جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے۔

حضور مفسر اعظم کے دور اہتمام کے چند مشاہیر فضلاء کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد عارف صاحب ٹانپاروی۔ (جو منظر اسلام کے شیخ الحدیث بھی رہ چکے ہیں) حضرت مولانا مظہر حسن بدایونی، حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب (مقیم ہالینڈ) حضرت مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب (موجودہ شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام)، مولانا شاہ محمد صاحب (مقیم افریقہ)، مولانا محمد حنیف صاحب

(مقیمہ طانیہ) مولانا محمد صفی صاحب (مقیمہ طانیہ) وغیرہ آپ کے دورِ اہتمام کے فضلاء میں ہیں

(۴) دورِ اہتمام ریحانِ ملت :- حضرت مفسرِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال (۱۹۶۴ء) کے

بعد ان کے خلف اکبر حضرت ریحانِ ملت علیہ الرحمہ مولانا محمد ریحان رضا خان قدس سرہ العزیز ”جامعہ منظر اسلام“ کے مہتمم ہوئے۔

یوں تو ”منظر اسلام“ کے ہر مہتمم نے اپنے اپنے دور میں اس کی ترقی میں اپنا کردار ادا کیا لیکن تعمیر، چلی سٹی اور ”منظر اسلام“ کے دائرے کو وسعت دینے کے اعتبار سے دورِ اہتمام ریحانِ ملت کو اس جامعہ کا زریں دور کہا جائے تو نامناسب نہیں ہوگا۔ حضرت ریحانِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامعہ کی عمارت کی تعمیر نو، روضہ مسجد کی نئی تعمیر، افریقی دارالافتاء کے قیام، امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی اشاعت بالخصوص امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن۔ ”کنز الایمان“ کی فوٹو اسٹیٹ پر پہلی بار اشاعت، ”ماہنامہ اعلیٰ حضرت“ کی توسیع اشاعت، جامعہ سے ہر سال کنٹریکٹ کا اجرا، ”رضایہ قی پر لیس“ کا قیام مختلف ذرائع سے جامعہ کے مالی استحکام اور مورثیہ، افریقہ، ہالینڈ، برطانیہ، اور امریکہ وغیرہ ممالک کے تبلیغی اسفار کے ذریعہ سلسلہ رضویت کے ساتھ جامعہ کا دور دور دیسوں میں پھر پور تقارف اور غیر ملکی طلبہ کو جامعہ منظر اسلام میں برائے تعلیم لانے میں جو اہم کردار ادا کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور آج جامعہ کے اساتذہ، کلرکوں اور چیر مینوں کی تنخواہیں گورنمنٹ سے ملتی ہیں۔ اس طرح جامعہ مالی اعتبار سے بھی مضبوط ہوا اور کام میں تیزی آئی۔ دارالافتاء کی طرف بھی توجہ دی۔ مفتی محمد جمالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دوبارہ شیخ الحدیث کی حیثیت سے ”منظر اسلام“ میں لائے۔ عصری تعلیم کی طرف بھی توجہ دی۔ جامعہ کی سند کو گورنمنٹ سے تسلیم کرایا۔ اور اسے گریجویشن کے مساوی تسلیم کیا گیا۔ اس طرح جامعہ کے فارغین کو انٹر میڈیٹ اسکولوں میں بیڈ مولوی اور اردو ٹیچرس کی حیثیت سے ملازمت بھی ملنے لگی۔ حضرت ریحانِ ملت ہی کے دور میں مولانا احمد مقدم، مولانا عبد الحمادی، مولانا عبد الحمید پالمر، مولانا سید محمد حسین، حافظہ قاری شلیل احمد وغیرہ افریقی طلبہ یہاں سے فارغ ہوئے جو آج دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ نکاح کے طلبہ بھی آپ کے ہی دور میں ”منظر اسلام“ میں تعلیم کیلئے آئے۔

(۵) عمر حاضر میں منظر اسلام :- حضور ریحانِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال (۱۹۸۵ء) کے بعد ان کے خلف اکبر

مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں قبلہ پر جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری آئی۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ نے جامعہ کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کیلئے استاذ العلماء حضرت مولانا نظام الدین صاحب علیہ

الرحمہ کی تقرری کی۔ دارالافتاء اور جامعہ کے روابط اور اثرات اور بھی نئے حلقوں اور دور دور تک قائم کرانے میں کوشاں ہیں۔ جامعہ کی درسگاہوں میں اضافہ کیا، کچھ نئی تعمیر بھی کرائی، جامعہ کی تیسری منزل کی تعمیر کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ رضا مسجد کی دوسری منزل اور خانقاہ عالیہ کی تعمیر نو اور توسیع کا کام کیا، چند تازہ دم اور ذی استعداد اساتذہ کی تقرری کی حضرت مولانا غلام مجتبیٰ اثر فی صاحب جیسے مانے ہوئے محدث اور قابل استاذ کی دوبارہ جامعہ میں تقرری کی۔ جامعہ میں عصری تعلیم اور کمپیوٹر کورس کا بھی انتظام کیا۔ ہر سال تین چار سو کے بچ علماء قراء اور حفاظ اس جامعہ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر نکل رہے ہیں اس طرح ۱۵، ۱۶، ۱۷ سالوں میں ۵۰، ۵۱، ۵۲ ہزار کے درمیان فضلاء، حفاظ، قراء، یہاں سے فارغ ہو کر دین مبین کی تبلیغ، سبیت کی اشاعت اور قوم و ملت کی فلاح و صلاح کا اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ نے جامعہ منظر اسلام کو ایک غیر رہائشی یونیورسٹی کی حیثیت میں تبدیل کر دیا ہے۔ یوں تو طلبہ مستقل طور پر رہائش اختیار کر کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن ملک و بیرون ملک کے مختلف مدارس کے طلبہ بھی یہاں سے امتحان دیکر اسناد حاصل کرتے ہیں اور اس طرح ”منظری“ ہونے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

## منظر اسلام مرکز اہل سنت کیوں؟

کسی بھی مرکز یا دہستان کو یوں تو کسی مقام، شہر یا ادارہ سے منسوب کر دیا جاتا ہے لیکن یہ کسی فرد یا افراد ہی کی وجہ سے وجود پذیر ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے بریلی شریف کو شرافت اور مرکزیت کا شرف امام احمد رضا کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ لیکن بریلی شریف کی مرکزیت ظاہر ہے امام احمد رضا کی کسی یادگار کو ہونا چاہئے اور ایک دینی، تعلیمی ادارہ ہی مرکز کہلاتے کا صحیح حقدار ہو سکتا تھا۔ پس عہد رضا ہی میں مد صغیر کے علماء و مشائخ نے اسے مرکز اہل سنت تسلیم کر لیا۔ جو مٹری کے اصول سے مرکز محض ایک نقطہ ہوتا ہے جسکی لمبائی، چوڑائی، اونچائی، موٹائی، نہیں ہوتی کیت و کیفیت دونوں اسی کے رہین منت ہوتے ہیں۔ مرکز سے نصف قطر (Radius) نقطہ نقطہ کر کے بڑھتا چلا جائے تو دائرہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔ نصف قطر، قطر، محیط، اور رقبہ دائرہ میں مرکزی کا نقطہ کار فرما ہوتا ہے۔ یہی نقطہ ایک برقی، ایک جوہر اور روح کی مانند دائرہ کے اندر اس کے محیط، قطر، نصف قطر، زاویہ اور گوشہ گوشہ میں دوڑتا رہتا ہے، سرایت کئے رہتا ہے۔ منظر اسلام کے اولین فارغین میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے عہد ۱۹۳ میں ”دارالعلوم منظر اسلام“ قائم فرمایا۔ منظر کا دائرہ بڑھا۔ منظر میں منظر جلوہ ریزیاں کرنے لگا۔ ملک الغنماء، بہان ملت، مولانا حامد علی قاروقی، مفتی غلام جان ہزاروی، وغیرہ

فضلاء منظر اسلام کے ذریعہ اس کا دائرہ پھیلے گا اور پورے پورے اور ہزارہ تک پہنچ جائے گا۔

دور جدید اسلام، دور مفسر اعظم اور دور روحانیت کے قارئین میں سے اگر صرف چند مشاہیر ہی کو لے لیں، مثلاً حافظ ملت، محدث اعظم پاکستان، شیرچشمہ اہل سنت، مولانا تقدس علی خان، مفتی ظفر علی نورانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبد الواحد، علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری، مولانا سید عارف صاحب، مولانا صفی، مولانا محمد حنیف، مولانا منان رضا خان منانی میاں، مولانا احمد مقدم، مولانا عبد الباقی وغیرہ تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کا دائرہ بہرہ صغیر ہندوپاک اور جنگلہ دیش سے ہوتا ہوا ہالینڈ، برطانیہ، افریقہ تک پھیل چکا ہے۔ حضور حافظ ملت نے الجامعۃ الاشرفیہ کی بنیاد رکھی، محدث اعظم پاکستان نے دارالعلوم منظر اسلام فیصل آباد قائم کیا۔ مولانا تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم راشدیہ حیدرآباد (پاکستان) قائم کیا۔ مفتی ظفر علی نورانی نے دارالعلوم امجدیہ، کراچی کی بنیاد رکھی، حضرت مولانا منان رضا خان منانی میاں صاحب نے حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب قبلہ کی سرپرستی میں جامعہ نوریہ رضویہ قائم کیا۔ ظاہر ہے ان تمام اداروں میں منظر اسلام ہی کا جلوہ ہے اسی کا جوہر ہے۔ منظر اسلام کے چراغ سے کتنے چراغ جلے، کہاں کہاں اس کی روشنی نہیں پہنچی۔ علاوہ اس کے شیرپیشہ اہل سنت نے پہلی بحیثیت سے لیکچر گجرات اور رنگون تک پامام احمد رضا اور انکی پادشاہ منظر اسلام کے جلوے بکھیرے، منظر دکھائے۔ ہالینڈ، برطانیہ، اور افریقہ میں موجود منظر اسلام کے فضلاء و قراء نے ان ممالک اور دور دیسوں میں منظر کی جگہ دوڑا کر ہر سمت نور و توانائی پھیلائی اور اسے مزید وسعت دینے میں مصروف ہیں۔

جو لوگ صرف کمیٹ کے قائل ہیں وہ انصاف سے کام نہیں لے رہے ہیں۔ کمیٹ پر کیفیت کو فوقیت حاصل ہے۔ منظر اسلام کی کیفیت ہی میں اس کی کمیٹ بھی غم ہے۔ ویسے ظاہری اعتبار سے منظر اسلام کے پاس بھی سب کچھ ہے۔ دوسرے گاہیں، لکھنؤ، دارالافتاء، ہال، آفس، دارالافتاء وغیرہ

منظر اسلام کو محمد رضا ہی میں مرکز اہل سنت ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا۔ البتہ عہدہ عہد امام احمد رضا کے نام اور کارناموں اور خود اپنی علمی عظمت اور مشاہیر فضلاء کی تعلیم و تربیت اور ان کی شخصیات کی تعمیر کی وجہ سے اس کا حلقہ بڑھتا چلا گیا۔ اسکی مرکزیت کو جلاء و ضیاء اور استحکام و توانائی ملتی چلی گئی۔ منظر اسلام کی کیفیت میں وہ کیفیات غم ہیں جن کے سامنے کمیٹ سچ نظر آتی ہے۔

**منظر اسلام۔ مدارس کے نظام شمس کا مہر درخشاں:-**

منظر اسلام۔ محض کسی عمارت کا نام نہیں بلکہ ایک تحریک کا نام ہے۔ دین و سنت کی تحریک، باطل شکنی کی تحریک۔ ناموس



رسالت کے دفاع و تحفظ کی تحریک، امت مسلمہ کی صلاح و فلاح اور خالی کی تحریک اور عشق رسالت مآب ﷺ کی تحریک، ریں علم دین کی تحریک، ندوۃ العلماء، دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ کالج منظر اسلام سے بہت پہلے وجود میں آچکے تھے یہ اے فرنگی حکومت کے مابین امداد سے بد مذہبی اور تفریق بین المسلمین کے مشن کو پروان چڑھا رہے تھے انہیں حکومت فرنگ کی سرپرستی حاصل تھی۔ دیوبندیت، ندوہیت، اور نیچریت کیساتھ ساتھ قادیانیت بھی سنییت کے ماحول میں آلودگی پھیلا رہی تھی۔

مدارس اہل سنت کو تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ مگر بد مذہبی کی آلودگی کو روکنے میں کوئی اہم کردار نہیں ادا کر رہے تھے بلکہ بدایوں اور فرنگی محل خود نیچریوں اور کانگریس کے رنگ میں رنگ چکے تھے۔ منظر اسلام قائم ہوا تو ماحول کی مسموم آلودگی دور ہونے لگی۔ ہر سمت سنییت کا اجالا پھیلنے لگا، عشق معصومی ﷺ اور نیاز کیشی لولیا کی خوشبو بکھر نے لگی۔ مدارس کا ایک نٹ ورک (Network) بنا شروع ہو گیا، تبلیغی مشن میں تیزی آئی۔ اور ظاہر ہے یہ برق صرف مرکز سے دوڑ سکتی ہے۔ یہ توانائی صرف مرکز سے ہی پھیل سکتی ہے۔

منظر اسلام نے سیاسی، معاشی، تعلیمی، تمدنی، ہر شعبہ حیات میں اپنا مثبت اور تعمیری رول ادا کیا اور آج یہ متارہ فوراً ایک آن بان کے ساتھ کھڑا ہوا اور ہنمائی کا کارنامہ انجام دیرہا ہے۔

مرکز اہل سنت زندہ باد۔ یادگار اعلیٰ حضرت زندہ باد۔ منظر اسلام پائندہ باد

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر جملوں میں تعارف

از: مفتی زامن سید ریاض الحسن جیلانی قادری حامدی (حیدر آباد سندھ پاکستان)

جن کی خدمت سے قرواں ہے چرخ ملت	جن سے کافور ہے ہر غلٹ کفر و بدعت
رحمۃ اللہ علیہ آپ کریں درد زبان	میں کروں عرض کہ وہ کون ہیں اعلیٰ حضرت
باتا ہوں تمہیں عنوان میں اپنے فسانے کا	آب سے سر بھکا لو وقت ہے یہ سر بھکانے کا
جگر کو تھام لو اب نام مائی لب پہ آتا ہے	مخدود احمد رضا جو ہے مجدد اس زمانے کا



دردشان ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ منظر اسلام و صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ رضویہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحانی رضا  
تعالیٰ صاحب عرف سبحانی میاں و امت کا جہم العالیہ بریلی شریف، یوپی۔

از قلم :- نقیب اہل سنت حضرت علامہ علی احمد صاحب سیدانی ایڈیٹر "ماہنامہ البرکات" حسن پورہ سیدان بہار

واصف شاہ دلی ہیں آپ سبحانی میاں  
عاشق خیر الودای ہیں آپ سبحانی میاں  
حضرت حسین عالی شان پر قربان ہیں  
غموت اعظم پر فدا ہیں آپ سبحانی میاں  
حیرگی بھاگے نہ کیوں یوں سرعت رفتار سے  
نیر چرخ ہدیٰ ہیں آپ سبحانی میاں  
خانقاہ رضویہ کی شان و شوکت دیکھ کر  
شاہ دہلی دل سے سد ہیں آپ سبحانی میاں  
بیاد کے مند و چمن کے مسکراتے پھول کی  
خوشبوئے فرحت فزا ہیں آپ سبحانی میاں  
اہل سنت کے دلوں کی مستدیشان پر  
ہر گھڑ کی جلوہ نما ہیں آپ سبحانی میاں  
آپ کی سجاوگی سے اہل سنت شاد ہیں  
سچ و سچ امن رضا ہیں آپ سبحانی میاں

آپ کی توقیر دل سے کیوں نہ اہل دین کریں  
 دین حق کے پیشوا ہیں آپ سبحانی میاں  
 عظم اعلیٰ یقیناً والد ماجد کے بعد  
 منظر اسلام کا ہیں آپ سبحانی میاں  
 کیوں نہ روشن آپ کے دم سے ہو روحانی جمیں  
 چراغ دین کا چند رہا ہیں آپ سبحانی میاں  
 بخش احمد رضا خاں صاحب دریا کبابیقین  
 عندیلب خوشنوا ہیں آپ سبحانی میاں  
 زندگی ہے وقف ساری خدمت دین کیلئے  
 دین داور پر فدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 حق پرستی آپ کی عالم میں یوں مشہور ہے  
 حق نولو حق صد اہیں آپ سبحانی میاں  
 منظر اسلام کا عالم میں شہرہ و دلچسپی کر  
 محو در شکر خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 ہے دعاؤں میں اثر کہتے ہیں سب اہل سفین  
 صاحب دست شفاء ہیں آپ سبحانی میاں  
 جس سے روشن ہے یقیناً ہدایت کبابیقین  
 چشم باطن کی جگہا ہیں آپ سبحانی میاں  
 حضرت دیکھا رضا خاں صاحب کردار کی  
 زندگی کا مدعا ہیں آپ سبحانی میاں  
 منصب سجا دگی پر کیوں نہ ہوتے ضو فلک  
 عالم حق آشنا ہیں آپ سبحانی میاں

حجۃ الاسلام کے پینک نمبر آپ ہیں  
 نور چشمان رضا ہیں آپ سبحانی میاں  
 دل کے دامن بھر گئے گلہائے رنگارنگ سے  
 گلشنِ صدق۔ دصفا ہیں آپ سبحانی میاں  
 ہر طرف ہے روشنی ہرست جلوں کا ہجوم  
 مردانش کی ضیاء ہیں آپ سبحانی میاں  
 مکتبہ رحمانیہ میں منقبت لکھی ہے یہ  
 پر تو سبحان رضا ہیں آپ سبحانی میاں  
 کیوں نہ سمجھیں خیر سے خلد خدا کی ست آپ  
 جلوۂ خیر الو نری ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کے علم و عمل کی روشنی ہے کوہ کو  
 تاجِ حکم خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 کیوں نہ باطل کا شرارہ منتشر ہو جائے یوں  
 قہرِ برائوں دغا ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کی مدحت سرائی کیوں نہ ہم دل سے کریں  
 مشفقِ اہلِ وقاہیں آپ سبحانی میاں  
 قلم کے دیووں سے ہر دم سر پرکار ہیں  
 قاصدِ قصرِ جہا ہیں آپ سبحانی میاں  
 علم کے جلووں کی کثرت ہر طرف ہے دہریں  
 علم کا شمس ساہیں آپ سبحانی میاں  
 اہل سنت پی رہے ہیں آپ کے ہاتھوں سے جام  
 ساقی جامِ ہدیٰ ہیں آپ سبحانی میاں

جس میں دیکھیں قومیت کے رخ روشن کا حسن  
 وہ محلی آئینہ ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کی عزت کریں دل سے نہ کیوں اٹل سنن  
 فیض محبوب خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 جس سے دل کے گلستاں کے گل غلغلتہ ہو گئے  
 وہ بہار دکشا ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کے فیض و سخا کی دھوم ہے چاروں طرف  
 موج دریائے عطا ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کی خدمات عالیشان سے شا دال ہیں لوگ  
 ہاشم وین خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 کیسے دامن آپ کا میں چھوڑ دوں بتائیں لوگ  
 میرے بھی حاجت روا ہیں آپ سبحانی میاں  
 ہم غریبوں کے سروں پر آپ کا سایہ رہے  
 بالیقین ظل ہما ہیں آپ سبحانی میاں  
 ذکر کیوں نہ آپ کا ہم ہر جگہ ہر دم کریں  
 واکر ذات خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 کیوں نہ لکھوں منقبت کے شعر دل سے اے علی  
 مدح خواہن مصطفیٰ ہیں آپ سبحانی میاں  
 یہ غلبے نوا ہے آپ کے در کا گدا  
 اس کے بھی مشکل کشا ہیں آپ سبحانی میاں



## یادگارِ اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ہے

از قلم :- مولانا محمد ظہور الاسلام نوری دینا چوری خطیب و امام رضا مسجد درگاہِ اعلیٰ حضرت مدینہ شریف

خیرِ رشد و ہدایت منظرِ اسلام ہے  
 یادگارِ اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ہے  
 غوثِ دوختہ و رضا حامد کی چشمِ فیض سے  
 علم کا دریائے رحمت منظرِ اسلام ہے  
 مشقِ اعظم، شہ جیلانی و رحمان مرے  
 ہنسی حاصل جس کو خدمت منظرِ اسلام ہے  
 مرکزِ بیت کا جود دعوت کرتے ہیں ان سے کہو  
 مرکزِ علم و عقیدت منظرِ اسلام ہے  
 اس سے علم و فضل کے عالم میں لاکھوں گلی کھلے  
 علم کی فردوسِ عظمت منظرِ اسلام ہے  
 تیرے دشمن مٹ گئے لیکن تو باقی ہے ابھی  
 یہ تری زندہ کرامت منظرِ اسلام ہے  
 مرتبہ حیرانہ کیوں اعلیٰ ہو چارے کیوں کہ تو  
 فیضیابِ اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ہے  
 حضرت سبحان رضا کی کوششوں سے مومنوں  
 روز و شب مائل بہ زینت منظرِ اسلام ہے  
 ایک نوری ہی نہیں کہتے ہیں یہ سب حق پرست  
 اعلیٰ حضرت کی کرامت منظرِ اسلام ہے

# اسلام بیا رنگ : منظر اسلام

از: مولانا سرائیل رضوی نوری منظری بیہوشی ضلع ہریٹا شریف

منظر دین حق یادگار رضا  
 تیری اس شان و نسبت پہ لاکھوں سلام  
 منظر علم و عرفان دین پرستی  
 تیری اس شان و شوکت پہ لاکھوں سلام  
 تو نے دکھائی عالم گوراہ بدلی  
 اور کیا دین اسلام کا حق ادا  
 کات کر دکھد یا نجد بیت کا گلا  
 تیری اس شان و ہمت پہ لاکھوں سلام  
 سرگز سنیت ہے تو ہی خدا  
 پیکر دین حق ہے تری ہر ادا  
 قاطع کفر و بدعت تری ہر صدا  
 تیری اس شان و عظمت پہ لاکھوں سلام  
 دفع جملہ آفات دیں ہے تو ہی  
 رفع جملہ حاجات دیں ہے تو ہی  
 ناشر جملہ احکام دیں ہر صلا  
 تیری اس شان و قوت پہ لاکھوں سلام  
 پرچم دین حق کا طرف دار ہے  
 رہبر سنیت اور دعاگار ہے

تو نے اسلام عالم میں پھیلا دیا  
 تیری اس شان و قدرت پہ لاکھوں سلام  
 تو جان اسلام تو  
 حق کا ثمن بیان تو  
 شہنشاہی اس شان و قدرت پہ لاکھوں سلام  
 عفت کا شرہ ہے ہر جامیاں  
 ہے دیں کی عفت کا تو پاساں  
 سرنگوں قصر باطل ہے تجھ سے سدا  
 تیری اس شان و عظمت پہ لاکھوں سلام  
 قہر ذلت میں باطل ہے جاکر گر  
 جس جگہ نام کا تیرے خطبہ پر چا  
 اٹل باطل ہے رعب چھلایا ہو  
 تیری اس شان و عظمت پہ لاکھوں سلام  
 دین و ایمان تو نے عطا کر دیا  
 قہر ذلت سے ہم کو چاہی لیا  
 تیرا احساں ہے ہم پر کتنا بڑا  
 تیری اس شان و رحمت پہ لاکھوں سلام  
 علم و عرفان تو نے عطا کر دیا  
 رحمت حق سے ہم کو مل بھی دیا  
 خد مت دیں کا حق بھی لو اگر دیا  
 تیری اس شان و خد مت پہ لاکھوں سلام

وہ ہر دین و عرفان ہے توحید  
تیرا پیغام عالم کو یہ مر جا  
تمام لو دامن شاہ خیر الو ری  
تیری اس شان و دعوت پہ لاکھوں سلام  
عظمت مصطفیٰ کا ہے پرستار  
رحمت حق کا ہر دم طلبگار  
اصل سنت کا ہر دم تو ناصر رہا  
تیری اس شان و نصرت پہ لاکھوں سلام  
درس قرآن و سنت تر ا مشغلہ  
غوث اعظم کا تو قادر ی سلسلہ  
تیرے بانی ہیں سرکار احمد رضا  
تیری اس شان و وحجت پہ لاکھوں سلام  
ان مسائل کوئی القو ر کر تا ہے حل  
سارے عالم میں جگہ نہ ہو کچھ بد ل  
ایسے مشکل مسائل کی تو ہے دوا  
تیری اس شان و وحدت پہ لاکھوں سلام  
تو نے مفتی ، محدث ، بھی پیدا کئے  
اور مفسر ، مجدد ، بھی پیدا کئے  
مفتی اعظم ہند تیری عطا  
تیری اس شان و خلعت پہ لاکھوں سلام  
تو نے خفا و قراء بھی پیدا کئے  
اور مبلغ مدرس بھی پیدا کئے

تیرے ناصر ہیں سب انبیاء اولیاء  
 تیری اس شان و نصرت پہ لاکھوں سلام  
 سارے عالم کا تو مرکز نسبت  
 غوث و خواجہ رضا کی ہے تو مملکت  
 کتنی اعلیٰ ہے تجھ کو یہ نسبت عطا  
 تیری اس شان و نسبت پہ لاکھوں سلام  
 تو نے اسلام کا ڈنکا بجوا دیا  
 سارے عالم میں اسلام پھیلا دیا  
 تو نے اسلام و سنت کو وحشی بنایا  
 تیری اس شان و قدر پہ لاکھوں سلام  
 دین احمد کا تو ہی ہے سچا معین  
 تیرے عالم میں کوئی بھی نہ فیضیں  
 ہے تیرے سر پہ تاج شریعت سجا  
 تیری اس شان و رفعت پہ لاکھوں سلام  
 ہجری تہجد سوبائیں ہے تیری بناء  
 اور بانی ہیں سر کار احمد رضا  
 اب ہے چودہ سوبائیں صدیقی بر ملا  
 تیری اس شان و قدر پہ لاکھوں سلام  
 تجھ کو سو سال خدا ت دیں میں ہوئے  
 علم و عرفان کے سب باب وا کر دیئے  
 جشن صد سالہ تجھ کو ہوا اب عطا  
 تیری اس شان و نعت پہ لاکھوں سلام



مستقیم ہیں قرے شاہ سبحان رضا  
 ان سے پہلے تھے سرکارِ دیناں رضا  
 تھی کیا ری ہے قسمت تری مرحبا  
 تیری اس شان و قسمت پہ لاکھوں سلام  
 ہستیاں آجک جو رہیں مستقیم  
 ایک سے ایک اعلیٰ ہیں اور ذی قہم  
 تا لید ہو تجھے سلسلہ یہ عطا  
 تیری اس شان و عزت پہ لاکھوں سلام  
 جشن صد سالہ اللہ مبارک کرے  
 تا لید سلسلہ یہ ہی جاری رکھے  
 رہے تیرے اڈکا سدا  
 تیری اس شان و ولایت پہ لاکھوں سلام  
 منقری بھی تو ہے یہ تری ہی عطا  
 اس کے حق میں شب و روز کر یہ دعا  
 یہ بھی ہو علم و عرفاں میں کامل خدا  
 تیری اس شان و دعوت پہ لاکھوں سلام  
**یادگارِ اعلیٰ حضرت (رحمہ)**

(از مولانا امیر اکمل رضوی منقری، بیرونی)

یادگارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے  
 مرکز علم و ہدایت منظر اسلام ہے  
 منبعِ جود و سخاوت منظر اسلام ہے  
 معدنِ لطف و عنایت منظر اسلام ہے

مخزن رشد و ہدایت منظر اسلام ہے  
 مجمع صدق و عدالت منظر اسلام ہے  
 ماحی کفر و ضلالت منظر اسلام ہے  
 مظہر شان رسالت منظر اسلام ہے  
 درسگاہوں کا جہاں میں جس جگہ بھی ہے قیام  
 کر رہا سب کی امامت منظر اسلام ہے  
 کل جہاں کو دیتا ہے ہر لمحہ پیغام رسول  
 پیکر حق و صداقت منظر اسلام ہے  
 پاساں اہل سنت منظر اسلام ہے  
 مرکز ہر اہل سنت منظر اسلام ہے  
 جتنے قابل مقیمان دیں عطا اس نے کئے  
 ان کے فتوؤں کی حمایت منظر اسلام ہے  
 مفتی اعظم مرے مرشد اسی کی دین ہیں  
 اس وجہ سے اہل عظمت منظر اسلام ہے  
 جن کے فتوؤں سے لرزتا ہر جگہ بد دین ہے  
 میرے مرشد کی کرامت منظر اسلام ہے  
 قصر باطل میں ہمیشہ زلزلہ آتا رہا  
 اعلیٰ حضرت کی عنایت منظر اسلام ہے  
 کتنے کامل حافظ و قاری عطا اس نے کئے  
 حفظ و قراءت کی ہدایت منظر اسلام ہے  
 بالوقت ہدایاں دین بھی اس نے دیئے  
 جنکی شہرت کی ستائش منظر اسلام ہے

افضل و اعلیٰ مناظر بھی عطا اس نے کئے  
جن کے فتوؤں کی اعانت منظر اسلام ہے  
محمد ث اعظم کچھوچھ بھی اسی کی دین ہیں  
ان کی عظمت کی بھی غایت منظر اسلام ہے  
اور منظر کنز الایمان بھی اسی کی ہیں عطا۔  
جن کی تفسیروں کی عظمت منظر اسلام ہے  
یہاں شریعت کے مصنف بھی اسی کی دین ہیں  
جن کے ہر مسئلہ کی طاقت منظر اسلام ہے  
چہ الاسلام آقا بھی اسی کی ہیں عطا  
ان کا ہر قول و کراست منظر اسلام ہے  
ایسے پیچیدہ مسائل جن کا حل ملتا نہ ہو  
ان مسائل کی وضاحت منظر اسلام ہے  
وہ قنادے عقل قاصر ہے سمجھنے سے جنہیں  
ایسے فتوؤں کی علامت منظر اسلام ہے  
اہل باطل کیلئے ہے یہ تو سیف حیدر کی  
کردہازیں کی حایت منظر اسلام ہے  
الغرض جتنے اکابر آج تک اس نے دیئے  
سبکی رفعت کی لانت منظر اسلام ہے  
مرکزیت کا کوئی اسکے سوا دعویٰ کرے  
ہے کھلی اس کی بغاوت منظر اسلام ہے  
چونکہ مانے اس کو مرکز احق الحق ہے وہ  
مرکز ہر علم و حکمت منظر اسلام ہے

جو نہ مانے اسکو مرکز اس کا ہے بے حد قصور  
مرکز ہر ذی سعادت منظر اسلام ہے  
کوئی مانے یا نہ مانے پر حقیقت ہے یہی  
مرکز کل اہل سنت منظر اسلام ہے  
واللہ مرکز تو یہی ہے عالم اسلام کا  
علم و عرفان کی نہایت منظر اسلام ہے  
علم و عرفان کی شمع ہے خورشید ہر روز و شب  
کر رہا ہے دین کی خدمت منظر اسلام ہے  
تشنگان دین کو اپنی چٹا سیں لوجھا  
کر رہا دیں کی اشاعت منظر اسلام ہے  
ہر گھڑی ہوتا ہے اس میں درس قرآن و حدیث  
بانٹا دیں کی درخت منظر اسلام ہے  
اعلیٰ حضرت کی نگاہ خاص اس پر ہے سدا  
اس وجہ سے باحفا ظلت منظر اسلام ہے  
منظری بھی ہے حمد اللہ اسی ہی کی عطا  
اس کا ہر طورہ لیاقت منظر اسلام ہے

”یادگارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے“

از قلم۔ عرس رضوی کے مستقل نقیب حضرت علامہ علی احمد صاحب سیوانی رضوی منظری، ایڈیٹر ماہنامہ ”البرکات“ حسن

پورہ سیوان (بہار)

وصف اوصاف قدرت منظر اسلام ہے

ذکر ذات نبوت منظر اسلام ہے

اس کے سایے میں حفاظت کیوں نہ ہو اسلام کی  
 دین کی محکمہ عمارت منظر اسلام ہے  
 تشنگان علم دین مصطفیٰ کیواسطے  
 بحر شفاف شریعت منظر اسلام ہے  
 عالمان دین حق کی تربیت جس میں ہوئی  
 وہ حسین آغوش رحمت منظر اسلام ہے  
 اہل سنت کی جماعت کیلئے ہر دور میں  
 خالق عالم کی نعمت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ ہم اسکی ترقی کیلئے کوشاں رہیں  
 حاضری اہل شریعت منظر اسلام ہے  
 اہل دانش کا مشام جاں منظر کیوں نہ ہو  
 ہوئے گلہائے شریعت منظر اسلام ہے  
 اس میں جوگیا وہ خلد پاک میں داخل ہوا  
 در حقیقت بارخ جنت منظر اسلام ہے  
 چل کے دیکھو سر کے بل شر بریلی میں علی  
 نامہ علم شریعت منظر اسلام ہے  
 اہل دل کے دل کی دنیا کیوں نہ ہو پر نور لب  
 کوکب چرخ طریقت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ عشق مصطفیٰ کی آگ سے جل جائیں دل  
 عشق سرور کی حرارت منظر اسلام ہے  
 اپنے طلباء کے دلوں میں عزم بھر دیتا ہے یہ  
 پھر عزم و عزیمت منظر اسلام ہے



آدمیت کا سبق اگر مریلی لیجئے  
 درس گاہ آدمیت منظر اسلام ہے  
 میں بھی اس سے علم حق پا کر سنخور بن گیا  
 کس قدر یہ باکراست منظر اسلام ہے  
 سیکڑوں طلباء شریک درس ہوتے ہیں یہاں  
 درس گاہ انس و الفت منظر اسلام ہے  
 اہل تقویٰ معرفت کا جام ہے اگر نکلیں  
 ساقی جام طریقت منظر اسلام ہے  
 حضرت سجاد رضا خاں کی نظر کافور ہے  
 خوشبوئے ربیعان ملت منظر اسلام ہے  
 جس کی ڈالی تھی رہا احمد رضا کی ذات نے  
 فیض قدرت کی وہ صفت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ اس کدول سے چاہیں صاحبان علم دفن  
 ”یاد گاہ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے“  
 ہند کے جملہ مدارس کے مروجہ کیواسطے  
 خوبصورت تاج عقلمت منظر اسلام ہے  
 خاندان اعلیٰ حضرت کیلئے ہر دور میں  
 اعلیٰ حضرت کی امت منظر اسلام ہے  
 ظلم و استبداد کے سارے دشمن جل گئے  
 حق پرستی کی حرارت منظر اسلام ہے  
 کفر کی تاریکیاں کافور ساری ہو گئیں  
 ماحی ظلمات بدعت منظر اسلام ہے

قصر باطل کی جو تھی بنیاد آخر تل گئی  
 طالع کفر و ضلالت منظر اسلام ہے  
 آج کے دور حوادث عہد خستہ حال میں  
 دین حق کا زیب و زینت منظر اسلام ہے  
 دل کی آنکھوں میں بھرو ہر لمحہ بڑھتے روشنی  
 نور چشمان ہجرت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ ہم اسکو بڑھائیں ارتقاء کے چرخ تک  
 غلہ و لکش کی ضمانت منظر اسلام ہے  
 حلقہ رضویہ و نوریہ کی باتیں  
 آن بان و شان و شوکت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ دیکھ گشتاں میں ہو بیداروں کا نزل  
 باغبان بارغ ملت منظر اسلام ہے  
 تاجدار اہل سنت کی دعاؤں کے طفیل  
 مرکز فنِ تلاوت منظر اسلام ہے  
 زخم خوردہ شخص و مجبور لوگوں کیلئے  
 مرہم زخم و جراحت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ دل کی خشک دھرتی کو ملیں شادابیاں  
 لڑویں ، بارانِ رحمت منظر اسلام ہے  
 حبِ راہبیت کی شمعیں جلا کر دیکھئے  
 مونسِ اہل محبت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ اس کی چھاؤں میں حاصل ہو روحانی سکون  
 سامعین فیض قد رت منظر اسلام ہے

جس سے حاصل ہو دلوں کی انجمن کو روشنی  
 وہ چراغِ بزم و حدت منظر اسلام ہے  
 ہر گھڑی طلبائے دین ساغرِ بخت ہیں دیکھتے  
 ساقی جامِ شریعت منظر اسلام ہے  
 کیسے پیدا دل میں ہو طلباء کے طوفانوں کا خوف  
 کشتی دریائے رحمت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ دامن سے لپٹ کر ہم چلیں منزل کی سمت  
 رہبرِ راہ شریعت منظر اسلام ہے  
 طالبانِ دین کو درسِ آگہی دیتا ہے یہ  
 مرکزِ تدریسِ حکمت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ اس کا جشن صد سالہ منائیں شان سے  
 دینِ حق کی شان و شوکت منظر اسلام ہے  
 اعظمِ حضرت سیدی احمد رضا کے فیض سے  
 منجِ علم شریعت منظر اسلام ہے  
 طالبانِ علم دینِ پاک سرور کیلئے  
 اک حسین انعامِ قدرت منظر اسلام ہے  
 کل مدارس، کل مکاتب، کل اداروں کیلئے  
 تاجِ عظمت منظر اسلام ہے  
 دینِ داور کے مجدد کے زمانے سے سدا  
 پاسیانِ دینِ قطرات منظر اسلام ہے  
 اہل شر کے سارے منصوبے بکھر کر رہ گئے  
 قہرِ الہی ضلالت منظر اسلام ہے

چہرہ و دنیا شد کون و مکان کی دوستو  
 دلکشی و جاذبیت منظر اسلام ہے  
 آؤ اس کے قرب میں رہ کر گزاریں زندگی  
 بالیقین، ایوانِ رحمت منظر اسلام ہے  
 علم کے جلووں سے روشن کر لو اپنی زندگی  
 نور چشمان، رسالت منظر اسلام ہے  
 جس میں جلوے سرورِ عالم کے آتے ہیں نظر  
 وہ حبیب اک قصر جنت منظر اسلام ہے  
 جس سے دل کے سارے غنچے کھل کے بن جاتے ہیں پھول  
 وہ بہارِ باغِ جنت منظر اسلام ہے  
 قوم کے سارے مسائل اس میں ہو جاتے ہیں حل  
 افتخار، قوم و ملت منظر اسلام ہے  
 گلشنِ احمد رضا خاں قادری کے پھول کی  
 اے علی خوشبو و نکست منظر اسلام ہے

☆

اعلیٰ	حضرت	دعاف	اوصاف	ف	ربانی	ہیں آپ
اعلیٰ	حضرت	حمد	خو	ان	ذات	ہیں آپ
		اعلیٰ	حضرت	پر	تو	محبوب
		اعلیٰ	حضرت	احمد	مختار	کے
اعلیٰ	حضرت	شان	لعل	بیت	پر	قر
اعلیٰ	حضرت	عاشق	سرکار	جیلانی	ہیں	آپ

شاعری ایسی کہ شکر جھوم انھیں سب بزم میں  
 اعلیٰ حضرت فیضیاء ب وصف حسنی ہیں آپ  
 اعلیٰ حضرت علم دیں کے بحر کے غواص ہیں  
 اعلیٰ حضرت عالم تفسیر قرآنی ہیں آپ  
 آپ کے در سے کوئی لوٹے گا کیسے بے مراد  
 اعلیٰ حضرت پیکر الطاف رحمانی ہیں آپ  
 فیض کا دریا رواں ہے آج بھی دربار سے  
 اعلیٰ حضرت بالیقین فیضانِ برکت دانی ہیں آپ  
 فقہ و تفسیر وحدیث و منطق و توحیت میں  
 اعلیٰ حضرت آج بھی بے مثل و لاۓ نی ہیں آپ  
 خانقاہ رضویہ میں لگ گئے ہیں چا رچاند  
 اعلیٰ حضرت فیض شہسوار سبھا نی ہیں آپ  
 اعلیٰ حضرت جام حق پیکر سدا سرشار ہیں  
 اعلیٰ حضرت رندِ خدا ص جام عرفانی ہیں آپ  
 ہر طرف جلوں کی بادش کیوں نہ ہو کوئین میں  
 اعلیٰ حضرت دین کی شیخ شہبانی ہیں آپ  
 باغیان اعلیٰ بیت مصطفیٰ کیواسطے  
 اعلیٰ حضرت نیزہ و عثمیر حقانی ہیں آپ  
 کیوں نہ مدحت آپ کی اولاد کی ہر دم کروں  
 اعلیٰ حضرت طالبہ نعم ورح سید آتی ہیں آپ



آپ کے علمی تجربہ کی ضمیمہ فطری  
 اعلیٰ حضرت بحر علم و فن کی طغیانی ہیں آپ  
 کہہ رہی ہے آج بھی ”تاریخ“ منقر کی زبان  
 اعلیٰ حضرت منظر اسلام کے بانی ہیں آپ  
 کیونکہ ہو جائے علیؑ کے دل کی دنیا نورید  
 اعلیٰ حضرت جلوہ تنویر ایمانی ہیں آپ

## عاشقوں کی ایک جنت

از: مولانا حافظ و تقاری محمد شریف القاوری رضوی راجہ پوری بہرائچی

غاز شہر اہل سنت منظر اسلام ہے  
 آبروئے قوم و ملت منظر اسلام ہے  
 مرجع ہر اہل حاجت منظر اسلام ہے  
 مرکز صد علم و حکمت منظر اسلام ہے  
 شوکت ایوان ملت منظر اسلام ہے  
 رونقستان حکمت منظر اسلام ہے  
 پرچم حق و صداقت منظر اسلام ہے  
 اک نشان دین و سنت منظر اسلام ہے  
 نور افزائے نظر ہے اسکی انجم ریزیاں  
 مایہ تاب چراغ ملت منظر اسلام ہے  
 نور کا مینارہ ہے یہ بھولے بھٹکوں کیلئے  
 رہبر راہ شریعت منظر اسلام ہے  
 مشعل اس کا ہے روز و شب گمراہ کیلئے علم

کان اسرارِ فطانت منظر اسلام ہے  
 ہے تری آغوش میں آسودہ امتِ کالام  
 یوں مسلم تیری عظمت منظر اسلام ہے  
 فیضِ حشِ قوم و ملت کیوں نہ ہو اس کا وجود  
 فیضیابِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے  
 ساغرِ حبِ نبی ہر روز ملتے ہیں یہاں  
 عاشقوں کی ایک جنت منظر اسلام ہے  
 ذرے ذرے سے عیاں ہے عشقِ محبوبِ خدا  
 بحرِ علم و کانِ حکمت منظر اسلام ہے  
 گو ہر عرفاں کی رقصی تم بھی بڑھ کر بھیک لو  
 گنجِ فیضِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

## اقوالِ زریں

- علم انسان کو دارین میں ترقی کا عطا کرنا ہے۔
- اعلیٰ حضرت کو ان کے علم کی بنا پر دنیائے حق و صداقت نے پناہ نام تسلیم کیا۔
- علم زندگی کے ہر شعبے میں صدارت کا اعتبار ہونا ہے۔
- علم سے خدائے پاکش کا معرفت حاصل ہوتی ہے۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

## جامعہ منظر اسلام علم و فن کا مخزن

از: مولانا حافظ وقاری محمد شریف القادری رضوی رجواپوری بہر اپنی

مرحبا احباب سہلا حضرت سجا ن رضا  
 جشن صد سالہ منظر اسلام کا  
 واہ وا کیا کیا ریہا ریہا شام ہے  
 کج جشن منظر اسلام ہے

چودھویں صدی کے بلند آئی نازک دور میں جب عبد اللہ بن ابی کاتپاک شہدہ وہابیت و تجدیدت اور دیوبندیت کی شکل میں اسلام کی فضیلتوں سے ٹکرا رہا تھا اس وقت بریلی شریف سے ایک مروا کہن دیوبندیت کی سرکوبی کیلئے مجاہدانہ جاہ و جلال کے ساتھ اٹھا جسے دنیا آج رسول پاک کا سچا نائب، علم کا جہل شامخ، اور عمل کا اسوہ حسنہ، مقالات میں عرفہ خاں، مقالات میں دریائے تائید اکنار، اہل سنت کا امام واجب الاحرام، چودھویں صدی کا باجراح عرب و عجم مجدد، تصدیق حق میں صدیق اکبر کا پر توہم باطل کو چھانٹنے میں عرفہ فاروقی کا منظر، رحم و کرم میں ذوالنورین کی تصویر، باطل شکنی میں حیدری شمشیر، اعلیٰ حضرت علی الاطلاق امام اہل سنت فی الافاق، مجدد مائتہ حاضرہ، مویہ ملت طاہرہ، اعلم العلماء عند العلماء قطب الارشاد علی لسان الاولیاء مولانا فی جمیع الکلمات لولانا فانی فی اللہ والباقی باللہ، عاشق کامل رسول اللہ حضرت مولانا مفتی حافظ وقاری الحاج الشاہ احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتی اور ماننی ہے۔ آپ نے اپنے علم و عمل اور تقریر و تحریر سے تجدیدت کا مقابلہ کرتے ہوئے پرچم عظمت رسالت بلند کیا۔ اور مسلمانان اہل سنت کے عقائد و نظریات کی اصلاح اور اخلاق و کردار کو سنت نبوی کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے ایک عظیم درسگاہ جامعہ منظر اسلام قائم فرمایا۔ جس کی یادگار آج ہم سو سالہ جشن کی صورت میں منظر ہے۔

## منظر اسلام کا وجہ قیام :-

دور العلوم منظر اسلام کا اجراء ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں ہوا اسکی تقریب اس طرح معرض وجود میں آئی کہ بریلی شریف میں محلہ مراٹے کے ایک دیوبندی مولوی غلام لیسین نے سنیت کے روپ میں اعلیٰ حضرت کی تائید و حمایت میں



سال کی عمر میں فراغت ہوئی۔ بڑے مولانا نور حجتہ الاسلام کا لقب خود اعلیٰ حضرت کا عطا کر دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے انہیں کے بارے میں فرمایا: حامد منی و انا من حامد یعنی حامد مجھ سے ہے اور میں حامد سے ہوں۔ صورت و سیرت میں اعلیٰ حضرت کا عکس کامل نظر آتے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ بے شمار لوگ آپ کا چہرہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔ علمی جلالت کا اندازہ آپ کے تلامذہ کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کو منظر اسلام کا مہتمم بنایا اور منظر اسلام کی تمام ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر ڈال دیں۔

آپ کے دور اہتمام میں شیخ الحدیث حضرت علامہ رحمہ اللہ صاحب مظفر قمری اور صدر المدینین کے فرائض علامہ نثار الحسنین صاحب رامپوری (جو استاذ حضور مفتی اعظم ہند ہیں)، علامہ نور الحسنین رامپوری، صدر النشریہ بدرالطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی (مصنف بیمار شریعت) اور علامہ سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان و مولانا محمد حسین صاحب وغیرہم تدریسی فرائض انجام دیتے رہے رحمہم اللہ علیم۔

وہ حق پرست حق اکابر حق نظر حق دوست ہمہ ایک سانس رہی وقف دین حق کے لئے

حجتہ الاسلام کے مشاہیر تلامذہ و خلفاء :-

حضور حجتہ الاسلام کے مشہور تلامذہ و خلفاء میں برادر اصغر حضور مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ معینی رضا خان۔ فرزند اکبر مفسر اعظم حضرت علامہ امجد الحسنین رضا خان عرف جیلانی میاں، فرزند اصغر حضرت مولانا حماد رضا خان صاحب عرف نعمانی میاں نبیرہ اکبر مفکر اعظم حضرت علامہ ریحان رضا خان صاحب (عمر چار سال) شیخ الحدیث حضرت علامہ سردار احمد لکھن پوری محدث اعظم پاکستان، شیخ القرآن حضرت علامہ عبدالقادر صاحب ہزاروی، بقیۃ السلف مولانا تقی علی خاں، مجاہد ملت، حضرت علامہ محمد احمد قادری لاہوری، شیر پوشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان چلی بھبھتی رضی اللہ عنہم فاضل نبیل علامہ ظفر علی صاحب کراچی، حضرت علامہ امجد الحسنین صاحب خوشنود وغیرہم ہیں۔

منظر اسلام میں پہلا جشن دستار بندی :-

جامعہ منظر اسلام میں سب سے پہلے دو طلبہ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین صاحب بیمار ی اور حضرت علامہ عبدالرشید صاحب عظیم آبادی کی دستار بندی ہوئی اور پھر منظر اسلام وقت اور حالات کی آمدنیوں سے گزرتا ہوا اور دیوبندیت کے بھیاں تک شعلوں کو روندتا ہوا عروج کی طرف رواں دواں ہو گیا اور مینارہ رشد و ہدایت بن کر عالم اسلام کے دل



کی دحر کن بن گیا۔

نام سے جس کے تمامی تجدیت --- آج بھی تو لرزہ بر اندام ہے

اور منظر اسلام مرکز اہل اسلام بن گیا :-

فراغت کے بعد ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین صاحب منظر اسلام کے مدرس مقرر ہوئے اور پھر منظر اسلام اہل ایران، علماء کرام و طلباء کیلئے علم و فضل کا گوارہ بن گیا۔ شریعہ اہل سنت علامہ شمس علی خاں صاحب، حضرت علامہ سردار احمد صاحب اور مفسر قرآن علامہ عبدالغفور صاحب ہزرووی، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب اعظمی، امین شریعت مفتی رفاقت حسین صاحب، قائد ملت حضرت مولانا احسان علی صاحب محدث مظفر پوری، مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن صاحب، حافظ ملت علامہ عبدالعزیز صاحب، شمس العلماء حضرت علامہ شمس الدین صاحب، محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد صاحب کھوپچھوی، مفسر اعظم حضرت علامہ ابوالیم رضا خاں صاحب، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ عنہم اسی عظیم دینی درسگاہ جامعہ منظر اسلام کے خوش چیں ہیں جو اپنے زمانے میں علم و فضل کے آفتاب و مستاب بن کر چمکے۔ علم و فضل کی اس عظیم دینی درسگاہ سے آج بھی سیکڑوں تلامذہ میں ہر سال علماء و حفاظ و قراء فارغ ہو کر خدمت دین متین میں مصروف ہو جاتے ہیں تو سیکڑوں ہر سال اگر اپنی علمی پیاس بجھانے میں لگ جاتے ہیں۔

اسے یل می رہا باب جنت ہے تو ہنر یعنی جلوہ گد اعلیٰ حضرت ہے تو  
بالتیس مرکز اہل سنت ہے تو ہنر یہ تیری مرکزیت سلامت رہے

منظر اسلام نئے موڑ پر :-

حضرت حجت الاسلام کے سال ۱۹۳۲ء کے بعد منظر اسلام کی تمام ذمہ داریاں آپ کے خلف اکبر مفسر اعظم حضرت علامہ ابوالیم رضا خاں کے ہاتھوں میں آگئیں یہ وہ دور تھا کہ منظر اسلام سخت بحران کا شکار ہو گیا تھا لیکن مفسر اعظم نے بڑی فراموشی اور جدوجہد کے ساتھ سفید منظر اسلام کو بحران کے بھونو رست نکالا اور ساحل عافیت پر لا کھڑا کیا۔ دہر العلوم کی ترقی اور اشاعت سنیت کی خاطر اور مسلمانوں کے ایمان و عقائد اور اخلاق و کردار کی اصلاح کیلئے دیوبندیت کے سلاب کو روکنے کی غرض سے، دشمنان رسول ﷺ کا کردہ چہرہ قوم کو دکھانے، گھر گھر مسلک اعلیٰ حضرت کا پیغام پہنچانے کیلئے



شروع کر دیئے۔ منظر اسلام کے اسٹاف میں اضافہ کیا ذی استعداد اور ذہیل تر علماء کی تقرری کی۔ ہندوستان کے دوسرے صوبوں اور عام علاقوں کے طلباء کے علاوہ مارشس، افریقہ، سری لنکا وغیرہ کے طلباء منظر اسلام میں آنے لگے اور پھر منظر اسلام کی نئی بلڈنگ کی دو منزل تعمیر کرائی، افریقی ہاسٹل کا قیام فرمایا منظر اسلام کیلئے روڈ سے باہر اندرونی رقم منظور کرائی۔ لاہور یوگرانت بھی جاری ہوئی، منظر اسلام کی مند کو بہار و نکال وغیرہ روڈ سے منظور کی دلائی۔ اور یہاں کے سند یافتہ علماء جو نیر ہائی اسکول، ہائی اسکول، انٹر میڈیٹ کالجوں اور بہار روڈ سے ملحق اداروں میں ملازمت کا اہل مان لیا گیا۔ اور ریحان ملت کی جدوجہد سے گلشن منظر اسلام میں ایک تازہ بہار آگئی۔ فارغین کی تعداد ہر سال کئی سو پہنچ گئی۔ منظر اسلام کو اپنے ایک یونیورسٹی کی شکل دیدی، جس کے تحت مختلف مدارس کے طلباء آکر امتحان دینے لگے۔

نور کا بینار ہے یہ بھولے بھٹکوں کیلئے چہر بہر راہ شریعت منظر اسلام ہے

## منظر اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں :-

تبلیغ دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں اہم ترین رول انجام دینے میں ریحان ملت کا نام سر فرست ہے۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں تبلیغی دورے کر کے لوگوں کے قلوب میں عشق رسول ﷺ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی رہنمائی پھیلا دی۔ اور ہر دن ہندو خصوصاً افریقہ، امریکہ، ہالینڈ، برطانیہ، سری لنکا، مائچسٹر، مارشس، سری لنکا، نیپال، پاکستان وغیرہ کے متعدد دورے کر کے سنییت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ دیوبندیت کا قلع قمع کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ بڑے سرمایہ داروں نے لاکھوں ڈالر دیکر دیوبندیت سے روکنا چاہا۔ مگر اعلیٰ حضرت کا یہ نبیرہ، حق و صداقت کا مرد آہن مجاہدانہ تیور سے افریقہ کی صحراؤں میں گزرتا ہوا دکھائی دیا کہ اے لوگو! امام احمد رضا کا یہ پوتا افریقہ میں دین اسلام کا سودا کرنے نہیں آیا ہے بلکہ دین حق کی تبلیغ و اشاعت کرنے آیا ہے۔ حضور ریحان ملت ایک طرف تو اشاعت دین حق و دیوبندیت کی ہر کوئی میں لگے ہوئے تھے تو دوسری طرف سنییت کی خستہ حالی اور ملکی و ملی مسائل پر نظر دوڑائی جہاں سنییت سے تعلق رکھنے والوں کو ہر جگہ نظر انداز کیا جا رہا تھا الغرض سنیوں کو آبر و متانہ اور باوقار زندگی دلانے کیلئے تمام سیاسی جماعتوں کو سنیوں کی اہمیت تسلیم کروانے کیلئے میدان سیاست میں قدم رکھ کر اسمبلی میں داخل ہوئے اور دنیائے دیکھا کہ سیاست میں جا کر پہلا حملہ اپنے دیوبندیت پر کیا۔ بریلی اور دیگر مقامات کی وہ مساجد جن پر باطل جماعتوں کا قبضہ تھا اپنی سیاسی ابھرت اور حکمت عملی سے دیوبندیت کو بھاگنے پر مجبور کر دیا اور سنییت کا بیل بالا کیا۔ یہ عظیم منظر ایک طرف



## رضوی گلدستہ :-

مسند اعلیٰ حضرت کا سجادہ نشین، منظر اسلام کا مہتمم، بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ کاندھلوس، مفتی مرکز اہل سنت، خاندان رضا کا شاندار خطیب، و رسالہ اعلیٰ حضرت کاندھلوی اور اس کی اشاعت کر کے مسلک رضا کا ترجمان، ایک عظیم شاعر، مصلح قوم و ملت، سیاسی اور سماجی بصیرت رکھنے والا، باکردار سیاست دان، جامع علوم و فنون یہ تمام خوبیاں ایک وقت حضور ربیعان ملت میں جمع تھیں اور حضور ربیعان ملت نے یہ تمام ذمہ داریاں اپنے خلف اکبر حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ سبحان رضا خاں عرف سبحانی میاں کے سپرد کر دی تھیں۔ اور کج تمام ذمہ داریاں احسن و خوبی ایک ذمہ دارانہ حیثیت سے حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ انجام دے رہے ہیں۔

قارئین کرام اس ادارے کو کبھی بھی مالی تعاون کے وقت فراموش نہ کریں کیونکہ یہ وہی ادارہ ہے جسے مجدد اعظم نے قائم فرمایا۔ اگر اعلیٰ حضرت کے علم و فضل کا اندازہ لگنا ہے تو منظر اسلام کے فریضہ تبلیغ کو دیکھئے۔ منظر اسلام یادگار اعلیٰ حضرت ہے اور حضور حجت الاسلام کی کاوشوں کا ثمرہ ہے اور حضور مفتی اعظم ہند کی دعاؤں کا عطیہ ہے، مفسر اعظم ہند کی جانشانیوں کا صدقہ ہے اور صدر الشریعہ اور ربیعان ملت کی ورید خواہشوں اور محنت کا ملہ کی تازہ ترین یادگار کا بہترین شاہکار ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جسے حضور اعلیٰ حضرت نے قائم فرمایا۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کی حجت الاسلام نے تاحیات سرپرستی فرمائی۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کیلئے مفسر اعظم نے گھر کی خواتین کے زیورات فروخت کر کے اس کا وقار بچایا اور اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جسے ربیعان ملت نے رات و دن کی کوششوں سے ترقی دے کر اوج ثریا کے مقام تک پہنچایا۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طالب علم اور مدرس کا نام مفتی اعظم ہند ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طلباء میں کوئی محدث اعظم ہند ہے تو کوئی مفسر اعظم ہند ہے۔ یہ وہی منظر اسلام جس کے طلباء میں کوئی امام السنطی، فلسفہ تو کوئی امام الخوین کرچکا، یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طلباء کا نام ملک العلماء و شمس العلماء ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طلباء میں کوئی امین شریعت ہے تو کوئی حافظ ملت، مجاہد ملت و ربیعان ملت ہے۔ یہ وہی منظر اسلام جس کے مدرسین کا اندازہ درس حکیمانہ تو نظام اہتمام مدرائے ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کی ایک ایک اینٹ سے عظمت رسالت و مفتی رسالت کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے نگارین کی نظر خاص اور اہتمام کے حوصلہ





# منظر اسلام اور اس کا اہتمام

از قلم: الحاج ڈاکٹر محمد رفیع الرحمن پروفیسر اسلامیات، مدرسہ اسلامیہ شریف

جس پر فتن دور اور ہو شر باماحول میں مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ المعروف منظر اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ یہ اپنے بانی کے کمال جد و جہد و غایت درجہ کد و کاوش۔ اسلامی ہمدردی، دور بینی و بصیرت افروزی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اسی طرح ادارہ کا حسن انتظام و کمال اہتمام و توجہ کی عمدگی و جدت انصرام کے ان کے ناظمین و مہتممین و متولیان کی کامیاب کد و کاوش و غایت اجتہاد پر دلیل ثبوت ہے۔ بلکہ ایک گونہ امر زائد پر دال ہے کہ ایجاد شعی قوتی غنہ ایک مشکل امر ہے لیکن حسن انتظام کے ساتھ اس کی بقاء اور اس کا استمرار و وام اس سے کہیں زیادہ مشکل امر ہے۔ باوجود اس کے مرکز اہل سنت کے ناظمین و ماساعد حالات کا مقابلہ کرتے رہے اور وقت کے چیلنجوں کو منہ توڑ جواب دیتے رہے اور باطل قوتوں کی ریشہ و دانیوں شور شوں اور یلغاروں کو مات دیتے ہوئے اپنے نظامت کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔

ادارہ کے انتظامی امور کی ذمہ داری سلسلہ مسلسلہ حضرت استاذ ذمین مولانا الشاہ حسن رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے شروع ہو کر حضور چچہ الاسلام، حضور مفسر اعظم ہند و مفکر ملت حضرت علامہ و مولانا سبحان رضا خان رضوی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کاندھوں تک پہنچی اور انہوں نے حتی المقدور بخون علم و فن یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام کو اپنا خون جگر پلا پلا کر بام عروج تک پہنچا دیا اور دن بدن، دن و دینی رات چو گئی ترقی کر جا ہوا قلم کد و دھڑکن اور ہر سنی مسلمان کیے خمیر کی آواز سن کر رہ گیا جس کی مرکزیت و علم و فن کا ڈنکا ہر چار جانب بج رہا ہے اور انشاء اللہ الرحمن بقیضان یورگان دین تاقیامت جھکے گا۔

جب ان کا مبارک زمانہ گذر اتوان کے بعد جس وقت کے بارگاہ رضا عالمگیر شہرت یافتہ ادارہ بن گیا اور آفتاب شہروز کی طرح دنیائے سنیت کو اپنے علوم و فنون اور عشق معشقی کی سنری کرنوں سے جگمگانے لگا۔ انتظامی امور کی گرانبار ذمہ داریاں شہزادہ حضور سبحان ملت صاحب سجادہ گل گلزار رضویت حضرت الغلام مولانا الحاج سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں کے مضبوط اور مستحکم کاندھوں پر سوار ہوئیں۔ اور اس طرح سے منظر اسلام کو حضور صاحب سجادہ کی خدمات جلیلہ اور توجہات کاملہ نافذہ حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا صاحب سجادہ موصوف نے جس مستعدی و دور بینی اور حسن و خوبی



# عہد رضا کے مشقی فتاویٰ

ماخوذ - از روزنامہ سال اول - مسمیٰ بہ "الظہار و روزانہ"

۱۳۲۲ھ

مرتب :- مولانا محمد حسن رضا خاں حسن قادری پیش کش :- مولانا سید شاہد علی رامپوری

(فارسی)

مسئلہ از :- بنگالہ ضلع نواکھال مرسلہ مولوی ولی اللہ صاحب ۶ رجب ۱۳۲۳ھ

چہ می فرمایند از داران دین متین، ودقیقہ شناسان شرع مبین اندرین مسئلہ کہ آخر الظہر، یا احتیاط الظہر، بعد فرض الجمعہ بدیار مامروج است، اہل ان چیست؟ وبادائے آن در ہر چہار رکعت بعد الفاتحہ خواندہ شود یا نہ سینوا توجروا۔

**الجواب :-** اللہم اربنا الحق حقاً والباطل باطلا، چوں جمعہ مشروط بشرائط نزد ائمہ عا سادات حنفیہ علیہم الرضوان من الملک العلام بود، وجود ہمہ شروط درین بلاد محل تامل اختلاف ست، بدینوجہ اکثر مشائخ بخارا بلکہ جمہور ائمہ دین و علماء معتدین بمقامیکہ درجواز صلاۃ جمعہ شک افتد، یا نیاز جمعہ متعدد جاخواندہ شود، اگرچہ حسب مذہب مفتی بہ بتعدد جمعہ مطلقاً جائز و درست است، کما اعتماد علیہ فی اکثر الوافی، والملتفی، والکافی، والتنویں والطحاوی، والہندیہ والشافعی، والمحیط وجواهر الاخلاطی وصححة مفتی الجن والانس نجم الدین المشفی والعلامہ شرنبلالی فی المراتی، قال فی شرح الوقایہ وبہ یفتی، وفی شرح التجمع للعینی والحاوی القدسی وجواهر الاخلاطی وعلیہ الثقوی وفی فتح القدر و علی المفتی بہ وفی المحيط وتکملۃ الرازی وبہ ناخذ خواص را حکم چہار رکعت بعدادائے چہار رکعت منبت بعد الجمعہ بہ نیت سنت وقت باین نیت کہ آخرین ظہر کہ وقت او یافتہ ام وبنور ادا تہ کردہ ام، دادہ اندہ قال فی

1970-1971



فی الاربع اوفی الاولیین فقط والاحتیاط ان یقرأ ہما فی الاربع ہکذا فی العالمگیریہ عن فتاویٰ (آہو) ینبغی ان یقرأ الفاتحة والسورة فی الاربع التي یصلی بعد الجمعة فی دیارنا کذا فی التاتار خانیہ اہ اقول لکن الحق هو التفصیل آیہ شخصیکہ قضایائے ظہر بر گردن ندادہ دورکعات اربعہ ضم نماید وبرکہ دارد در اولین فقط قال الحلبي و ینبغی ضمها فی الكل ان لم یکن علیہ قضاء فان وقعت فرضا فالسورة لاتضروان وقعت نفلا فالضم واجب وان کان علیہ قضاء لا یضم فی الاخیرین لانتها فرض البتہ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ

عبد المصطفیٰ ظفر الدین احمد رضوی عفی عنہ

بمحمد المصطفیٰ النبی الامی

(ترجمہ)

مسئلہ از :- سچکالہ ضلع نوابگاہی مرسلہ مولوی ولی اللہ صاحب آر رجب ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں دین متین کے رازدار و شرع مبین کے دقیقہ شناس سندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ آخر الظہر یا احتیاط الظہر جو فرض جمعہ کے بعد ہمارے دیار میں رائج ہے اس کی اصل کیا ہے؟ اور اسکی اوائل کی میں ہر چار رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قرأت کی جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب :-** اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا، باطل کو باطل چوںکہ محمد ہمارے ائمہ سادات حفیظ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے اسی وجہ سے اکثر مشائخ ائمہ اربعہ جمہور ائمہ دین اور علمائے معتدین نے (جس جگہ کہ نماز جمعہ کے جائز ہونے میں شک واقع ہو، یا نماز جمعہ متعدد جگہ پڑھی جائے، اگرچہ ہشتیہ مذہب کے مطابق تعدد جمعہ مطلقاً جائز ہے، جیسا کہ کنز اور وائی، مطلقہ اور کافی، تنویر اور طحاوی، ہندیہ اور شافعی، محیط و جوہر اخلاطی میں اسی پر اعتماد کیا ہے، اور مفتی ثقلین نجم الدین نسفی اور علامہ شریعتی نے مرقی میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ شرح وقایہ میں فرمایا: اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور یعنی کی شرح مجمع اور حادی قدسی و جوہر اخلاطی میں ہے و علیہ الفتویٰ یعنی فتویٰ اسی پر ہے اور

فتح القدیر میں ہے وعلی السبقتی یہ، یعنی مفتی بہ قول پر، اور محیط حکمتہ الراضی میں ہے: وہ ناخذ یعنی ہم اسی پر عمل کرتے ہیں (جمعہ کے بعد سنت کی نیت سے چار رکعت سنت ادا کرنے کے بعد خواص کو چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا ہے، اس نیت کے ساتھ کہ آخری ظہر جس کا میں نے وقت پایا اور ابھی ادا نہیں کی، حلیہ شرح بیہ میں فرمایا: کہ کبھی جمعہ کے صحیح ہونے میں بعض شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے شک واقع ہو جاتا ہے اور اسی سے ہے شر میں متعدد جگہ قیام جمعہ اہل مرد کے ساتھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا، توجو انہوں نے کیا دیا یہی کریں۔ حسن نے فرمایا کہ جب اہل مرد و جگہ جمعہ قائم کرنے کے سلسلہ میں آزمائے گئے حالانکہ اس کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے، تو ان کے ائمہ نے جمعہ کے بعد احتیاطی طور پر چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا، فتاویٰ انگلیری میں ہے پھر ہر وہ جگہ جہاں جمعہ کے جائز ہونے میں شک واقع ہو شر و غیرہ میں شک واقع ہونے کے سبب اور وہاں کے باشندے جمعہ قائم کریں تو ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھیں اور اس سے ظہر کی نیت کریں یہاں تک اگر جمعہ صحیح نہیں ہو اور گا تو یقینی طور پر وقت کے فرض سے عمدہ رہا ہو جائے گا، اسی طرح ہے بیہ کی شرح صغیری اور غنیۃ، کافی اور فتح القدیر، قنیہ، مخطوطی علی الدردمراتی اور حادی قدسی، بحر الرائق، مجمع الاسرار اور شرح مجمع و نصر الفائق اور فتاویٰ ظہیر یہ اور حجت اور خزانۃ المفتیین، مختار الفتاویٰ اور سر اجیہ، شرح کنز لملا مسکین، تاتارخانیہ، فتاویٰ صوفیہ، جامع تضرعات، در مختار، فتاویٰ رحمانیہ اور خزانۃ الروایات میں :- امام محسن تبرہاشی، علامہ ابن شعثہ باقانی، مقدسی، ابو السعود و قاضی بدیع الدین، اور شیخ الاسلام وغیرہ ائمہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (علیم الرحمہ و الرضوان من الملک العلام) لیکن عوام جو صحیح نیت پر قادر نہیں، یا ان چار رکعتوں کے سبب سے جمعہ کو خدا کا فرض نہ جانیں، یا وہ نمازوں کی فرضیت کے قائل ہوں اور نہیں یہ حکم نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ انہیں اس کی ادائیگی کی اطلاع بھی نہیں دی جائے گی، کہ اہم اور مؤکد فساد کو دفع کرنے میں شدید و عظیم تر ہے، ان کے حق میں اتنا ہی کافی ہے کہ بعض روایات کے مطابق انکی نماز صحیح ہو جائے گی، اسی لئے نور الشریعہ کے اندر تصریح فرمائی ہے کہ ہم ان جیسے احکام کا عوام کو حکم نہیں دیتے، بلکہ خواص کو اس پر مطلع کرتے ہیں۔ مرقی و افلاح میں ہے کہ چار رکعت ادا کرنے سے جاہلوں کے اعتقاد کو بگاڑا ہے کہ جمعہ فرض نہیں یا اس کے وقت میں فرائض متعدد ہیں، چار کا حکم خواص ہی کو دیا جائے گا اور یہ چار رکعات اپنے گھروں میں ادا کریں گے۔ اھ اتی وجہ سے طحاوی شریف میں فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ ان چار رکعت کی ادائیگی کو شدید طور پر گھر میں کی جائے کہ انکی ادائیگی سے اندیشہ فساد ہے میں کتنا ہوں یہ جاہلوں کا اعتقاد ہے اور اسی کے مثل بہت سے ائمہ نے تصریح کی ہے اور سورت ملائے میں اختلاف ہے، لیکن زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ چارہاں رکعات میں سورت ملائی جائے، بحر الرائق میں لکھتے ہیں کہ قرأت میں اختلاف ہے پس کما

گیا ہے کہ فاتحہ اور سورت چاروں رکعتوں میں پڑھی جائے اور کہا گیا ہے کہ ظہر کی طرح پہلی دو رکعات میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جائے، صاحب منہ الخالق فرماتے ہیں کہ اسکی تمام رکعات میں قرأت کی جائے، فتح اللہ المسکن میں ہے فاتحہ کے ساتھ ضم سورت میں اختلاف ہے کیا چاروں رکعتوں میں ملائی جائے یا صرف پہلی رکعت والی دو میں، احتیاط اس میں ہے کہ فاتحہ اور سورت کو چاروں میں پڑھا جائے اسی طرح ہے قنویٰ عالمگیری میں فتاویٰ آخرو سے کہ سورت فاتحہ اور سورت کو ان چار رکعتوں میں پڑھنا چاہیے جو ہمارے دیار میں جمعہ کے بعد پڑھی جاتی ہیں، ایسا ہی تاجار خانہ میں ہے لہٰذا لیکن میں کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے وہ یہ جو شخص ظہر کی قضا کر دن پر نہ رکھتا ہو وہ چاروں رکعات میں سورت ملائے اور جو ظہر کی قضا کر کھتا ہو وہ صرف پہلی دو رکعتوں میں سورت ملائے بہر حللی نے فرمایا کہ چاروں رکعت میں سورت ملائے اگر اس پر فقہانہ ہو پس اگر وہ نماز فرض واقع ہوئی تو سورت اسے کچھ نقصان نہ دے گی اور اگر نفلی واقع ہوئی تو ضم سورت واجب تھا ہی، اور اگر اس پر قضا ہو تو آخری دو رکعت میں نہ ملائے کہ وہ یقیناً فرض ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جمل مجدہ اتمم والحکم۔

کتبہ

سید المصطفیٰ ظفر الدین احمد الرضوی عفی عنہ

محمد بن المصطفیٰ النبی الاوی رحمۃ اللہ علیہ

**مسئلہ :-** ازیرا شریف مرسلہ مولوی عبدالرحمن صاحب ۲۴ رمضان المبارک یوم چہار شنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعہ و فضلاء عدین لطیف، اس مسائل حسب ذیل میں ہندو ایک عورت ہے اسکے ایک لڑکی تولد ہوئی، منہ اسکی لڑکی کی عمر تین برس تھی کہ اس ایام میں ایک نو تولد لڑکا مسکی زید اس عورت کا دودھ پیا وہ اس عورت کے تین بچے پیدا ہوئے، جس وقت اس عورت کے پیرا عمر کی عمر چار سال تھی ایک لڑکی مسکا زینب پیرا ہندو سے دودھ پی آئی، اس عورت میں زنند کو زید و زینب کی رضاعتی ماں، شمسی یا ضمیم اور زید و زینب کے درمیان شرعاً نکاح چاہتا ہو سکتا ہے یا نہیں بیٹنواؤ توجروا۔

**الجواب :-** ومنہ الهدایۃ الی طریق الصواب :-

چہر کا دودھ پیا وہ اسے رضاعتی ماں کہتے ہیں عام اس سے کہ اپنی ماں کا دودھ پیا ہو یا غیر کا۔ لیکن اول میں شدت درجہ کی اقررت ہے لہٰذا رضاعتی نہیں کہتے۔ تو صورت مسئلہ میں ہندو زید و زینب دونوں کی رضاعتی ماں ہوں گی، اگر ان دونوں

نے مدت مہینہ میں دودھ پیا ہو (یعنی دوسرے چھ مہینے کی عمر کے اندر اندر) در مختار میں ہے: هو مص من ثدي ادميته  
فی وقت مخصوص وهو حولان ونصف عنده یعنی رضاع دودھ چوسنا ہے بہتان سے عورت کے وقت وقت  
مخصوص میں اور وہ امام صاحب کے نزدیک دوسرے چھ مہینے ہیں، غزلتہ میں ہے وهو ثلثون شهرا یعنی وقت مہینے تیس  
مہینے ہے تبیین میں ہے: حرم يصيب الرضاع ما حرم من الناس بسبب النسب اذا وجد فی ثلثین  
شهرا هكذا فی غیرها "یعنی دودھ پیتے کے سبب سے وہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو بہ نسب لوگوں سے حرام ہو جاتی  
ہیں جبکہ رضاع (دودھ پینا) تیس مہینے کے اندر پایا جائے اسی طرح اسکے علاوہ میں ہے: " (مترجم) یوازیہ میں ہے ارضعت  
صبیة و اخرى ایضا ان اللبن من زوجین فھما اختان لام ولو ذکوان فاختوان لام وان کان  
لرجل واحد فاختان لاب وام یعنی اگر دودھ پلایا عورت نے کسی لڑکی کو اور دوسری کو بھی۔ اگر دودھ روز زوج کا (یہ پہلے  
عمر کے نکاح میں تھی اس وقت ایک کو دودھ پلایا، بعد اس نے اسے طلاق دیدی یا مر گیا، اور عدت کے بعد اب نکاح کر لیا بکر  
سے اب اس سے اولاد ہوئی، اس وقت دوسری کو پلایا) تو یہ دونوں علاقائی رضاعی بہن ہو گئی اور اگر دونوں مذکر ہیں تو علاقائی  
رضاعی بھائی ہو گئے۔ اور اگر دودھ ایک زوج کا ہے تو دونوں رضاعی بہن ہوں گی۔ خلاصہ میں ہے امروۃ ارضعت  
صبیتین فھما اختان فان کان ابو ہما واحد فھما اختان لاب وام من الرضاۃ وان کان  
مختلغا فھما اختان لام، یعنی ایک عورت نے دو لڑکیوں کو دودھ پلایا تو یہ دونوں بہن ہوں گی اور اگر ان دونوں کے  
رضاعی باپ بھی ایک ہیں تو یعنی رضاعی بہن ہو گئی اور علاقائی اور رضاعی بھائی بہن کے درمیان نکاح جائز نہیں ہے۔ در مختار  
میں ہے: ولا حل بین رضیعی امرأۃ لکونھما اخویں وان اختلف الزمن والاب یعنی نہیں حلال ہے نکاح  
درمیان دو رضیع ایک عورت کے اس واسطے کہ دونوں بہن بھائی ہیں، اگرچہ زمانہ دونوں کا جدا ہو اور باپ بھی الگ  
ہوں۔ لھذا فی میں ہے: والمراد بالرضعین الذکر والانثی، فکل رضیعی امرأۃ لا یحل للذکر منھما  
تزوج الانثی حیث کان الرضاع منھما داخل العامین تقدم احد ہما علی الاخری ام لا، اور  
مراد رضعین سے مذکر اور مؤنث ہے، پس دو رضیع ایک عورت کی نہیں حلال ہے واسطے مذکر کے ان دونوں سے نکاح کرنا  
مؤنث سے؟ جہاں کہیں ان دونوں سے رضاع دوسرے کی عمر کے اندر ہو ایک وہ میں سے دودھ پینے میں مقدم ہو یا نہیں  
تبیین میں ہے ولا حل بین رضیعی ثدی لانھما اخوان من الرضاع، یعنی نہیں حلال ہے نکاح دو رضیع کا کہ

دودھ پیا ہوا اس

ایک عورت کا دونوں نے

واسطے کہ دونوں بہن بھائی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۴ رمضان المبارک یوم چار شنبہ ۱۳۳۳ھ

کتبہ عبدالمذنب غلام محمد الہماری

عفی عنہ بمحمد بن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

خوشدامن اور زوجہ ایک جگہ سوئی ہیں، حالت شہوت میں زوجہ سمجھ کر اس کو چمکایا معلوم ہوا کہ خوشدامن ہے۔ نہ امت سے بھاگا اب اسکی زوجہ حلال رہی یا حرام ہو گئی، کفارہ لازم آیا بیضوا تو جروا۔

**الجواب :- اللہم ارنا الصواب :-**

شہوت کے ساتھ خوشدامن کو چھوننا یا چومنا سوا ہوا یا عدا، کربا ہوا یا مخفنا ہر طرح والد پر زوجہ کے لیدی حرام ہونے

کا موجب عالمگیری میں فرمایا: ثم لا غرق فی ثبوت الحرمة بالنس بین کوئہ عامدا اونا سبیا او مکرھا او مخطئا لہ یعنی چھونے سے حرمت کے ثبوت ہونے میں کوئی فرق نہیں کہ چھونے والے نے جان بوجھ کر چھوا ہوا یا بھول کر یا غلطی سے یا چھونے پر مجبور کیا گیا ہو، پھر مخطئا تفریع فرمائی فلوا یقظ زوجتہ لیجما معها فوصلت یدہ الی بنت منیا فخر صبیا بشہوة وحی من تشنہی یظن انها امھا حرمت علیہ الام حرمة مؤبدہ کذا فی الفتح القدیر اہ اقول هذا لو وصلت الحرارة الی الید کما سیجی ان شاء اللہ و علیہ قیاس المسئلة وقال فی الخانیة حرمت علیہ امرأۃ و ان کان یظن انها امرأۃ لوجوب دانمسن عن شہوة اہ یعنی اگر اس نے اپنی بیوی کو جھانکے یا چھو لیا تو اس کا ہاتھ اس کی بیوی کی لڑکی پر پڑا تو شہوت کیساتھ اسکی چمکنی لی اور وہ تخی مشتبہات یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کی ماں ہے تو اسکی ماں ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہو گئی، ایسا ہی فتح القدیر میں ہے اہ میں کہتا ہوں یہ حکم اس وقت ہوگا جب اسکے ہاتھ میں گرمی محسوس ہو جیسا کہ عقربہ شب انشاء اللہ آ رہا ہے، اور اپنی پر مسئلہ کا قیاس ہے، اور خانہ میں فرمایا اسکی بیوی اس پر حرام ہو گئی اگرچہ اسکو اپنی بیوی گمان کرتا ہو، شہوت کیساتھ چھونے کی وجہ سے صورت مسئلہ کا قیاس ہے، اگر زید نے اپنی خوشدامن کو صرف آواز دے کر بغیر ہاتھ لگائے یا ہاتھ لگایا مگر ایسا موٹا کپڑا اور میاں میں حائل تھا تو اور اک و احساس حرارت کو مانع یا صرف کپڑا ہی پکڑ کر یہ ار کیا کہ زید کا ہاتھ اسکی خوشدامن کے جسم کو نہ لگا ہوا اس کے سر کے بالوں کا وہ حصہ کس کیا جو مستر مل تھا، یا وقت کس زید کو شہوت نہ تھی، یا پہلے



سے تھی مگر اس لمس سے زائد نہ ہوئی، یا زائد ہوئی تو اتنی کہ زید کو انزال ہو گیا ان صورتوں میں اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں رد الحمار میں ہے ولو كان (الحائل) مانعا عن (وصول الحرارة) لا تثبت الحرمة اه: اگر حائل چیز وصول حرارت سے مانع ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی ہندیہ میں ہے الشهوة تعتبر عند المسس و النظر حتى لو وجد ا بغیر شهوة ثم اشتبهى بعد الترك لا تتعلق به الحرمة ، و حد الشهوة في الرجل ان تنشر اليه او تزداد الانتشار ان كانت منتشرة كذا في التبيين وهو الصحيح كذا افي جواهر الاخلاط و به يفتى كذا في الخلاصة و ايضا قال لو مس فانزل لم تثبت به حرمة المصاهرة في الصحيح لانه تبين بالانزال انه اى (المس) غير داع الى الوطى كذا افي الكافي اه وقال في در مختار وعليه افتى ابن الكمال وغيره اه اقول لان الاصل في ثبوت الحرمت هو الوطى وامادواعيه فقد اقيمت مقامه احتياطا كما صرح به في رد المحتار وغيره من معتبرات الاسفار فلما انطفئت النائرة وانكسرت الشهوة ولم تقاد الى الغاية والتماد الى النهاية بطئت داعيتها وظهر انها ليست من دواعيه بخصر صها اذا هو لا يوجد بدونها . یعنی شہوت کا اعتبار چھوڑنے اور دیکھنے کے وقت ہوگا، حتیٰ کہ اگر یہ دونوں بغیر شہوت کے پائے گئے پھر چھوڑنے کے بعد شہوت پیدا ہوئی تو اس سے حرمت متعلق نہیں ہوگی، اور شہوت کی حد مرد میں یہ ہے کہ اس کا عضو مخصوص منتشر ہو جائے، یا اگر پہلے سے منتشر تھا تو انتشار میں اضافہ ہو جائے ایسا ہی تبیین میں ہے اور یہی صحیح ہے، ایسا ہی جو اہر اخلاطی میں ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے، ایسا ہی ظالمہ میں ہے نیز انہوں نے فرمایا اگر اس نے خوشداسن کو چھوا اور انزال ہو گیا تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی صحیح قول کھطابی کیونکہ انزال سے ثابت ہو گیا کہ چھونا و طعی تک پہنچانے والا نہیں، ایسا ہی کافی میں ہے، اور رد مختار میں فرمایا کہ اسی پر ابن کمال وغیرہ نے فتویٰ دیا ہے میں کہتا ہوں اس لئے کہ اصل حرمت کے ثبوت میں و طعی ہے، رہے اس کے دواعی تو انکو احتیاطا اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے جیسا کہ رد المحتار وغیرہ کتب معتبرہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے، تو جب آگ بجھ گئی اور شہوت ختم ہو گئی اور وہ مقصد تک نہیں پہنچی اور انتہا تک اسے رسانی حاصل نہیں ہوئی تو اس کا دواعی ہو نا طلل ہو گیا، ظاہر ہو گیا کہ خاص کر وہ دواعی جماع سے نہیں، کیونکہ جماع اس کے بغیر نہیں پایا جاتا (مترجم) لہٰذا اگر اس کے جسم کا کوئی حصہ ایسا چھوا جو نہ ہنہ تھا، یا اس پر ایسا باریک کپڑا تھا جو احساس حرارت لیست بدل نہ کو مانع نہ تھا، یا اسکے سر کے بال مس کئے اور اس مس سے شہوت پیدا ہوئی یا پہلے سے شہوت تھی تو زائد ہو گئی اور انزال

اول نہ ہو اتقان حائلوں میں اسکی بیوی ہمیشہ کیواسطے حرام ہوگئی، اب کسی طرح یہ اس کے اور وہ اسی کیلئے حلال نہیں ہو سکتی  
 عالمگیریہ میں فرمایا ثم المنس انما یوجب حرمت المصاهرة اذا لم یکن بینہما ثوب فان کان  
 ضعيفا لا یجد الماس حرارة المنسوس لا تثبت حرمة المصاهرة وان انتشرت آلتہ  
 بذلك ، وان کان رقیقا یحیث فصل حرارة المنسوس الی یدہ تثبت بہ حرمة المصا  
 ہرہ کذا فی التبیین وقال صدق الشہیدو علیہ الفتوی وکذا فی الثمنی شرح الحقایہ اہ  
 پھر حرمت مصاہرت چھوٹے سے اس وقت ثابت ہوگی جبکہ دونوں کے درمیان کوئی کپڑا نہ ہو، پس اگر کپڑا ایسا موٹا ہے کہ  
 چھوٹے والے کو محسوس کی حرارت محسوس نہیں ہوتی تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی اگرچہ اس سے اس  
 کا اکہ منتشر ہو جائے اور اگر اس کا کپڑا ایسا ہار یک ہے کہ محسوس کی حرارت اس کے ہاتھ تک پہنچتی ہے تو اس سے حرمت  
 ثابت ہو جائے گی، ایسا ہی تمہیں میں ہے اور صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے، اور ایسا ہی منس شرح نقایہ میں ہے  
 (مترجم) در مختار میں ہے ولو یبشعر علی الرأس بحائل لا یمنع الحرارة، اگرچہ سر کے بال چھوٹے ایسے  
 حائل کیاتھ جو مانع حرارت نہ ہو (مترجم) عالمگیریہ میں ہے لو منس شعرہا بشیوۃ ان منس ما اتصل  
 براسہا تثبت وان منس ما استرسل لا تثبت واطلق الناطنی اطلاقا من غیر ہذا التخصیص  
 کذا فی الظہیریہ و ہکذا فی وجیز الکردری والسرراج الوعاج ولومنس ظفرہا تثبت کذا فی  
 الخلاصۃ اہ وفي الخانیۃ ولو قبل الرجل ام امرأته تثبت الحرمة ما لم یظهر انه  
 قبلہا بغير شهوة وفي المنس ما لم یعلم انه کان ان الشهوة لا تثبت الحرمة اقول  
 اذا المتبادر فی التقبیل هو الشهوة فلا یحکم علی خلاف الظاہر الا بدلیل صارف عنہ ،  
 یخلاف المنس فانما الاصل فیہ عدم الشهوة فلا بد ہینامن شاعدا علیہا ان لا یصح الاحکم  
 بوجودہ لمنشروط بالشرط الذی وجودہ لیس بضروری الا یعد اثبات تلک الشرط  
 بالدلیل قاذن لاسبیل الی التول بالمشروط قبل قیام البرہان علی وجود الشرط واللہ  
 تعالیٰ اعلم وعلیمہ جل مجدہ اتم و احکم ؛ یعنی اگر اس کے وہ بال جو سر سے متصل ہیں شہوت کیاتھ  
 چھوٹے تو حرمت ثابت ہوگا اگر لکھے ہوئے بال چھوٹے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی، نا طنی نے اسکو مطلق رکھا ہے بغیر تفصیل،  
 ایسا ہی ظہیریہ میں ہے، اور ایسا ہی وجیز کردری اور سرراج و باج میں ہے، اور اگر شہوت کے ساتھ اسکے ناخن کو چھوا تو حرمت

ثامت ہو جائے گی اور خلاصہ اور خانیہ میں ہے اگر مرد نے اپنی بیوی کی ماں کا بوسہ لیا تو حرمت ثابت ہو جائے گی حیثیت کہ یہ ثامت نہ ہو کہ اس نے بغیر شہوت کے بوسہ لیا ہے اور چھوٹنے میں جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ اس نے شہوت سے بوسہ لیا ہے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ میں کہتا ہوں اس لئے کہ متبادر بوسہ لینے میں شہوت ہے تو ظاہر کے خلاف حکم نہیں لگایا جائیگا بغیر کسی دلیل صارف کے مس (چھوٹنے) کے برخلاف اس لئے کہ اصل اسمیں عدم شہوت ہے تو یہاں اس پر کسی شاہد کا ہونا ضروری ہے اس لئے کہ ایسی شرط کے ساتھ مشروط کے وجود کا حکم لگانا جس کا وجود ضروری ہو صحیح نہیں، جب تک دلیل سے اس شرط کا اثبات نہ ہو جائے تو مشروط کے قول کی طرف کوئی راستہ نہیں شرط کے وجود پر دلیل قائم ہونے سے پہلے (مترجم) واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ اتمموا حکم۔

کتبہ المذنب عبده المذنب عزیز غوث غفرلہ بمحمدن المصطفی ﷺ

مسئلہ :- از قبضہ آنولہ ضلع بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبر پر اولیاء اللہ کی چادر چڑھانا جائز ہے یا نہیں بدینوا توجروا

**الجواب :-** واجب وہ ہے جسکو اللہ ورسول نے واجب کیا اور حرام وہ ہے جس سے اللہ ورسول نے منع فرمایا اور جس بات کو اللہ ورسول نے نہ منع کیا اور نہ اس کا حکم دیا وہ جائز ہے جو اسے منع کرے شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے، قبور اولیاء کرام پر اس نیت سے چادر ڈالنا کہ قلوب عوام میں عظمت اور ان کی نگاہوں میں وقعت پیدا ہو اور وہ تو ہیں جو عام قبور کے ساتھ کرتے ہیں اور رستہ دن مشاہدہ ہو رہا ہے یہاں تک کہ جو تاپنے ہوئے چلتے ہیں یہاں تک کہ قبر پر بیٹھ کر جو اٹھیلے دیکھا گیا ہے یہاں تک محاذ اللہ قبروں پر پیشاب کرنے میں بھی پاک نہیں قبور اولیاء کرام بھی اگر عام قبروں کی طرح رکھے جائیں ان کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین یعنی یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں (کنز الایمان) اسکی نظیر شرع میں تخلیہ مصحف ہے یعنی قرآن مجید پر سوتا چڑھانا، اس میں طلانی آیتیں سنہری جہد لیس، مانا کہ زمانہ سلف میں اصلاً نہ تھا اور فقہاء نے مکروہ تک لکھا ہے تو اس وقت اس کی حاجت نہ تھی دلوں میں عظمت قرآن مجید کی ویسی ہی مستحکم تھی تو یہ سب فائدہ صرف تھا مگر جب یہ قریب کا تاریک زمانہ آیا، اور نگاہ عوام میں عظمت اجلال پیدا کرنا اس ظاہری زینت کا شرع ہو گیا، لاجرم علماء نے حکم استحباب دیا، عالمگیری میں ہے : ہوان کان

احداثاً فهو بدعة حسنة وکم من شیء کان احد اثارہو بدعة حسنة وکم من شیء یختلف

باختلاف الزمان والنکان کذا فی جواهر الاخلاطی۔ وہ اگر نوا ایجاد ہو تو بدعت حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں نئی

ہوتے ہوئے بھی بدعت حسد ہوتی ہیں اور بہت ساری چیزیں زمان و مکان کے مختلف ہونے سے بدل جاتی ہیں ایسا ہی جو اہل  
 اخلاط میں ہے، **ترجمہ :-** علامہ سید عبدالغنی ہائلی قدس سرہ القدسی کشف النور عن اصحاب القبور میں  
 فرماتے ہیں ان کان القصد بذالك التعظيم اعين العامة حتي لا يحتقر واصحاب هذا القبر الذي  
 وضعت عليه الثياب والعمامم ولجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلين الزائرين لان قلوبهم  
 ناغرة عند الحضور في التاديب بين يدي اولياء الله تعالى المتقنين قى تلك القبور كما ذكرنا  
 من حضور روحانيتهم المباركة عند قبورهم فهو امر جائز لا ينبغي النهي عنه لان الاعمال  
 بالنيات وكل امرء ماتوى۔ دونوں عبارتوں کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ وہ اگرچہ نوپیدا ہے مگر مستحسن ہے کہ بہت سی  
 باتیں نوپیدا ہوتی ہیں مگر حسن ہوتی ہیں اور بہت باتیں زمان و مکان کے اختلاف سے بدل جاتی ہیں قبور اولیاء کرام پر چادر  
 ڈالنے سے جبکہ یہ مقصود ہو کہ عوام کی نگاہوں میں عظمت پیدا ہو، ان کے حضور خشوع و خضوع کا قل و دائروں کے دل میں  
 پیدا ہو کہ ان کے دل اولیاء مدفونین کے حضور میں ادب کیلئے کم جھکتے ہیں اور ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ اولیائے کرام کی ارواح  
 طیبہ انکے قبور پاک کے پاس تشریف فرما ہوتی ہیں یہ چادر ڈالنا جائز بات ہے جس سے نمی نہ چاہئے اسلئے کہ اعمال کا مدار نہایت پر  
 ہے اور ہر شخص اپنے کئے کا پھل پائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ الذمب عبدالرشید غفری عنہ

**مسئلہ :-** مرسلہ عبدالرحمن از ملک عجل ضلع ریال ڈاکخانہ دیر چڑ موضع چرکچہ :-

### قاری

چہ می فرمایند علماء دین اندریں مسئلہ کہ زید درکا بین نامہ منکوحہ خورش بعد  
 ذکر و اقرار شرائط چنیں و چنان بدین گونہ شرط دیگر نوشتہ داد کہ عن از شرائط مذکورہ  
 بیچگونہ شرط رایا جزو شرط را خلاف نکنم اگر بکنم پس اختیار کہ مرایا تہ طلاق دادن مرتہ  
 حاصل است آن اختیار بتوسپردم کہ تو نفس خود را بیک بسہ طلاق داد و بزوجیت شخص دیگر  
 داخل شدہ زندگانی خود را بسر بکنی آنکہ مرایا تو بیچگونہ دعویٰ باقی نہ خوابد ماند ، اگر  
 بکنم شرعاً و عدلاً مقبول و مسموع نخواہد شد ، پس اگر زید بہ شرائط مذکورہ کابین نامہ

بیچگونہ شرط را خلاف بکند حسب شرائط تفویض زید سرزنش را برائے ایقاع طلاق بر نفس خود شرعاً اختیار باشد یا نہ بینوا توجروا۔

## (ترجمہ)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی منکوحہ کے اقرار نامہ میں مختلف شرطوں کے ذکر و اقرار کے بعد اس طرح کی ایک دوسری شرط بھی لگائی کہ میں مذکورہ شرطوں میں سے کسی شرط یا جزو شرط کے خلاف نہیں کروں گا اگر کروں تو وہ اختیار جو مجھے تجھ کو طلاق دینے کا حاصل ہے وہ تیرے سپرد ہے کہ تو اپنے آپ کو ایک دو تین طلاق دے اور دوسرے شخص کی بیوی بکھر نہ دے گی گزاریے اس وقت میرا تجھ پر کسی قسم کا دعویٰ باقی نہیں رہے گا اگر میں دعویٰ کروں تو شرعاً اور عدالت مقبول اور مسوع نہ ہو گا لہذا زید اگر اقرار نامہ میں مذکورہ شرطوں میں سے کسی شرط کے خلاف کرے تو سپردگی کی شرطوں کے مطابق اسکی عورت کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا شرعاً اختیار حاصل ہو گیا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## فارسی

**الجواب :-** در صورت مستفسرہ زن زید را اختیار ایقاع طلاق بر خود حاصل ست در ساعتی

کہ زن را علم خلاف شرط کر دن زوج اوشود بعدراں مجلس خودرا ازیک تا سه بر قدر خواهد طلاق دهد، تادو طلاق از زوجیت بیرون نخواهد شد، شوهر را اختیار رجعت در عدت بود، اگر رجعت کرد بدستور زنش ماند، ورنہ از حبالہ نکاحش بیرون خواهد شد، و آنگاہ زن را اختیار نکاح باہر کہ خواهد بدست خواهد آمد اگر سه طلاق نفس خودرا داد پس فی الحال از زوجیت برآمد واورا اختیار است کہ بعد عدت نکاح ثانی بشخصیکہ خواهد کند زیدرا اصلاً اختیار منع نبود فاما این اختیار زن را در ہماں مجلس باشد بعد تبدیل مجلس نتواند کہ خودرا طلاق دهد در مجمع الانہر ست ولو قال لها انت طالق کما شئت ما شئت طلقت ماشاءت، واحدة او اکثر لان کم اسم العدر فیتناول الكل فی المجلس لابعده در اصلاح ست لن قيل لها طلقی نفسك او امرک بیدک



او اختیاری بنیۃ الطلاق تطلقها فی مجلس علمت به واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ غلام مصطفیٰ ابراہیم البہاری عفا عنہ الباری

بمحمد بن المصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

## (ترجمہ)

**(الجواب :-)** صورت مسئلہ میں زید کی بیوی کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اختیار حاصل ہے، جس وقت کہ عورت کو شوہر کے شرط کی مخالفت کرنے کا علم ہو اسی مجلس میں اپنے آپ کو ایک سے تین تک جس قدر چاہے طلاق دے، دو طلاق تک زوجیت سے خارج نہیں ہوگی، شوہر کو عدت کے اندر رجعت کا اختیار ہوگا اگر رجعت کر لے تو بدستور اسکی بیوی باقی رہے گی ورنہ اس کے عہد نکاح سے نکل جائے گی، اور اس وقت اس کو جس سے بھی چاہے نکاح کا اختیار حاصل ہوگا اگر وہ اپنے آپ کو تین طلاق دیدے تو فی الحال زوجیت سے باہر ہو جائے گی اور اس کو اختیار رہے گا کہ عدت کے بعد دوسرا نکاح جس سے چاہے کرے، زید کو بالکل منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن عورت کا یہ اختیار اسی مجلس میں ہوگا، تبدیلی مجلس کے بعد وہ اپنے آپ کو طلاق نہیں دے سکتی، مجمع الانہر میں ہے اگر شوہر نے بیوی سے کہا تجھے طلاق ہے، چیتے چاہے، بھٹنی چاہے، تو جس قدر چاہے اس پر طلاق واقع ہو جائے گی ایک یا زیادہ اسلئے کہ تم اسم عدد ہے تو وہ کل کو شامل ہوگا مجلس میں بعد میں نہیں اصلاح میں ہے جس عورت سے کہا گیا اپنے آپ کو طلاق دے، یا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا اپنے آپ کو اختیار کر (یہ طلاق کی نیت سے کہا) تو جس مجلس میں اسے علم ہوا اپنے آپ کو طلاق دے لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ غلام مصطفیٰ ابراہیم البہاری

عفا اللہ عنہ الباری محمد بن المصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۳۰ شوال یوم جمعہ ۱۳۲۳ھ

مرسلہ :- ازربلی مرسلہ عبد الباقان چانگامی ۳۰ شوال یوم جمعہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متبحرین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر آیات قرآن مجید میں کوئی لفظی غلطی ہو جائے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ یسینوا توجروا۔

**البحر** :- اصلی کلی اس باب میں تغیر معنوی فاحش ہے عام ازیں کہ تقدیم و تاخیر کلمات و حروف سے ہو یا زیادہ تو

تقصیران کلمہ و حروف کے باعث پس اگر معنی کا تغیر فاحش ہو گیا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں خلاصہ میں ہے لو قدم

کلمۃ علی کلمۃ او آخر کلمۃ عن کلمۃ فلم یغیرا لمعنی لا تفسد یعنی ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ پر مقدم کیا یا

مؤخر اگر معنی میں تغیر نہیں آیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اسی میں ہے لو زاد کلمۃ فلم یغیر المعنی لا تفسد یعنی اگر

زیادہ کیا کلمہ اور معنی میں تغیر نہ آیا تو نماز فاسد نہ ہوگی **ثانیۃ المضمین** میں ہے وان ترک کلمۃ من آیۃ فلم تتغیر

المعنی کما لو قرأ وما تدری نفس ماذا تکسب غدا و ترک ذالاً یفسد صلاته، وان تغیر المعنی

بترک الکلمۃ بان قرأ فما لہم لا یؤمنون و ترک لا یفسد صلاته عند الغامۃ یعنی اگر چھوڑ دیا ایک کلمہ

کسی آیت سے اور معنی نہ بدلے ہوں مثلاً ما تدری نفس ماذا تکسب غدا پڑھا اور (ذا) چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی

اور اگر معنی میں تغیر آگیا مثلاً فما لہم لا یؤمنون پڑھا اور (لا) چھوڑ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حرف میں تغیر ہو

جائے تو اسکی بھی تین صورتیں ہیں کم کر دیا یا زیادہ یا ایک حرف کو دوسرے سے بدل دیا اسکی بھی دو ہی صورت ہے جو گزری، یعنی

اگر معنی میں تغیر فاحش ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں خلاصہ میں ہے : ولو قدم حرفا علی حرف این تغیر

المعنی بالتقدیم تفسد یعنی اگر ایک حرف کو دوسرے حرف پر مقدم کیا اور معنی میں تغیر آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی

اسی میں ہے : اذا زاد حرفا ان کان لا تغیر المعنی لا تفسد صلاته عند عامة المضائق رحمہم اللہ

تعالیٰ اگر حرف زائد ہو گیا ہو اور معنی میں تغیر نہیں آیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی، اسی میں ہے : نقصان حرف ان کان

لا یتغیر المعنی لا تفسد صلاته بلا خلاف کم کرنے میں حرف کے اگر معنی بدل نہ جائے تو نماز فاسد نہ

ہوگی، ہکذا فی غیرہا واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اکمل و احکم ۔

کتبہ مجید القی نواب مرزا محمد یونس  
عفی اللہ عنہ محمد بن المصطفیٰ علیہ السلام

مسئلہ :- از سبقتل ضلع بریلی مر سدر رحمت حسین صاحب ۲۲ رجمادی الثانی یوم شنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی عورت مسماۃ ہندہ کو جبکہ اسکے دو ماہ کا حمل تھا طلاق دی اور مسماۃ نے دو روز کے بعد اپنا نکاح ثانی بکر کے ساتھ کر لیا۔ بارہ روز مسماۃ ہندہ بکر کے یہاں رہی بعد کو فرار ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی آئی اب مسماۃ بکر کے یہاں جانے پر راضی نہیں پھر اس صورت میں جب کہ مسماۃ ہندہ کو دو ماہ کا حمل تھا طلاق جائز ہوئی یا نہیں؟ اور اگر اب زید اس کو پھر اپنی زوجیت میں لیتا چاہے تو درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست ہے تو کس صورت میں۔ بینوا فوجروا۔

**الجواب :-** رب زدنی علما نا فعا و فہما کما ملا، صورت مسئلہ میں اگر زید نے ہندہ کو تین طلاق دی ہیں تو بلا تحلیل زید کیلئے حلال نہیں، اور اگر ایک یا دو طلاق رجعی دی ہے تو نکاح کی ضرورت نہیں صرف زبان سے کہہ دے کہ رجوع کی میں نے اور ایک یا دو طلاق بائن دی ہے تو صرف نکاح کی ضرورت ہے حالانکہ کی ضرورت نہیں اور زید اس سے ابھی نکاح کر سکتا ہے، انتظار وضع حمل کی حاجت نہیں اور دوسرا نکاح جو ہندہ نے بکر کے ساتھ کیا وہ منقض باطل اسلئے کہ یہ نکاح قبل عدت کے ہوا کیونکہ اسکی عدت وضع حمل تھی، حمل دو ماہ کا ہے یا تین ماہ کا ہر صورت میں زید ہندہ کو طلاق دے سکتا ہے، لہذا المانع واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد الرضا عاصی نذیر الحق الرضا پوری الہیاری عفی عنہ

محمد بن المصطفیٰ علیہ السلام

از: سید ضیاء الحسن جیلانی حیدرآباد پاکستان

محترم شہزادہ معظم، جگر گوشہ ریحان ملت، اولاد اعلیٰ حضرت، سیدی، سندھی، مرشدی، مولائی

حضرت علامہ مفتی

## محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں

وامت مد کاظم عالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ رب العالمین علی کل حال

فقیر کے دادا مفتی سید عنایت علی جیلانی اعلیٰ حضرت سے بیعت تھے، مفتی سید ریاض الحسن جیلانی کے دادا مفتی سید راحت علی جیلانی اور مولانا سید فیض علی جیلانی یہ چارہاں بزرگ حضور سیدی چچہ السلام کے خلفاء بھی تھے، فقیر کے بھائی اور چچا اختر الحامدی کے چچے بھی حضرت ریحان ملت کے غلام ہیں، فقیر کی اہلیہ مفتی تقدس علی خان صاحب سے بیعت ہیں، فقیر کے اور بھائی کے چچے وغیرہ علامہ توصیف رضا خان صاحب سے بیعت ہیں، الحمد للہ سلسلہ بیعت میں اتنا قریبی رشتہ اعلیٰ حضرت سے بہت کم پایا جاتا ہے مگر فقیر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ غلام رضا ہیں غلام رضا، اس مختصر تعارف کے بعد عرض گزارش یوں ہے کہ فقیر نے سال ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۹ء کے نئے ریحان ملت ٹھنڈرہ اور جامعہ کے اہتمام غرض حامدی جیلانی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں منظر اسلام کے فارغین کی اسناد وغیرہ سے متعلق پڑھا۔

آج میرے والد گرامی قدر مفتی ذمین سید محمد ریاض الحسن جیلانی نیر الحامدی یا فقیر کے چچا محمد مرغوب احمد اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہم ہوتے یہ دونوں حضرات جو کچھ لکھتے اس کا اپنا ایک مقام ہوتا اور وہ اپنے زمانہ میں منظر اسلام کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرماتے افسوس کہ یہ دونوں بزرگ اس دنیا سے ہست و بود میں موجود نہیں ہیں۔ اختر الحامدی نے اعلیٰ حضرت عالیہ الرحمۃ کے سلام پاک کی تفسیم کیا خوب لکھی جو بارگاہ رضا سے قبولیت کا شرف حاصل کر کے دربار رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہو کر قبول خاص و عام ہوئی۔

والد بزرگ دادا مفتی ذمین نیر الحامدی کی اسناد کی کاپیاں ارسال خدمت میں ان کی اصل کاپیاں الحمد للہ فقیر کے پاس موجود ہیں۔ ماہ رجب ۱۳۱۹ھ میں حضور حجۃ الاسلام نے خلافت ہمہ قلمی چاروں سلاسل جدیدہ یہ و قدسمیہ عطا فرمائی۔

حضور مفسر اعظم ہند نے ۱۳۶۰ھ میں منظر اسلام کی سند التکمیل عطا فرمائی۔ والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ چند ماہ

مظہر اسلام میں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے اور پھر چونکہ شہر جو دھپور میں مسلک اعلیٰ حضرت کی سخت ضرورت تھی اس غرض سے جو دھپور روانہ فرمایا یہاں مفتی ذمہ نیر الحامدی نے جامعہ اسحاقیہ جس کی بنیاد مفتی ذمہ نیر الحامدی نے رکھی تھی بنانا درویش کامل مفتی سید راحت علی جیلانی اور مفتی ذمہ نیر الحامدی کے والد مفتی سید عنایت علی جیلانی رحمۃ اللہ علیہم نے رکھی تھی خدمات انجام دیں۔ ایک اور سند حضرت سیدی مفتی اعجاز دلی صاحب نے ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء میں مفتی ذمہ نیر الحامدی کو عطا فرمائی، کاپی حاضر خدمت ہے۔

حضرت مبلغ اسلام شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی خلیفہ اعلیٰ حضرت نے اپنے لیٹر پیڈ پر ایک تحریر لکھی گویا وہ جانتے تھے کہ مفتی ذمہ نیر الحامدی حضور سیدی حجتہ الاسلام کے خلیفہ مجاز تھے اس کی تصدیق فرمائی۔  
سرکار عالی مرتبت!۔۔۔۔۔

فقیر والد گرامی قدر کے وہ مضامین ارسال خدمت کر رہا ہے جو کئی برس پہلے شائع ہوئے اگر مناسب خیال فرمائیں تو صد سالہ نمبر کیلئے انتخاب فرمائیں۔ ورنہ کوئی بات نہیں۔

ہاں فارغین میں حضرت مفتی ذمہ نیر الحامدی اور حضرت علامہ اختر الحامدی کو ضرور شامل فرمائیں، مفتی ذمہ نیر الحامدی حضور حجتہ الاسلام کے خلفاء کرام کی فہرست میں بھی شامل فرمائیں، تاکہ حضور حجتہ الاسلام کے خلفاء کی تعداد کا علم ہو۔  
حضرت علامہ مفتی سید عنایت علی جیلانی اعلیٰ حضرت سے بیعت تھے اور اپنے خاندانی بزرگوں کے علاوہ حضور حجتہ الاسلام کے بھی خلیفہ تھے۔

مفتی ذمہ نیر الحامدی کے نانا حضرت مفتی سید راحت علی جیلانی اور ان کے بھائی سید فیاض علی جیلانی بھی حضور حجتہ الاسلام کے خلفاء تھے جو ہندوستان کے شہر جو دھپور میں رہائش رکھتے تھے، فقیر کے پاس اس کی تحریری سند موجود نہیں ہے یہ تینوں بزرگ جامعہ اسحاقیہ جو دھپور کے بانی تھے، ہاں مفتی ذمہ نیر الحامدی کی تحریر میں فقیر نے پڑھا تھا جو اس وقت مکان بننے کی وجہ سے کتب خانہ اور سامان ادھر ادھر ہوا جس کی وجہ سے وہ تحریر مل نہیں سکی ہے مگر ہمارے شجرہ سلسلہ میں ان بزرگوں کے نام درج ہیں۔

میرے سرکار عالی، قار!۔۔۔۔۔

اب آپ کی خدمت قدسیہ میں حضرت مفتی ذمہ نیر الحامدی علیہ الرحمۃ کا وہ مضمون جو ماہ طیبہ مارچ ۱۹۵۵ء میں حجتہ الاسلام کے نام سے شائع ہوا تھا اس میں حضور سیدی حجتہ الاسلام کی کرامت، علمی مقام اور خاص کردہ کلام ہے جو نذر



عقیدت مختہ و رجحانہ الاسلام جسے سرکار نے پسند فرمایا، یمن حیات میں حجرہ مقدمہ میں لگائے بعد میں مزار اقدس پر آجہاں تھے  
کی فوٹو کا پی کر سال ہے۔

میرے مرشد کریم ۱

جب فقیر نے یہ آج سے تیس سال قبل پڑھا تو ذہن میں مختلف خیالات نے جنم لئے کہ فریم کوئی لے گیا ہو گا کسی  
نے ہٹا دیا ہو گا یا کاغذ خراب ہو گیا ہو گا، فریم ٹوٹ گیا ہو گا.....؟ وغیرہ وغیرہ

اس خیال خام کے ذہن میں آتے ہی یہ خیال آیا کہ کوئی ایسی چیز ہو جو یہ جیلانی فقیر اعلیٰ حضرت سے شہر لاہور تک  
کیلئے تھکے پیدل کرے جو مزار مقدس پر تاقیامت قائم رہے میرے اور میرے والد اور خاندان جیلانی کے سادات کرام کیلئے  
صدقہ جاریہ اور بخشش کا ذریعہ بنائے اس خیال سے مبلغ اسلام سیاح الشیخ حضرت علامہ توصیف رضا خان صاحب مدظلہ عالی  
تشریف لائے تو مزار اعلیٰ حضرت کیلئے موعے مبارک حیات النبی ﷺ الحاج شفیع محمد قادری صاحب کراچی اور دیگر کی  
موجودگی میں پیش کیا گیا وصولی کی رسید توصیف رضا خان صاحب کے دستخط کے ساتھ فقیر کے پاس موجود ہے اور توصیف  
رضا خان صاحب نے بریلی شریف سے خط بھی لکھا جس میں انہوں نے موعے مبارک حیات النبی ﷺ کے بارے میں تحریر  
فرمایا ہے کہ شوکیں میں رکھ کر مزار اعلیٰ حضرت کے سربانے رکھا گیا ہے، ایک ریخان ملت کلنڈر میں تصویر بھی چھپی تھی  
جس میں دو ڈبیا اور فقیر کے لیٹر پیڈ پر تحریر کی سند کا عکس بھی چھپا تھا وہ کلنڈر بھی فقیر نے فریم کر کے اپنے فریم میں لگایا ہوا ہے۔

آج (لاہور) علامہ علی نور الدین :- یہ فقیر مطمئن ہے کہ یہ تحفہ نور مجسم سرکار دو عالم حیات النبی ﷺ کے موعے  
مقدس میرے سرکار عالی وقار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد حق اور شہر لاہور کے علاوہ میرے مرشد کریم ریخان ملت  
مفتی ریخان رضا خان بریلوی کے دربار میں قبول ہیں، یہ موعے مبارک کسی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ مزار اعلیٰ حضرت پر رکھنے  
اور غلام بن اعلیٰ حضرت کے فیض حاصل کرنے کیلئے وقف کئے گئے ہیں۔

میرے مرشد کریم.....!

دعا فرمائیے کہ ہندوستان کبھی آتا ہو تو موعے مبارک کو بہت اچھی طرح سے سیٹ کر کے آؤنگا اس آپ فقیر کیلئے  
دعا فرماتے رہیں، فقیر یہاں پر زیارت گاہ موعے مبارک حیات النبی ﷺ کی تعمیر کے منصوبہ کی تکمیل میں مصروف عمل ہے  
جس کی تفصیل آپ کو روانہ کر رہا ہے یہ مشن جاری ہے اور جاری رہے گا دعا فرمائیں۔

مک دور گاہ موعے مبارک حیات النبی ﷺ

صاحبزادہ سید ضیاء الحسن جیلانی (ایم اے)

الساوات ۵۷ ذی غوثیہ چوک امریکین کواثرہ حیدر آباد فون نمبر ۶۷-۳۱۰

### حجۃ الاسلام

حضور پر نور قدوق الحنین، رئیس الحدیثین والمفسرین امام الفقہاء والمحققین استاذ العلماء امام الاولیاء فی عصرہ مرجع الانام حجۃ الاسلام مولانا مولوی مفتی شاہ الحاج حضرت اقدس محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ قادری بدکاتی ٹوری بدلیونی نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی و فیائے سنیست میں محتاج تعارف نہیں۔ ماہ جمادی الاول کی ۷ ارب تاریخ کو حضور نے محبوب حقیقی سے وصال فرمایا اللہ لا مرض کے باعث قیام کی طاقت نہ تھی لیئے ہوئے اشارے سے نماز ادا فرماتے تھے اسی طرح نماز عشاء کی نیت باندھی اور ہاتھ باندھے ہوئے اپنے رب کریم کے حضور میں تشریف لے گئے۔

میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر پھر رہا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم غلاموں کی استدعا پر دوسری مرتبہ رونق افروز ہوا چہرہ ہوئے۔ غریب کد پر مشتاقان وید کا جھوم تھا طالبان بیعت ہو رہے تھے۔ مردوں کے بعد عورتوں کا نمبر تھا۔ بالا خانے کے دو حصے تھے۔ جگہ درمیان فقط ایک دروازہ تھا ایک حصہ میں حضور جلوہ فرما تھے۔ میں اور میرے بہادر عزیز سید محمد مرغوب اختر الحامدی سلمہ اور عزیزان حافظ ظہور احمد سلمہ و حافظ عبدالحکیم سلمہ، وغیرہم حاضر خدمت تھے۔ دوسری طرف عورتوں کی نشست کا انتظام تھا۔ بیعت کیلئے ایک صاف دروازہ سے گزار کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ جبکہ ایک سر حضور کے دست اقدس میں تھا اور دوسرا طالبات کے ہاتھوں میں۔ حضور نے بیعت فرماد شروع کیا۔ اور الفاظ بیعت زبان فیض ترجمان سے ادا فرمائے۔ دھننا جلال بحرے للفاظ میں ارشاد فرمایا ”مؤوب تشوہیے نماز میں تھتھے ہیں ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ لیکن اللہ رے جلال کہ استفسار کی جرأت نہ ہو سکی۔ قلب میں ایک عجیب قسم کا اضطراب تھا۔ آخر دوسری سمت جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ محلے کی ایک عورت جو بیعت ہونے والیوں کے زمرے میں تھی اور جسے دو زانو تھتھے کی ہدایت کر دی گئی تھی چار زانو ہو کر تھٹھ گئی۔ اور اس کے اس طرز سے تھتھے ہی سوا حضور نے وہ الفاظ گرامی استعمال فرمائے۔ سچ ہے اللہ والوں سے کوئی شے حجاب میں نہیں ہوتی۔

اسی زمانے میں حضور نے اس سنگ بارگاہ سے ایک بار اشارہ فرمایا کہ میری تسبیح (مبارکہ) کا ڈور آگزر ہو چکا ہے اسے بدلوا دیا جائے۔ میں نے ہی حضور کہہ کر تسبیح لے لی لیکن رعب و جلال کے باعث تفصیل دریافت نہ کر سکا۔ بازار جا کر ایک دکاندار کو تسبیح دکھائی اور کہا کہ جیسی یہ ہے ویسی ہی اسے بنا دو پھند نے کیلئے اس نے زرور یتیم تجویز کیا۔ لیکن میں نے کہہ دیا کہ

میں سبز رنگ کا لباس پہندہ لگاؤ جیسا کہ اس میں پہلے لگا ہوا تھا۔ غرض شیعہ تیار ہو گئی اور میں۔ لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا بہت ستائش فرمائی اور مسکرا کر فرمایا، زرد رنگ بہتر تھا کہ صوفیانہ تھا۔ اللہ اکبر کہاں بنا، لڑکی بات چیت اور کہاں حضور کے اپنے مقام پر تشریف رکھتے ہوئے مشاہدہ۔

میری ایک عزیزہ تھیں جنہیں بیعت کیلئے کہا گیا لیکن ان کی توجہ کسی اور جانب تھی اسلئے انہوں نے معذرت ظاہر کی۔ حضور کی روانگی کے بعد ان ٹی ٹی نے خواب میں دیکھا کہ حضور تشریف لائے اور انہیں بیعت فرمایا۔ صبح انہیں تو قلب کی حالت بدلی ہوئی تھی مجھ سے کہا کہ مجھے تحریر بیعت ہی کرو اور چنانچہ حضور کی خدمت میں عرضہ لکھا گیا۔

میرے دوست محمد خاں کا ایک مقدمہ ٹیل رہا تھا حضور نے ان سے تعویذ مرحمت فرمائے کا وعدہ فرمایا تھا۔ لیکن پروٹہ ہائے جمال نے اتنی مہلت نہ دی کہ تعویذ تیار ہو پاتا۔ مراجعت فرمائی گئی اور مقدمہ کی تاریخ آگئی پچارہ محمد خاں پر پیشان۔ یا اللہ کل کیا ہو گا صبح صادق کا وقت ہے انھی یہ بستر استراحت ہی پر ہیں کہ دروازہ پر دستک ہوتی ہے باہر جا کر دیکھتے ہیں تو غلام فرید صاحب (جو آجکل کراچی میں ہیں) سلام علیک کے بعد انہوں نے تعویذ نکال کر پیش کیا محمد خاں نے حیرت و استعجاب سے پوچھا یہ کیا انہوں نے بتایا کہ آج رات حضور سیدنا حبیبہ الاسلام قدس سرہ العزیز نے مجھے خواب میں تشریف لا کر حکم فرمایا کہ میں نے تمہیں جو تعویذ دیا ہے۔ وہ علی الصباح محمد خاں کو پہنچا دو۔ اللہ اللہ یہ کرم فرمائی تھی غلاموں پر جیسی لوگ پروٹہ وارانہ شمع جہال پر نثار ہوتے اور حلقہ خلائی نگلے میں ڈالتے تھے وصال اقدس کے بعد شمار کیا گیا تو دوا لاکھ سے زائد صرف حضور کے دست حق پرست پر بیعت ہونے والوں کی تعداد تھی۔ الاسلام مجدد نمبر ۱۳۱۷ء میں شائع ہوا تھا کہ صرف پاکستان میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سریدین و معتقدین کی تعداد تقریباً چالیس لاکھ ہے حضور کا مافی فضل و کمال سرمنیر کی طرح روشن و تاباں ہے مدینہ طیبہ میں شیخ عبد القادر طرابلسی سے مباحثہ اور شیعہ مجتہد سے گفتگو دو عظیم گواہ موجود ہیں۔ مجھ سے مولانا محمد اسلام صاحب سنبھلی زید محمد حم نے بیان فرمایا کہ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ حضور جب اجیر اقدس تشریف لے گئے تو جناب مولانا معین الدین صاحب اجیری نے زبان عربی میں حضرت سے کچھ سوالات کئے جنکا حضور نے ہر جتہ عربی اشعار میں جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت صدر الافاضل جیسی شخصیت نے اعتراف فرمایا کہ زبان عربی کا ماہر میں نے حضرت جیسا کسی کو نہ دیکھا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل مبارکہ الدلیل النبی اور کفیل الخفیہ الفاہم کی تفسیرات و زبان عربی حضور نے تلمذ داشتہ تحریر فرمائیں جو خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پسند آئیں شائش فرمائی اور داخل رسائل فرمائے

کا اذن دیا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس سے ایک ہفتہ قبل جو لوگ بیعت کیلئے حاضر ہوئے ان سے خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ”حامد رضا خاں کا ہاتھ میرا ہاتھ، انکی بیعت میری بیعت اور ان کا مرید میرا مرید ہے۔ سند و خلافت میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف صاف تحریر فرمایا کہ یہ جانشینی و خلافت قیصر و کسریٰ کی طرز پر نہیں بلکہ خلافت حضرات شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی منج پر ہے۔ علماء کرام کے مشورے اور استخارہ و فرمان سے حضور سیدنا ابو الحسین احمد فوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سند خلافت پر متمکن فرمایا تو جنگی خلافت منج خلافت راشدہ پر ان کے فضل و کمال کا اللہ اکبر کیا کہنا۔

### نذر عقیدت بہ حضور حجة الاسلام

اب میں حضور والا کی منقبت کے وہ اشعار پیش کرتا ہوں جو حضور کی جوہر چھوڑ تشریف آوری کے وقت پیش خدمت کئے تھے جنگی مقبولیت کی الحمد للہ میں یہ دلیل پاتا ہوں کہ حضور کی حیات میں وہ حضور کے حجرہ مقدسہ میں رہ کر مستیز ہو گئے اور اب بعد وصال مزار اقدس آویزاں ہیں والحمد للہ علیٰ ذلک۔

و ترنم

آیا نظر جلوہ ترا شکر خدا حامد رضا

یاور مقدر ہو گیا صد مرجبا حامد رضا

بے مانگے سب کچھ دے دیا تجھ پر نذا حامد رضا

یہ ہے کرم جو شئی تری بحر عطا حامد رضا

تو معدن لطف و کرم صدق و صفا حامد رضا

تو مخزن علم و عمل رشد و ہدائی حامد رضا

چشم کرم بر سائے عین عطا حامد رضا

سویم نگر بحر خدا بحر عطا حامد رضا

بلبل نہ گل کا نام لے ترک اسکی الفت کو کرے

گردیکہ پائے بالیقین تلوا ترا حامد رضا

شیدا ہیں ترے خاص و عام ادنیٰ و اعلیٰ عکس غلام  
عالم نہ ہو سب کس طرح بردہ ترا حامد رضا

تو پر توذات نبی تو سایہ شان علی  
لا ریب ہے تو منظر غوث الوری حامد رضا

اچھے میاں کا تازیں نوری میاں کا مدہ جبین  
نور کج حضرت احمد رضا حامد رضا

تو روتی بازو دیں چشم و چراغ عابد میں  
تو زیب بزم اولیاء حق آئینا حامد رضا

تو حجت اسلام ہے تو ماحی اوہام ہے  
تو حائی دین ہدیٰ اے خوش الفا حامد رضا

جس نے نہ دیکھا ہو کبھی جلوہ جناب غوث کا  
وہ دیکھ لے جلوہ ترا حامد رضا

بزدل کہنے بے شعور کیا آسکے تیرے حضور  
اے نائب شیر خدا - شیر خدا حامد رضا

دامن میں دے اپنے جگہ اس نیر محروں کو بھی  
درد کی کب تک ٹھوکریں کھائے گدا حامد رضا  
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

عکس سید فراغت  
شفیق غلام رحمان نقیاری  
صاحب در عهد امام  
احمد، ضیاحات فاضل  
بیاداری علیہ الرحمہ

[illegible]

شعر مرثیہ از نثر الخاضع المذنب کوثری علیہ السلام رحمہ اللہ

الاسم	اللقب	الجنس	الدرجة	الوظيفة	الملاحظات
أحمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد	محمد	م	م	م	
عبدالله	عبدالله	م	م	م	
محمد					

مقامہ مضامین علیہ السلام

عکس سند فراغت :- مولانا سید محمد افضل حسنین : بن  
میر علی حسن موضع یورتیا ضلع مونگیر بہار در عہد حیات الہ





# الجامعة الرضویہ منظر اسلام

از: ————— مولانا غلام احمد ذکی، ایم، اے۔ بہادر منہج ضلع کشن خج بہار

منظر اسلام تیری عظمتوں کو سلام۔ تیری آغوش میں وہ بہادر بیڑے تھے جو شہسوار زمانہ ثابت ہوئے تیرے صحن دانگن میں ان نفوس قدسیہ کو تربیت ملی جن سے ایک عالم تاناک ہوا تیرا وجود اس وقت عمل میں آیا جبکہ دشمنان اسلام گستاخان رسول ﷺ ہر چہار جانب سے شعائر اسلام کو نشانہ بنا کر حملے کر رہے تھے۔

عظمت رسول ﷺ کے ساتھ کھٹوا کر نائن بد بختوں کا محبوب مشغلہ بن گیا تھا کیونکہ انگریز جہیں شاطر قوم کی پشت پناہی حاصل تھی ایسے پر فتن ماحول میں اسلام کا دفع کرنے کیلئے پروہگار عالم نے سرزمین بریلی میں ایک مجدد پیدا فرمایا جس نے حق مجددیت ادا کرتے ہوئے پچھتر غلط رسومات کو مٹایا دشمنان اسلام نے جو بدعتیں قائم کر رکھی تھیں انکو ختم کیا اور سنتیں مٹائی جا رہی تھیں انکا احیاء فرماتے ہوئے بڑے بڑے سوراووں کی خبر گیری کی اور اس بات کی قطعی پرواہ نہیں کی کہ دشمنوں کی دنیاوی حیثیت کیا ہے؟ آپ حالات سے باخبر تھے کہ یہ ایک عظیم منظم سازش ہے دشمنوں کو کوئی بھی حربہ استعمال کرنے میں عار نہیں ہے اسلام کی تخریب کاری کرنے والے ملت ببضائع کا شیرازہ بکھیرنے والے بظاہر اسلام کے دعویدار لیکن در پردہ نصاریٰ کی اسلام دشمنی کا آلہ کار بنے ہوئے تھے اسلام کا چولا پن کر مسلمانوں کے عقائد نگار نائن کا مشن تھا اسلام کا چہرہ مسخ کیا جا رہا تھا مسائل بیان کرنے میں اتنی احتیاط برتی جاتی تھی کہ اگر سرور کون و مکان آقائے دو جہاں ﷺ کی عظمت کھٹی ہو تو ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تنقیص ہوتی ہو تو ہو۔ اور اولیاء کرام علیہم الرحمہ کی توہین ہوتی ہو تو ہو۔ لیکن کسی صورت بھی ان کے سر پرست اور آقا انگریز مگور غنٹ کی دل آزاری نہ ہونے پائے ایسی واپسی جانی دیکھ کر اسلامی درو مندوں کے دل کانپ اٹھے آنکھیں اشکبار ہو گئیں بریلی کا یہ خانوادہ جس کے بزرگوں نے اپنی بیہ لوری کا لوہا شمشیر جہنمی کے ذریعہ میدان جنگ میں دشمنوں سے منوایا تھا آج دشمن پھر سر اٹھا رہے تھے اسلام دشمن طاقتیں فتنہ پھیلا رہی تھیں امتحان کی گھڑی آگئی تھی ایک غیور سپہ سالار کیلئے خاموش تماشاخی مار ہنا مشکل تھا چنانچہ اپنی آبائی بہادری کے تیور دکھاتے ہوئے شیر حق عشق رسول ﷺ میں سرشار ہو کر خالص اسلامی اور ایمانی جذبہ کے ساتھ اپنے ہاتھ میں نغز لیکر صف ہنداء میں کود پڑا اور دشمنوں پر وار کرتے ہوئے ایسا زخم کاری لگایا کہ دشمن اسکی ٹیس کج تک محسوس کر رہے ہیں۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدد کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

دشمنوں کے حملے کا انداز جد اگانہ تھا اخلاق سوز ایمان شکن لیٹر بچر کی اشاعت زوروں پر تھی شمسوار اسلام نے ترکی  
جز کی جواب دیتے ہوئے حربہ کو ناکام کرنے اور ہمیشہ کیلئے دشمنان رسول ﷺ کو سرنگوں کرنے کیلئے قلم کی تلوار ہاتھ میں لی  
اور نہ صرف یہ کہ دشمنوں کے دانت کھٹے کھٹے ان کے غرور کو توڑ بلکہ وار فغانی اور عشق مصطفیٰ کی سرشاری میں یہ جوانی حمل  
اتنا شدید تھا کہ دشمنوں نے پھر کبھی سر نہ اٹھایا ۔

کلک رضا ہے خنجر خو نخواستہ برق بار

اعداء سے کہند و خیر منائیں نہ شر کریں

یہ شمسوار کون تھا جو چودہ سال کی عمر میں ہی کمانڈر ان چیف بن گیا تھا اسلام کے دافع کیلئے آتائے دو جہاں ﷺ  
کی محبت میں اپنا سب کچھ بچھا کر نیا والا کون تھا؟ ہاں ہاں یہی تو ہیں مجدد و اعظم جنہیں دنیا کا نئے نعمت، حامی سنت، ماحی  
بدعت، قاطع شرک و کفر و ضلالت، محسن اہل سنت، مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے نام سے جانتی پہچانتی ہے ۔

اے امام اہل سنت تاجدار علم و فن

خوب کی تجدید ملت تم نے اے سروے چمن

دین حق کی خدمت و احیائے سنت کے سبب

اعلیٰ حضرت آپ کو کہتے ہیں سب اہل سنن

دو باطل طاقتیں کو فنی تھیں جو اسلام کی مخالفت صف آرا ہو رہی تھیں جی ہاں یہ وہی گروہ تھے جو مختلف ناموں سے  
جانے گئے یعنی مجددی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی اور ان جیسے پیشمار اعداء دین کی سرکونی امام اہل سنت مجدد دین و ملت  
اپنے قلم کے تیغ سے فرما رہے تھے رزم گاہ میں جا کر عشق مصطفیٰ کا رجزور د زبان کرتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے ۔

تھا تراسیف قلم اعداء کے حق میں خوں نشاں

رزم گاہ حق و باطل میں رہا تو صف شکن

کرمیا باطل کو تو نے سرنگوں پیوند خاک بنا دشمنوں میں ہاں کہاں ہے اب بحال دم زد



باطل پھر کبھی سر نہ اٹھائے ایک پائیدار قلعہ اسلام بنایا جس میں بیست ہزار مردان مجاہد نے تربیت پائی جو اسلام کی عزت کو جاگر کرنے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع دلوں میں روشن کرنے کیلئے چہار داگ عالم میں حق تبلیغ اور فرمانے لگے۔ سنی دین کی دھڑکن اہل سنت کا مرکز علوم و فنون کا گوارہ تحقیق و تفتیش کا سینٹر دارالعلوم اہل سنت والجماعہ الرضویہ منظر اسلام بنایا گیا جس درگاہ میں شامل ہونے والے حضور حجت الاسلام، حضور مفتی اعظم عالم، حضور صدر الشریعہ، حضور محدث عظم ہند، حضور ملک العلماء، حضور مفسر اعظم ہند علیم الرحمہ یہ وہ اکابر ہیں جنہوں نے حیات اعلیٰ حضرت میں اس بارغ کے بھول چنے ہر سنی گھر میں اس کی خوشبو پھیری اس کے قیام کو سو سال پورے ہو چکے ہیں اس سو سالہ مدت میں لاکھوں تشنگان عہد اس چشمہ سے فیضیاب ہو چکے ہیں اور بادواجم بن کر افاق عالم پر چھا گئے ہیں جن سے تاریک دل منور ہو رہے ہیں۔

اس خانوادہ کے افراد نے اس کی بناء کیلئے قربانی دی ہے اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیا ہے حضور سبحان مت کے عہدہ انتظام و انصرام سے کون واقف نہیں جنکے دور اہتمام میں یہ شمار ترقیاتی کام ہوئے اور اب فضیلت مآب قائد اہل سنت نبیرہ علیہ السلام حضرت شہزادہ سبحان ملت گل گلزار رضویہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں دامت برکاتہم القدریہ کی بہترین کارکردگی جامعہ کی ترقی کیلئے ہر ممکن کوشش و باصلاحیت مدرسین کا انتظام، درگاہ باہرین نظام، عہدہ تعلیمی معیار اور طلباء کی سہولت کا بہترین نظام اس بات کی دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فیض ہمیشہ جاری ہے گا جہاں قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، اور منطق و فلسفہ اور تجوید و قراءت کا درس نہایت کرو فرمایا تھا اور ہے رانکاء اللہ تاقیامت رہے گا۔ جشن صد سالہ (گولڈن جوبلی) کا یہ حسین موقع (اور کیوں نہ حسین ہو کہ ایک صدی کے بعد یہ موقع آیا ہے) ہر سنی مدیوی عاشق اعلیٰ حضرت خصوصاً فارغین جامعہ رضویہ منظر اسلام کیلئے باعث صد مسرت ہے۔

پروردگار عالم حضور صاحب سجادہ سبحانی میاں دامت برکاتہم القدریہ کو جامعہ رضویہ منظر اسلام خانقاہ عالیہ رضویہ اور رضا مسجد کے بہتر انتظام و اہتمام و انصرام کا دارین میں بہترین صلہ عطا فرمائے اور صاحب سجادہ دامت برکاتہم القدریہ

کا سایہ ہم سنیوں پر دراز فرمائے۔ ع

امین دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے : جیسا اسکا نام ہے ویسا ہی اس کا کام ہے

(ازھری میاں)

# جامعہ منظر اسلام تجہ کو میر اسلام

از: ----- مولانا قاری سخاوت حسین مراد آبادی

جامعہ منظر اسلام سے پہلے بھی ہندوستان کے مختلف شہروں۔ اجیر، دہلی، جوپور، لکھنؤ، پٹنہ، بھیت اور بدایوں وغیرہ میں مدارس اہل سنت موجود تھے لیکن جو نام اور دوام منظر اسلام کو ملا اور جیسے مشاہیر فضلاء اس جامعہ سے نکلے وہ کسی اور مدرسہ یا دارالعلوم کو میسر نہ ہوئے اور الحمد للہ منظر اسلام کی اہمیت اور عظمت روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کو دراصل ایک غیر رہائشی یونیورسٹی کی حیثیت حاصل ہے جس سے بہت سارے دینی تعلیمی ادارے ملحق نظر آتے ہیں اور وہاں کے طلباء جامعہ منظر اسلام سے امتحان دیکر کامیابی حاصل کرنے کے بعد عالم، فاضل، حافظ اور قاری کی اسناد اور فقیہیت کی دستار سے آراستہ ہو کر میدان عمل میں اترتے ہیں ہر سال اس جامعہ سے سیکڑوں فضلاء و حفاظ اور قراء یا سنوار کر دین و ملت کی خدمت کیلئے نکالے جاتے ہیں جن کی عملی دینی اصلاحی اور تبلیغی خدمات سے اس دور انحطاط اور عہد بے عملی میں بھی تب و تاب اور توانائی پھیل رہی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کی جو سند یہاں کے فارغین پاتے ہیں وہ صرف ان کے امتحان پاس ہونے کی ہی سند نہیں ہوتی بلکہ ان فارغین کے عقیدہ و کردار و عملی استعداد کی بھی سند ہوتی ہے اس لئے کہ یہ بریلی شریف کی سند ہوتی ہے یا دگڑا اعلیٰ حضرت کی سند ہوتی ہے اور اس سند پر دنیا کے کسی بھی خوش عقیدہ مسلمان کو شک و شبہ یا تاثر کی مجال نہیں یہاں کا فارغ کسی بھی مدرسہ یا مسجد میں یا امامت کا منصب بے تھک حاصل کر لیتا ہے۔

اللہ اکبر! یہ اعلیٰ حضرت کے یہاں کی سند ہے جو ہر اعتبار سے اعلیٰ ہی اعلیٰ ہے اعلیٰ حضرت نے جہاں اپنی علمی تحقیقی فقہی ادبی اصلاحی دینی اور تہجدی کارناموں سے دین و سنت کا منہ اجالا کیا ہے دنیا کے علم و فضل و فن کو ہمیشہ بہا خزانہ عطا کیا ہے۔ مسلمانوں کے عقائد و ایمان کی حفاظت کی ہے اور اس طرح قوم و ملت پر عظیم احسان فرمایا ہے۔ وہاں جامعہ منظر اسلام قائم فرما کر ایک اور احسان کیا ہے اور عالم اسلام کو علماء فضلاء حفاظ و قراء کو عطا کر کے غلبہ اسلام کا ایک اور اہم عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔

جامعہ منظر اسلام کو جہاں دیگر مدارس پر یہ بڑائی حاصل ہے کہ اس کے بانی چودہویں صدی کے مجدد اسلام ہیں۔ اس کے تلمیذین میں مجدد اسلام علامہ حامد رضا خان مفسر اعظم علامہ ڈراہیم رضا خان ریحان ملت علامہ ریحان رضا خان

محمد اللہ علیہ وسلم جیسے نامور ان زمانہ رہے ہیں اور آج بھی خانوادۃ اعلیٰ حضرت کے ایک شہزادے صاحبزادہ ریحان ملت حضرت  
سیدنا سیدنا رضا خان سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ اس جامعہ کے ناظم اعلیٰ اور سربراہ ہیں جہاں اس جامعہ میں  
الشریعیہ علامہ امجد علی اعظمی، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، محدث احسان علی، مفتی افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ  
یہ علم و فضل کے کوہ گراں اساتذہ اور فاضلین رہے ہیں۔ وہیں مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں، ملک العلماء علامہ  
نور الدین بہاری، حافظ ملت علامہ عبد العزیز بانی الجامعۃ الاشرفیہ، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد شیریں شاہ اہل  
سنت علامہ شمس علی خان، شمس العلماء علامہ شمس الدین جوہوری جیسے علم و عمل کے وحشی اور بانیان مدارس کراچی نہ  
صرف برصغیر ہندوپاک بلکہ مغرب میں بھی ان کے علمی فیضان کی شمعیں فردزاں ہیں۔ اور پوری دنیائے سنیت میں  
جامعہ پاکستان ہے۔

جسویں صدی کے ناموروں نے جن لوگوں کا قیام فرمایا ان سب میں منظر اسلام ہی کی توانائی و وزر ہی ہے منظر  
اسلام ہی کا جو ہر کار فرما ہے۔ علم و فضل کی ان شمعوں کو منظر اسلام ہی نے روشن کیا ہے اسی چراغ سے یہ مارے چراغ جلے ہیں۔  
مجھے ان حکم نظروں کی عقلوں پر روز آتا ہے جو صرف کیت کے قائل ہیں اور کیفیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ صرف حجم  
کی جھم ہو، وزن نہ ہو تو ایسے پھیلاؤ سے کیا حاصل؟ ہاں اگر کیت اور کیفیت کا توازن ہو تو لائق ستائش ہے۔

منظر اسلام ایک گل ہے اور پھول گل کے گھر اور پورے ماحول کو منظر کر دیتا ہے۔ اب کیفیت کا کمال دیکھنے کے  
لیے سے بڑا فرقہ، بڑے سے بڑا علاقہ ایک پھول سے ملکہ رہا ہے، ماحول کی ساری مسومیت ختم ہو چکی ہے اور ہر سمت  
سیرابی بہا رہی ہے۔ بس دنیائے سنیت کو اس طرح منظر اسلام بھی ملکہ رہا ہے، بد عقیدگی، بے عملی وغیرہ کی ماحولیاتی آلودگی  
خائب، عقیدہ اور عقیدت اور علم و عمل کی بہار ہے۔

منظر اسلام میں کیا نہیں ہے؟ پڑھائی کے کمرے ہیں، لائبریری، ہوٹل ہے، دارالافتاء ہے۔ لائق و فائق  
مدیر سیکرٹری اساتذہ ہیں۔ طلبہ کی کثیر تعداد ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ خائفانہالیہ رضویہ کا قرب ہے، اس کی پاسبانی ہے،  
اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم، مفسر اعظم پور ریحان ملت قدس سرہم کی روحانیت اور ان کے فیوض و برکات کی  
گھنٹائیں ہیں۔

منظر اسلام کے ہر منہم نے اپنے اپنے دور میں اس کی ہمہ جہت ترقی کیلئے اپنا اپنا کردار نبھایا ہے۔۔۔۔۔ مفسر اعظم  
بند نور اللہ مرقدہ نے تو اپنا نئی سرمایہ لگا کر اساتذہ کی تنخواہیں دیں، طلباء کی کفالت فرمائی، ریحان ملت قدس سرہ نے نئی

بلڈنگوں کی تعمیر کرائی، اور الحمد للہ موجودہ مہتمم ذیشان حضرت مولانا سبحان رضا خان نے جامعہ کو ہر اعتبار سے وسعت بخشی، تعلیمی معیار مزید بلند ہوا، قابل اساتذہ بالخصوص شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی کی تقرری نیز دوسرے تازہ دم استعداد و لیاقت والے مدرسین کا اضافہ فرمایا۔ فارغین کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ عمارت کی تزئین و آرائش ہوئی۔ خانقاہ رضویہ کی تعمیر نو اس کی وسعت و آرائش انہیں قبلہ مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں کا کارنامہ ہے۔

مفسر اعظم، ربیعان ملت رحمۃ اللہ علیہا کے عہد اہتمام نیز قبلہ سبحانی میاں کے موجودہ عہد تک افریقہ و مارشس کے کئی طلباء منظر اسلام سے علم حاصل کر کے کامیاب و کامران نکلے ہیں۔ ملک اور بیرون ملک کے غیر مسلم اسکالرس نے بھی اپنی کتابوں اور مقالات میں منظر اسلام کی عظمت و اہمیت کا ذکر کیا ہے متعدد انگریزی تصانیف میں اعلیٰ حضرت کے ذکر کے ساتھ جامعہ منظر اسلام کا ذکر بھی آیا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ ایک عظیم تر عالم، ایک عبقری شخصیت نے علم و فضل کی ایک ایسی یادگار قائم فرمائی کہ پوری ایک صدی سے زمانہ اس سے فیضیاب ہو رہا ہے۔

آج پوری دنیا میں کوئی دارالعلوم یا جامعہ رقبہ اور کیت کے اعتبار سے کتبہ اور وسیع کیوں نہ ہو جائے۔ اگر اس پر رضویت یا رضاکارنگ نہ چڑھا ہو یا منظر اسلام کا منظر اس میں نظر نہ آتا ہو تو اسے عقیدہ و علم کے اعتبار سے وقار اور مستند اعتبار حاصل نہیں ہو سکتا۔

۱۹ صدی کے نصف آخر سے لیکر پچیسویں صدی تک جہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ایک پاکیزہ انقلاب برپا کیا ہے وہیں ان کا یادگار جامعہ نے بھی علم و فکر، بصیرت و نظر اور سماج میں ایک اسلامی انقلاب برپا کیا ہے۔

علم و دانش کی دنیا میں جب جب دنیا کے مانے ہوئے جامعات یونیورسٹیوں کو یاد کیا جائیگا انشاء اللہ یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ منظر اسلام کو بھی یاد کیا جائے گا اور سلیس اس کے فیوض و برکات، اس کی ہوائی اور بھلائی اور پھیلائی ہوئی سچائی پر فخر کریں گی۔

انہیں خصوصیات کی بناء پر ہم جامعہ منظر اسلام کو یں پل اسلام پیش کرتے ہیں۔ منظر اسلام کے ناظمین کو سلام، فارغین کو سلام، متعلمین کو سلام، متعلمین کو سلام، معاونین کو سلام، منظر اسلام جو کہ سنیت کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ منظر اسلام کا تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج کا موجب ہے، منظر اسلام کی تعمیر ملت کی تعمیر کا سبب ہے، منظر اسلام کا حسن و حسن بریلویت ہے، منظر اسلام کا وقار و وقار قوم ہے، منظر اسلام کی بسیار بہار عقیدہ و عقیدت ہے منظر اسلام کا قرار قرآن اہل عقیدت ہے، منظر اسلام! تجھے اہل عقیدت کا سلام۔

خداوند قدوس موجودہ صاحب سجادہ اور جامعہ کے مہتمم اور سربراہ اعلیٰ نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا سبحان رضا خاں  
سبحانی میاں کو تادیر سلامت رکھے اور جامعہ کو ان کے ذریعہ ترقی کی نئی نئی منزلیں طے کرائے آمین آمین بجاہ سید  
المرسلین علیہ افضل الصلاۃ و التسلیم

### منقبت در شان و یحان ملت

از: طوطی ہند حضرت علامہ مفتی محمد رجب علی قادری نانپاروی قدس سرہ  
 کدوش رہبان ملت مرحبا صد مرحبا  
 ہے مثال اہل سنت مرحبا صد مرحبا  
 وہ گل خوش رنگ ملت مرحبا صد مرحبا  
 تھے بہر اہل سنت مرحبا صد مرحبا  
 آپ نے تبلیغ دیں کا کام کیا اچھا کیا  
 خوش ہیں جس سے اہل سنت مرحبا صد مرحبا  
 مفتی اعظم کی خدمت کا اچھا صلہ  
 ہوئی ہر سنت شریعت مرحبا صد مرحبا  
 ہند پیروان ملک ہند ہو تم نے شا  
 کی ہے مسک کی اشاعت مرحبا صد مرحبا  
 میرے حامی آپ ہی تھے مفتی اعظم کے بعد  
 آپ سے شفی دل کو رحمت مرحبا صد مرحبا  
 آپ کی قسمت کی نفی بعد رحلت آپ نے  
 بنا قرب اعلیٰ حضرت مرحبا صد مرحبا  
 اک طرف بنا ہم جلوہ ایک طرف چہ کریم  
 حق میں ہیں اعلیٰ حضرت مرحبا صد مرحبا  
 ان بزرگان عمرانی منزلت کے درمیان  
 آپ کی پاکیزہ قیمت مرحبا صد مرحبا  
 جانے والوں پر ہمیشہ اے رجب آمین کہو  
 ہو خدا کی خاص رحمت مرحبا صد مرحبا



# منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان

از قلم: ————— محمد حبیب الرحمن پرنسپل مدرسہ اہل سنت انوار العلوم چارس

رضا نگر محلہ سوداگران ہریلی شریف میں جامعہ رضویہ منظر اسلام مجددین و ملت آقائے نعمت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا قائم کردہ وہ عظیم قدیم دینی و مرکزی ادارہ ہے جس میں آپ نے بنفس نفیس اپنی زبان فیض ترجمان سے علوم و فنون کے گہر ہر بھیر سے ہیں۔ حالانکہ آپ کا زیادہ تر وقت فتاویٰ فنیکی تصنیف و تالیف اور دوسرے دینی کاموں میں صرف ہوتا تھا آپ جیسی مصروف ترین اور ہمہ گیر شخصیت کا بذات خود درس دینا منظر اسلام کی تاریخ میں اسکی عظمت و شوکت اور مرکز اہل سنت کی تابندہ و دور کشندہ مثال ہے۔ یہی وہ سرچشمہ علم و حکمت ہے جس سے بے شمار نگار جاری ہوتے ہیں یہی وہ گوارہ علم و ادب ہے جہاں سے علم و فن کے آفتاب و متاب جھلکاتے ہیں یہیں سے حضور جتہ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند، حضور مفسر اعظم ہند، حضور صدر الشریعہ (مصنف بیہار شریعت)، حضور ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، استاذ زمن مولانا حسن رضا خان صاحب، حضور شیر چشمہ اہل سنت، حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان، صدر العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میر بخش علیہم الرحمۃ والرضوان نے علمی و فنی دور فرمائی اور زمانہ میں ممتاز ہو کر چمکے یہ وہ اکابر و اساتذین ملت ہیں جن پر دنیائے سببت ناز کرتی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کے ان سپوتوں کے نام آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں ان کے علاوہ جامعہ کے پروردہ لاتعداد علماء کرام و فضلاء اسلام دنیا کے گوشے گوشے میں ماہ و نجوم کی شکل میں چمک رہے ہیں جن کے فیوض و برکات سے دنیا صبح قیامت تک فیضیاب ہوتی رہے گی آج بھی ہندو ویر و ن ہند کے کثیر طلباء اس سرچشمہ علم و حکمت سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور علمی انحطاط کے اس نازک دور میں بھی ہر سال علماء دین کی ایک کثیر فوج علم و فن اور معرفت و حکمت سے ایس ہو کر ہمد وقت دشمنان دین کی سرکوبی اور قوم و ملت کی خدمت کیلئے اکثاف عالم میں سرگرم عمل ہے۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام کی یہ ایک عظیم خصوصیت ہے کہ ہند ویر و ن ہند کے اکثر طلباء اس جامعہ میں تعلیم حاصل کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں اور دوسرے مدارس کے فارغین بھی یہاں سے منہ حاصل کرنا باعث برکت

اور اپنے لئے خوش نصیبی تصور کرتے ہیں۔ گویا جامعہ رضویہ منظر اسلام روز ازل سے الٹک اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ

فرائض کی انجام دہی میں خوش آئند مستقبل کی طرف رواں دواں ہے۔

یادگار اعلیٰ حضرت درر گاہ علم و فن

منظر اسلام کہتے ہیں جسے اہل سنن

## جذبات عقیدت

از: - قاری محمد یونس رضا خاں قادری ڈوٹھہ بزرگ

یارپ خدا بیدار ہے منظر اسلام  
 ہر وقت جلوہ بار ہے منظر اسلام  
 علم و ادب کا چھ کوہِ پیرہہ کہے جہاں  
 قائم ترا وقار ہے منظر اسلام  
 خوشبو سے تیری مئے زندہ خدا کرے  
 ہر سو تری بیدار ہے منظر اسلام  
 فیتانِ غوثِ پاک سے شام و سحر یوں ہی  
 نورانی یہ بیدار ہے منظر اسلام  
 اس کو ملا ہے گلشنِ نوری میاں کافیش  
 بھر کیوں نہ لالہ زار ہے منظر اسلام  
 ایسی پلاوے باوہ عرفاں ہر ایک کو  
 تا حشر جو خدا ہے منظر اسلام  
 یونس کی اس دعا کو اُٹھی قبول کر  
 بردل میں یادگار ہے منظر اسلام

# منظر اسلام اور جشن صد سالہ

از: ----- علامہ محمد سلطان اشرف صاحب رضوی، بیرونی بریلی شریف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دینی و دنیاوی تعلیمات سب سے پہلی اسلامی درس گاہ تاریخ کے زریں صفحات پر مدینہ شریف میں دکھائی دیتی ہے۔ جہاں جناب رسالت مآب ﷺ توحید و رسالت، عبادت و اطاعت، اخلاق حسنہ، تزکیہ نفس، حقوق اللہ، حقوق العباد، تجارت و زراعت، صلح و جماد، سیاست و معاشیات و اقتصادیات ارضیات و فلکیات۔ غرض کہ کائنات کے ہر علم و فن کی تعلیم دیتے نظر آتے ہیں۔ اس درس گاہ کے تلامذہ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن زبیر ہیں۔ حضرت خالد بن ولید ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت عمر بن خطاب، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام اس درس گاہ سے فیضیاب ہوئے۔ اور آسمان ہدایت کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور قیامت تک چمکتے رہیں گے۔

مدینہ شریف کی اس درس گاہ سے تعلیم حاصل کر کے نکلنے والے صحابہ کرام و تلامذہ روزگار اسرار فطرت کے محرم۔ دنیا کے فرمانروا ہیں۔ جنہوں نے مشرق و مغرب تک افریقہ سے ہندوستان کی سرحد تک فرمانروائی کی اور ایسی فرمانروائی کی جو دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہوں کی سیاست و تدبیر اور نظم و نسق کے کارناموں کو منسوخ کر دیتی ہے۔ جنہوں نے عقل و دانش کے علم و حکمت کے ہر میدان میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے اور فتح و کامرانی کے علم نصب فرمادئے۔ اور بڑے بڑے شہنشاہوں کے تاج اتار کر اسلام کے قدموں میں ڈال دیئے یہ وہ حضرات ہیں جنکی قابلیتوں کو دنیا نے تسلیم کیا اور تاریخ نے انکی بزرگی کی شہادت دی ہے۔

لیکن تمام تعلیمات کی بنیاد سرور کائنات ﷺ کا دیا ہوا وہ درس ہے جو تاحیات ظاہری اس درس گاہ سے فیضیاب ہوئے والوں کے پیش نظر رہا وہ درس یہ ہے۔ لایو من احد کم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ و الناس اجمعین یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی اولاد، اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے

اسی بنیادی و اساسی سبق کی تعلیم صحابہ کرام دنیا کے مختلف مقامات پر دیتے رہے۔ پھر تاریخ ہمیں کربلا شریف کے بتاتے ہوئے رگزار پر ایک دل ٹراش اور جگر سوز منظر دکھاتی ہے جہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اپنی اولاد کا، اپنے متعلقین کا خون دیکر قیامت تک کی انیوال مسلم نسلوں کو تعلیم دی تھی کہ عشق و محبت رسول سے سرشار غلامان و فاشعار سر کھٹکتے ہیں لیکن جان و رحمت ﷺ کے فرمان کا ایک حرف کٹ جائے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر تاریخ نے دیکھا کہ جانیں قربان ہو گئیں۔ خون بہہ گیا لیکن شریعت اسلامیہ کا ایک حرف کاٹا نہیں جا سکا۔ اور دنیا بھر اٹھی۔

قتل حسین اصل میں مرگِ یزد ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک درسگاہ بغداد شریف کی سر زمین پر نظر آئی جہاں سردار اولیاء حضور سید غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق و محبت رسول کا درس دیتے نظر آتے ہیں فرماتے ہیں۔

سقاہی الحب کاسات الوصالی لما فقلت لخصرتی نحوی تعالیٰ

عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلانے جگہ میں نے شراب عشق و محبت سے کہا اور میری طرف آ

اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ منہ صعب عظیمہ حاصل ہوئے کہ خود فرماتے ہیں۔

وقلت لساہرا قطاب لساہرا بحالی و ادخلوا انتم رجال

میں نے سارے اقطاب سے کہا لساہرا کو میرے سلسلے میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تم میرے رفقاء ہو

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی پیغام تھا جسے سکر روئے زمین کے تمام اولیاء کرام نے اپنے سر جھکا دیئے اسی پیغام

کا فیضان تھا جس سے اقطاب عراق و خوار اصحاب چشت و اجمیر، مشائخ مارہرو۔ اور دنیا کے تمام ارباب ظاہر و باطن مستفیض ہوئے۔

آج ہر مقام پر یہی فیضان قادری کار فرما نظر آتا ہے۔ امام ول سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کس گشتال کو میں فصل بیداری سے نیاز نہ کوئی سلسلے میں فیض نہ آیا خیرا

مزدع چشت و خوار و عراق و اجمیر جہاں کوئی کشت پہ برسا نہیں جہالا تیرا

پھر ایک دور یہ بھی آتا ہے جب خود کو مسلمان ظاہر کر نیوالے۔ جو انگریزوں کے زبرد غلام تھے۔ اپنے آقاؤں

واقعہ شہد ادا کرنے کیلئے اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ تو ربی شریف کی سر زمین

پر مجدد اسلام، امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار سے زائد کتبیں لکھ کر دنیا کے سامنے پیش

کرنے کیلئے ایک درسگاہ قائم فرمائی اور اعلان فرمایا۔

مومن وہ ہے جو انکی عزت پہ مرے دل سے  
تفہیم بھی کرتا ہے بھڑکی تو مرے دل سے  
جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا  
جس کو ہو درد کا مزد ناز و الاٹھائے کیوں

عشق و محبت رسول کا درس دینے والی اس عظیم درسگاہ کا نام ہے منظر اسلام کالج جس کا جشن صد سالہ منایا جا رہا ہے۔

یہاں ایک پر لطف بات یہ ہے کہ درس گاہوں کا یہ سلسلہ مدینہ شریف سے شروع ہوتا ہے۔ اور لفظ مدینہ شریف نو حرفوں کا مرکب ہے۔ کہ بلا شریف بھی نو حرف پر مشتمل ہے۔ بعد از شریف اور اجمیر شریف میں بھی نو نو حرف پائے جاتے ہیں۔ لفظ اعلیٰ حضرت میں بھی نو حرف ہیں۔ بریلی شریف میں بھی نو حرف ہیں۔ منظر اسلام میں بھی نو حرفوں کی ترکیب ہے اور جشن صد سالہ بھی نو حرفوں کا مجموعہ ہے۔ اور تو کا ہندسہ آٹھ ہی ہندسہ ہے اس کے بعد چھتے ہندسے بنتے ہیں اسی سے یا اس سے پہلے کے ہندسوں کا مرکب ہوتے ہیں۔

لہذا یوں سمجھ لیجئے کہ عشق و محبت رسول کا جو پیغام مدینہ شریف کی درسگاہ میں دیا گیا تھا کہ بلا شریف کے میدان میں اسی پر عمل کیا گیا۔ اسی پیغام کی آواز بعد از شریف و اجمیر شریف سے اٹھی۔ اسی پیغام کی صدا ایں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بریلی شریف میں منظر اسلام کے ذریعے بلند فرمائیں۔ وہی صدا ایں کالج بھی بلند ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ بلند ہوتی رہیں گی۔

یوں تو منظر اسلام کا اہتمام و انتظام ہر دور میں وقت کی عظیم ہستیوں کے مبارک ہاتھوں میں رہا۔ اور دور کے قابل ترین اساتذہ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ لیکن دور حاضر میں صاحب سجادہ حضرت علامہ مولانا الحاج سبحانی میاں بواست برکاتہم العالیہ منظر اسلام کا اہتمام و انتظام جس حسن کارکردگی، لائق تحمک کوششوں اور کاوشوں سے انجام دے رہے ہیں وہ لائق صد تحسین ہے اور دنیا سببت پران کا احسان عظیم ہے آج منظر اسلام کو وقت کے لائق ترین اصحاب صلاحیت اساتذہ و مفتیان کرام و دیگر متعلقین کی خدمات حاصل ہیں اور یہ سب حضرات لائق صد مبارکباد ہیں کہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ ان حضرات کے حصے میں آیا۔ بریلی شریف میں منظر اسلام، جامعہ نور یہ۔ یا دنیا کے کسی بھی گوشے میں اہل سنت و جماعت کی کوئی درسگاہ ہے یہ سب اسی نور کے جلوے ہیں اسی شمع کی روشنی اسی جرس کی آوازیں ہیں۔

جتنا ہے آج علم کا جو ساز دوستو ہذا یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو



# معائنہ جات

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ الحمد للمولیٰ الکرم والصلوة والسلام علی سیدنا  
ومولانا محبوبہ الرؤف الرحیم وآلہ واصحابہ اولیٰ القیضان العظیم۔ اما بعد  
آج یکم ذوالقعدہ ۱۳۵۵ھ یہ منورہ کو اپنے گھستان علم و فضل پر چشمرہ علوم و حکم جامعہ عالیہ رضویہ منظر اسلام میں  
حمد و عزوجل باریابی ہوئی الحمد للہ تعالیٰ جامعہ مبارکہ کے حسن انتظام حضرات مدرسین کرام کے پر خلوص مساعی طلبہ کرام  
کی کثرت اور تحصیل علم میں ان کی جہد بلیغ کو دیکھ کر روحی سرمت حاصل ہوئی فی الواقع جامعہ کے محاسن حضرت مخدومی عالی  
جناب مولانا شاہ جیلانی میاں صاحب قبلہ دامت فیوضہم اور حضرت بابرکت مخدومی م مولانا مفتی شاہ سید محمد افضل حسین  
سہاری عم فیوضہ الباری کے حسن تدبیر اور خوبی نظم کے شاکہ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضور سرور عالم ﷺ کے طفیل اس جہنتان  
علوم اسلامیہ کو ہمیشہ شاداب رکھے۔

احقر محمد مر علی قادری غفرلہ

یکم ذوالقعدہ مطہرہ ۱۳۵۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم۔ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم  
(الحمد للہ ! آج بتاریخ یکم ذوالقعدہ الحرام ۱۳۵۵ھ ہجریہ نبویہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام بدعت سید کی حضرت  
مولانا الحاج الشاہ ابوالکیم رضا خان صاحب مدظلہ جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگران بدلی کے حضرات علماء کرام و طلباء  
ذوی الاحترام کی زیارت کا موقع ملا۔

(الحمد للہ ادارہ العلوم کی نگاہری دیباغی کامیابیاں دیکھ کر محظوظ ہوا۔ طلباء کا شوق اساتذہ کی توجہ قابل تحسین و  
مبارکباد ہے اس آستانہ کو جو مرکزیت حاصل ہے میں حقیقی طور پر پر امید ہوں کہ مستقبل قریب میں اس ادارہ العلوم کو بھی

حقیقی مرکزیت حاصل ہو جائے اس کی راہ میں مالی غوالوں کا جواب الیاب خیر کی نگاہ توجہ سے بہت جلد دور ہو سکتا ہے جو نہایت ضروری و لازم ہے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جہاد حبیبہ علیہ السلام اس گفشن دین کو بار آور اور ہمیشگی کیلئے تربیت و شادمانی عطا فرمائے فقط

فقیر و مفت حسین غفرلہ

کیم ذوالقعدہ الحرام ۵ ۱۳۵۱ھ

۷۸۶/۹۲

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم۔ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم وعلی ذویہ  
وصحبہ ابد الذبور وکرما

فقیر سگ قادری رضوی غفرلہ دعا کرتا ہے کہ جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر اسلام اہل سنت و جماعت محلہ  
سوداگرن بریلی شریف کو خدا و رسول، جل جلالہ علیہ السلام جلد پھر اسی بام ترقی پر پہنچادیں جس پر حضور پر نور مرشد برحق  
سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ امام اہل سنت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات ظاہری میں تھا جامعہ رضویہ کے  
موجودہ انتظامات و اصلاحات کی خوبیوں پر نظر کرتے ہوئے امید کی جاتی ہے کہ بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ علیہ السلام مستقبل قریب  
میں اس دعا کی قبولیت ظاہر ہو اللہ و رسول جل جلالہ علیہ السلام اس جامعہ رضویہ مقدمہ کے طلباء کو حضرت مولانا مفتی سید  
افضل حسین صاحب بہاری ادا م فیہ شمیم الباری و حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں و امت ارشاد انجم السبار کہ  
و دیگر اساتذہ کرام کے ذریعہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار برکات و فیوض سے مالا مال  
فرمائیں اور اس کے معادنین کو برکات و اربابین سے نوازیں آمین بحر مت سیدنا الفتوح الاعظم و بحر کرم سیدنا الامام الاعظم و  
بتصدیق مرشدنا المجتہد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ارضاء ہم عنا و رضی عنا بہم فی الدارین آمین ثم آمین  
فقیر و مفت حسین غفرلہ

۸ ذی الحجۃ الحرام ۵ ۱۳۵۱ھ سے شنبہ ۷ جولائی ۱۹۶۶ء

۷۸۶/۹۲

فقیر حضرت شیر پشہ سنت و امت و کاتھم العالیہ کی دعائے مبارکہ پر آمین عرض کرتا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت شیر پشہ  
سنت کی دعا کو قبولیت کا جار عطا فرمائے آمین فقیر ابوالوہاب عبد الصیاء محمد و حبیب الدین قادری رضوی غفرلہ قدام آستانہ عالیہ  
ضیائیہ پہلی۔ بحیث

247/44

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

آج میں نے مدرسہ منظر اسلام سوداگر ناکا معاشرہ کیا مدرسہ کی عمارت اپنی ہے جو سال گذشتہ کچھ مندم ہو گئی تھی محمد تعالیٰ امسال کارکنان نے اسے از سر نو تعمیر کر لیا ہے۔ درسیں کی تعداد چھ ہے جس کی ماہانہ تنخواہ پانچ سو ۹۰۰ روپے طلباء کی تعداد محمد تعالیٰ بہت اچھی ہے صرف دورے میں ۳۰ طالب علم ہیں دیگر عربی درجات میں ۵۷ طالب علم ہیں بوقت معائنہ ۱۵۴ طلباء حاضر تھے معیار تعلیم بہت اچھا ہے متقلات و منتقلات کی اعلیٰ کتابیں موجود ہیں علاوہ دورہ کی کتابیں ایک مصری عالم سفارت خانہ مصری کی جانب سے عربی کی تعلیم کیلئے منتخب ہے۔ حسبِ جنوعی مدرسہ کی حالت بہت اچھی ہے۔

فالحمد لله على احسانه وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين. Md . Abdur Rahman.

Inspector Arabia Madaris.28.06 .1962

247/64

میں نے آج ۳۰ جون کو دارالعلوم منظر اسلام سوڈان گرن کا معاہدہ کیا بدروسہ میں آٹھ مدرسین کا عملہ ہے جس میں ایک

نام و رتبه ..... آقچه او مشهور چه ..... حاضر کی و وقت ملاقات

۳۲	۳۹	دور کا حدیث
۴۸	۶۷	دیگر درجہ
۸۰	۱۰۶	میزان

گزشتہ سال عالم میں چار طلباء کا مایاب ہوئے اور مولوی میں تین اس سال عالم میں تو طلباء شریک امتحان ہوئے۔  
چونکہ اس دور مولوی میں صرف ایک مدرسہ کو گورنمنٹ کی جانب سے ۱۸۶۰ء سالانہ امداد مل رہی ہے اور یہ مدرسہ صرف ایک  
کے چند سے ادا ہوتے ہیں مدرسہ ہذا کے منجیر مولوی طفیل احمد صاحب ہیں جنکی زیر نگرانی مدرسہ کافی اسلامی خدمت  
رہ رہا ہے مدرسہ کے پاس عمارت اپنی ہے جو صاف ستھری حالت میں پائی گئی اور ضرورت کیلئے کافی ہے اس لئے اپنے فراغت  
منجیب خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرتے ہوئے بائے محمد قاضی چغتائی

۳۰ جون ۱۹۶۳ء کو فی الفیجر اسلام آباد میں روٹیل کھینڈ کما یوں درجن ہائی

میں آج بتا رہی ۲۴ صفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۷ جولائی کو دارالعلوم منہر اسلام محلہ موداگران بریلی کا معائنہ کیا جس میں اس وقت آٹھ مدرسین ذی استعداد و قابل مشغول درس ہیں انہیں میں ایک صاحبِ مکتبہ مصر کی جانب سے درس دے رہے ہیں ظاہر ہے کہ جب اس قدر کثیر مدرسین تہذیبی سے درسی خدمات انجام دے رہے ہیں تو اس دارالعلوم کی تعلیمی حالت بہتر و عمدہ ہونی چاہیے اور ہر فن و علم کا درس اعلیٰ ہونا چاہیے بلکہ اس دارالعلوم کا تعلیمی معیار اعلیٰ ہونے کی روشنی میں طلباء کی اس قدر کثیر تعداد شاہد ہے کہ کل تعداد طلباء ایک سو اٹھائیس اور صرف درجہ حدیث میں ۴۱ طلباء ہیں تو یہ خصوصی و امتیازی شکل دوسرے مدارس عربیہ میں پائی جاتی مشکل ہے اگرچہ اس دارالعلوم میں ذاتی عمارت موجود ہے لیکن اتنے طلباء اور فصول کے درس کیلئے کم معلوم ہوتے ہیں لہذا لائق حالات کی بناء پر ایک وسیع عمارت کی سخت ضرورت ہے بالکل یہ مدرسین دارالعلوم اور مستقیم و سرپرست دارالعلوم از حد قابل تحسین شکر یہ کہ مستحق ہیں کہ ان کے مساعی جلیلہ سے عمدہ تعلیم اور اعلیٰ درس ہو رہا ہے مولیٰ تعالیٰ اہل اسلام کو اس دارالعلوم کی مزید خدمات کرنے کی توفیق دے۔

خادم العلماء

محمد اجمل ناظم اعلیٰ

مدرسہ اجمل العلوم سنبھل ضلع مراد آباد

۷ جولائی ۱۹۶۳ء

### منہر اسلام و حامدا و مصليا و مساعدا

آج مورخہ ۲۴ صفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۶۳ء کو ہفتہ عرس قادیانی رضوی دارالعلوم منہر اسلام بریلی شریف میں بھی میری حاضری ہوئی۔ ہندوستان کے سنی مسلمانوں کا یہ مرکزی ادارہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ چونکہ اس کے فیوض و برکات ملک کے ہر حصہ میں ظاہر و نمایاں ہیں سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ ادارہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے قدس سرہ العزیز کی یاد گار ہے جس کی جانب جملہ اہل سنت و جماعت کو پوری پوری توجہ دینی چاہیے لیکن افسوس کیسا تھا یہ لکھا جا رہا ہے کہ ۶۷ سال کی عمر میں اس مرکزی ادارے کو جس منزل پر ہونا چاہیے نہ تھا نہ ہو سکا جس کا واحد سبب ہماری بے توجہی ہے تاہم یہ ادارہ اتنے عرصے میں اہم ترین دینی خدمات قوم و ملک کیسے پیش کر چکا ہے جس کا انکار امر بدیہی کا انکار ہو گا۔ اس ادارہ کا نظم و نسق بہت خوب اور نہایت اچھا ہے اسی بناء پر ملک کے ہر حصہ سے علوم دینیہ کے شائقین یہاں داخل ہو کر اپنی مراویں پاتے اور اس ادارہ سے فیضیاب ہوتے ہیں یہاں کے ناظم و اساتذہ کرام سے میں واقف ہوں ان کے عمل

وگروار سے ادارہ روزنامہ و ترقی کی راہ پر گامزن ہے مولیٰ تعالیٰ اس ادارہ کو سب سے بڑا ترقی عطا فرمائے اور قلوب قوم مسلم خصوصاً سنی حضرات کو اس کی امداد و اعانت کی توفیق مرحمت فرمائے ۱۲

فقیر محمد حبیب اللہ غفرلہ اثر فی نبی

صدر مدرس جامعہ نعیمیہ مراد آباد

اہل سنت کا اولین فرض ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کی ترقی کیلئے دانے درے قدمے سختی ہر ممکن طریقہ اختیار کریں دور حاضر کے حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اب اصلاً مسائل جائز نہیں وما علینا الا النبلاغ فقیر غلام جیلانی میرٹھی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ

شب پنجشنبہ ۲۵/۲/۸۳ھ

دارالعلوم منظر اسلام اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا قائم کردہ ہے ہزار ہا حضرات نے اس چمنستان فیض سے میرا فیض حاصل کیا اب تک بفضلہ اپنی پوری شان و شوکت کیساتھ تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اساتذہ کرام بہت قابل اور مدرسہ کے خیر خواہ ہیں اس کا نظم و نسق قابل اطمینان ہے اور بہت اچھا ہے اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے نمبرہ حضرت عالی جناب جیلانی میاں صاحب قبلہ اس کے سرپرست ہیں جن کی خصوصی توجہ اور وقار سے مدرسہ عسمن و خوبی چل رہا ہے اور خدمات تعلیم دین انجام دے رہا ہے مولائے کریم اس کی ترقی فرمائے۔

محمد حسین غفرلہ

مدرس مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مراد آباد

۲۵/۲/۸۳ھ

حضرت مولانا محمد حسین صاحب نے جو کلمات دارالعلوم کیلئے لکھے صحیح ہیں مسلمانوں کو دارالعلوم کی طرف توجہ کرنی چاہیے

اسلام الدین

۷۸۶/۹۲

مدرسہ منظر اسلام ہمدانی شریف محلہ سوداگران کا نظام تعلیم اور نظم و ضبط کی قابل ستائش ہے اس پر فتنہ دور میں

مجدد و ایات قدیمہ کو برقرار رکھنے میں پوری پوری جدوجہد کے ساتھ سرگرم ہے میں نے بہت گہرائی سے اس مدرسہ کا



مطالعہ کیا ہے اس کیلئے ابتدائی جملے پیمائش میرے قلم سے قلمبند ہوئے ہر عام و خاص سے میری پر زور اپیل ہے کہ محض بیچیدگ کیلئے کے نظم و نسق پر اعتماد کر کے دالے درے قدمے نئے اس کی امداد کریں۔

ابوالوفاء فصیحی غازی پوری نائب صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت

۱۸ جولائی ۱۹۶۳ء

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کیلئے اتنا کمنا اور لکھنا کافی ہے کہ دارالعلوم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددین و ملت کا قائم کردہ دارالعلوم اور انکی یادگار ہے جس کی ضامنت کیلئے یہ بات کافی سے زیادہ ہے کہ نبیرہ اعلیٰ حضرت جیلانی صاحب قبلہ مدظلہم اسکے سرپرست ہیں ہر سنی مسلمان جس کے سینے میں سنیت کا تھوڑا سا بھی درد ہے اسکا مذہبی فرض ہے کہ اس دارالعلوم کی طرف توجہ کرے اور اس کی بقا و استحکام کیلئے پوری پوری کوشش کرے فقط فقیر محمد محبوب اشرفی غفرلہ

خادم دارالعلوم اشرفیہ احسن المدارس کانپور

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کی ترقی و تکمیل انتہائی خوشی ہوئی باوجود مستم صاحب کی علالت کا سلسلہ جاری رہنے کے دارالعلوم کی ترقی میں کوئی کمی نہیں یہ سب مستم صاحب کی خلوص نیتی کا نتیجہ ہے دارالعلوم کی مرمت اور چاروں طرف بارش سے چنے کیلئے ٹین سائیکل کیلئے لگایا ہے اس لئے عمارت محفوظ ہو گئی ورنہ بارش کاپانی دروں کے اندر آتا تھا اس دارالعلوم کی جس قدر تعریف اور مستم صاحب کے کارناموں کو بیان کیا جائے کم ہے اللہ پاک حمد و ثناء میں اپنے محبوب علیہ السلام کے اس دارالعلوم کو مزید ترقی دے آمین۔

فقیر عبدالحمید صدیقی

ناظم روضی کتب خانہ کانپور

۲۵ صفر ۱۴۰۲ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مدرسہ منظر اسلام کو مدد تقریباً اڑدہ چالیس سال دیکھتے ہوئے جو نئے یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا قائم کردہ ہے۔ اس نے جو دین کی خدمت کی ہزار با علماء و فضلاء پیدا کئے جو ملک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن اس نازک دور میں جو اس نے نمایاں ترقی کی ہے وہ اکثر من انفس ہے طلباء میں مذہبی ذوق مدرسہ کی تعلیم و تربیت ہی کا نتیجہ ہے اور

اور انہیں کی فکر کو شش اس کو بام عروج پر پہنچائے ہوئے ہے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ ان حضرات کی سعی کو قبول فرمائے اور مزید کوشش کی توفیق دے۔

محمد یونس نعیمی اشرفی۔ مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

۷۸۶/۹۲

نحمد الله العلي العظيم ونصلي ونسلم على حبيبہ الكريم -

۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ کو مسلسلہ عرس سر لیاقدس اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بریلی شریف حاضر ہوا اور مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف حاضر ہوا مدرسہ کے طلبہ اور نظم و نسق دیکھ کر بہت محظوظ ہوا مدرسہ ہذا کی علمی اور دینی خدمات کا تو اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس درس گاہ سے ہزاروں کی تعداد میں علماء و فضلاء فارغ التحصیل ہو کر نکلے اور مشاہیر میں شمار ہوئے الحمد للہ کہ اس وقت بھی ایک سو سے زائد طلبہ حدیث، تفسیر، فقہ اصول اور دیگر فنون حاصل کرنے میں مشغول ہیں آٹھ یا دس مدرسین تعلیمی خدمات میں مصروف ہیں عربی ادب کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ایک مصری مدرس ادب پڑھانے کیلئے مقرر ہیں یہ سب اراکین مدرسہ اور حضرات مدرسین کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان حضرات کی جدوجہد اور عملی کوششوں کی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور درس گاہ کو یوں نافیوما ترقیوں سے نوازے آمین جہاد النبی الامین ﷺ و الحمد للہ رب العلمین۔ حررہ ابو الجحیل محمد رضوان الرحمن الغافرقی سہسولانی، مفتی مالوہ (اندور)

۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

۷۸۶/۹۲

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله وعلى المرسلين والانباء وعلى آله و اصحابه اجمعين

فقیر حقیر نے دارالعلوم منظر اسلام کا معائنہ کیا الحمد للہ تعالیٰ نظم و نسق اور تعلیم بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر ہے اس کے سارے انتظامات بہت ہی اچھے ہیں دیکھ کر بہت ہی دل خوش ہوا ہوئی تعالیٰ اس دارالعلوم کو قیامت تک قائم رکھے اور اس کے منتظمین و مدرسین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقیر ابو الطاہر محمد طیب قادری رضوی دانا پوری غفرلہ مفتی جاوید ضلع غلام ایم، بریلی ۲۵ صفر ۱۳۸۳ھ

۷۸۶/۹۲

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی سید المرسلین۔

فقیر مدلی شریف حاضر ہوا یہ معلوم ہو کر بہت مسرور ہوا کہ شہزادہ اعلیٰ حضرت قاضی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور مفسر اعظم ہند حضرت جیلانی میاں صاحب قبلہ کے مدرسے میں چالیس طلباء حمدہ تعالیٰ صرف دورہ حدیث پڑھ رہے ہیں خداوند کریم اپنے محبوب دانائے خفایا و غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور زیادہ ترقی دے اور حضور جیلانی میاں صاحب کے سایہ مبارک کو ہمارے سروں پر مدت مدیدہ تک قائم و دائم رکھے آمین آمین ہماری سنی بھائیوں کو چاہئے کہ اس ادارے کی طرف خاص توجہ دیکھ۔

فقیر ابو النور قدس الرضا محمد شمس اللہ صدیقی بستوی شمشیلی بھیتی بخشہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

کج فقیر نے دارالعلوم منظر اسلام پر اجمالی نظر ڈالی ماشاء اللہ تعالیٰ تعلیمی و انتظامی حالت میں اچھا پایا خاص بات یہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب مدظلہ العالی کی صدر مدرس سے طلبہ کی تعداد میں کافی اضافہ ہے اور روز افزوں ترقی کر رہا ہے اسٹاف مدرسین کا بھی کافی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ قوم کو جس قدر کی نگاہ سے اسے دیکھنا چاہئے نہیں دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے کہ مدرسہ کی موجودہ عمارت مدرسین، طلبہ کیلئے ناکافی ہے اس میں اضافہ کی سخت ضرورت ہے قوم کو چاہئے کہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی اس یادگار اور مرکزی مدرسہ کی دلی کھول کر خدمت و امداد کرے۔ فقط

احقر محمد آل حسن شمشیلی اشرفی نعیمی غنی عنہ۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المحبوبین محمد وآلہ المطہرین

واصحابہ المعظمین الی یوم الدین

فقیر سگ آستانہ عالیہ رضویہ تمام مسلمانان اہل سنت خصوصاً رضوی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ اسلام و سنیت کی اشاعت و ترقی اور وہابیوں و یونیدیوں اور تمام بیدنیوں کے حلوں سے عوام و خواص اہل سنت کو محفوظ رکھنے کیلئے اسلامی ایمانی جذبہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اس دارالعلوم کی داسے درجے قدمے ہر طرح کی ہر امکانی سعی سے خدمت انجام دیکر دارین کے بے شمار برکات کے مستحق بننا آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلی آلہ

والسلام

۵

الصلو

خادم آستانہ عالیہ رضویہ مشاہد رضا حشمتی

مورخہ ۲۵ صفر المظفر یوم پنجشنبہ ۱۳۸۳ھ ۱۸ جولائی ۱۹۶۳ء

۷۸۶/۹۲

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دارالعلوم منظر اسلام کی خدمت کرتا دور موجودہ کے ماحول میں انتہائی ضروری ہے یہ ایسا مدرسہ ہے جو امام اہل سنت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کی صحیح تعلیم سے طلباء کو تیار کرتا ہے۔ اس سال بھی تقریباً آکٹائیس طلباء دورہ حدیث میں ہیں معائنہ تک میں علماء نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سے ہر سنی کو اتفاق کرنا لازمی ہے۔

سید انوار حسین نقوی عن شاہجہانپوری

۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالعلوم منظر اسلام کی خدمات ڈھکی چھپی بات نہیں۔ آج یہ دارالعلوم ساری سنییت کا مرکز نگاہ بنا ہوا ہے۔ تعلیم و تربیت ہر چیز معیاری ہے۔ طلباء کی کثرت اس کے علمی معیار کی نشاندہی کر رہی ہے۔ تمام اہل اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ اس مرکزی دارالعلوم کا اسکی دن دوئی رات چوگنی ترقی کیلئے دل سے دے، قدم سے دے، ہر حیثیت سے ساتھ دیتے رہیں۔ اسکی بقاء کے دین کی بقاء ہے۔ اور دین کی ترقی ہے۔ اور دین کی ترقی ہی ہمارا سرمایہ حیات ہے۔ رع

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

میں دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقے میں مسلمانوں کو اپنے دین مذہب سے محبت عطا فرمائے جس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ وہ ایسے مرکزی ادارے کو ہمیشہ اپنا مرکز نگاہ بنائے رہے گا۔ اور کبھی غفلت کا شکار نہ ہونے دے گا فقط والسلام۔

فقیر سید محمد عتی اثرنی غفرلہ

۱۸ جولائی ۱۳۸۳ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج فقیر جعفری مدرسہ منظر اسلام کا معائنہ کیا ماشاء اللہ پورا اشاف قابل تحسین ہے۔ طلباء ہمیشہ تعداد میں مدرسین

بہت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ طلباء کی زیادتی کے لحاظ سے مدرسہ کی عمارت بہت کم ہے فقیر تمنا کی دنیائے سنیت سے اپیل کرتا ہے کہ اسکی جانب جلد توجہ دے حقیقی معنی میں جو کام ہو رہا ہے اس لحاظ سے اسکو یونیورسٹی کرنا چاہیے۔ فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں اسکو ترقی عطا فرمائے فقط۔

فقیر سید مجتبیٰ اشرف اشرفی پکھو جھوی

۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین

وار العلوم منظر اسلام بریلی دنیائے سنیت کا عظیم دینی مرکز ہے جہاں سے سارا عالم اسلام ہر طرح فیضیاب ہو رہا ہے مسلمانوں کا یہ نیش یہاں سرمایہ دین کی یہ قیمتی امانت جس کی نگرانی سید الکریم حضرت جیلانی میاں صاحب قبلہ و امت برکاتہم القدریہ اپنی امانت کی جانی و مالی قربانیوں سے فرما رہے ہیں سارے ہندوستان کی توجہات کا مقصد ہی ہے۔ عام مسلمان ہو یا خاص اصحاب خائفانہ ہوں یا ارباب مدارس سرمایہ دار ہوں یا مفلس، یہ خوب سمجھ لیں کہ حقوق دینیہ میں وہ اپنے مرکز کی حفاظت سے کسی وقت مستغنی نہیں ہو سکتے۔ انہیں اپنے دین و عاقبت کی صیانت اور آئندہ نسل کی حفاظت کیلئے شدید ضرورت ہے کہ بہت جلد پوری قوت سے اس طرف متوجہ ہو جائیں اور عظیم مرکز کو مضبوط تر بنادیں فقط۔

غلام محمد خاں رضوی جامعہ اسلامیہ ناگپور، نزیل بریلی

۲۲ جولائی ۱۹۶۳ء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ ہذہ الدین المقومین

مصر میں تین سال قیام کرنے کے بعد محمد لہو وطن واپس ہوا اور مدرسہ دارالافتاء اعلیٰ حضرت کا سہ ماہی کرنے کے بعد ان کی بڑھتی ہوئی ترقی و یکجہ کر بڑی خوشی ہے۔ حقیقت میں یہ ترقی دفتر و مدرسہ کے اشاف کی نیک نیتی و اخلاص پر دلالت کرتی ہے خدائے پاک سے دعا ہے کہ وہ اس مدرسہ اور اس دفتر کو بہتر سے بہتر بنائے اور ان سے جو دین کی خدمت ہو رہی ہے وہ یوں ہی ہمیشہ ہوتی رہے اور خدائے تعالیٰ ان کے اشاف کو اجر جزیل عطا فرمائے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

اختر رضا خاں غفرلہ

۱۳ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء (بقیہ صفحہ ۳۵۳)



# الحمد للہ :- مجھ کو بھی ہے نسبت اس دارالعلوم سے

ان..... مولانا علامہ الحاج محمد صاوق صاحب رضوی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان (گوجرانوالہ) بفضلہ تعالیٰ صد سالہ جشن مرکزی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے سلسلہ میں تجدیثِ نعمت کے طور پر عرض گزار ہوں کہ الحمد للہ دارالعلوم کے اصغر طلباء کی فہرست میں میرا بھی نام شامل ہے۔ خدائے تعالیٰ قبول فرمائے اور اکابر کی معیت میں حشر نصیب فرمائے۔ (امین)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۹۴۱ء میں والد صاحب مرحوم کا بسلسلہ ملازمت بریلی شریف چلا لہ ہو اتو وہ ہمیں بھی ساتھ لے گئے اور خوش قسمتی سے مجھے دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی کے شعبہ حفظ میں چھوٹے طلباء میں داخل کر دیا۔ اس وقت حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے بالمقابل ایک بڑے کمرے میں پڑھائی ہوتی تھی اور سفید ریش قادری یوسف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک حفظ کراتے تھے اور طلباء پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بہت چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے وہاں کے تفصیلی حالات تو معلوم نہیں اور نہ ہی حضور متقی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور محدث اعظم پاکستان مولانا شاہ محمد سرور احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہما) کی زیارت کے متعلق کچھ یاد ہے۔ البتہ اعلیٰ حضرت کے شہزادہ اکبر حبیب الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہما) کی زیارت کی جھلک سفید ریش مبارک اور بہت نورانی صورت کے ساتھ آنکھوں میں گھومتی ہے اور غالباً عرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر حضور صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی صاحب انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت بارعب شخصیت کی زیارت و آبِ کاہِ عطاء و خطاب سننا بھی یاد پڑتا ہے جب کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار کے اندرونی مظہر کی جھلک بھی آنکھوں میں محسوس ہوتی ہے۔

بریلی شریف میں بالکل نو عمری میں اگرچہ صرف چھ ماہ کی مختصر حاضری نصیب ہوئی لیکن بھول شاعر۔

لگا ہی ہے مرے محبوب نے ایسی لگن مجھ میں

گزاروں گجا اسی لذت میں باقی زندگی اپنی

(الحمد للہ: دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے ماحول کی دل میں جو لگن لگ گئی۔ اس کی بدولت، مذہب اہل

سنت سے محبت بد مذہبوں سے نفرت علماء و مشائخ اہل سنت کی عقیدت اور ان کی مجالس و محافل میں حاضری کا ذوق دل میں پیدا ہو گیا۔ مزید برآں والد ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی تربیت و نصیحت نے ”سو نے پر سنا گئے“ کا اثر دکھایا۔ اور ربی شریف سے وطن مالوف کو ٹلی لوہاراں مشرقی ضلع سیالکوٹ واپسی پر کچھ عرصہ بعد بھٹلہ تعالیٰ سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب کو ٹلوی مدظلہ کے والد ماجد فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف صاحب محدث کو ٹلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت ہو گئی اور کچھ عرصہ آپ کے یہاں حاضری و آمد و رفت کے بعد بالآخر ”صرف و نحو“ وغیرہ کا سبق پڑھنا شروع کر دیا اور پھر جلد ہی حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خاص شفقت فرماتے ہوئے باقاعدہ مدرسہ کی تعلیم کیلئے مدرسہ جماعتیہ علی پور شریف داخل کرانے کیلئے خود ساتھ لے جا کر حضرت امیر ملت الحاج پیر سید جماعت ٹلی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا اور پھر مدرسہ ہذا میں تعلیمی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس وقت استاذ العلماء مولانا آمل حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ وہاں مدرس تھے جو چند دن بعد وہاں سے واپس تشریف لے گئے اور انکی جگہ استاذ العلماء مولانا محمد عبدالرشید تھکوی مدظلہ (فاضل ربی شریف) تشریف لائے۔ چنانچہ پھر آپ ہی سے جملہ فارسی عربی کتب پڑھیں۔ فیصل آباد: اور جب حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا مراد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد (سابق لائل پور) تشریف لائے اور بے سروسامانی کے عالم میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کا آغاز فرمایا تو الحمد للہ فوراً ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ماشاء اللہ سال کے پہلے ہی دورہ حدیث شریف میں داخل و شامل ہو کر دورہ حدیث شریف کی تکمیل کا شرف اور سند فراغت و دستار فضیلت کی سعادت حاصل کی۔

جس علی روحانی مساعی بہاد کی ابتداء ہوئی تھی، دارالعلوم منظر اسلام فیصل آباد میں اسکی تکمیل ہوئی

والحمد لله رب العلمین اولاً و آخر اوالصلوة والسلام علی سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام

## صاحب سجادہ کے نام

انوار محمد مظفر قبال مصطفوی کے اپنے مفتی محمد غلام جعفر سے ہزارویں قادری رضوی

پاکستان

الحضرت المکرم سبحان رضا خاں صاحب زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ

ربیلی شریف

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

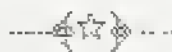
مزاج گرامی !

حضرت مولانا سید شاکر علی صاحب رضوی مدرس منظر اسلام بریلی شریف لاہور تشریف لائے تھے منظر اسلام کے جشن صد سالہ کے سلسلہ میں کچھ نو اورات کی فوٹو اسٹیٹ وہ مجھ سے لے گئے اور فرما گئے کہ منظر اسلام کے حوالہ سے کوئی اور مواد ملے تو بریلی شریف روانہ کر دینا۔

حضرت مجددت اعظم پاکستان کی صاحبزادی پچھلے ماہ انتقال کر گئیں وہ استاذی المکرم مولانا علامہ غلام رسول صاحب رضوی کے عقد میں تھیں۔ تعزیت کے موقع پر میں نے قبلہ استاذ صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ بریلی شریف کے حوالے سے کوئی بات ہو تو صد سالہ جشن منظر اسلام کیلئے عنایت فرمائیں۔ انہوں نے بریلی شریف میں چند روزہ جو قیام کیا اسکی مختصر سی روداد میں نے قلمبند کی ہے حاضر خدمت کر رہا ہوں صد سالہ جشن کے ”نمبر“ کے صفحات میں جگہ ہو اور مناسب سمجھیں تو شائع فرمادیں جشن صد سالہ کے اشتہارات ضرور ارسال فرمائیں۔ مختصر روداد لفٹ ہڈ ہے۔

بظنہ نے ایک بار اپنے احباب کے ساتھ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی علی خاں صاحب کی سرپرستی میں آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ کی جاضری کے موقع پر آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔

بندہ اور تمام احباب اہل سنت کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلام مع الاکرام



جامع معقول و منقول شیخ الحدیث علامہ مولانا مولوی غلام رسول صاحب رضوی شارح صحیح بخاری۔

بانی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ سائق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد (لاکھ پور) مہتمم جامعہ سر اجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد علماء اہل سنت میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔

جامعہ قحیہ اچھرہ لاہور میں معقولات و منقولات کے ماہر استاذ الاساتذہ حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فتوان کی تکمیل کے بعد۔ حصول علم حدیث کیلئے پنجاب کی کئی درسگاہوں میں گئے لیکن اطمینان نہ ہوا اسی کشکش میں ایک سال کا عرصہ بیت گیا۔

ایام تعطیلات گزارنے کے بعد، ملن مالوف ضلع امرتسر چلے گئے اسی دوران حضرت مجددت اعظم پاکستان

مولانا سر دار احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف سے اپنے گھر ضلع سرگودھا میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت محدث اعظم نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ اس سال ماہ رمضان مبارک کے ایام بریلی شریف میں گزاروں اور ازراہ شفقت فرمایا کہ تمہارا ارادہ کیا ہے آپ نے اسے تائید نہیں اور باعث خوش قسمتی و نصیحت سمجھا کہ اس بحر العلوم کے زیر سایہ رہ کر مجھے علمی استفادہ کا زین موقع مل رہا ہے۔ اس لئے آپ نے آپ کے ہمراہ بریلی شریف جانے کے عزم بالجزم کا اظہار کر دیا۔

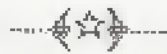
حضرت محدث اعظم پاکستان نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں فلاں تاریخ کو بریلی شریف جانے کیلئے امرتسر اسٹیشن پر لوٹا گا تم بھی وہاں پہنچ جانا۔ چنانچہ تاریخ مقررہ پر جب آپ امرتسر اسٹیشن پر پہنچے تو حضرت محدث اعظم وہاں تشریف فرما تھے۔ اور مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد عنایت اللہ صاحب مع اپنے تلامذہ کے بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت محدث اعظم کی قیادت میں بریلی شریف کے سفر کا آغاز ہوا۔ اگلے روز ہم اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا کے شہر بریلی شریف پہنچے، آستانہ عالیہ رضویہ پر حاضری دی قلب کو فرحت و سکون میسر ہوا۔ وہاں پہلی بار شہزادہ امام احمد رضا حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا، قدم بوسی نصیب ہوئی۔ آپ انسانی شفقت سے پیش آئے۔

مولانا غلام رسول صاحب رضوی کا جتنا عرصہ بھی بریلی شریف میں قیام رہا بلا ناغہ روزانہ حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہے بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سر دار احمد صاحب سے علم حدیث کا درس لیا۔ علمی خوشہ چینی کی بہت سے مسائل پر بحث و تمحیص سے عقدہ کشائی ہوئی۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی فرماتے ہیں کہ : میں نے دوران استفادہ حضرت محدث اعظم کو علم حدیث علم کلام اور معقولات میں تحقیق کا بحر ذخار پایا۔ جس مسئلہ پر بھی گفتگو کی پوری پوری تسلی و توفیق ہوئی۔ فراغت کے بعد محدث اعظم مولانا سر دار احمد کی وساطت سے شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے اپنے دست اقدس سے سند مبارک پر تر کے عنایت فرمائی اور ڈیڑھ روپوں دعاواں سے نوازا۔ الحمد للہ کہ یہ تہمک آپ کے پاس محفوظ ہے۔

مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعاواں کا اثر ہے کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی تالیف و تصنیف تدریس و افتاء میں پُر طولی رکھتے ہیں۔ آپ کے سیکڑوں شاگرد ملک ویران ملک خدمت دین میں مصروف ہیں۔

اللہ جل مجدہ! اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین



(۱)

محترم القام جناب مستم صاحب السلام علیکم

مجلہ صد سالہ کیلئے اپنا ایک تاثراتی خط ارسال ہے ۸۷ء دن قبل تین مقالات از محقق اہل سنت مولانا جلال الدین قادری کھاریاں ارسال کئے امید کہ مل گئے ہوں گے۔ مقالات خصوصاً آپ کے مجلہ کیلئے لکھے ہیں۔

محقق اہل سنت مولانا جلال الدین قادری صاحب نے میری درخواست پر علالت کے باوجود ۲۲ مقالات ۱۰+۱۹ صفحات لکھ کر دیئے جو آپ کو روانہ کر چکا ہوں۔ موصوف اہل سنت کے تاریخی کتب کے مرتب ہیں۔ محقق اہل سنت کے مضامین مجلہ صد سالہ میں شائع فرمائیں مجلہ صد سالہ کو خوب معیاری تاریخی مائیں محنت سے شائع کریں۔ تحقیقی مقالات لکھوائیں گویا منظر اسلام کی ۱۰۰ سالہ تاریخ ہو۔ تاریخی دستاویز ہوگی، آئندہ کے مورخین کیلئے مواد ہوگی۔

کیونکہ اکثر لکھنے والوں نے معذرت کی کہ دوا العلوم منظر اسلام کے متعلق مواد نہیں ہے لہذا لکھ نہیں سکتے بہر حال مولانا جلال الدین قادری مدظلہ نے ۲۲ مقالات لکھ کر دیئے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں تجاویز لکھتا رہوں گا۔ آپ بھی مجلہ صد سالہ کو تحقیقی، معیاری مقالات کے اعتبار سے مائیں جملہ احباب کو سلام عرض ہو۔

**نوٹ :-** میں نے مقالات کے ہمراہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر Ph. d کر نیوالوں کی جو فہرست بھیجی ہے وہ نامکمل ہے۔ لہذا آپ مکمل فہرست Ph. d والی محفرت کے متعلق ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پوسٹ بکس نمبر ۳۸۹ ر کراچی سے منگوا کر اپنے صد سالہ مجلہ میں شائع فرمائیں۔ میری بھیجی ہوئی فہرست نامکمل ہے اسے شائع کرنے کی ضرورت نہ ہے مکمل فہرست ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے دستیاب ہوگی۔ رابطہ کر کے منگوائیں۔ Ph. d مکمل کی فہرست فی الحال میرے پاس نہیں ہے ورنہ بھیج دیتا۔ والسلام۔ (محمد طاہر رضوی)

(۲)

واجب صدا احترام جناب مستم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

السلام علیکم: امید کہ مزاج گراں خیر ہوں گے۔

یہ جان کر مسرت ہوئی کہ یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام اپنے قیام کے سو سال گزار کر چکا ہے اور صد سالہ

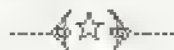


تقریبات کا انعقاد ہو رہا ہے۔ دارالعلوم اپنی شاندار تاریخ رکھتا ہے دارالعلوم نے اہم خدمات سرانجام دی ہیں۔

اس دور میں وہابیت کی آمد بھی گلشن اسلام کے چوں کو زبرد کر رہی تھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجددانہ کردار ادا کرتے ہوئے حسام الحرمین لکھ کر ایسی باڑ لگائی کہ اس باغ کے چوں کو پھر آمد بھی کے زہریلے اثرات کا خطرہ نہ رہا۔ دوسری طرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں ایک مرکزی ادارہ منظر اسلام قائم فرمایا جو ایک ادارہ ہی نہیں عشق رسول ﷺ کی ایک تحریک بھی تھا جہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء نے معاشرے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایک جانب تو ان علماء حق نے دین میں پیدا ہونے والے نئے نئے عقول کا مقابلہ کیا دوسری جانب ان علماء نے ملت اسلامیہ کی راہنمائی کرتے ہوئے آل انڈیا سنی کانفرنس مدارس کا انعقاد کر کے تاریخ میں نئے باب کا آغاز کیا۔

علماء حق میں پائی جانے والی جملہ خوبیوں اخلاص، تواضع، تقویٰ، علمدارت، حق گوئی وہبہ باکی دارالعلوم کے بورگوں میں پائی جاتی ہے۔ جو علماء حق کا ہمیشہ طرہ امتیاز رہی ہے دارالعلوم منظر اسلام کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر تشنگان دارالعلوم اور عقیدت مند ان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیلئے لمحظہ فکریہ ہے۔ کہ جن اکابرین کے نام تقریبات منعقد ہو رہی ہیں۔ ان کا مشن کیا تھا؟ انہوں نے کیا کیا قرآنیاں دیں؟ ان کی زندگیاں کیسی تھیں؟ انہوں نے دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک کیسے پہنچایا؟ آج ہماری اور لکھنؤ کی زندگیوں میں کیا فرق ہے؟ اور یہ فرق کیسے دور ہو سکتا ہے آج ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ ہم ان ذمہ داریوں کو کہاں تک پورا کر رہے ہیں دارالعلوم کن مقاصد کے تحت قائم کیا گیا۔ (یادگار اعلیٰ حضرت) کی ترقی میں ہم نے کیا کردار ادا کیا۔ ہم دارالعلوم کے پیغام کو پھیلانے (پھیلانے) میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں آج ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا ہے اور عہد کرنا ہے کہ دارالعلوم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ امت مسلمہ کی اصلاح کرنی ہے اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور مصطفیٰ ﷺ شافع ہوں۔ یادگار اعلیٰ حضرت (دارالعلوم منظر اسلام) کی ترقی کیلئے دعا گو ہوں اللہ دن و رات چو گئی ترقی عطا فرمائے آمین۔

راجہ (محمد طاہر رضوی) ایڈووکیٹ ہائی کورٹ جھلم پاکستان



۷۸۶/۹۲

مکرمی و محترمی سیدی و سندی ذریعہ سجادہ نشین صاحب قبلہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
عہدہ تعالیٰ طالب خیر مع الخیر ہے گرامی نامہ موصول ہوا امتوں و مشکور ہوں فقیر نے جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر

اسلام ہدیٰ شریف میں تعلیم حاصل کی ہے وہ مبارک دور تھا حضرت ملک العلماء مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب فاضل بہاری، حضرت مولانا مولوی عبد العزیز محدث صاحب، حضرت مولانا مولوی احسان علی صاحب بہاری، حضرت مولانا مولوی ابرار حسن صاحب صدیقی، حضرت مولانا مولوی سردار علی خاں عرف عزومیہ صاحب، حضرت مولانا مولوی اعجاز دلی خاں صاحب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ان حضرات کے علاوہ دیگر علماء کرام تھے۔ سند فراغت کے بعد حضرت صدر العلماء امام النجہ مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب میرٹھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلا گیا۔ درجہ شیخ الحدیث کیلئے حضرت نے اور حضرت مولانا مولوی نعیم اللہ خاں صاحب صدر المدرسین و حضرت مولانا مولوی مفتی محمد فاروقی صاحب نے یاد فرمایا مگر اپنے جسمانی ضعف کی بنا پر حاضر نہ ہو سکا اور سالانہ امتحان دواہر العلوم منظر اسلام کیلئے ایک عرصہ ورازی سے حاضر ہوتا ہوں شرف بیعت حضرت جلالہ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اور خلافت حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل ہے۔ فقط والسلام

چراغ عالم عفی عنہ

صدر المدرسین مدرسہ اہل سنت اشرفیہ غمیر العلوم سنبھل۔

۷۸۶/۹۲

ذوالعالی نبیرہ اعلیٰ حضرت شہزادہ ریحان ملت حضرت سبحانی میاں صاحب دام ظلکم السلام علیکم

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ آپ ”عرس رضوی“ کے پریموار موقع پر مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کا صد سالہ ( جشن زرین ) انتہائی ترک و احتشام کے ساتھ منارہے ہیں۔ اس حسین موقع پر آپ کو غلو ص دل سے ہدیہ تحریک پیش کرتا ہوں ہم لوگوں کو اعلیٰ حضرت کی محبت و رش میں ملی کیوں کہ والد گرامی حضرت قبلہ سید محمد منظور علی عرف چھوٹے میاں بشیری صاحب علیہ الرحمہ بانی جامعہ ہذا کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ سے از حد محبت تھی اور تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت کے خاموش مبلغ رہے۔ حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی سدا مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رہنے اور اپنے جنازہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت کا تحریر کردہ درود ”مکعب کے بدر الدجی تم پہ کردوں درود“ پڑھنے کی تحریری وصیت فرمائی اسی لئے ہمارے گھر کے چچے کے دل میں اعلیٰ حضرت کی محبت ہے۔ اخیر میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کا سایہ اہل سنن پر تادیر قائم رکھے جامعہ رضویہ منظر اسلام ہمیشہ اعلیٰ حضرت اور خاندان اعلیٰ حضرت سلامت رہے۔

نیاز مند نووی میاں لندن حضرت سید منظور علی عرف چھوٹے میاں علیہ الرحمہ

خادم جامعہ غوثیہ بشیر العلوم، محلہ شیخوپورہ، بمبئی ضلع بریلی

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی خیر باد! حسب الکلم چند سطور تحریر ہیں اگر کسی قسم کی کوئی نقص و کمی نظر آئے تو اپنے قلم سے درست فرمادیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت پابند۔ باد خاندان اعلیٰ حضرت زندہ باد، جامعہ رضویہ منظر اسلام آباد۔ میں مجدد دین و ملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ادارہ منظر اسلام کے جشن صد سالہ منعقد کرنے والوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور لاکھ صد تحسین ہیں وہ احباب اہل سنت، علماء و فضلاء و مفکرین دین و ملت جنہوں نے اس سلسلہ میں اپنی اپنی گراں قدر تحریروں سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی دو جامعہ رضویہ منظر اسلام کا عظیم خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے، خادم صرف فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر ہی اپنی تحریر کو ختم کرتا ہے۔

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

خادم العلماء والفقراء

سید محمد شاہد علی میاں تقویٰ بشیری فیضی

مستتم جامعہ غوثیہ بشیر العلوم بمبئی شیخوپورہ بمبئی ضلع بریلی شریف

## اعلان

۱:- جن حضرات کے مضامین ”بروز سے عجالت“ اس نمبر میں شامل نہیں ہو سکے ہیں وہ آئندہ

شامل کئے جائیں گے۔

۲:- مضامین نگار حضرات مضامین اس سال فسر ما کر اپنے قلمی تعادلات سے نواز دیں۔ ”ادارہ“

مرکز آهلسنت جامعہ رضویہ منظر اسلام  
کی شہ منزلہ عمارت بنام  
حامدی منزل کا پرکھ منظر

